

کتابخانه حسنہ

سوانح حیات سید العارفین شیخ الغفر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری

toobaa-elibrary.blogspot.com

تألیف

حضرت انور ڈاکٹر لال دین اختر ایم اے (ادب) لاہور

محل انجمن دینی اسکول لاہور

مکتبہ خلافت الدین

شیرانوالہ ڈویژن، لاہور

کتابخانه حسنہ

سوانح حیات سید العارفین شیخ اتمیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری

مفسرین تہذیبی و علمی، غیرت و حق پرستی، فہم و تدبیر، اور
جہاد و سرگرمیاں، عشق و غنائ، حسن و جمال، انبیاء و سنت نبوی
عائدہ کشف و مخاریف اور غیرہ



احقر الانام ڈاکٹر لال دین اختر ایم اے (تاریخ و ادب)
ملی انک ڈی اسٹریا (پناب)

مکتبہ خدام الدین

شیر انوار دروازہ، لاہور

کتاب الحسنات

سوانح حیات سید العارفین شیخ انیس

حضرت مولانا احمد علی لاہوری

مفسر اہل تہذیب علی ٹیوشن، دکن، آفریقہ، فیضانِ حق، مدبر، مجاہدانہ کارنامے
مجاہدانہ سرگرمیاں، عقائد، فضائل، حسنِ خصال، اقتباسات، نبوی
عارفانہ کشف و خوارق پرست، سیرتِ کامل تبصیر

تالیف

احقر الانام ڈاکٹر لال دین انگریم لے (ایم۔ اے۔ اسلامیات عربی)

پہلی ایج ڈی اسلامیا (پنجاب)

مکتبہ خدام الدین

شانہ الوداد، لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	ابتدائیہ	۲۴	۱	۲۴
۲	دعوتِ تائیت	۲۵	۵	۲۵
۳	تجدیدِ فہم	۲۶	۱۰	۲۶
۴	آفتاب	۲۷	۱۱	۲۷
۵	تقدیرِ خطرات	۲۸	۱۲	۲۸
۶	سرفرازِ عیدِ شہداء	۲۹	۱۳	۲۹
۷	تبدیلِ حسین شاہ نفیس رقم	۳۰	۱۴	۳۰
۸	ڈاکٹر ذوال دین انصاری	۳۱	۱۵	۳۱
۹	قاضی قزاقی	۳۲	۱۶	۳۲
۱۰	سیاحِ نورجیل	۳۳	۱۷	۳۳
۱۱	بنوستان کی سیاسی و مذہبی حالت	۳۴	۱۸	۳۴
۱۲	ولادتِ باسعادت	۳۵	۱۹	۳۵
۱۳	وفاقی حکومت	۳۶	۲۰	۳۶
۱۴	سرفرازِ عیدِ الفی	۳۷	۲۱	۳۷
۱۵	حضرت کاظمین	۳۸	۲۲	۳۸
۱۶	سرفرازِ عیدِ الفی	۳۹	۲۳	۳۹
۱۷	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۰	۲۴	۴۰
۱۸	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۱	۲۵	۴۱
۱۹	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۲	۲۶	۴۲
۲۰	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۳	۲۷	۴۳
۲۱	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۴	۲۸	۴۴
۲۲	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۵	۲۹	۴۵
۲۳	سرفرازِ عیدِ الفی	۴۶	۳۰	۴۶

اشاعت : ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ ، اگست ۱۹۸۵ء

نام کتاب : کتاب الحیات

(سوانح حیات حضرت شیخ الاسلام محمد علی اعظمی)

مؤلف : ڈاکٹر ذوال دین انصاری

تعداد : ۱۰۰۰ - ایک ہزار

صفحات : ۵۴۶

مطبع : تعمیرِ پرنٹنگ پریس، فیروز پور روڈ، لاہور

ناشر : عینِ بانیہ، محلہ لادھی، جینڈیالہ روڈ، فیروز پور

قیمت : ساڑھے دو روپے

کتابیت : مقصود احمد، ٹانک پست سٹیشن، فیضی

جلد بندی : نسیم لاٹھری، پنجاب پبلیشرز، لاہور

تفصیلات

۱۔ دفترِ انجمنِ ہفت روزہ نظام الدین، فیروز پور، لاہور

۲۔ سید احمد شہید ایڈیٹر، فیروز پور، لاہور

۳۔ ڈاکٹر ذوال دین انصاری، محلہ لادھی، جینڈیالہ روڈ، فیروز پور

صفحہ	مضمین	صفحہ	مضمین	صفحہ
۲۹۵	ایمانیات علیہ	۱۴۴	حضرت کے صحابہ	۹۸
۲۹۶	رسالہ عقیدۃ القرآن	۱۴۵	دوسرا حصہ	۹۹
۲۹۷	رسالہ عقیدۃ قرآن	۱۴۶	مواہیک دینی و ملی خدمات	۱۰۰
۲۹۸	خلاصۃ اسلام	۱۴۷	مواہیک فضیلت	۱۰۱
۲۹۹	قرعید مقبول	۱۴۸	بشیریت مغیرہ قرآن حکیم	۱۰۲
۳۰۰	عبادات	۱۴۹	ترجمہ عثمانی قرآن مجید	۱۰۳
۳۰۱	فقہ نذر	۱۵۰	آثار و احادیث علامہ کام	۱۰۴
۳۰۲	فقہ دفعہ	۱۵۱	حضرت سلمان کے ترجمہ انفسی صحیفہ	۱۰۵
۳۰۳	فقہ رکوع	۱۵۲	تفسیر سورۃ قمریش	۱۰۶
۳۰۴	فقہ عید قرآن	۱۵۳	سورہ کوثر	۱۰۷
۳۰۵	وفیض	۱۵۴	سورہ طہ	۱۰۸
۳۰۶	شرح اسباب الحشر	۱۵۵	مضمون سورۃ طہ	۱۰۹
۳۰۷	رسالہ معنی اور لغت کی پہچان	۱۵۶	تفسیر سورۃ ناس	۱۱۰
۳۰۸	خدا کی نیک بندیاں	۱۵۷	مضمین سورہ العصر	۱۱۱
۳۰۹	فصل حقوق و فرائض	۱۵۸	درس عام	۱۱۲
۳۱۰	خدا کی رحمت	۱۵۹	درس خصوصی یا مددہ تفسیر	۱۱۳
۳۱۱	مسلمان عہد کے فرائض	۱۶۰	قرست علامہ کام	۱۱۴
۳۱۲	رسالہ پروردگار کے فرائض	۱۶۱	جدید تعلیم یافتہ حضرات	۱۱۵
۳۱۳	طریقت و حقیقت	۱۶۲	چند علماء کبار کا درس	۱۱۶
۳۱۴	تقسیم عمل	۱۶۳	حقائق میں درس قرآن مجید	۱۱۷
۳۱۵	بچے پر کیا پہچان	۱۶۴	مولانا ایشیت احمد	۱۱۸
۳۱۶	فصل مسک	۱۶۵	خلاصۃ المسکوتہ	۱۱۹
۳۱۷	اصلاح رسوم	۱۶۶	مولانا لہوری کا فقہیاز مسک	۱۲۰
۳۱۸	تذکرۃ الیوم اسلام	۱۶۷	تعلیم کا صحیح مطلب	۱۲۱
۳۱۹	شفاۃ الخوارزمی و حیات طریقہ	۱۶۸	جمہوریت جیسے دین	۱۲۲
۳۲۰	اسلام میں نکاح بچکان	۱۶۹	قرست رسالہ خدمات دینی	۱۲۳
۳۲۱	احکام شنب بکرات	۱۷۰	رسالہ حاجات کی تقسیم	۱۲۴

صفحہ	مضمین	صفحہ	مضمین	صفحہ
۳۲۲	یکم و کرامت کا جواب	۴۳	مرزا شمس الدین حضرت لاکھوتی	۱۲۵
۳۲۳	پالیما پروردگار کا وارث و وارث	۴۴	چاہت اسلامی	۱۲۶
۳۲۴	حکومت برطانیہ کی ملکیت علی پتھر	۴۵	پروردگار	۱۲۷
۳۲۵	انجمن خدام الدین کا قیام	۴۶	حکومت دہرہ خدام الدین	۱۲۸
۳۲۶	جنس و نسل پر نظر	۴۷	مولانا کی ولادت اور بچپن کی گویاں	۱۲۹
۳۲۷	قرآن حکیم کے دلدس	۴۸	مولانا کے حضرت لاکھوتی	۱۳۰
۳۲۸	تفسیر قرآن مجید	۴۹	یوم و نجات حضرت آیت	۱۳۱
۳۲۹	مدیر عام العلوم کا اجراء	۵۰	کتوب گرامی و حافظہ حبیب اللہ	۱۳۲
۳۳۰	تاریخی سہولت	۵۱	عالمی کی مدنی	۱۳۳
۳۳۱	دیگر مشہوریات	۵۲	مقام حافظہ الفنی و سب کا جواب	۱۳۴
۳۳۲	شہید شہادت	۵۳	اخلاقیات کے چند تفہیمات	۱۳۵
۳۳۳	مولانا کا تشریح	۵۴	ایک تفسیر جس کی کاروائی	۱۳۶
۳۳۴	حضرت شمس الدین طائفات	۵۵	ترتیب شمس الدین کی خوشبو	۱۳۷
۳۳۵	میدان عسل	۵۶	حضرت کے ایک نیکو کار اور پروردگار	۱۳۸
۳۳۶	تذکرہ اندلسی و قریبات	۵۷	مولانا عبدالحق کی خدمات دینی	۱۳۹
۳۳۷	نسب نامہ علم و حیرت	۵۸	حضرت مولانا کا بیان کتب	۱۴۰
۳۳۸	دین و سیاست	۵۹	نئے حسن کی عہد نشی	۱۴۱
۳۳۹	جیت اللہ، میدان کا قیام	۶۰	مقام عائشہ کی لکھوت	۱۴۲
۳۴۰	خاک و کرب	۶۱	حافظ حبیب اللہ خاں دینی و علم	۱۴۳
۳۴۱	ناموس و صفائی کا تحفظ	۶۲	حاشیہ میں ایک فردی کتب	۱۴۴
۳۴۲	انجمن حمایت اسلام کی سرپرستی	۶۳	قاری عبدالحق شہر مرحوم	۱۴۵
۳۴۳	جیت اللہ رسالہ اکبر کا قیام	۶۴	حافظ عبدالحق مرحوم	۱۴۶
۳۴۴	دستور و دفاتر	۶۵	حضرت شیخ التفسیر کا ترجمہ	۱۴۷
۳۴۵	جہاد و کرب میں مولانا کی شرکت	۶۶	تاریخ ہائے رحلت	۱۴۸
۳۴۶	صفت دانشور کی علامہ لاکھوتی	۶۷	مرثیہ حضرت مفتی جلیل احمد لدھی	۱۴۹
۳۴۷	مدیر محرم کی دینی خواہش و اصلاح	۶۸	نور و انگور	۱۵۰
۳۴۸	کاگر لکھوتی شہکار	۶۹	مفتی کی حیثیت	۱۵۱

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۵۰۱	حضرت مولانا داؤد غزنویؒ	۲۱۲	۲۱۲	۲۱۲	۲۱۲
۵۰۲	علاء الدین محمد غزنویؒ	۲۱۳	۲۱۳	۲۱۳	۲۱۳
۵۰۳	حضرت لاجپور کے گھوڑوں کے بارگاہ کی شہرہ	۲۱۴	۲۱۴	۲۱۴	۲۱۴
۵۰۴	غزنی کی نقل	۲۱۵	۲۱۵	۲۱۵	۲۱۵
۵۰۵	غزنی دنیا	۲۱۶	۲۱۶	۲۱۶	۲۱۶
۵۰۶	حضرت لاجپور کے چننے والے کے بارگاہ کے	۲۱۷	۲۱۷	۲۱۷	۲۱۷
۵۰۷	مستشرقین کا	۲۱۸	۲۱۸	۲۱۸	۲۱۸
۵۰۸	حضرت مولانا داؤد غزنویؒ	۲۱۹	۲۱۹	۲۱۹	۲۱۹
۵۰۹	حضرت شیخ الفیہ کے مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۰	۲۲۰	۲۲۰	۲۲۰
۵۱۰	حضرت لاجپور کے مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۱	۲۲۱	۲۲۱	۲۲۱
۵۱۱	حسن خاندان داؤد غزنویؒ	۲۲۲	۲۲۲	۲۲۲	۲۲۲
۵۱۲	کئی بیانات	۲۲۳	۲۲۳	۲۲۳	۲۲۳
۵۱۳	مختصر روایات، احادیث اور	۲۲۴	۲۲۴	۲۲۴	۲۲۴
	اگر نثری عبارت کا ترجمہ				

۲۰/۱۲۵

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۲۰	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۱	۲۲۱	۲۲۱	۲۲۱
۲۲۲	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۲	۲۲۲	۲۲۲	۲۲۲
۲۲۳	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۳	۲۲۳	۲۲۳	۲۲۳
۲۲۴	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۴	۲۲۴	۲۲۴	۲۲۴
۲۲۵	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۵	۲۲۵	۲۲۵	۲۲۵
۲۲۶	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۶	۲۲۶	۲۲۶	۲۲۶
۲۲۷	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷
۲۲۸	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۸	۲۲۸	۲۲۸	۲۲۸
۲۲۹	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۲۹	۲۲۹	۲۲۹	۲۲۹
۲۳۰	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۰	۲۳۰	۲۳۰	۲۳۰
۲۳۱	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۱	۲۳۱	۲۳۱	۲۳۱
۲۳۲	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۲	۲۳۲	۲۳۲	۲۳۲
۲۳۳	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۳	۲۳۳	۲۳۳	۲۳۳
۲۳۴	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۴	۲۳۴	۲۳۴	۲۳۴
۲۳۵	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۵	۲۳۵	۲۳۵	۲۳۵
۲۳۶	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۶	۲۳۶	۲۳۶	۲۳۶
۲۳۷	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۷	۲۳۷	۲۳۷	۲۳۷
۲۳۸	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۸	۲۳۸	۲۳۸	۲۳۸
۲۳۹	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۳۹	۲۳۹	۲۳۹	۲۳۹
۲۴۰	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۰	۲۴۰	۲۴۰	۲۴۰
۲۴۱	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۱	۲۴۱	۲۴۱	۲۴۱
۲۴۲	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۲	۲۴۲	۲۴۲	۲۴۲
۲۴۳	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۳	۲۴۳	۲۴۳	۲۴۳
۲۴۴	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۴	۲۴۴	۲۴۴	۲۴۴
۲۴۵	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۵	۲۴۵	۲۴۵	۲۴۵
۲۴۶	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۶	۲۴۶	۲۴۶	۲۴۶
۲۴۷	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۷	۲۴۷	۲۴۷	۲۴۷
۲۴۸	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۸	۲۴۸	۲۴۸	۲۴۸
۲۴۹	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۴۹	۲۴۹	۲۴۹	۲۴۹
۲۵۰	تفسیر مولانا داؤد غزنویؒ	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰

باقی اسلاف عظام کے سوانح حصہ بہ حصہ مرتب ہونا خود عرض کیا۔ میری بعید پر حضرت
کی پاکیزہ سیرت کی تطبیق و تائید کے خواہد روشن ہوئے۔ بس یہی چاہئے کہ جو
آج اپنے معزز قارئین کی خدمت میں لکھنا چاہتا ہوں۔
واللہ! بالشر! میں نے اب اسے پرندہ دریا میں سے پرندہ پرندہ کر کے
نہیں کیا بلکہ اپنی کم مائیگی کی بنا پر اپنی تخلیق کیفیتوں اور حضرت عالی مقام کے
روحانی درجہات رفیعہ کو احاطہ تحریر کرنے سے قاصر رہا ہوں۔

واحررنا! واقعیتاً! ان دنوں حب کتابت کی کتابت ہو رہی ہے اور
گاہے گاہے جانشین حضرت شیخ الغیر مولانا قاری عبد اللہ انور صاحب سے
اس کی تکمیل کی دعا بھی کر دینی جا رہی ہیں، تو اچانک صرف سات دن کی قلیل
لیکن شدید علامت کے بعد ہمارے آقا مولانا امام الہدی حضرت مولانا عبد اللہ
انور صاحب جو وقت جمع داعی اجل کو لبیک کہہ کر وادی فردوس میں ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے جا لیے ہیں۔

یہ ناگہانی جانساک علامت! یہ وحشت خیز المیہ! یہ زہر گداز سانحہ احوال،
پروردگار عالم کی قسم ہر دلوں کی لاکھوں ارواح و قلوب کو بھردر کر گیا ہے اور
! دھرم کے دل کی امید دل کی کشت زار بن کر رہ گئی ہے۔ ہمارے
اقربوں! یہ اول زندہ مسرتوں سے بھر پور تھا۔ میں اس سید گھڑی کا منتظر
تھا۔ جب میں خاندان سندھی کا تیسرا بزرگ و بزرگات حضرت امام الہدی کے
حضور پیش کر کے عرض کرتا: جھنڈو!
مگر قبول افتد رہے عز و شرف

مگر..... دست قضا نے میری امیدوں کی چھتیاں
کو باختران جگر باد صرصر کے حوالے کر دیا۔ کاش! آج میرے مرنے و مسمن
دیر سے ہوں شمر، مولانا قاری عبد اللہ انور صاحب انیس چار سال
خالی خیر و نرا کے ممبر پر رونق افروز ہوئے اور اپنے پیر بزرگوں کی مبارک زندگی

کرتا ہے۔ لیکن اس کی سرنگ آلود نگاہیں اس کے اندرونی غم و اندوہ کی تمامگی کو
میں جب اس کے اعتراف و قرباء کی نظر میں اس کی اس حالت پر لڑتی ہیں، تو گھر کا
سارا نظارہ انگیزہ حوالہ آن واحد میں افسردگی سے بدل جاتا ہے حقیقت ہے کہ
افسردہ دل افسردہ کندہ آنجنے والا

میں جب ان سطور کو حوالہ رقم کر رہا ہوں، تو سیدی و شردی کی دائمی رفعت
کے مجروح احساسات میری تفریق کو شل کر رہے ہیں۔ دل چاہتا ہے، خون کے
آنسو بہاؤں، یہ وہی کتاب ہے جس کا مسودہ میرے والد عالی آقا نے اپنی مبارک زبان
سے میرے دوست باپ منظور سید صاحب کو لکھوا تھا اور آپ کے گھر سے صحیح
تک کے حالات اس میں درج تھے۔ میں نے مسودہ محمد بالا کو اپنی کاپی میں نقل کر لیا
اور اصل عبارات واپس کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! یہ آپ کی زندگی کے احوال
ہیں۔ لیکن جس جاذبیت کی بنا پر خلق خدا کائنات میں آپ کی خدمت انکس میں
حاضر ہوئی ہے، اس کا تو اس میں ذکر نہیں ہے۔ پروردگار تعالیٰ سے فرمائے گئے جو
کچھ ہے، آپ کو مل گیا ہے۔ آپ بفضل خدا اس کو اپنے انداز میں لکھالیں۔
اس واقعہ کے چند ماہ بعد، میں نے حضرت کے تمام سوانحی خاکے، آپ کی علمی

اور دینی خدمات، اجماعاً ازاد محمد راز سرگرمیاں، اور ازاد شرف و کرامات کے
شوق حوالات اپنی استعداد کے مطابق ترتیب دے کر آپ کے حضور میں
پیش کئے۔ اس وقت آپ کے جانشین حضرت مولانا عبد اللہ انور مرحوم بھی
موجود تھے۔ انتہائی سرشار التفات سے سماعت فرما کر آئندہ لکھنے کی اجازت دی
اور ساتھ ہی فرمایا: ہم عصر طر سے ہوا تعلق، کے عنوان کا بھی اضافہ کر لیں۔

میں نے ۱۹۴۸ء کو حضرت کے دست الطہر بعیت کی امداد آج ۱۹۵۵ء
تک تقریباً ۲۴ سال کے عرصے میں قرآن حکیم، احادیث مقدسہ اور دیگر مشاہیر کی
تصانیف سے پورے تہ و تدبیر کے بعد جو اکوڑ حاصل کیا، اس میں سے
اپنے آقا کے روحانی کی حیثیت طیبہ کے نقوش کی تلاش و محنت کی۔ صحابہ کرام اور

کے اس علمی شانہ کا رکی رونمائی اپنے ارشادات سے کرتے۔ ع

قیاس کن رنگستان من بہارِ مہر

آج اس حیاتِ مبارکہ کی رونمائی کی ادائیگی کا فریضہ آنور شمسِ وحدت کے پردہ میر سے عزیز بھائی حضرت مولانا امیاں محمد حبیب قادری مدظلہ العالی کے ذمہ ہے۔

دعا ہے، خالقِ کون و مکان حضرت شیخ الغفر مولانا لاہوری کے گلشنِ علم و فضل کے ان درو نو جوان (مولانا محمد امجد علی لاہوری اور شیخ محمد امجد علی لاہوری) کی بانیس، خوش بخت، ملک سیرت نگہبانوں کو اپنے جفا محبت اور والدِ شفیع کی طرح اپنے خونِ جگر سے اس سرمدی چین کی آبیاری کرنے کی توفیق ارزائے فرمائے۔ آمین یا ادا العلیین

ناکارہ - اشکر

وجہ تالیف

۱۔ مسلک کی حفاظت کا سلسلہ ریبحث آیا کرتا حضرت لاہوری نے ارشاد فرمایا کہ کسی فرد کی زندگی کے حالات اور خصوصاً اس کے مسلک کی حفاظت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے اور حفاظت کی پہلہ راہ یہی ہے سلفِ کرام کی روش کے داخلہ ہونے کے امکانات جڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے خفی المسک جرنل کے باب کو فقہ شراہ اور بلاہین کا طبع سے وکیل تامل کی کوشش کی ہے۔

۲۔ قرآن پاک اعظم شہداء اللہ میں سے ہے۔ ارشاد نبوی سے اہر قرآن حکیم کے فضائل امت پر واضح ہیں۔ چونکہ حضرت لاہوری شہید قرآن تھے۔ آپ نے ابتدائے زندگی سے یوم وفات تک خدمتِ قرآن میں ایک مثالی زندگی کے نقوش چھڑے ہیں۔ لہذا اس مبارک حیات کے لیل و نہار کا احاطہ تحریر میں لانا امتِ مسلمہ پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ لہذا اس مقالہ میں آپ کی مغلفہ تحریریں پر یہ عمل تبصرہ کیا گیا ہے اور یہ حقیقت الحقائق ہے کہ آپ کا عہد رونق آتی گونے کا مستحق ہے۔

۳۔ جہاں تک موجودہ دور کا تعلق ہے اس میں سینکڑوں فتن جنم لے رہے ہیں جو عالم اور انگریزی خوان طبقہ دینی اقتدار سے بے بہرہ ہیں۔ تاہم انیت کے ہم رنگ انکارِ حدیث کا فتنہ اسلامِ کرام کے عقائد پر ایک بہت بڑا خطرناک حملہ ہے اس لیے آپ کی قدسنا حیات کو ہر طرح اچھا کر کے پیش کرنا ضروری سمجھا گیا۔ آپ نے دیال سنگھ کالج کے ایک تہذیب ساز اجتماع میں فرمایا تھا۔ "منکر حدیث، منکر قرآن ہے اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے"

۸۔ خیر کرم منعم الوہاب وعلیہ السلام کا ارشاد مصلوحتی آپ پر ملاقات سے مطبق تھا۔ آپ پر اللطاف ربانی کی بارش ہوتی رہتی تھی۔ آپ کی خاص دعا میں محبوبیت اور قبولیت سب کا سات صلی اللہ علیہ وسلم کی خلائی کا صلت تھا۔ وکھول غلار میں آپ کو ماہیت اجتہادی حاصل تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ قَدْ مَلَكَكُمْ لِيَصْلَحَ مِنْكُمْ** اے مصلوحتی انسان الخیر ایک بات سکاٹے والے پرانے اور اس کے فرشتے سلام بھیجتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا قَدْ عَاجَزَ بِلِ تَقَالِ اے محبوب فلا نا فاجبہ قاتل غیر مجلہ جبریل۔ توفیادی فی السما خیر قول **اللَّهُ يَحِبُّ فُلَانًا** فاحبہ و یحبہ اهل السماء لعل یضع لک التبول فی الارض رجب اے تعالیٰ کسی کو دوست بناتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ تم بھی اس کو محبت کرو۔ فرمایا: **حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس سے جبریل بھی محبت کر لے گھتا ہے اور پھر جبریل آسمان میں نکلے گا کہ میں فلاں بندہ کو فرماتا ہوں دوست رکھتا ہے، تم بھی اسے دوست رکھو تو سب آسمان والے اسے دوست رکھتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی شہریت ہوتی ہے، ان شواہد سے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ آپ کا لقب شیخ التفسیر غلام کے و آپ کی عطا ہے۔**

۹۔ اسمی جاذبیت کے نمایاں آثار آپ کے مبارک چہرے پر وقت نمایاں ہوتے تھے۔ آپ کے نورانی لبہ بی وجیب نظر فرمائی تھی، تو بلا میں صادق پر رقت غاری ہوا جاتی تھی۔ آپ کی زیارت ارشاد نبوی کے مصداق تھی **إِنْ خَشِيَ رَعِيَادَ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَرَأَىٰ عَمَلُكَ** کے نیک

۵۔ حقا کہ اعلیٰ کے مقابل میں منہاج نبوت پر استقامت آپ کی زندگی کی ایک نمایاں پہلو ہے۔ لہذا اس مختصر کتاب میں آپ کے جدید کی کارناموں کو نہایت تفصیل اور وضاحت سے آشکار کیا گیا ہے۔

۶۔ آپ کی مبارک حیات اسلام کے مجاہدان و مجاہدانہ کار ایک حسین پیکر تھیں جو حیات کا یہ مریض نور و آواز پیکر کرم کی وراثت کا یہ اعزاز و منفرد خصوصیتوں کا یہ پیکر تھے۔ امتیاز ہوا کرتا ہے کہ یہ نگاہیں توجہ میں لوانے اور عقیدہ کی آمد و رفت کے لئے ان کے خصوصی فضل سے مشورہ ہوتی ہے۔ وہ مصلوحتی صاحب میں **لَا تَزِيغُكُمْ** اور مصلوحتی اسلام کے مقابل میں **أَوْ تَزِيغُكُمْ** کا شعار کا منظر ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے کلمہ العقول و افکار کو محفوظ رکھنا آئندہ قلوب کے لیے پیغام ہدایتی ہوتا ہے، لہذا حضرت لاہوری کے سوانح کی حفاظت و مصیبت کو ضروری سمجھا گیا۔

۷۔ **والصلح نیز** آپ کے عمل سے ہر یاد تھا۔ ہندو پاک میں چار فریقانی مملکت کا بیابان دہلی دھرمی کرتے ہیں چاندی کے حقا کہ وہاں میں انصار و تابعی کا صلح و عہد و صلح سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے۔ لیکن آپ کی خبر میں اللہ تعالیٰ نے صلح ہونی کا ایسا جوہر رکھا تھا کہ جب آپ نے ہر حق و حق پاک لکھا تو چاندی (شیخ، اہل حدیث، دیوبندی اور بیرونی) کے اچھے علماء کرام نے اس پر اپنی ہر مصلوحتی قیمت فرمائی۔

۸۔ آپ کے موصوف و صیحت آفاق گیر تھے۔ روحانی مراتب کا لاندہ صاحب و دل حضرت ہی لگا سکتے تھے۔ شرح صدیقی نعمت نے آپ کو شفا و قلوب کشف احوال کشف قبور کے عوارق سے نوازا تھا اس حدیث کے دور میں آپ کا معانی و جوہر و وجود اسلام کی حقانیت کا ایک روشن نشان تھا۔ وہ لوگ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے منصب رسالت کے عملی منکر ہیں، ان کو اولیٰ کرام کے کمالات کا واضح ثبوت پیش کرنا ضروری تھا کہ اولیٰ کرام امت کے مشکونات اور نواقح عبادت، اتباع سنت کے ثمرات نظر آئیں۔

۱۰۔ منصب امامت معنوی شاہ محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کے منصب امامت معنوی حضرت شاہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے منصب امامت۔

کر کندن بنام اور پروردگار عالم نے اپنے خصوصی الطاف و عنایات سے آپ کو عرض کی حدود سے جوہر کے دائرہ میں قدم رکھنے کا شرف و مجد عطا فرمایا۔ جس سے آپ کا قلب علم پر مرکز جمعیت اعلیٰ بن گیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کوئی خود پرورشیت کی قریبی الوہیت کے غلبہ سے فائدہ نہ پہنچا سکتا ہے۔

فخر مومن حیثیت کا تفسیر بہات

بندہ از تاثیر او مولا صفا شستہ (اقبال)

مذکورہ صفات کی حامل بستیوں کے مسک، اوکا ناموں کی تحریری شناخت نہایت ضروری ہوتی ہے۔ فرد کامل کی زندگی سے قوم کی قسمت کا رشح جلتا ہے۔ سعید مومن ابن ایمان افروز باک حالات کا روپا نیازی زندگی سے مطالعہ کریں گی تو ان کو اسلام کی لمبائی اور روحانی صداقت کا یقین حاصل ہوگا۔ لہذا ممولو بالا نقل کردہ بصائر کے پیش نظر ہم نے اپنی استعداد کے مطابق حضرت شیخ الشریعہ کی ہر نوع حیات طیبہ کو مسلمانان عالم کے سامنے تقدیرایات سے دکھرایا۔ اب قوم کا فرض ہے کہ ان کو دگر گزرائے سے دولت فیضان حاصل کرے۔ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ لہذا سمجھ کو اپنی بے بضاحتی اور کم انگلی کا پورا احساس و احزان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسک پرینی بصیرت میں اضافہ فرمائے۔ آمین ثم یا اللہ العالین۔

حاجہ تسبیحہ حضرت مولانا محمد ضعیب علیہ الرحمہ حضرت لاہوری کے خلیفہ ہمارے تھے۔ آپ نے جب موجودہ مقام کو دیکھا تو ائمہ اربعہ کو فرمایا کہ آپ نے منطقی خدا بہت بڑا ذوق و محنت کا کٹ کر دیا ہے۔ لہذا ہم حقان کے ارشاد و گراہی کے چٹے نظر سوانح حیات کا نام کتاب الحقائق رکھا ہے۔

نیکانے علامہ نمبر

الحمد

بندہ سے وہ ہیں کہ انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے، آپ کے ہم نشین یقیناً دولت فیضان سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: فی القدین یجلسون لذكر الله هم المفلحون واکثرت جمیع جلیسہ در جوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ ان کے ہم صحبت بھی بے بہرہ نہیں رہتے۔

۱۰۔ آپ کی اعلیٰ مرتبہ و کمرا اور باقی انفساد کا ذریعہ شریعت طامہ کا رنگ غالب تھا۔ اہل جان مرحوم مغفور ہر بیعت میں قرآن پاک کو تحریر کیا۔ علامہ انیس اور دو اشغال کا انہماک ہر وقت کا روحانی مشغلہ تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے اور ایک فاسر حضرت مولانا حبیب اللہ مرحوم صاحبزادگی مولیٰ حضرت مولانا حافظ حمید اللہ مرحوم، اصحاب عبدالوحید بیگ و گوشت، حافظ قرآن تھے۔ آپ کے بیٹوں صاحبزادے سے خارج تحصیل مل جاتے تھے۔ اسی خاندان پر انتخاب است!

۱۱۔ للہیت اور استغنائے اخلاق اور امتیاج الی اللہ آپ کا خصوصی جوہر تھا۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیاں شہادت الہی کا منظر تھیں۔ ان انجیلوں کا اعلیٰ حلی اللہ آپ کا عمل تھا۔ اہل و عیال آپ کے مبارک پاؤں کے نیچے اپنی آنکھیں پھیلاتے تھے، لیکن آپ اپنی دلوشیا زندگی میں صاحبزادے کے عقد تھے۔

۱۲۔ قیام کی تقدیر وہ مرد و رئیس

جس نے نہ ڈھنڈھائی سلطان کی دگاہ

۱۳۔ حضرت لاہوری کے منیر کی تعمیر عہد حاضر کے دہلیہ باک خانان باصفا حضرت مولانا محمود حسن مرحوم امیر الدار امام انقلاب مولانا سعید اللہ سندھی، اور دو اہم روحانیان (ملاچ وقت حضرت سید تاج محمود اموی علیہ الرحمہ اور سراج الدار حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری) کی پاکیزہ نگاہوں میں ملتی تھی۔ ان کی کیا گردن نے برسوں کی محنت پڑھائی سے آپ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تحدیثِ نعمت

الحمد لله وكفى وسلاطناً عباده الذين اصطفى
وَبِذَلِكَ تَعْدُوهُ اُخْمَعْتُ اللَّهُ لِلْخَصْمِ اِهْلًا وَاَكْرَمَ اللَّهُ تَعَالَى كَيْفَ تَعْمَلُ
كَاشَاكَ رُكْنًا بِهٖ تَوْقِعْتَ اِنْ كَا حَاطَرُ نَفْسٍ يُوْجِدُ سَكَنًا يَكِي حَقِيْقَتِ كَعْمَلِ نَفْسٍ
مَا كُنْكَ عَظَامٍ اَوْ اَنْبِيَا رُكْنًا كَوْجِي خَاطِرٍ رُوْجَا كِي فَعْمَلِ كَعْمَلِ كَا رُكْنًا
سَعِ حَقِيقَتِ لَطَرِي سَعِ نَفْكَ اِنْ فَا كِي كَعْمَلِ كَا رُكْنًا كَعْمَلِ نَفْسٍ يُوْجِدُ سَكَنًا
اَللّٰهُ كَعْمَلِ نَفْسٍ يُوْجِدُ سَكَنًا

لیکن اللہ تعالیٰ نے جن دلوں کو رکھتے بنا کر اور انبیاء و رسولین کی قیادت
میں حیاتِ عارضی کو نوازنے کا موقع عطا فرما کر ان کو لوگوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَلِیْمٌ - کے ارشاد خداوندی سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تاقیامت ارضی و سماوی سعادتوں کی جامع اور تمام
فضائلِ انسانیت کا معدن ہے۔ سکتے ہوئے کے تلامذہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین امتِ بیضا میں قرآنی شہادت کی رو سے سابقہ ائمہ پر بدست رکھتے ہیں
کیونکہ خلیل، لقمان، عیسیٰ، خدیجی کے علاوہ اعلان نے صحابہ کرام کی جماعت کو ایک
ایسا امتیازی تہذیب عطا فرمایا ہے جس میں ماسوا انبیاء کرام اسی وجہ خلق ہیں کہ
جی ان کا شریک و سرپرست نہیں۔ بعد میں تا بعد میں اور تہذیبِ انبیاء کے اوزار آئے اور
اب اس دور قیامت تک اظہارِ امت کا دور دورہ ہے۔ یہ رسالات و فتن کا زمانہ
ہے لہذا

عقلاء اقصیٰ کا دنیا سے
بنی اسرائیل۔
برہمیت کے علاوہ غیر بنی اسرائیل کے
انبیاء کرام کی طرح خدمتِ دین میں مجبور ہیں۔

کی نوبت ہوگی کا اشتقاق رکھنے والے علمِ اُمت لاکھوں برکتوں کے حامل ہیں۔

نَفْسِیَّةٌ قَدْ اُخْمَعْتُ عَلٰی
اَلشَّیْطَانِ یَعْنِی اَلْعَبْدَ عَابِدٌ
مُحَوَّلًا اَلْاَنْفُسَ سَرِّ کَشْفِ لَطَرِ حَسْبِ مِی اِبْنِ تَزْمَی بَرِ عَمْرُکَ زَا مِی اِبْنِ تَزْمَی
نَفْسِیَّةٌ صَالِحٌ وَاَللّٰهُ یَعْنِی صُحْبًا وَاَللّٰهُ مَرُوحَہ پَرِ شَرِی سَتَا وَاَللّٰهُ سَا تَعْلٰی اَسَا تَعْلٰی
کے احسانات بھی یاد آتے ہیں۔ جن کی محبت میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ حدیثِ
کی ساری اسلامی سرگرمیاں انہی بزرگوں کی پاکیزہ صحبتوں کی مرہونِ منت ہیں
اور ان کی محبت نے ہی مجھ کو عصرِ حاضر کے ممتاز ترین شیخِ اعلیٰ حضرت لاہوری
علیہ الرحمۃ کی غلامی میں ساکنہ زارات کا شرف بخشا۔ حضرت لاہوری کی ملکوتی
صحبت کی کیفیتوں کا بیان قلم دانے قلم دانے کی قسم مجھے بے انتہا محنت طلب علم
سے بزرگ بزرگ محقق نہیں ہے۔ ان کی آدم گیری سے اسکا کین کو کس قدر مدد ملے
اور کس کس کے حصے میں کیا کیا آیا ہے اور مجھ کو غیر شعوری طور پر اس روحانی ماحول
نے کیا کیا عطایا و امانتیں عطا فرمائیں۔ ہاں آٹا جاتا ہوں کہ ان
عارفانِ صحبت میں دوتا بہادر موقوف ملے، جن کی حفاظت کی توفیق خدائے برتر سے
برگھڑی گنگنا رہتا ہوں۔

و۔ ایک سوئی قرآن مجید کا لائق۔

ب۔ دوسرا سوئی اویا نے امت کے کپاڑوں کی خاک کو کبریتِ احمر سے زیادہ
قیمتی یقین کرنا ہے

حاصلِ عمر شہید میر یار سے کروم

شادمانہ زندگی خوش گوار سے کروم

دعا ہے، خواہے تو اللہ میرے محسنوں کو فروس برس میں انبیا کرام
کی ہم نشینی کا شرف عطا فرمائے۔

الفرقان: ارب العزیز کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز و بے کس

انتساب

میں اپنے اس علمی و تحقیقی مجموعہ احساسات کو پہلے حسن و برتی والدہ روحانی،
 قطب الانساب، امام الشیخ شیخ لاہوری، الحاج مولانا احمد علی نورانی، مرزا قلی
 دارا، زیات قطب کے کلیل و شمار کے ان فیوض رسالت سے منسوب کرتا ہوں
 جو کھنڈل چہرہ پر بس تکسیرے نخل و جان کی ترکیب کے آبِ صافی سے آبیاری
 فرماتے رہے۔

حضرت والا مقام کی علانہ صحبت میں قرآن فہمی کا جذبہ اور فدائیتِ سنت
 سید کا جوہر ملتا تھا۔

میری راج حضرت کی روحِ شریک سے یہی اجماع کرتی تھی۔

تو مری رات کو تہنیت سے محروم نہ رہا

ترسے پیرا نہیں ہے، ہاں تمام اسے ساقی

دعا ہے، خدا برتر و اعلیٰ چارے ہادی روشن نمبر کوست اہل و عیال مقام
 رضا کی رخصتی سے ہم کنار کرے۔ آمین یا اہل الصلین

احقر انعام

اشکر

طالب علم کو ذوقِ علم و حکمت دے کر ایک ایسی نادرہ زندگی دے جس کی غلامی کے مواقع فراہم
 کیے۔ جس کے مقام و رفیع کی نشاندہی صادق الخیر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں ملتی ہے۔
 اَلْيَا هَيْدَرُ بِالْقُرْآنِ يَمُوتُ السَّعْرُ
 اَلْكَرَامُ اَلْأَبْرَارُ
 نکلتا۔ تہمت و گناہ نہ لگے، عافیت ہوگا۔

جوانیہ، آزاد علم اسلام کے پاس بغیر بنا کر درجہ کمالِ اسلام بھیجے جاتے ہیں۔
 حضرت اقدس کی حیاتِ طیبہ کی تکمیل جو سیاحہ کار کے حق میں نعمتِ خفی ہے
 دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کھنڈل چہرہ پر بس، نیلِ مندی اور شہداءِ فروعی سے زندگی
 بسر کر سکے کی توفیق ارزائے اور ایمان کی دولت قرآنِ مہدیہ کے نورِ مانی فرما
 معاذِ حق! کرام کا شکر نہ۔ خدا سے تقدیر کا لاکھ لاکھ کھلے چراغ، ان بے لکھت
 ہوں و توفیقِ بزرگوار، ۹ اگست ۱۹۹۰ء بروز جمعہ ہابا کراچی و مین اختتام پذیر
 ہوئی۔ قدما توفیقِ ائو اللہ علیہ تولدت والہم آئینہ۔

پاسی ہوگی، اگر میں اس موقع پر اپنے معینِ نظام کا ذکر خیر کر دوں، میرا سوا
 میں، اس نادرہ کلامِ ویر سے روحانی آقا حضرت کا ہر سنی کی فضا، دعا میں بروقت تیرے
 شامل حال رہیں، علاوہ ان میں اپنے خالص مرتبی فکر و اثر و بابا و اہل حق صاحبِ صد شہ
 عربی و اسلامیات گورنمنٹ کالج لاہور کا دول سے کام چھپیں، نون روزہ کالج و جامعہ
 برسوں سے میری رہنمائی اور صلاح دہانی فرماتے رہے ہیں، دعا ہے ہر دستاں ان کو کسبِ اعلیٰ
 حیا و دین کی فیر و زندگیوں سے ہم کنار کر سکے، اے امیرِ اہل بیت، حضرت راہِ محمدی کی غیبتِ جہاد
 سیدہ الزہراء میں نہیں رقم چکلا، اعلیٰ کی مرتبہ و شفقت کو تازیت یا رکھوں گا، جنوں
 خاص اس امر میں کہ بہت اور طاعت کے سطح میں نہایت انخاص و ولایت سے حسن
 معاونت کی ایک تجلی متاثر نشانِ نام کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس نفعِ نواری کے صلے
 میں اسلامِ کرام کی حیاتِ عینیت سے نوازے۔

سلمان کے مین ہے، سلیقہ دل و نری کا، مردت حسن عالمگیر ہے، مردانِ غازی کا
 محقرانِ دین اشکر

اس مقالے کے دوسرے حصے میں فاضل مصنف نے حضرت کی علمی اور دینی خدمات کو نہایت اعلیٰ سطح پر لے کر پیش کیا ہے، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت شیخ الغفرین کا جو علمی بھوسہ ارباب علم و فضل کے نزدیک کس قدر بلند پایہ ہے اور آپ نے اس دورِ عالم و زندہ قوم کی عمری و تقریری طور پر کون سی اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے طریق تبلیغ اور اشاعت دین کی حکیمانہ روش سے لوگوں کے تلوں و دافن میں اتنا بوسنت کی بلا لایا کہ احساس پیدا ہو گیا ہے لہذا آپ کے حلقہ رشد و ہدایت کو تہذیب مغرب کے منکس اثرات سے نجات مل گئی ہے۔ ہم آپ کے اس عرصہ حیات کو قرآنِ وحدیث کے ساتھ ساتھ تحقیق رکھتے ہیں۔

آپ کی علمی اور دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کے روحانی مقامات اور کشف و کسرامات بھی سامنے آ گئے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس باب کے شروع میں بڑی عرق ریزی سے عالم اسلام کے قابلِ فخر حکماء و محدثین، نقباء اور متفکرین کرام کی تعریف کا طعنے لگ کر کے رکھ دیا ہے اور کتاب و سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ”اولیاءِ اہل بیت کے کشف و کرامات کما اہل بیت کے غمخوار ہیں۔ گویا کما نے اسلام کی بلند پایہ تعریف سے گرائے ہوئے مقلد کے اس کتاب کے اوراق میں ٹاٹا ٹک دیکھ لیں۔“

اتباعِ شہادت کے زیرِ عنوان موصوف نے حضرت کی مبارک زندگی کا ہر عمل سنت رسولِ انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع دکھایا ہے اور مواقع بھی یہی ہے کہ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی سنتِ نبویؐ سے ہٹا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر ارباب علم و کمال آپ کے ہر عمل حیات سے متاثر ہونے بغیر نہیں رہ سکے اور اس پر فخر ہے کہ وہ نفس ہیں آپ کی زندگی کا ہر لمحہ حنفی مسلک کی موتی کا ضامن بھی تھا۔

اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین کرام پر حضرت عالی مقام کا جذبہ عبادت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ و تصدیق

اِنْ رِضْحَاتِ قَلَمِ اِمَامِ اِلٰہِیْ حَضْرَتِ مَوْلَانَا عَیْدِ اللّٰہِ نُوْرِ نُوْرِ اللّٰہِ صَلَواتُہٗ

محرم الحرام ۱۴۱۱ھ میں صاحبِ انکار نے حضرت ابا جہان رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات لکھنے کی اجازت حضرت کی زندگی میں ہی حاصل کر لی تھی چنانچہ ابا جہان کے ارشاد کے مطابق مولانا صاحب کو وہ سونہ دیا گیا جس کو حضرت نے باوجود سعید صاحب کو بخش نہیں لکھوایا تھا۔

علاوہ ان میں مولانا صاحب نے اپنی خداداد استعداد سے حضرت کی سیرت کے مناسب اور متوقع عنوانات تحریر کر کے میری موجودگی میں حضرت کے حضور میں پیش کئے تھے۔ جن کی سماعت فرمائے کے بعد آپ نے ان کو اپنے انداز میں سوانح حیات کی ترتیب و تالیف کی اجازت مرحمت فرمائی۔ لیکن ابھی یہ کام ابتدائی حالت میں ہی تھا، جبکہ حضرت عالمِ عالم کو دستِ فراموشی سے یاد تھا، ناچار جعفری مولانا صاحب نے توفیقِ الٰہی سے اس کام کو جاری رکھا اور جو کچھ اس ضمن میں تحریر فرمایا، مختلف وقتوں میں مجھ کو دے رہے۔ اگرچہ ابا جہان مرحوم کو ان کا جب موصوف کی مسئلہ شناسی اور اس کو سلامت دینی سے پیش کرنے کے متعلق مکمل یقین تھا اور ان کے اس اعتماد کی بنا پر مجھ کو ان کی تحریرات پر اس بات کا کلی اعتماد تھا، تاہم میں نے مولانا صاحب کی تمام عبارت میں دین معنی میں ”الافتراء“ حضرت کی زیرِ نظر سیرت کا سونہ اپنی صحت کے اعتبار سے شکوک و شبہات سے بالا کر دیا ہے۔ لہذا اس تعریف کی تشکیل پر حضرت کی تمام حاجت کی طرف سے جملہ کلامِ نفوس پر مشتمل ہے جس میں مولانا صاحب کی خدمت میں پیر پر یکس پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب کو ملتِ اسلامیہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

”خدا و اللہ“ کا ابرار فرمایا اور حضرت تمام صبح ہونے والے مضامین پڑھ کر اشاعت کی اجازت دیتے تھے۔ تو ان دنوں حضرت ڈاکٹر صاحب کے مضامین کس قدر پسند فرمایا کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے عنوانات پیش کر کے ان سے مضامین لکھوائے تھے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے محنت کائنات کے عنوان سے مسلسل چھپیں قطعیں بھیجیں، تو اب جان روم فرمایا کرتے تھے کہ میں تنہائی میں جب محنت کائنات کی کوئی قسط پڑھتا ہوں تو مجھ پر دقت طاری ہو جاتی ہے۔ لہذا کئی دفعہ غیبا محاسن اور باقی احباب کے حلقوں میں ان کے مضامین کی تعریف و تحسین فرمایا کرتے تھے۔

میں اس کو ڈاکٹر موصوف کی سعادت کا بہت بڑا نشان سمجھتا ہوں کہ ان کی دینی بصیرت کا تذکرہ فرماتے کہ ایک ممتاز قرن مضبوط قرآن کی زبان مبارک پر صحت مانتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین کا یہ سلسلہ زمرہ محبت و فہم اللہ کے صفحات پر بھی مقبول خاص عام ہوا بلکہ کتابی شکل میں چھپ کر سینکڑوں گھرانوں کی اصلاح کا باعث بنا اور اس کتاب پر سب سے پہلی تقریر حضرت انس نے اپنے وصیت مبارک سے تحریر فرمائی، جو ہر اعتبار سے بے بدل ہے۔ تقریر کے آخری الفاظ حبلے الہی: ”مجھے یقین کا مل ہے“

کہ پھر دل انسان بھی ”محنت کائنات“ پڑھے، تو اس کا دل صدمہ ہو جائے گا۔ اور اس کے پڑھنے کی برکت سے ان کا فرمانبردار ہو جائے گا۔ پہلی حالت میں دوزخ کی طرف جارہا تھا تو محنت کائنات کے پڑھنے سے اپنی والدہ کی پاؤں کی خاک کو سرسبز چشمنے گا اور بفضلہ تعالیٰ اس تبدیلی کے باعث بغدادی کا تحفہ حاصل کرے گا اور سیدہ حاجت میں پہنچ جائے گا۔

اس مختصر سی تحریر میں اس قابل قدر تصنیف پر تمام و کمال تبصرہ ہرگز مطلوب نہیں ہے۔ صرف بعض اشارات سے چند حقائق کو بیان کیا

اور یاد الہی کا ذوق و حقوق سامنے نظر آئے گا۔ جس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس دور و وقت میں حضرت اعلیٰ کا جہد و مسودہ روایت کا یقیناً طبع و رقا اور آپ کے مریدین کن فیوض و برکات سے بہرہ اٹھتے ہوئے رہے۔

یہاں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ قابل مصنف نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ کتاب میں جہاں سنت نبوی کے نظائر سامنے آتے ہیں، وہاں حضرت کی زندگی کے تمام پہلو بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں شمائل و فضائل نبوی کی روشنی میں حضرت کی زندگی کو نہایت فقر و افغان قابل احوال روایات سے سنت نبوی کی ایک عملی تصویر ثابت کیا ہے اور فقہانسی فضائل کا ذکر کیا ہے جن کا منبع و معدن اختلافی نبوی کا فیضان ثابت ہوتا ہے جو کتاب و سنت کی روش سے ہر طرح صحیح ہے۔

فاضل مصنف نے نہایت عقائد انماز میں ثابت کیا ہے کہ حضرت شیخ التفسیر کی مبارک زندگی کے فیوض و برکات ساتوں بڑا عظمیٰ کی وسعتوں تک محیط ہیں۔ آپ نے حق کے آئینہ میں دنیا کا نقشہ پیش کیا ہے، جس میں علامات اور شواہد سے ہر امر پر ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت کی دینی خدمات اور تجدیدی کا ذرا مصلوں کی محنت ساری دنیا کو گھرے ہوئے ہے اور آج بھی اولاد آدم کی سیدہ و صلہ ان سے کسب فیض کر رہی ہیں۔

مصنف کا تعارف

اس موقع پر ڈاکٹر موصوف کا تعارف اس تعارف ہی کو اپنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ان کو طالب علمی کے زمانے (۱۹۳۸ء) سے حضرت کی ذات گرامی سے ولایت محبت چلی آتی ہے۔ ان کو پندرہ سال تک حضرت کے ساتھ جلوت و خلوت میں غارِ حاضری کے حقائق نصیب ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت نے محنت

نفسِ امیر

تَحْسِین

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده -

قطب ربانی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کئی تعارف کی فتاح ہیں، تقریباً نصف صدی تک یہ آفتابِ رشد و ہدایت اُچی لاہور پر جلوہ افروز رہے، پنجاب اس مہرِ خیر کی نورانی کرنوں سے مطیع الخواب بن گیا۔

حضرت لاہوری کو اللہ تعالیٰ نے علم، عمل اور اخلاص کی نعمتوں سے نوازا تھا، پہلا سنے اپنی انہی خصوصیات کی بنا پر دین و ملت اور ملک و وطن کی بہترین خدمات انجام دیں۔ حضرت مولانا نے سسہ میں قطب البلاد لاہور کو پہلے قدمِ بیعتِ لزوم سے مشرف کیا اور پہلے انھیں مبارک سے شہر کی فضا کو شاداب و مطہر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے شیر نوازہ دروازہ کی ایک چھوٹی سی مسجد کو آپ کے وعظ و تذکرہ و قلم و مدرس کا مرکز بنایا، آہستہ آہستہ آپ کے فیوضِ دہر کات کے سلسلے حدودِ پنجاب کو عبور کر کے سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کی سرزمینوں میں داخل ہوئے۔ حضرت مولانا جب لاہور میں نظر بند کیے گئے تو ان کی حیثیت بدل گئی ایک اجنبی کی سی تھی، لیکن ۱۳۳۴ھ میں جب اللہ کے اس مقبول و محبوب بندے سے سفرِ آخرت اختیار کیا تو کھوں بندگانِ خدا کا ایک جم غفیر اس کے جلو میں تھا۔

حضرت مولانا پچیس ہی سے اہم انقلاب حضرت مولانا عبد اللہ سندھی کے زیرِ تربت رہے۔ چچا انہی کی ہدایت و رہنمائی میں زبدۃ العارفین حضرت مولانا سید تاج محمد امرتوی اور

گیا ہے۔ ورنہ اس کتاب کے کما حقہ تعارف کے لیے خود ایک مختصر تذکرہ ہے۔ اور اس موقع پر زیادہ تفصیل کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

مشک آہستہ کر خود بیویہ

آخر میں دوبارہ فاضلِ مصنف کو بدیع تبریک و تحمین پیش کرتا ہوں، کیونکہ انہوں نے شب و روز اپنی سماجی جیل اور سخت پروری سے صبرِ باقر کے ایک ممتاز ترین طبعِ قرآن اور مجتہدِ ملت کے سوانحِ حیات کو علمی شاہکار بنا کر پنجاب پر نیو دسٹی سے لگے اکثریٹ کی تلخ گری حاصل کی، اور ہمارے خاندان کے شجرِ رشد و ہدایت کو اپنے خوب جگر سے سینچا ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت اس زندہ جاوید کارنامے اور تصنیفِ لطیف کو دلائل میں سرخوشی اور تارکینِ کلام کی نجات کا ذریعہ بنا سکے۔ آمین یا اللہ العلیین۔

اس سعادت پرور یازو تمیزت

تاج بخشہ خدا کے بخشندہ

استحقاق

عبد اللہ اللہ اللہ

حق گوئی و بیباکی، سادہ مزاجی و صاف باطنی، تزکیہ و احسان، اتہایح شریعت و اشاعت سنت نبوی، جہاد فی سبیل اللہ، درس قرآن حکیم، مجالس ذکر و فکر، تعلق مع اللہ اور نور رب غلو فی خلا غرض آپ کی زندگی کے گونا گوں پہلوؤں پر فاضل مولانا نے سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام بخشے اور خلق خدا کے لئے ذریعہ رشد و ہدایت بنائے۔ آمین!

احقر نقیص امینی
۳۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

شیخہ کریم پارک
لاہور

امام العارفین حضرت خلیفۃ نظام محمد صاحب دین باری قدس سرہما کی شہادت بابرکت میسر آئی، جس نے جس خام کو گندہ بنا دیا۔

حضرت مدنی، آپ کو پہلے ساتھ دلو بند بھی گئے۔ ان دنوں "تحریک ریشی ردہ" پرورش باری تھی۔ حضرت شیخ ابند مولانا محمود حسن دلو بندی تھیں سر کے قلب آتش نفس سے بھی آپ نے حرارت حاصل کی، سرفروشی و بھال سپاری کا درس دیا، اور اختلاف وطن و استقامت دولت اسلام کے لئے سرگرم عمل ہوئے۔

حضرت مولانا کی ذات ستودہ صفات شریعت و طریقت کا جامع انجمن تھی۔ ایک حرف آپ نے درس قرآن حکیم کا سلسلہ جاری کر کے خلق کثیر کے مفاد و اعمال کی اصلاح کی تو دوسری طرف ملکہ ہائے ذکر و فکر کا نام کر کے ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کے قلوب و اذیان کو نور معرفت و یقین سے منور کر دیا

انفرد حضرت مولانا کی جامع کمالات شخصیت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظیم تھی آپ کے دو ویز حالات پر چند ایک کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں، لیکن ان سب کے باوجود بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ابھی باقی ہے۔

محب غلام بناب ڈاکٹر ایل دین انصاری صاحب کو انتہائی جزاء خیر سے نوازے کہ انہوں نے حضرت مولانا کی حیات مبارکہ کو اپنے محو قلم کا شاہکار بنایا۔ وہ کئی وجوہ سے اسکا استحقاق بھی رکھتے ہیں۔ انہیں حضرت مولانا کی زندگی کے امام جوئے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اور حضرت کو سبقت قریب سے دیکھنے کا نہیں موقع ملے۔ حضرت کے ملکہ درس اور مجلس ذکر و فکر کی کیفیتوں کے بھی وہ لذت آشنا ہیں۔

پیش نظر کتاب دراصل مولانا صاحب کو ایک کوی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر غیاب پر نور سنی نے انہیں ڈاکٹر شریف کی نوکری عطا کی ہے۔ مولانا صاحب نے اپنے اس مقالے میں تحقیق و تدوین کی خوب داد دی ہے۔ حضرت مولانا کے حالات و کمالات آپ کی

میں مدرسہ الہیات میں تہذیبی و فکری اور وہ اب تک جاری ہے۔ سچو ارشاد ایلانہ کا خصوصی درس بھی دیتے رہے۔ قرآن حکیم کا باقاعدہ ترجمہ، حاشیہ پر رابطہ آیات اور دیگر کوشش کاغذی اور نام قرآن پاک کے تمام مضامین کی فہرست جو باقی قرآن حکیم کے کتبوں کے ساتھ شاید و باید۔ بہر صورت آپ نے جمال عقبہ کو ذکر قرآن لکھی کی دعوت دی وہاں طبقہ نسلوں کو بھی اس اہم سیادت میں شامل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ گرجا احیاء حضرات کے لیے نماز مغرب کے بعد درس کا انتظام کیا جس کے نتیجے میں بڑے بڑے سکالر پیدا ہوئے۔

آخری عمر میں ایک سو ترقیریدہ "ہفت روزہ" خلائق ادرین کے نام پر جاری کیا۔ جس کو دینی فسادیت کے لحاظ سے باقیات العالیات کی ایک نادر مثال کہا جاسکتا ہے۔

مقتلِ نجر نے مولانا کی ہر گز شخصیت پر موزنا سیر حاصل تبصرہ کیا ہے
 جملہ اس کتاب کے مطالعہ سے ایک ہی وقت میں مولانا علی احمد کو فیر قرآن
 بلکہ پایہ محدث، ممتاز فقیہ، مجددی کا ناموں کا ایک مستقر عالم، الحاد و زندہ
 کے خلاف ایک سرگرم جہاد و زندہ و تصنیف کے میدان کا ایک عاشق رسول
 اور روشن ضمیر پر طرغیت دیکھ سکتے ہیں۔

عمر کا وہ جب نے اپنی سابقہ تعینات "انوار ولایت شہادت ولایت اور محمد اقبال" سے استفادہ کر کے "کتاب الحیات" کو ترتیب دیا ہے۔ اس میں تائید و تردید کے پیش نظر اجماعِ قارئین اور مناسب اضافات کو شامل کیا ہے۔ گو کتاب کا احسنات و خراباں پر نوید ملی میں پیش کردہ مقالہ خصوصی اور عمومی حقیقت ہے کہ اب بالکل مختلف شایکار ہے۔

مصنف مذکور کو اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین کے سوا کسی خاکے، ان کے علمی کمالات اور روحانی مقامات کے تعارف کی عبرت و رحمت فرمائی ہے۔ یہ قطعیت تقدیر سے عالمِ انوارِ ناقدا و اندامِ اہلِ کلمہ کی ہے، جو کہ کوئی اثر حکومت

تقریظ

فما أكثر محمد بهاء الحق وأمانا - سابق صدرتجسيري وإسلاميا - كزودك كالج بوز
نحمدك ونفصل على رسولك الكريم -

زیر نظر مقالہ حضرت مولانا محمد امجد علی دہلوی علیہ الرحمہ کی زندگی اور آپ کی دینی اور علمی خدمات، علمی کارناموں اور نگارنے کے علاوہ علامہ ابن صدیق کی حرم صدیقہ سہیلیات و سابقہ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کی سرسنتی میں مرتب کیا ہے۔

مقتدر نگار کو مولانا مرحوم کے فاسد راہ جو گئے کا بھی شرف حاصل ہے لہذا مولانا کی زندگی کے تمام واقعات بلا شک و شبہ پایۂ ثقاہت کے حامل ہیں۔ صفتِ صوفیہ نے مولانا کے صاحبزادوں، مولانا حافظ حبیب اللہ مرحوم صاحبزادی امینہ مولانا علیہ اللہ اور مولانا حافظ حمید اللہ مرحوم، اسیان کبیریؒ وغیرہ و اقربا خصوصاً ان کی بی بی صاحبزادی جو کہ ستارہ نگار کی ساس ہیں، سے بالمشافہ آپ کی نفع و مبارک حیات کے تمام بیوقوف راہِ حقیت تہ حاصل کر کے نظر اٹھایا ہے۔

علاوہ انیس طالب علمی کے زمانے سے ڈاکٹر صاحب کو مولانا اجپوری کی حاضرت بہت میں تقریباً چودہ سال علمی اور روحانی کسب فیضان کے بہترین موقع ملے تھے۔ یہ حضرت مولانا لاہوریؒ اپنے وقت کے مسلمہ شیخ التفسیر تھے۔ آپ کی زندگی کے ہم سبیل و ہمارا شاہدیت دین کے لیے وقف تھے۔ جہاں تک آپ کی دینی خدمات متعلق ہے آپ نے ہم اقرنی لاہوریؒ میں جگہ کر نصف صدی تک لدوہ تفسیر کا نظام کر کے کو پیش پایے خیر علما کو کام کو سناست مرحمت فرمائی۔ جو دنیا کے ہر ملک میں اپنی پائی جگہ قرآن حکیم کی خدمت میں منجھک ہیں۔

درس عمومی نماز فجر کے بعد بالاحرام ہوتا، جس سے لاکھوں افراد پر امت ستفیض
تھے۔ مسعودات کے لیے عیدہ، بارہ دس قرآن کا انتظام ہوتا، جو بعد

تقریر

از مولانا قاضی نور الدین الحق صاحب ندوی - جمعیہ اہل حق
آفت اسلامک سٹڈیز یونیورسٹی، لاہور

حضرت مولانا احمدا علی عیادہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی علمی اور علمی خدمات پر جو مقالہ ترتیب دیا گیا ہے اس کو حرفِ جہد میں لے کر لکھا۔ اس میں شک نہیں کہ علمی مقالہ بڑی محنت، جانفشانی اور کاوش سے لکھا گیا ہے۔ مقالہ میں بعض عنوانات کے تحت نہایت نفیس اور علمی کتب کا ذکر ہے نہایت قیمتی معلومات جمع کیے گئے ہیں۔ مثلاً علم و فضل کی فضیلت، مولانا کبشیت مفسر قرآن وغیرہ مباحث۔ مولانا احمد علی عیادہ اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام زندگی، ان کی علمی خدمات، دینی اور سیاسی تحریکوں میں جد و جہد و عبادت و تقویٰ کا حال اس مقالہ میں نہایت محققانہ و پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اس مقالہ کی بابت اظہارِ رائے سے قبل میں نے مولانا صاحب کی زندگی اور ان کی علمی، مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں جو کچھ سمجھا ہے، وہ میری نظر سے گزرا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس مقالہ کا مقام ان سب میں درجہ اول ہے۔ مقالہ میں علمی و دینی مباحث زیر بحث آئے ہیں، ان کی وضاحت میں کافی وقت و نظر سے کام لیا گیا ہے اور فاضل مقالہ نگار کی رائے و افکار میں وہ قتال توازن دکھائی دیتا ہے جو ہر ایک سنجیدہ مقالہ نگار میں ہونا چاہیے۔ مقالہ کی عبارت سلیس اور انداز بیان بڑی صاف و شگفتہ ہے۔

میری رائے میں مقالہ کا اثر شب و صبح ہی ایک نئی روشنی کا حامل تھا۔ جسے -
آقا قاضی نور الدین الحق ندوی

کامقارہ ہونے کی حیثیت سے ایسے ہی اسلوب نگارش کا اقتدار تھا اور پھر
حضرہ حاضر کی ایک بلند پایہ شخصیت کا شخص اسی اندازِ تحریر کا متقاضی تھا۔ تاہم
صاحبِ ذوق حضرات اس کے مطالعہ سے ہر طرح غفلت نہ ہوں گے کیونکہ اس
میں عمارتِ خیر اور امانت سے عقیدت رکھنے والوں کے لیے نجات و رہنمائی کا
گہرا نفاذ سر پایہ ہے۔

اختصاراً میں اس کتاب کی تصنیف پر بڑا کرم صاحب موصوف کو بدیہ
تبریک پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے پیرائے سالی میں بعض طبیعت کے
پیش نظر علمی دنیا میں ایک قابلِ قدر اضافہ فرمایا ہے اور حمد حاضر کے
قرآنی وعدہ کی نشاندہی فرما کر نوجوان علماء کو کتاب و سنت کی خدمت کی
دعوت دی ہے۔

محمد عبدالحق

لاہوری کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ وہ اپنے پیغمبروں میں اکثر مہینہ لاہوری کا ذکر
بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ اپنی ہجراتی میں یہ بھی دیکھتی تھی کہ ہر مکمل کرکار انہوں نے
اپنے استاد کا حق ادا کر دیا ہے اور ڈاکٹر لال دین انکریل علم کی طرف سے تہائی
اور جملہ افزائی کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے بڑی محنت و انگوٹھ کے ساتھ
اس کام کو با پرنکسپل تک پہنچایا ہے اور ہماری علمی و دینی تاریخ کے ایک پیو
کو اجاگر اور عیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

ڈاکٹر ظہور احمد انصاری

۱۹۸۵ء

تقدیم

ڈاکٹر ظہور احمد انصاری مدد مشعلہ عربی پنجاب یونیورسٹی

ڈاکٹر لال دین انکریل صاحب کی تحقیقی کاوش "حضرت مولانا احمد علی عیاضیہ کی
زندگی اور آپ کی دینی و علمی خدمات" بلاشبہ ایک اہم علمی خدمت تصور ہوگی۔
میں نے اس کے بعض ایوارڈ و فصول پر فکس کر ڈالی ہیں اور یہ اندازہ ہوا ہے کہ
مولانا کی یہ کاوش علمی حلقوں میں ضرور قدر کی نظر سے دیکھی جائے گی۔
اقوام کی تاریخ میں ان کے افراد کی کوششوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی
ہے۔ اس لیے افراد کی کوششوں اور خدمات کو محفوظ کرنا، اور اصل قوم کی تاریخ
کے لیے ایک مواد کو ریکارڈ کرنے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عظیم افراد کی محنت و عملی
کرتا سے اور قربانیاں نہ صرف یہ کہ اقوام کے لیے قابل تقلید نمونے بنتے ہیں، بلکہ قابل
فخر سرمایہ بھی۔ اس لحاظ سے جناب ڈاکٹر انکریل نے ایک جید و مستند عالم دین کے
سوانح حیات، دینی خدمات اور علمی کارناموں کو محفوظ کر کے ایک نئی خدمت انجام دی ہے۔
مولانا احمد علی عیاضیہ ایک نوسٹو گھرانے کے چشم و چراغ اور ہمارے مجاہد
آزادی موافق جید دانشمند تھے۔ قرآنی البتہ رکھتے تھے۔ قرآن مجید نہیں
مولانا سندھی سے ورثے میں ملی اور دین اسلام کی بے لوث خدمت کا جذبہ بھی
انہیں ان سے ملا تھا۔ اس لحاظ سے قرآن مجید اور خدمت دین کی جو تحریک
مولانا سندھی کے مقصد میں تھی، اسے آگے بڑھانے والوں میں مولانا احمد علی عیاضیہ
کو قیادت کا رتبہ حاصل ہے۔

ہمارے استاد گرامی پروفیسر علامہ الدین صدیقی سابق صدر باقی شعبہ
اسلامیات پنجاب یونیورسٹی اور سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی مولانا احمد علی

اقبالیات

موتی سمجھ کے شانِ کریمي نے چُن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انصال کے
میں نے پایا ہے، اسے آہ کھرگا ہی میں
جس دُعا تب سے خالی ہے، صدف کی آغوش

سازا بہ چہ نیکو صاحب ایک کندہ متاع مضمون نگار اور ہمارے خدمت دہ
 خادمہ دین کے داراجان مرحوم کے وقت سے بہت خاص معاون ہیں۔ حضرت
 آغا جان مرحوم کی زبان مبارک بڑی کی علمی بصیرت کا اکثر تذکرہ ہوتا تھا۔ اس حصار کے
 معاونان کی چند خوب تصانیع بھی ہیں، جو علمی مضمون میں ہر طرح قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔
 سب سے زیادہ قابل ستائش یا مرتبہ کر فاضل مسند لغات تصنیف کا نام
 کتاب لغات رکھا ہے، جو مضمونی ہی خط سے حضرت داراجان مرحوم کی پاکیزہ
 زندگی کے تمام مصداق پھولوں پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ حقیقت بعدو شن کی طرح
 واضح اور مستقیم ہے کہ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کی زندگی حیات کا ایک حسین مجموعہ
 تھی۔ اس وقت کے متاع قرآن پاک کی شاعت کا دلدادہ چند بہادر خلق خدا
 کی فلاح و سیرود کا دلوران کی جہد شخصیت کا قطع بن کر رہ گیا تھا۔

فاضل مسند لغات نے فقہ اور واضح دلائل سے حضرت شیخ الماتح کی
 زندگی کے مندرجہ ذیل پانچ ابواب کو پورے عقائد انداز میں نہایت محنت پر ڈھکی
 سے پیش کیا ہے۔ بحیثیت مسند قرآن، بحیثیت محدث، بحیثیت خطیب، بحیثیت
 مہر طریقت، بحیثیت مجتہد فہم۔

میں اپنے بزرگ زادہ صاحب کی اس سخی سکھور کا تذکرہ تو دل سے ممنون ہوں۔ رانوں نے
 ہمارے خاندان کی ایک زندہ جاوید تاریخ لکھ کر ہمارے لیے ایک علمی اور
 روحانی دستاویز مہیا کر دی ہے جو اس حقیقت کا ایک بین ثبوت ہے، کہ
 اس خاندان کے افسر کاکلم و عرفان اور آراوی و حیات کے انوار ولی فہمی خانوادہ
 سے ورثہ میں ملے ہیں۔

المختصر ایں نیکو صاحب اور ان کے اہل و عیال کی خیر و برکت کی دعا کرتا ہوں
 اور حضرت داراجان مرحوم کے نام متوسلین اور دعا کی خواہشیں کی طرف سے ان
 کا شکر ادا کرتا ہوں۔ دعا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس دینی خدمت کو شرف قبولیت
 سے نوازے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انوار تشکر

حضرت سید محمد جلیل نقلا اعلیٰ میرہ حضرت لاہوری و صاحبین امجدی حضرت سید سید جلیل نقلا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ فکرمیو۔

خداوند عالم کا لکھنا شکر امتنان سے کہ اس نے ہمارے خاندان کے
 مخلص قریبی عزیز اور بزرگ جناب لال دین سنگرامی اے۔ پی۔ ایچ۔ ٹی کو
 الطاف کریمانہ سے یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے ہمارے داراجان سید جلیل نقلا
 حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات علمی کمالات، دینی خدمات اور
 مجاہد کارناموں پر ایسے اسلوب نگارش سے مقالہ لکھا ہے، کہ ان کو پنجاب
 یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا مستحق سمجھا گیا۔

حضرت داراجان مرحوم دہ حاضریہ کے نوابغ میں سے ایک ممتاز علمی
 اور روحانی حیثیت کے حامل تھے۔ آپ ہر صنف پر روشنی برپا کر میں بھی شریعت
 کے قلب سے مشغور تھے۔ کیونکہ پروردگار عالم نے تقریباً نصف صدی تک
 ان کو اپنے دین کی خدمت کا موقع مرحمت فرمایا، ان کے تجربہ علمی، تجوید و احیائے
 دین کے سلسلے میں چند اذکار و شایع اور اشاعت اسلام کے میدان میں سعی جمیل
 پر لحاظ سے صد ہزار تحفین و تفریق کے قابل ہیں۔ ان کی شہادت روزِ زندگی
 اسلاف کرام کے جبرائیلوں کا ناموں کی یاد کو تازہ کرنے کیلئے کافی ہے۔

بزرگوں نہیں بیکر لاکھوں نفوس قدسیہ نے علم و عرفان کے اس بحر میں
 سے اپنی پیاس بجائی اور ان کی خلوت صحبت سے بہت شاد و خوش و برکت حاصل کیے
 جناب علی اکبر صوفی کو حضرت لاہوری کی عارفانہ صحبت میں چورہ
 سال تک ساکن رہنے کا موقع ملا اور یہی ان کی سعادت کا ایک قابلِ تکرار واقعہ

حکومت سے بھرتی ہو سکتا ہے۔

مرسریم کو تیس چ عداوت عابد (ہائی گورٹ) مدراس اور میر کو نسل نے اپنے ایک رسالے میں لندن سے لکھا۔

”ہم نے ہندوستانیوں کی ذاتوں کو ذلیل کیا۔ ان کے قانون وراثت کو منسوخ کیا۔ بیاد خدای کے قاعدوں کو بدلا۔ مذہبی رسم و رواج کی توہین کی۔ جہت خانوں کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ لوٹ گھسٹ سے ملک تباہ کیا ہمیں تکلیف اور زحمت میں مبتلا کر کے مالگداری وصول کی۔ سیدھے اونچے خانہ داروں کو برباد کرنے کے لیے انہیں وارہ بنانے والے ہندوہیت کئے۔“

علاوہ انہیں تقسیم بنکال، ٹنک پر نظام، جنگل طرابس اور بنگال میں انگریزوں کی ستائیاں، عالمیان اسلام کے دینی و تہا پر ضرب لگانے اور ان کے قہوب کو مجروح کرنے کے لیے کافی تھیں۔

انہیں حالات حضرت شیخ احمد مولانا محمود حسن نور اللہ دہلوی اور آپ کے جانا بڑا پی عالم انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی بن سلام علیہ الرحمہ پرمان اندوہنگہ مساجد نے دن کا بین اور رات کی نیند حرام کر دی تھی۔ وہ مسلم ملک کی مدد کرنا اور ہندوستان کو فرنگی غفلت سے آزاد کرنا نا فرس بجھتے تھے۔ لہذا نہ تاج و عہد قہ کی گلچین سے بے نیاز بیکرمیدان جہاد میں کود پڑے۔

بے خطر کو دھڑا آتشش فرود میں شفق عقل ہے، حجر تماشا سے لبہ ہام الہی

ہندوستان کا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ماحول

سومریں اور سترہویں صدی میں یورپین اقوام نے ترقی، فرانسیسی، ڈچ اور انگریز تجارت کی غرض سے ہندوستان میں آئیں۔ ان میں دہلیا دیکھش کا پونا ایک فطری اور نفسیاتی ارتقا۔ پچھلے لوگ، پس میں نہ آزاد رہتے اور ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے میں رات دن کوشاں رہتے۔ آخر کار برکش لکھیا کمپنی کو ان سب پر بلا دینی حاصل ہو گئی۔ اس نے اب ہندوستانیوں کے داخلی اور خارجی حقوق و امتیاز سے ناکہ اٹھا کر، ہندو آئین کے داخلی امور میں مداخلت شروع کر دی اور بعد ازاں حیدر علی خاندان، ہندو اور برہمنوں کی طاقت میں انحطاط کے آثار پیدا ہوئے لگے تو انہوں نے اپنی دلشہ رویوں سے ملکی اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

۱۸۵۷ء جنگ آزادی میں ہندوستانیوں نے باہمی اتحاد کر کے برٹش نظام حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کی فوری کوشش کی۔ لیکن خوش قسمت اور اپنی شامت، انہوں سے ناکام رہے اور تقریباً پوری ایک صدی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء) ایک غلامی اور ذلت کے جہنم میں جا پڑے۔ ۱۸۵۷ء کو انگریز نیپل کا گریس ایک آئینی انقلاب پیدا کرنے کے لیے معزنی و جرمائی اور انہی باہم میں حضرت شیخ نصیر اللہ احمد علی نور اللہ مرقدہ کی ولادت با سعادت ہوئی۔

فرنگی غلبہ و استیلا کے قاب و قاب سے وقت نصرت الہیہ پر تھا۔ غلامی سلطوت و جبروت کے نشے میں بدست ہو کر کھٹا کھٹا کر میں کندوں کا خدا ہوں۔ میری حد و ملکیت میں کبھی سوچ غروب نہیں ہوتا۔ چھر پر گرامن ٹوٹ پڑے گا تو میں سنگینوں پر اٹھاؤں گا۔

ہندوستانیوں کی مذہبی، سیاسی اور معاشرتی زبوں حالی کا اندازہ درج ذیل

ابتدائی حالات زندگی

مولانا احمد علی کے والدین کے مخصوص میں ایک اہمائی جھک اور ایک قدس اہل اس دور و روز و حوا، دو آپ کی پرورش میں مصروفہ میں ہے۔ لیکن ان کو کیا خبر تھی کہ جلد یہ نونال ایک صنفِ مخلصہ جہانیاں بنے گا۔ یہ امر سطر ہے کہ صالحین کی پیدائش ولایت عام انسانوں سے جدا گانہ ہوتی ہے اور باکمال حضرات کی زندگی کا ہر لمحہ ریاتِ سعادت سے معمور ہوتا ہے۔ شیر غازی کے نکلنے کی آہم چوں یا جوانی کی مبارک ساعتیں چوں یہ لوگ دنیا میں سعادتوں کے ساتھ آتے ہیں اور ساتوں کے بغیر ہی عالمِ جاودانی کی راہ لیتے ہیں۔ قرآن حکیم نے سیدہ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے عرمِ صدیقہ کی آغوشِ عاطفت میں بیٹے دن ہی سکولایا تھا۔ **وَمَوْلَا عَلٰی بَدْرُی لِدُنْیَا دَیْقَمٌ اَمُوْثٌ وَبَدْرُی لِدُنْیَا حَیْقَمٌ**

المختصر: حاجب آپ باچھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ عزیز مرے گھر پر ہی آپ کو تو آن حکیم چہ ان شروع کر دیا۔ فی الواقع انہیں ہی انبیاء اور ادبیاء کو حتم دینا ہیں اور ان کی دینی تربیت کا اجتماع دو دینی ماؤں کی ہی پاکیزہ فطرت کا سرچشمہ ہے۔ جو تاسے۔ کسی نے کہا کہ اسے اگر فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی گود نہ سوتی تو حضرت حسینؑ جبین نہ ہوتے۔ با باقرؑ والدین کی فادہ و جادہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے فرید کو دو سال دودھ پلایا لیکن با فاضلہ کہ پلایا اللہ تعالیٰ نے بچے کو بلوغت کے بعد دل زہاں بنایا۔

علامہ اقبال مرحوم خطاب بجاوید نظم کے ابتدائی اشعار میں اس حقیقت کو ایا کر کرتے ہیں:

مادرتو دینِ نیست باقودار - فخر تو از نسیم و کُشاد
از نسیم و کُشاد و رنگِ جو - اے سارخِ باہر کے تو ازو
دولتِ جاوید ازو آمدختی - از لب او نالہ آمدختی

لے۔ سرورِ مریم ازات ۳۳ سے جاوید ناز ناز سے لاہور ۱۳۳۷ علامہ اقبال علیہ الرحمہ

جو تاسے اور عزیز گیتی بجاوید بران کی عظمت کو ر پر لڑ کر ہے۔
لے آگ میں کی چو نہک دیتی ہے بڑا دیر کو
لاکھوں میں ایک بھی جو اگر صاحبِ نبین
ہوتا ہے کہ وہ دشت میں پیدا نہیں کسی
وہ در جس کا فخر خفت کو کرے نہیں

حضرت لاہوری کے وہ بیک حیات اور حق تعالیٰ کی رضا ہوئی کا جذبہ آپ کی پیدائش سے پہلے اس امر کا مقتضی ہوا کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کی طرح آپ کو دینِ اسلام کی خدمت کے لیے وقف و فخر کر کے کی زندگی ہوئی تھی۔ ان کی ولی منادی نے جب بچے کی صورت میں نمودار کی تو انہوں نے اپنے فوسو کی دینی تربیت کے کام کو نہایت صدق و اخلاص سے سر انجام دیا۔ شہزادہ رشید و جمیل کا استغراقی اور دستی حلاں کی مساعی جمیل بچے کی پرورش کے آہم میں خصوصیت سے ایک دوسرے سے ہم کنار ہیں۔ تب میں جا کر سیدہ الزہراءؑ میں حضرت لاہوری کے والدین اپنے مرتبہ تقدس و شرف کی ادائیگی سے عید ہوا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے شیخ حبیب اللہ کو بھی اور چوں کی ولادت سے نواز۔ حافظ محمد علی مرحوم مولانا احمد علی سے چھوٹے تھے اور افغانستان میں قیام پذیر رہے۔ جزیرہ صحرہ جرم حبیب کاچی میں رہے اور کچھ عرصہ ہوا کہ وہیں فوت ہوئے۔ سب سے چھوٹے زبدا اللہ کا حکم جرمہ دار رشید ہیں اور لاہور میں رہتے ہیں اور کافی حوصلہ کا طبیہ کالج لاہور میں پڑھنے کی کوشش انجام دیتے رہے ہیں۔

۱۰۔ ضربِ کیم ۱۰۰۔ ہر علامہ اقبال علیہ الرحمہ کو کچھ چنگ کو کس ایک شہدائو
لے کاپی باور منظر سید صاحب کے احوال، امرات عمران رب الحق نذر
دلت صافی لطیفی محمد زلفی شعیب مقلی زلفی شعیب العظیم دوسرے آلِ عزم آیت ۱۵۵
لے غارہ آلِ دین حضرت ابو۔ رویت علامہ مطہر پنجاب پریس لاہور

مجھ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تلقین کی ہے

ترسی غلامی کے صدقے ہزار آکرادی

د امروث شریف میں حضرت سندھی کا قیام،

امروٹ شریف ضلع سکھر صوبہ سندھ میں ان دنوں عارِ اہل عالمیت کیلئے، جہاں کہیں بھیکاری اور عیال
حضرت مولانا امین الحسن شیکھ ناچ محمد المعروف حضرت امروثی مولانا فونہ تھے۔ آپ ہر وقت
جذبہ چاہت سرشار رہتے تھے۔ آپ ہم کو لایا جیسی تھے اور فانی جاننا بھی۔ آپ کا
تعارف گوکار علاء اقبال کے ان اشعار میں موجود ہے۔

آنکھ بند شد بے یقینیاں را یقین۔ آنکھ لہو از سجود او زمین
آنکھ زیر تیغ گوید لا اڑ۔ آنکھ از غوغاش برید لا اڑ
خاک و داز قوریاں پاکیزہ تر۔ از مقام فقر و شاهی باختر
بندہ حق وارث پیغمبران۔ او گلچند در جہان و گیلان

۱۔ حضرت مولانا سیدناچ محمد قدس سرہ امروث ضلع سکھر کے باشندے تھے۔
اور سیدنا امین حافظ محمد صدیق بھر ٹھکی کے دوسرے غلیظ تھے مولانا جید اللہ سندھی
کو ان سے چھری واسیلگی تھی۔ انہوں نے ہی مولانا سندھی کا کلاچ و طرح وغیرہاں پر سفندی
کی روٹی سے کرایا تھا۔ موصوف نہایت چوڑھے، خدا رسیدہ اور متقی بزرگ تھے۔ لاکھوں
مہینے۔ ان کی کراہت کا ان اطراف میں بڑا چمچا تھا۔ مولانا سندھی نے ان کا تمام حضرت
شیخ، ائمہ سے کرایا۔ متعدد دنوں پر بندہ شریف لاکھ و حضرت شیخ علی ان کی عیالات کینے
امروٹ شریف جاتے ہیں کہ مقام سندھ سکاس علاقے میں حیرت کے ساتھ کار کردہ گزرا۔
ہوئے اور چند دن بعد راکر لے گئے۔ ایام تحریک خلافت میں انتقال فرمایا۔

(میں بڑے مسلمان، مطہر و محترم شہیدیت ۲۳ عبدالستار شامہ
نے: ثنوی پس چہ یاد کرے اقوام شرقیہ ص ۱۳۰۶ علاء اقبال علیہ الرحمہ۔)

حضرت امروثی علیہ الرحمہ کے شیخ طریقت حضرت حافظ محمد صدیق مرحوم و مفتوح
تھے۔ جو بھر چٹھی دلاچی لائن ریدس اسٹیشن ٹرین پر دھڑکی سے تقریباً دو سو
سے متعلق تھے۔ حضرت سندھی نے ہمیں میں ان کے دست اقدس پر بیعت کی تھی اور
انہی کے اقدس پر اسلام قبول کیا تھا۔

مولانا سندھی دین پور شریف میں مختصر قیام کے بعد مولانا احمد علی کو لے کر
امروٹ شریف چلے گئے اور وہیں اگر انہیں عربی فارسی کی ابتدائی دعوت دیکھتے ہیں
پڑھانا شروع کر دیں۔ سیدناچ محمد مرحوم نے مولانا سندھی کی علمی قابلیت، انعام
خدمت اسلام کے مفاد جذبہ کو دیکھ کر آپ کو امروث میں ہی رہنے کی دعوت دی۔
آپ سنا س پٹنیش کو بسرو چشم قبول کیا اور وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

مولانا ناچ محمد علیہ الرحمہ کی تربیت و کوجہات نے مولانا سندھی کو اپنی داناوی
کا شرف عطا فرمایا اور آپ کی زندگی کے تمام مصائب کی کفالت بھی اپنے ذمہ
لے لی اور اوجہ حضرت امروثی کے منکر کے منتظم اور مرحوم کی خادم کو تاکیدا فرما دیا کہ
ہمارے عزیز زاد علی کو جس چیز کی ضرورت ہو معاملہ پر فوراً پیش کی جائے۔

شامہ نظر گرم کی جس فدا پر ذری ہو

وہ آسمان چاکر خود شہید فدا ہو (آدھی)

حضرت مولانا سیدناچ محمد علیہ الرحمہ کی جسے متعلق اور
مدد رسد دارا شاد کا اجرا۔

۱۔ ام لا دیا۔ میرا کے مشائخ حافظ محمد صدیق مرحوم اپنے وقت کے قطب الاتحاب تھے
آپ کے محبوب ترین شغف حضرت دین پوری اور حضرت امروثی تھے۔ انہیں دونوں شغف کی
موجودگی میں حافظ مرحوم غمگین و عیال نہ لے کر کہ لڑکے لے و دینی کو بھڑکا ہے باباں کے
والدین کے دربار نشینی میں اکرا لے گا۔ (دروازہ) عزت عیال غافل۔ فیروز سنتر،
سکے۔ مرد بہن ص ۱۳۰۶۔ فیروز سنتر۔ نواعف جہاد میں خاص۔

اور ان میں ایک کھنڈ پویش، جلال و جلال کا باعث بکہ بقول سید عطاء اللہ شاہ بخاری (جلد ۱ ص ۱۷۷) صحابہ کرام کے قافلہ میں سے ایک پیچھے رہ جانے والا رسول نبوی کا طہر پر موجود تعارض کو مستقبل و حجب میں شیخ التفسیر پر سونے کے علاوہ قطبیت کے فرائض ہی انجام دیتے تھے۔ دوسرے حضرت مولانا انبیا رائی تھے۔ جو کہ اپنے والد رحمہ کے بعد کرم کو حجاز میں مندر رشتہ پر جلوہ فرما ہوئے۔ ان کے علاوہ عین اور عمر شریف نصیب ہلاکارام تھے۔ دو کو کوہ پاچوں ہلاکارام نے اہم انقلاب حضرت سندھلی جیسے یگانے مولانا گرامی کی گولانی میں تعلیم و تربیت حاصل کی تھی۔

چونکہ حضرت پیر رضا رائے اس وقت گروہ پر چڑھائیں گئی تھیں تھے اور ان کے صاحبزادہ مولانا حبیب الدین اس فارغ ہوئے والی جماعت میں شامل تھے۔ لہذا ایک عظیم الشان جلسے کا انتظام کیا گیا۔ مقتدیہ کو صاحب غریبین کی شمولیت اور باقی مسجد کدووں کے حدود و اجتماع سے دستار بندی کی تقریب کو برہان طاعت بابرکت بنایا جاتے۔ لہذا جلسے کی صدارت کے لیے ریاست بھوپال سے حضرت شیخ المشائخ حسین ابن حسن انصاری یعنی مرحوم کو بلا لایا گیا۔ آپ نہایت محرم سید تھے۔ اس لیے آپ کو پاکی میں جھلکا کر گروہ پر حلیہ میں لایا گیا۔ حضرت لاہوری کی مہلک یادداشت کے مطابق یہ تقریب سید ۱۳۶۴ھ کے آخر یا اس کے شروع میں واقع پذیر ہوئی۔

معلیٰ کے فرائض

حضرت لاہوری کی زندگی کے واقعات پر اگر تجدید کا نظر ڈالا جائے تو یہ حقیقت ملاحظہ ہوتی ہے کہ طبع و جاتی سہ قدر قدرت کا دست کرما آپ کے فرقہ و اندس پر ہر مرقومہ سائے گلن رام۔ اب بولانا، حضرت سندھلی کے لڑکا دے طاقی مدد اللہ شاہ میں معلیٰ کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے جس دنیا کا اور ملی ہیئت سے طلب معلیٰ کے ایام و شہور برکت تھے، اسی استغراق و محنت پر وہی سے معلیٰ کے اوقات گزارنے شروع کر دیے کیونکہ آپ کے قلم و فکر پر امام القوادث کی

حریت نوازی کی حجاب و حضرت مولانا غلام محمد رحمتی اذ علی ایسے ملک میرت معتقد کی صحبت کے انوار اور مجاہد کا کبر مولانا سید امروٹی کی صداقت و حیات طیبہ کے اثرات و نقوش موجود تھے۔ ہم جن ماسب ملکوں کو بذریعہ تکریم پیش کرتے ہیں، جن کو خیانت الہی سے حضرت شیخ التفسیر جیسے فرض شناس، خدا پرست، محبت رسول اور تہذیب نوری کے مصیغ معلف شیراز تھیں اور انی صحبت میں ملک و شغلیوں کو آپ زندگی سکھائیں۔

تھے وہی تیسرے زمانے کا امام برحق۔ جو مجھے حاضر و موجود سے بزار کرے جس کے احساس ذیالی تیرا لہو کرے۔ لہذا کی سان چھکار مجھے توار کرے

دراصل اب مشائخ و اساتذہ کرام سے حاصل کردہ فیوض و برکات تھیں کہ طوق خدا میں تقسیم کرنے کے دن شروع ہو گئے تھے۔ آپ وہاں عین سالہ یکم مدرس نظامیہ کے مطابق پڑھاتے رہے۔

تھے حقائق اچھی پر اس سے اس کی۔ یہ زندگی ہے نہیں ہے طہر افلاکوں

غفلتوں کے ہیں، اندک فائز کی تقدیر لال۔ عجم احسن حبیبیت اور کاسو بدول

حضرت سندھلی کی دامادی کا شرف

حبیب آپ مدد میں معلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے حضرت سندھلی نے آپ کو شرف دامادی بخشا، گویا اپنی صاحبزادی مریم بی بی کا عقد آپ سے کر دیا۔ سال کے بعد رید و گور عالم نے آپ کو ایک پوٹا فرمایا، اس کا نام حسن رکھا گیا۔ اس بچے کے نام کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ مگر طہیت ازیدی کا یہی فیصلہ تھا کہ نور محمد حسن صوف سات دن آغوش داریں مجھے اور میرا بی بی شگفتگی کے

۱۔ علامہ اقبال، مغرب حکیم و مدد، مطبوعہ لاہور۔

۲۔ علامہ اقبال، مغرب حکیم و مدد، مطبوعہ لاہور۔

۳۔ میاں بابو منظور سعید صاحب۔ مرد مریم و شہزادہ محمد امجد علی خاں فیروز سنہ ۱۳۱۵ھ

کی تاسیس رکھنے میں مولانا محمد صادق سندھی، مولانا ابو نعیمہ اشعلا چوری اور عزیز علی احمد علی
یہے ساتھ شریک تھے۔

نظارة المعارف القرآنية دہلی

چہ شور راست این کہ در آب و گل افتاد
ز یکت دل حلق را صد مشکل افتاد
قرار یک نفس بر من حرام است
ہے من مجھے کہ سہارم باہل افتاد

حضرت سند محمدیؐ کی زندگی ہزاروں ائمہ باطنی کی عامل تھی۔ ہجرت کرنا آپ کا مشغلہ بن چکا تھا۔ خود فرماتے ہیں "حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے میرا کام ہر بندہ سے دہلی منتقل ہر آدمی ہاں باگر میں نے مسجد فتح پوری کے شمالی کمرے میں سے شمالی دروازے کے متصل بالائی منزل کا پہلا کمرہ کر لیا اور اخوانہ الصغیرات، الصغیرات، الصغیرات کی بنیاد رکھی۔ اب مولانا سند بھی نے اپنے علمی حلقے والوں کو انوں (علما کرام) اور باغی گروہ حواشی ملا کر ایک مشرقی جماعت بنائی اور اس جماعت کو درجہ حاضر کے تقاضوں

[illegible]

کے مطابق شیخی مشن چلانے کی تربیت دی جانے لگی ماس وقت مولانا سید محمد نے حضرت الامجدؒ کو بھی مدرسہ دارالاشواق سے ولی میں بلایا اور اس کا دورہ لنگر گاہ صحت میں شامل کر لیا۔ حقیقت حضرت لاہوریؒ کی زندگی کو مسائب و نوبت کی کھال میں ایک کرکٹ پیچا ہوا تھا اور ساری قیادیاں لاہور کے کام القرنی میں بیٹھ کر نصرتِ محمدیؐ کی تحریک و تربیت کی سند ڈالنے کے لیے جہد میں تھی۔

خاقل مرد که تا در بیت الحرام عشق
صد منزل است منزل اولی قیامت است

حضرت مولانا سمیع الحق کے ارشاد کے مطابق ”نہایت اعلیٰ اقدار کے خیرہ دلی کی سرپرستی میں حضرت مولانا محمود حسن خان، شیخ الحداد رحمہ اللہ کے ساتھ حکیم حسن خان اور نواب دکندار الملک ایک ہی طرح شریک تھے۔ حضرت شیخ الحداد نے جس طرح چار سال دہلی بندہ میں کنگرہ کے اقامت اپنی جماعت سے کرایا، اسی طرح دہلی پنچکر کچھ نوجوان طاقت سے ملا کر چاہتے تھے لڑنا اس فرض کی تکمیل کے لیے دلی تفریق نہ لے۔ لیکن انھوں نے سب سے

۷۔ حکیم اہل ناس و دھرم بھکت پرانی کے مرنے اور اس پر طبع ہوتے۔ آؤ کوئی جہد کے مجاہدوں
میں ان کا دستار مستحضر تھا۔

۱۔ خواب بقا الملک نے چار بیگمیں میں انتقام پیدا کیا۔ ان کی زندگی کے اسلامی فلسفے کا سکھ چار برسوں میں بٹھایا اور پھر کرنا شروع کرکرام، حوزہ شکوت علی کے خواب کا انتہاس، خواب بقا الملک مرحوم خواب حسن الملک اور خواب بقا الملک مرید کے چلے گئے۔ انہوں نے خواب میں خواب اور اب ان کو دعا ہے، سہل بیگ کے سہیل میں پرہیزگار نادان کیا۔ ان لوگوں کا خوشنور سے لڑنے کے بعد میں سہیل نون کو دعا کا آغاز خواب کا حق ملا۔

۱۔ خطِ اعلیٰ افسرِ مدنی حرم، آپ کو حضرت شیخ احمد رضا کے اہلِ حق تھا۔ آپ حضرت: احمد رضا، مہموم کی حرم کی بہن تھیں۔

(پس فریضہ سال ۱۱۱۱ھ - عہد ارشدیہ برآمد)

کرتے تھے گویا حاضرین آپ کے ارشادات کی سماعت کر رہے ہیں نہ نہ تعلیم میں یہ مسئلہ متواتر جاری رہا۔

۱۰ امام اہل تشیع کو فطرت کے پُر ذوق نگہانات ایک نئی راہ پر لے جا رہے تھے۔ خداوند عالم کو منظور تھا کہ اس شخص کو لاہور جیسے متہذب ہندو کے مرکز میں بیٹھ کر دین متعلقہ کسی اشاعت کا کام کرنا تھا۔ وہ اپنی زندگی کے لمبے لمبے تئنا گوشے میں جا کر ڈرونگر سے آراستہ کرتے تاکہ حجب وہ روحانیت کا علمبردار بن کر مسند اراشدار پر جلوہ گر کی کرے تو اس کی چترن میں ڈیڑا نہ، اندر کی تابانی ہو، اس کی زبان کے الفاظ دل کو ملے راہ بنائیں، اس کی صحبت کے فیوض و برکات کا دائرہ عرب و عجم تک وسیع ہو۔ الغرض اس مبارک زندگی میں دماغی کاوش، محنت، شہری، ذکر و فکر کی ہمیشگی و تقویٰ و درج کی تمام صورتوں کی پاسداری اور ضبط نفس کے عطا ہوا اصول و آئین کی حفاظت رات دن کا معمول بن چکا تھا۔ بارگاہ اللہ، ایک روح تھی جو قرآن مجید کی الہامی اقاہر سے مالا مال ہو رہی تھی، ایک دل تھا جو کھمبائی کے قدسی افوار سے کسب حیا کر رہا تھا۔ ایک دماغ تھا جو عقائد متبر و فکرات کے ایوان میں عموماً یقیناً مصلیٰ زندگی کی تعمیر فطرت کے اصولوں کے مطابق ہو رہی تھی۔ ۱۱ اٹنا مستحق عین حق و تفسیر ۱۲ تحقیق ہم مستقبل قریب میں آپ پر اشاعت قرآن اہد تزکیہ و تہذیب کا ہر فسر یعنی نہ کہنے والے ہیں، ۱۳ سوئے شریٰ فرمود ۱۴۵۵

اب نکلادہ اعمار افکار زندگی کی حواصت کے امتحان کا وقت آیا، لہذا حضرت مزہبی مرحوم نے اپنی مدد کے لیے قاضی منیا رائدین ایم ۱۰ سے گواہ کیا، امتحان کا نتیجہ نکلا اور حضرت

۱۵ غواہ روایت ۱۶ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور، ۱۷ اقامت زندگی مرزا محمد علی مرحوم۔
۱۸ تاحضیٰ ضیاء الدین ایم اسے نکلادہ اعمار افکار نے دہلی کے گلاب روفا گریزی پرنسٹن سے
۱۹ تھے، مضافی کسمونت کے لیے امتحان کے موقع پر بھی حضرت سندھی نے طلب فرمایا۔
۲۰ غواہ روایت ۲۱ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور، ۲۲ گواہ روایت ۲۳ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور، ۲۴

تحدیثِ نعمت

نکلادہ اعمار افکار نے اپنی کج حواصت میں حضرت لاہوری بھی شامل تھے، اپنی کج حواصت اور جھکاؤ سے علاوہ آپ میں وہ خصوصی امتیازات پائے جاتے تھے، ابتداء میں حضرت سندھی کی نصیحت اندیشی میں عرض کیا تھا کہ وہ ان کو دس قرآن کے تفسیری نکات و درجہ نقل کرنے کی اجازت دیں، لہذا حضرت لاہوری دس قرآن کے موقع پر نہایت میلان و تفسیری اور سرعت سے نہ لائے، میں تیس اور بعض اوقات چالیس چالیس صفحہ امتیازات میں لائے جن کی تصحیح بعد میں حضرت سندھی کے حضور میں بیٹھے کر کی جاتی تھی، اس وقت حضرت سندھی فرمایا کرتے تھے کہ آپ میری تقریر کا اٹھا نوے فیصد حصہ نقل کرنے میں کامیاب ہیں۔ یہ کلامیاں تھوڑی سورتیں، مولانا عبید اللہ سندھی، حبیب ہندوستان سے ہجرت کر کے دہلی کا ذکر آئندہ اوراق میں کیا جائے گا، افغانستان جانے لگے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ مذکورہ مسودات تفسیر کو اپنے ہمراہ لے جائیں، اب حضرت مولانا لاہوری نے نہایت فروزا و دشمن غلبہ اور مشکور تواضع سے عرض کیا کہ حضور! یہ تحریرات آپ کے دل و دماغ کا حاصل ہیں، آپ حجب چاہیں گے، بفضل خدا تعالیٰ اس سے بہتر حواصت تیار کریں گے، مگر مجھ بے بساحت کے پاس تو ان کے سوا کوئی بھی نہیں اور تفسیری سر پر یہ نہیں ہے، یہ سن کر حضرت سندھی نے ازراہ معلق ان کا پیوں کو حضرت لاہوری کی کس پاس ہی رہنے دیا۔

یہ قرآن حکیم کے عبرہ پادوں کے تفسیری و توضیحی نکات کا مجموعہ تھا، ان دنوں مولانا لاہوری کا معمول تھا کہ آپ نماز عصر کے بعد حضرت باقی باللہ والے قبرستان میں تشریف لے جاتے، جبکہ باقی طلبہ شرم میں گھومتے چلے جاتے تھے، آپ کسی فکر و فکر کے سر پر بیٹھ جاتے اور حضرت مزہبی سے حاصل کردہ اسبابی کو اس طرح غبر

مقرر ہوتے۔ وہ اسلامی تصورات سے آشنا اور منصفانہ رسالت میں بڑی شوق و
 شریک ہوتے تھے۔ جب مولانا نے دریافت کیا کہ آپ کے نکاح اور جائزہ وغیرہ
 کن پرچہ تھے تو جواب ملا کہ "چھینو" ریسرچر اسٹیشن کے ایک قاضی صاحب اس
 کام کے چلے گئے تھے۔

مولانا کو کس قدر قاضی صاحب سے لگنے کی غرض سے ان کے گاؤں میں ٹھہرنے لے
 گئے تھے قاضی صاحب ضعیف و ناتوان شخص تھے۔ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو مولانا
 کی ملاقات کے لیے بھیجا۔ آپ نے قاضی زادے سے عرض فرمائی، "اگر آپ کے تعلق
 پرچہ لیکن اس نے بڑی صاف دلی سے ہر سوال کا جواب نفی میں دیتے ہوئے کہا کہ میں
 سوائے خط کے کچھ بھی نہیں جانتا۔"

مولانا نظارتہ المعارف اتر پردیش میں بطور صدر عہدس

مدرسہ مذکورہ میں اسی تیرہ ماہ سے ہی ختم ہوئے تھے۔ جبکہ مدرسہ کو حادثات کی
 ناسازگاری سے دوچار رہنا پڑا۔ یہ واقعہ ۱۹۴۴ء کا ہے۔ جبکہ تمام دنیا کے بھنے والے
 پہلی جنگ عظیم کے شہوں کی بے بسی میں آ رہے تھے۔ بس جنگ میں حرکت بھی شامل
 تھے اور بھائی بھائی کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ مولانا مسند پر پڑان واقعات سننے دن کا

۱۰ صبح شعلہ کی ننگی ہری ٹھہری لائی دے تو قرین آجنا پہاڑ کی سرحد کے تمام
 قلعوں سے چلنا تھے اس کا کارخانہ کل میں اللہ کی جتنی بھائی تھیں یہ اس کا غرضی غلام تھوڑا
 کر کے ہر جہت سے غرضی میں اس میں پناہ پناہ تھوڑے میں ہی ہری سے ہری جو مذکور
 تھوڑی گز پر جاتے۔

ظہر پہلے دہشت کو مانگا نہیں۔ گھنٹہ گز کی گھنٹہ میں نہ پناہ اور نہ ہی پناہ
 جب ہم ان کو گرتے ہیں تو غلامانہ کھڑی تھیں برقی دنیا سے بڑھے ہوئے گھنٹہ میں تو پناہ
 یہ شرمناک ہے۔ اسے تو دنیا دہشت کے لیے تھوڑے میں پناہ کے لیے غلامانہ میں پناہ

شیخ التفسیر مولانا احمد علی نورانی مدظلہ العالی کے تمام سبقوں میں نقل نمبر پر آئے۔

اگرہ کا تبلیغی دورہ

فیصلہ کیا گیا کہ نظارتہ المعارف القرآن کے علمائے باہر دیہاتوں میں تبلیغی مشن پر
 جایا کریں۔ حضرت امجدی علی علیہ السلام کے علاوہ مولانا علی اسلام اور مولانا
 فضل الرحمن صاحب کرم اور ناسد علی ساتھ لے کر اگرہ ٹرین لے گئے اور ان
 حضرات کے علاوہ کاتھین فرما کر خود دلی واپس آ گئے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرمو نے اپنے متعلقہ علاقہ کے ۲۵ دیہاتوں کا
 دورہ کیا اس سفر میں آپ کو صرف ایک بیسی میں ایک مسجد نظر آئی۔ دراصل ان
 دیہاتوں کے باشندے اسلامی حکومت کے وقت مسلمان تو ہو گئے لیکن اسلام
 کے نظریات، احکام اور نبوی اعمال سے بالکل ناواقف رہے۔ ان کے نام محمد سنگھ اور

۱۔ تیرہ دن کے صفت کی چند قطعاں۔ ۲۔ عورت جو لڑکا ہوا فرزند سنبھالے کر کے تبلیغی
 دے کر گھیر لے کر قیام پر مقیم کر دیا۔ ۳۔ علاقہ کے تارکین سے عیال کے قیام کی تدبیر
 ثابت ہے۔ ۴۔ بطور عید صاحب کی تحریر جو حضرت امجدی کی بی بی زبان میں لکھی ہوئی
 ہے اس میں بھی اگرہ کے تبلیغی دورہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ ۵۔ ۲۰ صحت دیکھو۔ ۶۔ ۲۱ صحت کے
 پستہ نما ہیں۔ ۷۔ نظارتہ المعارف اتر پردیش میں حضرت مولانا قیام میں مولانا علی کو ان کے
 وہاں۔ ۸۔ شہرہ دیا کر دیا۔ ۹۔ چھ ماہ کے بعد پھر بھی جیسا جاتے تھے وہاں سے پہلے
 سر کر کے۔ ۱۰۔ یہی شہر میں ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۱۔ مولانا علی کو ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۲۔
 چار۔ ۱۳۔ یہی شہر تو کہ۔ ۱۴۔ ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۵۔ اب کل کے تھے۔ ۱۶۔ ان کے تعلق
 کو کہنا۔ ۱۷۔ یہی شہر تو کہ۔ ۱۸۔ ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۹۔ اب کل کے تھے۔ ۲۰۔ ان کے تعلق

۳۔ بطور عید صاحب کی تحریر جو حضرت امجدی کی بی بی زبان میں لکھی ہوئی
 ہے اس میں بھی اگرہ کے تبلیغی دورہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ ۴۔ ۲۰ صحت دیکھو۔ ۵۔ ۲۱ صحت کے
 پستہ نما ہیں۔ ۶۔ نظارتہ المعارف اتر پردیش میں حضرت مولانا قیام میں مولانا علی کو ان کے
 وہاں۔ ۷۔ شہرہ دیا کر دیا۔ ۸۔ چھ ماہ کے بعد پھر بھی جیسا جاتے تھے وہاں سے پہلے
 سر کر کے۔ ۹۔ یہی شہر میں ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۰۔ مولانا علی کو ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۱۔
 چار۔ ۱۲۔ یہی شہر تو کہ۔ ۱۳۔ ان کے تعلق کے تھے۔ ۱۴۔ اب کل کے تھے۔ ۱۵۔ ان کے تعلق

روحانی خلافت کا خلعت

ایک طرف مولانا محمد علی مروج کے سامنے اور انقلاب حضرت مہدیؑ اور شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے شہادت سرور شاہ کا زمانہ ہے جس میں وہ برابر کے شریک تھے تو دوسری طرف حضرت مہدیؑ اور حضرت دین محمدیؑ جیسے نامور بزرگ حضرات کی عارفانہ دیانت کے انوار تھے جو کہ آپ کے علم سلیم و ذہنیہ کو تکریر و تفسیر کے فیوض سے نکال دیا کرتے رہتے تھے کیونکہ آپ جرم کے علمی اور سیاسی مشاغل کے باوجود روحانیت کے مذکورہ بالا جدول چشموں پر اپنی سالکانہ پیاس بجھانے کے لیے وقتاً فوقتاً حاضری لیتے رہتے تھے۔ آپ کی دفعہ دوسری دینی میں فرمایا کرتے تھے میں حضرت مہدیؑ کی خدمت جنت اقدس میں حاضر ہوتا تو یہ سکاڑ گئی کہ یہ کچھ ٹھیل دیتے اور جب کچھ کہ اپنے آقا میں پوری کی کوئی صحبت میں جائے لاسٹری ہو تو فوراً میرا آقا تو مجھ پر ہی ساکتا رہا احتیاج و اشتیاق کا خیال کر کے اپنی مریاد و حدود میں سے عروج میں نہیں رکھتے تھے۔ آپ سندباد پر مشرک کر نہایت حقیقت بھر سے ان ظاہر مجرم مجرم کر اپنے روحانی شیخ محمد کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

انتظار! آپ کو اپنے بزرگ و خضران طریقت کی بارگاہ و ولایت سے یکے بعد دیگرے شوق خلافت علی ہوا۔ حضرت دین محمدیؑ اقدس سرور کی خلافت اس اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ حضرت دین پورنی نے حضرت لاہوریؑ کے سوا کسی کو بھی اپنا خلیفہ قرار نہیں دیا۔

۱۷

صحت پیر دم سے ہم پہاڑ زائناش

لاکھ حکیم سوا حبیب ایک حکیم سرکھٹ

دعائے تائید! بالہ پیر ملتا کہچہ راہ پر گشت سکن بیت دلا لاہور

۱۸ مردوں گشت جلائی غرض نہیں فرستہ راہی سنا نجاہ اندھی صاحبزادہ حضرت دین پورنیؑ

چہن اولادت کی خیمہ حرم کردی تھی۔ آپ حضرت مولانا محمود حسن علیہ الرحمۃ کے مشورہ سے ہجرت کر کے کابل جاتے ہوئے، دوسرے مذکورہ تمام اشتکات کی ذمہ داری حضرت لاہوریؑ کے کندھوں پر پاؤں گئے۔ آپ نے تقریباً دو سال تک دس دس وندیں کا کام نہایت دل جمعی سے نبھایا۔

سیکس صاحبہ والی بھوپال کا وظیفہ

عزیز سیکس صاحبہ والی بھوپال نے مولانا سندھیؑ کا دوسروں پر اہم و وظیفہ مقرب کر رکھا تھا۔ ان کی ہجرت کے بعد سیکس صاحبہ نے مولانا سندھیؑ کو واقعہ حضرت مولانا عبد اللہ ٹوٹنی کو دینی بھیجا تاکہ وہ حضرت سندھیؑ کے قائم مقام کی علمی حیثیت اور علمی قوت کا پورا پورا پانژہ لیں۔ یہ دونوں حضرات میں دس دس کے موقع پر تشریف لائے۔ درس سنتے رہے۔ مولانا کو حضرت لاہوریؑ کی علمی استعداد اور انتظامی قابلیت کا ہر طرح سے اعتراف کرتا تھا۔ ان صاحبہ وہ دوسروں پر اہم و وظیفہ حضرت لاہوریؑ کے نام منتقل ہو گیا۔

دقیقہ کچلا صغر مولانا سندھیؑ اب انگریزوں کے خلاف ترقوں کی مدد لگا پاتے تھے۔ اس سلسلہ میں مجاہد کبیر حضرت شیخ احمدؑ نے آپ کو مکمل فرمایا۔ آپ کابل میں ہجرت کر کے چلے جائیں۔ چنانچہ آپ جہیں بدل کر صوبہ سندھ سے ہوتے ہوئے کوئٹہ پہنچے۔ مولانا نے تمام سفر ریل کے ذریعے طے کیا۔ آئی ٹی سائیہ کی طرح آپ کے تعاقب میں تھی۔ لیکن اہل اندک قتل دنیا داروں سے تیز ہوتی ہے۔ بالآخر مولانا باہنر خدا کو کوئٹہ سے کابل پہنچ ہی گئے۔

مشق کامل ہو، تو آگاہی نہ ہو، اسے دل تھے

ڈھیر لے شامل تھے، آواز دے نزل تھے

۱۹ نابولایت ۱۹۲۶ء مطہر صاحب پیرس خلافت کے سنا سنا محمد علی مروج

۲۰ کاپی بابو منظور سید صاحبہ۔

مولانا اقباسات کا مقصد یہ ہے کہ حضرت شیخ اقصیہ مولانا احمد علی مرحوم کی حیاتیات و ولایت آثار کا مطالعہ کرنے والوں پر حقیقت کی تاریخی خرابی سے واضح ہو جائے کہ آپ مجاہدین کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ رولٹ ایکٹ کی کمیٹی کی رپورٹ میں مولانا شیخ کی سرکردہ انکوشنوں کا تذکرہ پڑھ کر انسان ان کو باوقوف حضرت شخصیت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایک ویدیش صفت انسان میں عالمگیر انقلاب کے دوسرے وجود نہیں۔ بلکہ یہ پیچیدہ فہم وقت نظام اور جاری حکومت کا اقتدار رکھنے والے خصوصیے رات دن تیار رکھنے والے ہیں۔ تمام اسلامی سلفوں اور غیر مسلم فاتحوں کو بددستان کی آزمائی کے لیے حکمران کے رولٹ دی جائے۔ اگر یہ سامعین جیکے کلمہ ایسی تائیدات کی جا رہی ہیں تو اور

بیشمار حاشیہ: ۱۰ ایشیا، یورپ اور افریقہ کے مسلمان قریب قریب سے آواز سے ہر فرد کی دایہ میں جلد کے لیے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ خلافت کا وجود کا حکم ہے کہ ترکی فوج اور مجاہدین دشمنان اسلام پر چڑھائیں گے۔ اس لیے اس مسئلہ کو! اس نظام جبرانی حکومت پر چڑھ کر دیکھ جس کی قید میں قریب قریب سب سمیت جلد قریب سب سمیت تمام کوششیں کو ختم کر دینے کے لیے وقت کر دیا وین سے نفرت اور دشمنی ظاہر کر دو۔

تیسری یہ بھی مسلم پناہ چاہیے کہ مولوی محمد حسن آفندی جو پچھلے چند صدیوں کے دور میں پناہ میں تھے وہ پاس انکوشن لائے اور ہم سے شورو مچا کر ہم نے اس میں ان کی تائید کی اور ہمیں ضروری جلدیات دے دی ہیں۔ اگر وہ تباہی سے پاس نہیں تو ہم ان پر ہتھیار کھاندا دیا دیا دیا اور ان کو اور ہرگز سے جو مطلب کریں ان کی اٹھ کر دو۔

رولٹ ایکٹ کی کمیٹی کے حکمرانوں کو اگرچہ واقعات کا یہ حال دیکھ کر رولٹ قریب سے حضرت شیخ احمد مرحوم کی نایاب نامیت اور آپ کی جبریتی عظمت کا کافی فائدہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شیخ کی تجویز بار بار کامیاب تھی۔ مگر افسوس عربوں کی بغاوت اور برصغیر کی اپنا ایک گھمٹ نے اس کو کامیاب کر دیا۔

لے حاتی قریبی جبریت مولانا رولٹ ایکٹ کی کمیٹی کی رپورٹ منفی ذمہ داری سے مستند جبریت بار بار

کیا ہیں؟

شیخ اقصیہ مولانا احمد علی اسی سازش کے سلسلے میں گرفتار ہوئے۔

مولانا احمد علی کی گرفتاری

سابقہ اوراق میں جن برقی خطوط کا ذکر آیا ہے وہ خطوط مولانا کو دینی بہن بھائیوں سے گئے۔ آپ نے حضرت منہاجی کی ہدایت کے مطابق مکتوب الہام کو پہنچانے کا خفیہ ذمہ سنبھالا۔ اس بن خطوط کی تقسیم کے چھ ماہ بعد اس نوعیت کے ان خطوط حضرت منہاجی کی طرف سے تقسیم کی عرض سے آئے۔ سوجا اتفاق سے وہ خطوط پڑھ گئے اور ساتھ ہی خطوط کا راز بھی افشا ہو گیا اور کچھ اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نئے فرستادہ خطوط میں مولانا منہاجی کے خاص متعلقین کا ذکر تھا۔ خطوط کے پکڑے جانے کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک ایسی دن ایسا ایک ہی وقت پر مولانا کو مصروف کے تمام اسباب کو گرفتار کر لیا۔

ایک دن حضرت مولانا احمد علی نور اللہ رحمۃ اللہ حضرت نذیر اللہ العارف اقدار نے دینی میں درسیں قرآن مجید میں مصروف تھے۔ جبکہ آپ کو ایک پیر ٹیوشنٹ پولیس اور گانگنیک جھڑپوں کے دوران گرفتاری دکھا کر راست میں لے آیا۔

ایسا محادثہ سہرو شہباز دوشاں کی مدد سے

اب انہوں نے دس گاہ کے کمرے کو منتقل کر دیا۔ آپ کو مکان کٹھنہ میں لایا گیا تھا۔ یہ فتح پوری مسجد سے قاضی حوض جانے والی سڑک پر واقع تھا۔ مکان پر چار کاپ کابل وصال کو غارت گشتی سے پہلے کمرے کی چھت پر چالنے کا کھوکھلا گیا۔ مولانا کی تلمیذات و تلمیذات کی شکایت کا مجموعہ اور باقی کتب کو ان لوگوں نے ٹونک میں پھینکا اس موقع پر سی ڈائی ٹی کے ایک ملازم کے اشارے سے چھت کی کاس میں مین کی

سے۔ باقی باقی منظور سید صاحب! مستند حالات حضرت لاہوری۔

جملات من المناس و خلفه علی الوضو و البیة قر المحدث
و التفسیر و الفقه ان لا علی الصلوة الشیخ مولانا حبیب اللہ
ادام اللہ فیضہ ثم حضر درس مسند الوقت و محدث خالک
الزمن شیخنا و مولانا محمود حسن الندیو بیدی رحمہ اللہ
خاجانہ الاول و کتب لہ جماعین خیران زمانہ دانت و فقت
بشیارہ و بقی زمانہ صابجا مہجور فاستمد و صنی مانت لہ
یا حل و من ذلک فی و عروہ سہل کئی اردت التیس لہ بہ نکیر
وینہ فلجذت بکل ما یجوز فی اجازتہ من الکتاب المستہ و غیرہ
ما صنی الوثبات مذکور و فی الاجازات مسطور بالامثال الذکر
فی کتاب السالح المحسن فی اسانید الشیخ حبیب اللہ
اجازتی بہ شیخ نجی ایل هو الشیخ محمود حسن رحمہ اللہ
شیخ المعتد و رحلة الافاق - واللہ تعالی اسال ان یوفقه لیا محب
و یمنی دن یجعل اخرتہ خیرا من الاولی - آمین۔

و انما العبد الاحقر محمد انور الکشمیری عفا اللہ عنہ

۲۲ صفر ۱۳۳۶ھ بمبئی

اسی طرح حضرت مولانا سید علی نے جو سند آپ کو ذات فرمائی وہ معروف علی
سند ہے۔ کچھ حضرت سیدی کاس گر نے تبلیغ حق کی آئینہ دار ہے۔ جو مولانا سیدی
کو آپ سے تھا۔ ذیل کی سند اور اور ترجمہ دیکھ کر جانتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والواقیۃ
للمتقین و صلی اللہ علی سیدنا
محمد و آلہ و صحبہ و سلم
اما بعد فیقول العبد حبیب اللہ
لہ - مردونہ ص ۳۶ - ج ۱ صفحہ ۱۰۰ - فیروز سناریٹ - لاہور۔

یکے چکنی برنی نکی پکڑی گئی۔ کیجئے پر معلوم ہوا کہ اس میں مولانا کی علمی سعادت تھیں ان
کو بھی شریک میں رکھ دیا گیا۔

اس کے بعد کئی کاشی کے بعد آپ کو دوبارہ مدرسہ نظامتہ العارفین میں لائے گئے۔
کی تلاش کی گئی اور کتبوں کا کثرت ہر کسبیل ہر رنگاری۔

بعد از محترمہ ہم مدعو سندت کی نقل درج ذیل کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت لاہوری
نے اپنے حضرت سے یہ سندت دوبارہ حاصل کر لی تھیں۔

نقول سندت

الحمد لله الذي رفع اعلام العلم و اعلی آثاره و اعز به في كل
قرن خطه شرق و غرب و اضاء ماحوله و نور افواره و جعل اذنه
و بنیه خليفه به في بسيل الارض حاکما علی الطول و العرض
و اذ الزمان ادهاره - و الصلوة و السلام علی النبی الاقیمی العری
الہاشمی الذی کشف عنه استایم و ابان اسرارہ و ارفع عن
کل حق و حقیقة ببہر افکار العالم و ید و المیزان۔

انما بعد ان علم لحدیث انفس سنوۃ و فقت لبرالہ و حق خیر الدین و الدین
و هو حق اللہ خفیا ان لم یکن حیثا و هو اشرف ما توصل بہ العبد فی حق النبی الامین و حق
اھل بیتہ علی حلقہ و ائمنہ و فقت ما یشیہ الطالب و بنیہ فی الدنیا فی التفرہ
انورہ - قمی المانقل فیہ اعمارہ و و بسو انما و ہ و بعد قد
اللہ لہ خدمۃ فی کل حین یضربون اکباد ازل و ولوا فی حین -
فمنہم اخوانی اللہ العالی المولی المسلمۃ احمد علی
ادام اللہ جن کانتہ حقو المحدث المنصر من ہدی اللہ بہ

لہ - مردونہ ص ۳۶ - ج ۱ صفحہ ۱۰۰ - فیروز سناریٹ - لاہور۔

قرآن مجید اور حدیث نبوی کو عملی طور پر
 دیکھ کر ہرگز عمل نہ کرے جس کو اللہ تعالیٰ
 نے بڑی برکت اور راز سے شرف فرمایا مگر
 کچھ عرصہ کے بعد کسی دیر سے وصال فرماتے
 مگر مکرر کلمات و مقامات پر انہوں نے
 مجھ سے دوبارہ اجازت طلب کی چنانچہ میں
 بھی ہر روز کچھ نیا صواب میں حبیب اللہ بن
 اسلام کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ سو فیصد
 طور سے اجازت ہے کہ تمام علوم شرعیہ
 و دینیہ، عقیدہ، خصوصاً قرآن عزیز، مرقا
 صحیحین سنن ابن ماجہ و ترمذی، نسائی
 حافظہ کی فتح الہامی بحکم الامام شیخ اعظم
 ولی اللہ الدہلوی مثلاً فتح الرحمن، مغز تکبیر
 المصنوع، حیرت انگیز الہام، وغیرہ اور آپ
 کے علاوہ اور پروردگار فقار شیخ اجل
 جہانگیر زبیری شیخ محمد اسماعیل دہلوی
 شیخ اعظم تاتاری کی تصانیف کی اجازت
 دیتا ہوں تاکہ آپ بوقت ضرورت ان
 بزرگوں کے کتاب سے بہرہ ور ہو سکیں یہی
 پہلی اجازت شیخ اعظم جن کے کچھ نیا صواب
 محمد بن یوسف نے سے ہے حضرت برصوف کو
 شیخ محمد اسماعیل تاتاری سے ان کو حضرت شیخ عبدالحی
 دہلوی سے ان کو شیخ عبدالحی دہلوی سے

ان کے کتاب الہامی اجازت و مشافہہ بہا
 قاتول فی الحدیث عمومی حدیث
 بن حبیب اللہ بن الاسلام ان
 یدوی ہنی جمیع ما نجا فی
 بلہ مشافہی العظام علیہم من
 اللہ تحیہ و السلام من العلوم
 الشریعہ والاویۃ والعقلیۃ
 عمومًا واکتساب العزیز و دین
 السنۃ المستند الطحا والصحیحین
 و سنن ابن ہادی و الترمذی
 والنسائی و فتح الباری للحافظ
 و مصنفات حکیم الامتہ الشیخ
 الاجل ولی اللہ الدہلوی مثل
 فتح الرحمن و العزیز الکبیر و المصنوع
 و حجة اللہ الہامیہ و غیرہا و مثلاً
 اثباتہ مثل الشیخ الاجل عبدالحق
 الدہلوی و الفیض الشہید
 محمد اسماعیل الدہلوی و الشیخ
 الاجل محمد قاسم النافذی
 خصوصاً مثلاً بیاد فی التاویل
 عند الحاجة من مسئلہ حوالہ
 الاحبار و فیملہ افی الدینی الشیخ
 الاجل الذی انھت بہ دیا سہ

حبیب اللہ بن اسلام کے پیشے ہیں۔
 جو میری تربیت میں اس نعمت کی وجہ
 سے رہے جو ان کے والدین نے
 دی تھی۔ یہ میرے پاس ہیں
 وقت سے قیام پذیر رہے جب کہ
 آپ کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔
 یہ میرے نزدیک میری عزیز ترین اقدار
 تھیں ہیں۔ انہوں نے مجھ سے علوم اربعہ
 صرف و نحو و صرف و نحو اور علوم طحا و حدیث
 تفسیر و فقہ حاصل کیے اور یہ میری
 تیر تربیت ہے جس کی تکمیل پر ان کو
 میں نے قرآن عظیم اور حدیث و علوم کی
 روایت کی اجازت دی۔ ۱۳۳۷ھ میں یکے
 میں و لاوار شکر میں تھا اس کے بعد میں نے
 شیخ محمد بن محمد بن انصاری سے بھی اجازت
 لے لی جس کے بعد مولانا قلیچ اور ترمذی
 میں مشغول ہو گئے۔ مگر پھر دوسری بار
 ترجمہ قرآن عظیم اور جہانگیر الہام
 اور اس کے مشابہت مجھ سے
 حاصل کر لئے۔ جبکہ میں دہلی چلا
 آیا۔ جس کے بعد مولانا احمد علی صاحب
 پوری محنت کے ساتھ مسلم
 توراتی اور برصوفی میں مشغول

بن الاسلام بن الصالح الشہید
 المولوی احمد علی اللہ پوری
 ہو، بن اخو حبیب اللہ بن الاسلام
 کفایتہ شذوذہ ابیہ ابیہ و کان
 ہندی ہندی کان ابن شامیہ
 سلین ہمنقولہ عن اولادی
 فاشغلی علوم الاویۃ و الاحادیث
 و توفی بعد اسی و مسموح حتی اجزئہ
 لہ و ایۃ القرآن العظیم و الحدیث
 و غیرہما من العلوم سنۃ ۱۳۳۷ھ
 اذ کنت بداء الرشاد و استعجزت
 لہ عن شیعی شیعہ حسن بن حسن
 الانصاری فاشغلی بالتحلیہ
 و التدریس فمحمک و اخذہ
 القرآن العظیم عنی و حجة اللہ
 الہامیہ و ما یناسب ذلک اذ
 کنت بدہلی و اشغلی بتعلیم
 الکتاب و السنۃ و نشرہا فی
 شہان المسلمین و ضیو خہم
 فاذا بالہ اللہ فیہ و اجاؤفا
 کا ستلف حاجۃ الی تجدید
 الاجازت لکن امدہا مانتی بعد
 ما عقیقین بمکۃ مسئلہ

شاملۃ لبعیح ما ادریہ وجملۃ
وکیسۃ ان یحییٰ صنی من ذلہ احلا
لذاتک صمن ادریک حیاتی وادعیہ
وخصی بتقوی اللہ واللہ جرفی
کتاب اللہ والاعتصام بجنبۃ مستند
المسلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رسولۃ الشیعین من خلقک انما ارشدین
والاعتنا بجن الافراط والتفریط
والرجوع منہ ان یش کئی ویش کئی
الکلام فی صالح دعوائک والغرر دعوائک
فی الحمد للہ رب العالمین

اپنا وکیل مقرر کرتا ہوں کہ وہ جس کو
اہل بھیس اس کو اجازت دیں جن کو
سے ہر زمانہ پائا جو میں اپنے آپ کو
اور ان کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ
کو اپنا شعار بنائیں اور کتاب اللہ میں
مرد و رشتہ نبوی سے اعتقاد رکھنا
راشدین کے طریق کو مشعل راہ بنائیں
اور افراط و تفریط سے بچنا
رہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ سب
بھی اور میرے معزز اساتذہ کو اپنی
دعاؤں میں یاد فرماویں۔

العیاذ باللہ

حبیب اللہ بن ابی اسحاق غزلی مکتبہ
کتبہ فی قراۃ ایام شریفین، جبکتہ سنہ ۱۳۳۶ھ

حبیب اللہ بن اسلام
آخر ایام شریفین
کتبہ مکتبہ ۱۳۳۶ھ

بعد ازاں آپ کو دلی کو تالی میں لے گئے۔ وہاں آپ کی جامعہ تلاشی ہوئی۔ لہذا
اس دینی انوار کے یوسف پر وحی من الصادقین کی آسمانی تجلیت کا کرم ہوئی
اور حکومت برطانیہ نے پرنسپل کالج کالج کا فضاں کا کوٹ آٹار لیا
گیا اور اس کو مختلف کلاسوں سے اور کچھ کر دیکھا گیا۔ تاکہ اس کی تنوں میں گناہی
خطوط ہوں اور کلاسے جاکیں یہ کوٹ راجہ کوٹ ضلع جاٹنہر میں تقریباً ۱۵ فٹ
بعد آپ کو واپس دیا گیا۔ آپ کو کچھ کچھ دنوں شہر دی میں ٹھہرنا بند رکھا گیا۔

لے۔ سبکتہ صحت ۱۳۰۰ - آیت ۲۵۰ -

الدین بالہند الشیخ محمد حسن
الدین مبدی عن الشیخ محمد تاسم
ان فوقی عن الشیخ محمد اسحق
الدهلوی ح وشیخ شیع الہند
مبدی عن الشیخ عبد الحسی
بلاد اسطیضاح وشیخنا مبدی
عن حافظ الحدیث الشیخ احمد علی
الہمدانی عن الشیخ محمد
اسحق وشیخنا مبدی عن الشیخ
عبد الرحمن البانی بقی عن الشیخ
محمد اسحاق و اجازتی
الشیخ حسین بن محسن
الانصاروی الیمانی عن الشیخ
محمد بن ناصر الحارثی
عن الشیخ محمد اسحاق و
اخذت عن جہات عن فتیوخ
اسانیدھو تنتمی الی الشیخ
محمد اسحاق الدہلوی عن
الشیخ عبد العزیز الدہلوی
عن ولی اللہ الدہلوی فی التخصیص
موکولی الی اؤد شاہ ولی اللہ
وہیں ہر امن الا اثبات ثانی اجرت
المولوی احمد علی اجازۃ علمتہ

و ترجمہ: اوس کی طرح حضرت شیخ الہند کو
جامعہ طبع مد اللہ کی سے اجازت مل
سے اور جسے شیخ حافظ الحدیث شیخ
احمد علی سہانپوری سے بھی روایت
کرتے ہیں جو کہ حضرت شیخ محمد اسحاق
سے روایت فرماتے ہیں و ترجمہ: اور اسی
طرح شیخ عبد الرحمن پانی جی سے بھی
روایت کرتے ہیں جو کہ شیخ محمد اسحاق
سے روایت فرماتے ہیں و ترجمہ: اسی
طرح مجھ سے شیخ حسین بن حسن
انصاری نے اجازت فرمائی جن
کو شیخ محمد بن ناصر حارثی سے اور ان
کو شیخ محمد اسحاق سے حاصل ہے
میں بناء التماس میں چند دیگر اصحاب
سے بھی روایت کرتا ہوں، ان کی سند
شیخ محمد اسحاق و مبدی تک پہنچتی ہے
حضرت شیخ محمد اسحاق حضرت شیخ
عبد العزیز دہلوی سے روایت کرتے
ہیں، ان کی تفصیل کتاب الاود شاہ
اور یا علی الحبسی وغیرہ میں موجود
ہے۔ پس میں مولوی احمد علی صاحب
گرامی عام اجازت دیتا ہوں جو میری
تمام روایات کو شامل ہے اور میں ان کو

بعد میں باہر لپک اور جیل میں بھیجا گیا۔

بہت دن چاہیں برصغیر کو تانچے زینا تک
نکل کر چاہا نکلاں سے ابھی رہنا ہے نکلن میں (دق)

دہلی سے شملہ کو روانگی

چند دن کے بعد دوبارہ آپ کو دہلی لایا گیا اور پھر وہاں سے شملہ گئے شملہ
پہنچ کر آپ کو جنگلی لگا کر ایک انصر کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کے حکم سے آپ
کو شملہ حالات میں بھیجا گیا۔

صیانت و تائید ایزدی کا ظہور

شملہ حالات کا نگراں اعلیٰ دانس پکڑ آف پولیس نہایت خیرین انیس ہزار
قطر ایک نوا انسان قضاہ نے حضرت لاپرواہی کی بزرگاد وضع قطع سے حاشا
ہو کر اپنے ماتحت عمل کو حکم دیا اگھر مٹی مشق و اس کو عزت و آبرو سے رکھیے
لذا آپ کو ہر طرح کی خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ آپ جنگلی کے بغیر نہ کرنے
کے لیے جاسکتے تھے۔ انس پکڑ موصوف آپ کو اپنے پاس سے کمانے کی اچھی اچھی
چیزیں پیش کرتا تھا۔ تین یوں کے کبوتر کی بیلے انس پکڑ صاحب نے آپ کو اپنے
گھر سے کبیل بھجوا دئے اور پھر نہایت عقیدت مندی سے آپ کو ایک دن اپنے
گھر لے گیا۔ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور آپ کی بزرگافت کی۔ یہ
انس پکڑ نقشبندی انصر نہیں تھا کہ حضرت مرزا کے ولی کو نہ لاکھ کچھ راز کی باتیں معلوم
کرنا چاہتا ہو بلکہ یہ کاروائی خداوند ہاکم کی رحمت واسمہ کا ظہور تھا اور اس میں
واقفیت حلیت حقیقت و تحقیق علی عدلی کی شان پائی جاتی تھی۔

شملہ سے لاہور

کچھ دنوں تک شملہ جیل میں رکھ کر آپ کو جنگلی لگا کر لاہور لے آئے۔ آپ کو
ریلوے اسٹیشن سے امرت و دارا روٹ تک پیدل میں جبراً لاہور پولیس آفیسر کے مکان
پر لائے۔ اب حکم دیا گیا کہ آپ کو جنگلی حالات میں رکھا جائے۔

لاہور سے جاندھر

لاہور سے اب جنگلی لگا کر آپ کو جاندھر لے گئے۔ وہاں ریلوے اسٹیشن
کی جیل میں آپ کو بند کر دیا گیا۔ پچیس دن کے بعد آپ کو جاندھر شری جیل میں منتقل
کر دیا گیا۔ نماز عصر کے وقت جب آپ اپنی کوٹھڑی سے باہر آئے تو آپ کی نظر
آپ کے والدہ روحانی حضرت مولانا غلام محمد دین پوری نور اللہ مرقدہ پر پڑی۔ اس
وقت آپ پر کشف ہوا کہ حضرت دین پوری بھی اس محنت میں گرفتار ہیں۔ فرزند
روحانی نے اپنے مرنے کی خبر کو دور سے ہی جڑا حسرت دیکھا۔ کیونکہ اس ماحول میں
قدم ہوش کی توقع کب ہو سکتی تھی؟

جیل جوں جوں بدلتے بدلتے دور دور شکستہ پر

پروردہ جوں چراغ سے دور دور شکستہ پر (دق)

حضرت دین پوری کے بعد آپ نے مولانا عبدالحق لاہوری رفقاو عام شیعہ میں کے
مالک کو دیکھا معلوم ہوا کہ وہ بھی اس مسئلے میں مائل ہیں۔

راہوں ضلع جاندھر میں اسیری کے ایام

اب آپ کو پہلے کی طرح جنگلی لگا کر راہوں ضلع جاندھر کی جیل میں لے گئے۔

یہ ماحول باوجود صمد : یہ واقعات مولانا مرحوم نے باوجود صمد کو خود نقل کر کے اور
میں بعض کی نقل مراد حسن انداز و حالات کے مسلمات پر ثبت ہے دراقم الحوادث الجرم

سلسلہ منقطع کرو یا۔ آپ نے پورے انسپکٹر کو الملاح دے دی۔ لیکن اس نے کوئی متبادل انتظام نہ کیا۔

اسے طاہر لاہوری اس مذاق سے سوت بھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کو تاہی (اقبال)
جب آپ کے کھانے کا کوئی انتظام نہ ہو تو آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے فادر کھی لیے تیار ہو گئے۔ اب کارماز عالم کے ذریعہ انتظام تھا۔ وہ منیق اللہ یجعل لہ عرجاً یزقہ من حیث لا یحسب و من یتوکل علی اللہ فحسبہ۔ اِنَّ اللہ بالغ امرہ۔ قد جعل اللہ لیکل شیئ خلیفہ اس نے اپنی رحمت مظہر سے ایک اجنبی ضعیف کے دل میں احساس پیدا کر دیا وہ ہر روز نماز عصر کے بعد کھیتی کے بچے ہوتے دالے اور کچھ کمرہ سے باہر کھڑی ہو کر دے جاتی۔ آپ ان دانوں پر ہی شام کو گرگزارہ کرتے۔

مے خودی کے نگہبان کو سچے زہر زہاب

وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب

وہی ناں ہے، اس کے لیے اوجہ

رہے۔ جس سے دنیا میں گردن بلند

راہوں میں آپ نے نور اور دھبہ کے دن گزارے۔ اس وقت آپ کے بدن پر سبب کا ایک کرتہ اور ایک حریر جاسی۔ سردی شدت کی تھی۔ ایک شخص نے متعدد دفعہ سوال کیا کہ اگر آپ فراموشی میں آپ کے لیے بستر لے آئیں مگر آپ نے ہر بار مانگا فرمایا۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اس کے سوال پر ہاں کہہ دیتا تو یہی ایک طرح کا سوال ہوتا اور اس سے تعلق ہوتا میں خود واقع ہوتا

مے۔ سورہ طلاق ۶۰ آیت ۴ پارہ ۳۸

مے۔ علامہ اقبال۔

وہاں تقریباً چوبیس گھنٹے کے بعد بڑی کشتہ آیا۔ آپ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے حکم سنایا کہ گورنمنٹ آپ کو راہوں کے قصبے میں منتقل کر دے گی۔ آپ اس کے حدود سے باہر نہیں جاسکتے۔ مگر آپ کو حالات سے باہر نکال دیا۔ راہوں کے پولیس اسٹیشن کے پاس شاہی زمانے کی ایک مسجد تھی، آپ سارا دن وہاں رہتے۔

خلوت کی خاموشی نے آپ کے دل و دماغ میں ایک دعائی جلا پیدا کر دیا آپ کا دل حیات الہی کے جذبہ سے ہمیشہ سرشار رہتا رہتا تھا۔

مے خلوت و روشن از نور صفات۔ خلوت اوستیز از نور ذات و حق در خلوت حکیم آشی مست۔ چوں بجلوت سے نوازشاں کیست

خلوت و جلوت کہاں کی سوز و کار۔ ہر دو حالات و مقام نیاز

آپ تمام دن اپنے سے سالک نہانہا کے اس مسجد میں اشغال و اوراد و مسنونہ میں مشغول رہتے۔ آپ کو قرآن حکیم میں تہجد و تفکر اور فرائض کے علاوہ لفظی عبارت میں استفادہ کا ایک سنہری موقع مل گیا۔ ایک دنیا پرست انسان کے لیے ایسا معمول بڑا گرہن داس انگیز ہوتا ہے۔ مگر ایک عارف ہاشم کے لیے یہ تنہائیاں راہ معرفت میں فادر حاکم عزت لطیفی کے فیض و برکات کی جگہ ہیں جاتی ہیں۔

مے غور جاوہ صد سالہ آہ گہے (اقبال)
لائے کے وقت آپ تھکے میں چلے جاتے۔ آپ کو چندہ روپے ماحوار دینا تھا۔ سب انسپکٹر پولیس کے تھا۔ مولانا کے کھانے کا انتظام مسلمان سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ سپاہی دیوانی چوکیاہاروں سے آدھے ادنیٰ قسم کا بندھن من مکن منگوا لے جی، تو آپ نے ان کے ساتھ کھانے کا

مے۔ جاوید نامہ ص ۱۱۱ علامہ اقبال مرحوم ص ۱۱۱

مے۔ جیانی بابو منگور سید صاحب، امرتسر، مٹا، طبر و فیروز سنہ ۱۳۱۱ھ

مثبت اثر دیئے ہر جہد کے غلیظوں اور کلیوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں پناہ دی ہے۔ لہذا تمام حضرات جو اس مقدسے میں گرفتار تھے، رہا کر دئے گئے۔

پھر خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھر نکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

راہونی سے لاہور

لاہور میں آپ کو ایک انگریز افسر کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ کو حکم سنایا گیا کہ آپ سندھ اور دکن میں واپس نہیں جا سکتے۔ آپ کو اب لاہور میں رہنا پڑا۔ مزید برآں آپ کو وہاں پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔ جو کہ صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا آپ حافظ ضیاء الدین صاحب ایم۔ اے نے قاضی اور ورنہ کے پاس پہنچے۔ وہ جیسے خرق سے ضمانت کئے گئے آنا دہری گئے اور قاضی صاحب نے دوسرے ضامن کا بھی اضافہ کر لیا۔

حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ خود فرمایا کرتے تھے :

”خدا شہیدے برا لکھنؤ کہ خیر ماہیوں باشند۔“

مولانا کو پابند کیا گیا۔ وہ لاہور میں رہیں۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے مراد کی پاکیزہ گزشتوں سے بے کوشاں ہی مسجد کے بلند میناروں تک کی تمام فضائل نے پہنچا کر صریح وحییت نہیں کہا ہوگا؟

آدم آں یا رے کہ ماسے علی ستیم!

۱۔ سورہ الاحزاب ۵۷۔ اے مومن! اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جہاد کا کام تم کو کرنے ہے۔

نے توحید کو یہ ہے، اگر خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالم سے غفامیرے لئے ہے

کنو کاردار رحیمین کو اپنے خیر و کسب و بندے پر رحم آیا اور اس نے اپنے ایک ملازم بندے کے دل میں مولانا کی ضرورت کا احساس پیدا فرمایا۔ اسی رات کے وقت ایک مفروضہ ترقی بزرگ جن کو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں دیکھا تھا، ایک مناجات اور توسل کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا: "حضرت ابوبکر صوف آپ کے لیے بنوایا گیا ہے، ان کو راجم قبول فرمائیے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ چلے گئے۔ مولانا نے ابوبکر صوفیؒ کی تحریک قبول فرمائی۔ ذی اللہ فضل اللہ علیہ۔ اللہ موزق من یشاء۔
بندہ حباب:

اسی طرح ایک دن کوئی بزرگ مسجد میں تقریب لائے۔ انہوں نے اپنا نام سلطان الاذکار بتایا اور حضرت مولانا کو ایک وظیفہ تمغین کرتے ہوئے فرمایا۔ اسے سات دن تک مسلسل بعد از نماز عشاء باقاعدگی سے پڑھنے۔ اور شام کو آپ روبرو جائیں گے۔ چنانچہ ساتویں دن آپ نے وظیفہ ختم کیا۔ قورات آپ کو ربانگاہی قبول ہوئی اور بعد سے دن آپ کو روبرو سے ملازمت ہوا گیا۔

یہ سب کو اٹھ تھانے کے احسانِ حلیم کا ثمر ہے۔ دوزخ پر خود مارجی وقتیت کے اقتدار سے بے بسیاں تھیں۔ حکومتِ برطانوی کے خلاف ایک مکمل سازش تھی۔ جس کا انجام آخرتِ دارِ کائنات کا ہے جیسا کہ سزا دی گئی تھی۔ مگر خداوندِ کبریاں شکر کہ یہ مخالفت دیکھا منظور تھی، جس میں کوئی اڑے نہیں آسکتا۔

لَمْ يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ لَنَا مَسَلَتْهَا. فَمَا يَحْيِي الْقَوْمَ بَل
لَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ دُخْرٌ عَنِ الْمَكِيدِ.

۱۔ حضرت محمد علیؑ میں بڑے مسلمان، عظیم، جلیل القاد اور مجتہد مسیحیہ۔ لاہور
۲۔ علی، یحییٰ، ابو سنقر، سعید، مروان، علی۔ جلیل القاد۔ مطہر عرفی فرزند۔ لاہور
۳۔ مروان، علی۔ جلیل القاد۔ مطہر عرفی فرزند۔ لاہور۔ ۲۵ آیت علی

بزاروں اس جگہ جن عبادت آگے کی گئیں گے
 بزاروں اس جگہ جس صداقت آگے کی گئیں گے
 یہ مرکز زیر گردوں عظمت قسطنطنیہ کا ضامن
 بفضل حق تھاٹے دولت ایمان کا ضامن
 مکہ شکر ہے وہ حائل دین مبین آئے
 میرے ملک کا کہ میں مرشد روشن جہین آئے
 یہ مہمان معظم صاحب اسرار ہے گویا
 مزاہل بوش اسقبال سے مرشار ہے گویا
 مری آواز سن لو دل کے کانوں سے جہاں دلو
 مرا یہ مقام پہنچا دو، ٹھکانہ دلو، زمان دلو

دیر فیض غنم دواسے، آئے جس کا جی چاہے
 خدائے دو جہاں سے لو لگائے جس کا جی چاہے

میر کا دعان

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز
 یہی ہے، رشت سفر میر کا رواں کے لیے

(اقبال)

نوح لاہور استقبال کرتی ہے

میری باتوں کو سن کر رک ندامتی فضاؤں سے
 صدائے جہاد و مرجب گونجی ہواؤں سے
 صدا آئی کہ جان و دل سے استقبال کرتی ہوں
 میں ان کی راہ میں اپنے جن پاؤں کرتی ہوں
 میرے دامن میں لاکھوں گرج ناخوار بیٹے ہیں
 بہت قزاق بیٹے ہیں، بہت میٹھار بیٹے ہیں
 فحاشی کے مراکز ہیں، منیماؤں کی بستی ہے
 مری قسمت! کہ برسوں سے یہاں نشت برستی ہے
 شیاطین کا قسط ہے، یہاں کی درگاہوں پر
 متوجہ دیں بھی قرباں ہے فرنگی پیشواؤں پر
 کتاب اللہ پر غنڈہ زنی کی یاں اجازت ہے
 تماشا کھیل ان کے دین میں جن عبادت ہے
 مگر فضل خداوندی سے اب صورت برقی ہے
 شب تاریک جاتی ہے مری قسمت چمکتی ہے
 محمد اللہ مری بستی میں فخر اویلا آئے
 مثیل باجزیرہ آئے، امام الاعلیٰ آئے
 مجھے تمیل کے نفحات کا سننا مبارک ہو
 کتاب اللہ کی آیات کا سننا مبارک ہو

درخصی عمر دے، آسے میں کاجی چاہے
خدا کے دو جہاں سے لوگائے کاجی چاہے

مولا کے لئے جہاں تشریف لائے ہی اپنے اہل و عیال کو لاہور بلایا۔ یہ کوکر داس
سے مشیر نواب خاں علی سندھ میں رہتے تھے۔ حضرت سید علی کے سوتے ہوئے عدول
کے مطابق آپ نے لاہور میں قدم رکھتے ہی دو آدمیوں (مولوی عبد العزیز کوکنا نثار
سر فراہ اور ملا پور داس) عبدالرحمن صاحب امام سید ہمدان سر فراہ کو لاہور لاہور کو
قرآن مجید کا ترجمہ چھانٹا شروع کیا۔

سب سے پہلے آپ نے سترہویں آیت کے کٹھون کے متصل ایک چوٹی سی
سجد میں درجس قرآن مجید کے سلسلے کا آغاز فرمایا۔ جب سجد میں سامعین کی
کثرت نظر کر لی اور وہ ان کے بیٹھے کی گنجائش نہ رہی تو آپ طے کرنا کہ کون کی جہت
پر جلس دینے لگے ماس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب کی پیشکش میں درس
کا کام سونپا دیا۔

بعد ازاں رب العزت نے اپنے فضل عظیم سے مدعا فی خیر انوار مسجد لائن
سہان خان میں حضرت مولانا کے درجس قرآن کا انقطاع کما دیا۔ ابتدا میں آپ
کو کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آہستہ آہستہ قرآن مجید کی قدسی تاثیر اور اہل باطنی آواز
کی برکت سے دین کی خدمت کا کام آسان ہو گیا۔ اب یہ زبان مجاہد سلطان بنہ پاک

نے بیاض پائنتون صیحا صاحب مرحومین مطبوعہ نیشنل پبلشرز لاہور ۱۳۵۳ھ جلحدین خان۔
نے دارالحدیث نے حضرت مولانا کی زبان مبارک سے سنا۔ ایک دن میں انہوں نے قرآن سے تفسیر
ہو تو چند حاضین مولانا کے آگے بٹھ گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ دینی ہیں، ہم آپ کو درس کی اجازت نہیں دیں گے
ان کو نہایت ملین طریقہ سے سمجھا دیا گیا کہ مولانا نے انہوں سے کہا کہ میں قرآن مجید کو کہہ رہے
ہوں گے ایسا سونپا دیا کہ مولانا کو کہہ دے۔ باہر نکال دیں گے کہ مولانا نے کہہ دے۔ آپ نے پہلے
کیا جتنا ہے ایک دفعہ انہوں نے کسی کو جرات نہ دی اور اس کے بعد کبھی کوئی مخالفت نہیں کیا۔

سہان! ہم تو پورے وقتوں سے کہہ سکتے ہیں کہ لاہور کی سرزمین میں جتنا
کسی مقرب اہل، مستجاب الدعوات دینی زماں نے بارگاہِ اہدیت میں نہایت صلاح و فلاح
سے پر دھانگی ہوگی۔ جس کو شرفِ قبولیت عطا کیا گیا۔

نصیب غلط ہو۔ باریب وہ بے شک و شک
کرم کے فخر میں انداز ہوں کلیماز

لاہور میں مستقل قیام اور دینی مشاغل

حضرت مولانا صاحب علیہ رحمۃ اللہ علیہ کے لاہور میں درجہ مسعود کے متعلق
افراد ولایت کے صنعت و سازش حیات مولانا احمد علیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہیں۔

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ بطرانی حکومت کے نزدیک باغی تھے،
جرم تھے۔ مگر آپ کا جرم قدم پر دستگیر ہو چکا تھا۔ غلط حکمت نہ دی
کا انشاء تھا کہ لاہور جیسے گنبدِ حاضر کے مرکز میں آپ کو یہ اسلام
کی خدمت کا موقع دیا جائے۔ اور جب صوبہ پنجاب کا آٹھ اعلیٰ ترین افسر
سرچیز ہدایت بن جائے تو اس سرزمین قرآنی سے سرزمین پاک و منہ
بیرونی نہ ہوگا، جتنا زحمتی کو عرب و عجم بھی شگنی بھی جائے۔ عکد خیر کہ
گروہ درگاہ آئیں ان علوم و معارف قدیسہ سے اپنے دل و دماغ کو نشوونما
کریں۔ سانکایں طریقت حاضر ہوں۔ قرآن سہاں خان خیر انوار کی
جامع مسجد کے جہوں اور چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنے شاہ و کرم و اہد
تعلیم میں گزاریں۔ عکد خیر کہ تہذیب کے دلاور گان چند دفعہ
اسلامی تمدن کے گروہ بن جائیں اور فرشتگانِ قضا و قدر حکومت
اور ان کے دلاور پر دستک دے کہ کچا کریں۔

۱۔ افراد ولایت مطبوعہ پنجاب پریس لاہور مولانا احمد علیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت لاہور

خیراً مولانا دوزخ و غضب جگہ دوس فرکان جمید دیتے تھے۔ مگر ان اجنبی
اولیٰ اللہی فطرتی پر بڑی ہنگامی سے عمل پیرا رہے۔ ہم نے اپنے کانوں سے
بابا پر مصرو آپ کو چڑھتے ہوئے سنا۔ چ
خداوند میرا ساما است ارباب توکل را

رہنما گاہ

حضرت مولانا کا اپنا بیان ملاحظہ فرمائیے!

”مولوی امام الدین صاحب پرائمری سکول کے مدرس تھے اگہری منڈی
کے قریب ان کے تین مکان تھے ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے
لگے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ ایک مکان آپ کو دے دوں میں
نے بہت اچھا کام اور وہ چلے گئے۔ کچھ عرصے بعد پھر آئے اور کہنے لگے کہ
مجھے حکم ہوا ہے کہ مکان آپ کو دے دوں میں نے بہت اچھا کام اور پتہ نام
ختم ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر آئے کہ توجہ کو ڈانٹا گیا ہے کہ میں
اپنی زندگی پر بھروسہ ہے، جو حکم کی تعمیل نہیں کرتے پڑا وہ بچے اورو
مکان چل کر پسند کر لیجئے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر میں نے جا کر ایک
مکان پسند کر لیا۔ مولوی صاحب نے اس کی رجسٹری میرے نام
کروادی اور میں نے اس مکان میں رہائش اختیار کر لی میں عام طور پر
وقت دیکھ کر گزار کے بیٹے یا کرتا تھا۔ جب گھر سے نکلتا تو راستے میں

بیکو بیرون بند تمام خوش اخلاقوں کے لیے نصرت صدی تک عبادتوں کی رہی باحفاظہ
دیگر حضرت مولانا کی زندگی میں یہ سجدہ عقیدت، حقیقت، اخوت، مساوات، صداقت اور
دوستی و دشمنی کے آداب سیکھنے کا ایک بے بدل مرکز بن گئی۔ مولانا نے خود تہذیب
نعمت کے علم پر فرمایا کرتے تھے میں نے وہ ہمیں رو کر بڑا شکر کیا ہے۔ آپ کی سجد
میں اہل سنت والجماعت (دوبند، برہنوی) اہل حدیث، اشعار اور مغربی تہذیب
کے متراستہ تھے سب سے اورو عالمی اور ملی بھائیوں سے متعلق ہر کام جاتے رہے۔

ہجوم کہیں ہے۔ نریا دھڑا پ خانہ میں

فقط یہ بات کہ میرا مکان ہے سرور فطرت

سجد میں درس عمومی، درس خصوصی کے دوران اور جمعہ کے دن مکتبہ خدا کی
گردی کی کا منتظر دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔ ایک اللہ سجد میں سماں خاں جید نبوی
کے شعورات کا عکس لئے ہوئے معلوم ہوتی تھی۔ مولانا کو فطرت کی عطا کی گئی
صاحب عقید بن کر دکھاتا تھا اور اس عقید کی برکت سے سعید و سعادتمند کشتاں آپ
کے دوزخ سے پہلے آتی تھیں۔

یقین پیدا کر اسے ناناں عقید سے ہاتھ آتی ہے

وہ درویشی کر جس کے سامنے جھکتی ہے مغفوری

جہاں کثرت ذریعہ ماحاش کا نقص ہے۔ آپ نے اپنا دین میں بیچ برونے والی دنیا میں
کی تھیں کام کام شروع کیا۔ چونکہ آپ کے خسر حضرت مولانا ابو محمد لاہوری جہاں اکثر
ناشران کتب سے اس سلسلے میں بڑے اچھے تعلقات رکھتے تھے، لہذا آپ نے
یہی اسی کام کو ذریعہ معیشت بنایا۔ بعد ازاں قرآن حکیم کی اشاعت اور باقی دینی
مشاغل کی مصروفیت کی بنا پر تیس کام چھوڑ دیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے نعمات غیبیہ
سے رزق پہنچانا شروع کر دیا۔

۱۔ بیاض باور منظور سید صاحب

۲۔ سورہ ۱۲-آیت ۵۱

قوسوں کی تقدیر مصروف درویش جس نے خود کی مسلمان کی دنگاہ

۳۔ بیاض باور منظور سید صاحب

۴۔ مرد مومن ملایا، مسطور لاہور، فیروز سنز لٹریچر، لاہور

استخارہ

مولانا نے سنت نبوی کی متابعت میں ہجرت سے پہلے استخارہ کیا۔ گویا اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا

”اے اللہ! اگر میرا ہجرت کر کے ملک مجاز میں جانا دین و دنیا کے لحاظ سے میرے حق میں مفید ہے تو مجھ پر عید منیعہ کی مدد فرما اور اگر میرے مفید نہیں ہے، تو اپنے ارشاد سے مجھے منع فرما دے۔“

ادھر آپ کو پاسپورٹ ملا۔ پھر آپ نے تیاری شروع کر دی۔ مناسب اور ضروری سامان بوردی میں بھر لیا۔ غیر ضروری سامان کچھ فروخت کر دیا اور کچھ خیرات میں تقسیم کر دیا۔ لیکن اکثر قائلے کے غلط فیصلے کو کون کچھ سکتا ہے؟ جیسی دن آپ کی طبیعت مزاج پر بار ہو گئیں۔ ان کی بیماری کی شدت کی وجہ سے تمام موقوفات و خیرات جمع ہو گئے۔ حضرت مولانا کے مشر مولانا ابوالفتح اسحق بھی تشریف لائے۔ اپنی صاحبزادی کی حالت دیکھ کر فرشتے لگے کہ کہن کا بس حالت میں سفر چر جائے تا شک نہیں۔ لہذا مولانا اسحق بھی اپنے ہاں بچوں کو اپنے قائلے کی حفاظت میں چھوڑ کر غوجہ کے لیے تشریف لے گئے۔ اور ہجرت کا ارادہ ترک کر دیا جس کی تکمیل کا راسخ عالم نے اپنے فضل و کرم سے ایک عجیب اور احسن طریقہ سے فرمادی۔ آپ کے فرزند ماکر حافظ حبیب اللہ فاضل دیوبند ۱۹۴۰ء کے شروع میں ہجرت کر کے مجاز پاک میں جا بسے اور تقریباً چھیس سال تک وہیں رہے اور ایک دھرم بھی واپس لاہور نہ آئے۔ چچا کو اپنی آخری تنہا کے مطابق وہیں دفن ہوئے۔ ان کے حالات ضابطہ اختصار کے ساتھ کسی مناسب مقرر پر شامل مقالہ لکھ جائیں گے۔

حضرت شکار دار انداز میں تسبیح پڑھتے تھے، جو کہ خدا تعالیٰ نے اچھے عہدہ مرتبہ زیارت توبین شریفین سے عطا فرمایا؟

کبھی کوئی مل جاتا اور کبھی کوئی۔ اس طرح میری کبھی ایک اور کبھی دو کتیں چھوٹ جاتیں۔ میں نے مولوی صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ نے شافعییت دین کے لیے مکان دیا ہے، مگر میرے دینی پروگرام میں خلل پیدا ہو رہا ہے۔ آپ کو قہقہے مکان بچ کر دینا، جہاں میں دوسرا مکان خریدنے کی اجازت دیں یا اپنا مکان واپس لے لیں۔ مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے مکان فروخت کر کے کی اجازت دے دی، لہذا میں نے وہ مکان فروخت کر کے اچھے مہاجرہ مکان کا ایک حصہ بنا لیا۔“

حزین الشریعین کی طرف ہجرت کا ارادہ اور پیرالاج

۱۹۱۰ء تک جب آپ لاہور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے تو اسی سال کے اخیر کے شروع میں آپ نے مجاز مقدس کو ہجرت کر کے چلے جانے کا سفر ارادہ کر لیا۔ یہ دن بچہ کی تیاری کے تھے۔ پاسپورٹ میں آپ نے اپنے تمام اہل و عیال کا نام بھی درج کر دیا۔ آپ کے غفلت و درست خواجہ محمد رشید صاحب بھی آپ کے مسافر بننے والے تھے۔ آپ نے خواجہ صاحب کو تاکید فرمادی کہ وہ ان کے ہجرت کے ارادے کو کبھی پوچھنا نہ کریں۔

تاثیر غیبی

پھر کچھ دن آپ نے حج کی دعا فرمائی۔ آپ کے بیان کے مطابق اس دن آپ کے گھر میں صرف دس دوپٹے تھے۔ لیکن ایک ہشتے کے اندر نذرینہ کا عالم لے کر آپ کے پاس انیس صدی میں پہنچا دیا۔ بعض آدمی آتے۔ خداوند پرورد تک دیتے دوسرا وہ کوئی چار سو روپیہ دے کر کہنے لگتے تھے۔

لے۔ الوارہ ولایت حلتہ مطہرہ پنجاب پریس۔ لاہور۔ معتقد اشرفی دین۔

لے۔ مردومن۔ حلا۔ جلالیہ ناز، بیاض، بالمشورہ سید صاحب۔

کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مہاجرین کی طرف سے امیر امان اللہ خاں کے حضور میں یہ رقم بطور پیشگی جاتے، اندازاً یہ رقم بھی مولانا کو ہی گئی۔ آپ نے پشاور جاکر اس رقم کا سونپنا دیا اور عام اجلاس میں امیر امان اللہ خاں صاحب کے حضور میں پیش کر دیا۔

مہاجرین پنجاب کا پشاور میں ورود

مہاجرین کے یہودیے پشاور پہنچنے سے پہلے ہی، ایمان پشاور غلاما لاہ پاکران کے استقبال، دراصل اور خود نوش کا مکمل انتظام کیا ہوا تھا۔ حضرت مولانا کی کاٹھی جب پیشکش پر پہنچی تو حسب انتظام آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ٹانگوں میں بٹلا کر رحمۃ قیام کا پرستہ کھینے اور ساتھ ہی رضا کاروں نے مہاجرین کا سامان بھی وہاں پہنچایا۔ رضا کارانہ خدمت کی پیشکش پر زیادہ سے قابل تحسین تھی۔ اس وقت سپارے مہاجر اپنے خاص افساد کو دل سے دعائیں دے رہے تھے۔

کابل میں داخلہ

دو تین روز پشاور میں قیام کیا۔ اس کے بعد اہل پشاور نے مہاجرین کو یہاں ٹھہرنے میں سہارے کے کابل کی طرف روانہ کرنے میں پوری پوری اعانت کی۔ اہل خانہ سفر کی دیکھ بھال اور اس پر اس کا دھوکہ پیش کرتے ہوئے ہاتھ پیر کی جاتے جس پر زور کا ذکر کیا ہے اور دوسری فطری کی سہ حضرت مولانا نے اس رقم کا سونپنا دیا، جا کر غریب مساکین اور انہوں نے کھائے کہ مولانا نے فرج مشہور رقم کا سونپنا دیا، یہی میں غیب کر دیا تھا، جانا کہ باہر حوروں اور صاحب کی رضی و حضرت مولانا نے خود تشریف لائی تھی۔ اس میں رقم کی تعداد ہاتھ نر اور سونے کی غریب پشاور میں بہت ہے۔ (راقم غورف انگریز)

لے۔ کاپی، باوجود سید صاحب، برومون مہار، بطور فیروز شاہ لاہور، بلوچستان، جے۔ بی۔ وفاق آپ کے سلیخ نگار، باوجود سید عبدالغنی غلام صفت، برومون نے بھی کچھ ہیں لیکن وہ انہیں میں غلامی ماس حضرت رضا، احمد علی کی جڑیں مہاجرین، سے ان واقعات کی تصدیق کیا کر داتی ہے۔ یہ کہ وہ اپنے والدین کے بڑے موجود تھے (راقم غورف انگریز)

تحریک خلافت اور ہجرت کابل

مولانا جب بیٹ مندر سے کراچی واپس آئے تو آپ کا معلوم ہوا کہ تحریک خلافت کا ہر سے نعرے آفا ز ہو چکا ہے۔ تمام شہروں میں خلافت کی شایاں بن گئی ہیں۔ خلافت اسلامیہ (دیکر شہنائی) کے حق میں انگریزوں کے خلاف ہندی مسلمانوں میں ایک پہلہ پناہ ہو رہی تھی۔

اس انتشار میں امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف اعلان ہوا کر دیا۔ اور قسطنطنیہ پر فرانسیسی اور انگریزی افواج کا قبضہ ہو چکا تھا اور فلسطین مسلمانوں کو انگریزوں نے قید کر لیا تھا۔ ان واقعات نے ہندوستان کے مسلمانوں کو حکومت برطانیہ کے خلاف بہت غضب ناک کر دیا تھا۔ اب امیر امان اللہ خاں نے مسلمانان ہند کو دعوت دی کہ وہ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان میں آجائیں۔ ہندو مسلمان نہایت قربانی کے عالم میں ہجرت کر کے قافلوں کی صورت میں کابل جاتے گئے۔

مولانا صاحب دلی فوراً روانہ ہوئے دیکھا کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے مہاجرین جوق درجوق کابل کی طرف جانا شروع ہو گئے۔ تو آپ بھی ہجرت کے لیے تیار ہو گئے۔ مولانا ہندوستان سے ہجرت دیکھ سباز کی طرف، کرنے کا فیصلہ تو پہلے ہی کر چکے تھے۔ اب تمام مسلمانان ہند کو کابل کی طرف ہجرت کرنا آپ کی دیرینہ تمنا کے برائے کا باعث ہوا۔ علاوہ انہیں آپ کے دعائیہ و حافظ محمد علی صاحب اور مولوی عزیز احمد صاحب حضرت مسند علی کی میت میں، پیشواؤں کابل میں راکش پذیر تھے۔ ہجرت کے لیے مولانا کے ساتھ کئی ملاقات کی کشش بھی ترقیب و تشویش کا سبب بنی۔ پنجاب سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں نے لاہور میں آپ کو امیر قافلوں منتخب کر لیا۔ پنجاب کے چند بڑے شہروں سے ہاتھ بڑے مسلمانان

لے۔ برومون کے صفت عبدالغنی خاں نے مولانا کے حالات میں ملاحظہ (بقیہ انکس)

حکومت افغانستان کا فیصلہ

حکومت افغانستان نے سماجیوں کو ملک کے مختلف صوبوں میں آباد کر کے کا فیصلہ کر لیا۔ اس فیصلے پر فوری طور پر عمل درآمد ہوا اور کاشتکاری کے لیے قطعات اراضی مہاجرین کے سپرد کر دیے گئے۔ لیکن یہ سچا سچ ایسی محنت شاقہ کی طرح تھی جتنی اور ادھر سرودی کی شدت نے ان کے عزائم کو بالکل شل کر دیا۔ کچھ دنوں کی ناپائی کی وجہ سے لوگ شہر و دیہات گئے۔ مصیبت نے اس قدر خوفناک صورت اختیار کر لی کہ مڑے چھوڑ دیے۔ چونکہ ملک بھر کو روکن پڑے رہے۔

لنگاہ اور باقی رسل و رسال کا انتظام بالکل غیر یقینی تھا جس سے شکوک و شبہات میں اور بھی اضافہ ہوتا گیا اور آخر کار لوگ اپنی قافلے کی صورت میں واپس پر مجبور ہو گئے۔ ان دنوں حکومت افغانستان اور حکومت برطانیہ کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔ جس کی شرط اول یہ تھی کہ مہاجرین کو واپس ہندوستان بھیجا جائے۔ مہاجرین نے اس شرط پر اتفاق فرمایا۔ مگر اس شرط سے پہلے وطن واپس جانا منظور کر لیا۔

مولانا احمد علی گڑگڑاس موقع پر کابل میں یہ کہہ سکتے تھے لیکن مولانا سمنگنی نے افغانستان کی حکومت کے رویہ کا جائزہ لے کر مولانا کو واپس چلے جانے کا مشورہ دیا۔

یہ حکومت افغانستان نے اگرچہ مہاجرین کے درمیان اراضی کی تقسیم برائے کاشت کا فیصلہ حسن نیت سے کیا، لیکن کاشتکاروں کو روک ٹوک دینا، مگر مگر مگر اور حکومت افغانستان پر بوجھ دینا، لیکن مولوی کی چہرہ دیکھ کر ان کی وجہ سے مہاجرین کو یہ فیصلہ پس نہ آیا۔ وہ لوگوں کا شکوک کی چٹنی سے آغوشا تھے وہ سچا سچ ہوا، اٹھے اور وہ مہاجرین کو کھینچتی باڑی کے کھادی تھے ان کو کھنڈ افغانستان کی برائی آپ سچا سچا نے محنت کرنے سے عاجز کر دیا۔ علاوہ ان کے علاوہ مہاجرین کے کام کر چنل دیانت اور جھوٹی سے بھانے کی کھنڈ تھیں (انوار الہیہ کتاب)

صورتوں کو بر داشت کرتے ہوئے "ہساول" پیچھے بھاڑاں، بھٹی کوٹ کی منزل تھی۔ یہی طرح صنعت و دیانتی منازل اور مقامات پر شطب ہری کرتے ہوئے تیسرے دن جلال آباد اور وہاں سے چوتھے روز کابل میں جا کر رہا۔

جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مولانا سمنگنی کی وجہ سے مولانا احمد علی کے وہ گئے بھائی و حافظ محمد علی اور مولوی عزیز احمد صاحب پہلے ہی سے کابل میں موجود تھے۔ یہ مولانا سمنگنی کے ساتھ امیر ابن اہل خانہ صاحب کی کوٹھی عین اوصافہ میں قلم بند تھے۔ مولانا کے کابل تشریف لے جانے سے پہلے آپ کے بھائی کو آپ کی آمد کا علم ہو چکا تھا۔ لہذا انہوں نے آپ کی رہائش کے لیے ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ مکان میں بڑی گنجائش تھی۔ آپ نے مکان کی بالائی منزل میں خود رہنا شروع کر دیا اور پختی منزل میں شیخ میرزا بخش اور بیٹا جہاد صاحب کو جمع اپنے اہل حیا لے رہے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ لوگ جو آپ سے پہلے کابل پہنچے تھے۔ انہوں نے آپ کو بتایا کہ افغانستان کے حکام مہاجرین کے معاملے میں بڑی بے اعتنائی سے کام لے رہے ہیں اور تمام لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مہاجرین جو تانہ و تفسر اپنے ہمراہ لائے تھے وہ ختم ہو چکا ہے اور اب ان کے پاس واپس جانے کا کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ لوگ اب سڑک لاکھوڑی سے واپس جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ مگر آپ ان کو بھیجا بھاگنا کہ ان کے لئے کوئی شغل نہ رہے۔

۲۔ مولانا سندھی جو سیاسیات عالم کے نباض تھے، ان کی داسے بھی یہی تھی کہ ان حالات میں مسلمان ہندوستان کو ہجرت کرنا اولیٰ ہے۔

۴۔ مولانا کے دو بیویوں اور مولانا سندھی کا برکتی تحریک سے پیشتر افغانستان کے دارالافتاء میں نہایت عزت و احترام سے رہ کر جنس پرہیز پر جتنا غیر شعری طور پر ایک دعوت تھی جس پر لیک کرنا، ایک بیچ بیچا تھا کی مرنے لگی۔

۵۔ مولانا کا اپنے علاج کے باشندوں کے ہمراہ ہجرت کرنا سفرِ مصیبتِ نامیرِ عمل کرنا اسلامی شعار کا احساس اور اس کا عملی نمود تھا۔

۶۔ اجندہ ہجرت سے لکھ رکھنا آپ کے اہل بیت کے لئے فراموشی کی لڑائی، دنیا و آخرت کی کوئی بھال، اور ہر کار کا مسئلہ یقیناً آپ کے حق میں زیری، بعد از خودی، حسرت و ثمرات کا موجب تھا۔

۶۔ دوا اور پ سے دوا اور اسلام کی جبریت کا جذبہ برسوں سے میرا کانو بیہ فکرو کر رہا تھا۔ یہی وہ حالات تھے، جن میں جبریت کرنے کی سہولت حاصل ہو سکتی تھی۔ لہذا آپ نے نبوی سنت کی روشنی میں مناسب اقدام فرمایا، جو ہر لحاظ سے قابل ستائش تھا۔

القرآن مجید (۱۸) اکثر جانوروں کے گھروں ان کے من کا کھنڈن میں ہوتا۔ خیال انسانی عقلی ہو مگر جو جانور کو عقلی نہ تپا ہے کیا وہ اپنے دل کے عاشق کو پسند کرے گا۔ مروجہ القرآن مرحوم علامہ حلی نے دوسری شہرہ میں صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ دار الفکر اشاعت بیت القرآن (مکملہ کراچی)

عقدہ قومیت مسلم کہلو۔ انہیں آمانے اجرت لہو
ہاڑہ شہسائے اس سلطان ہیں۔ سہرا شدہ برائو کے زمین
بربر آئین حیات مسلم است۔ ایذا سبب ثبات مسلم است
صنعتی اواز رنگ آب زہم است۔ رنگ شہر نیر نسیم برام است
ہر کہ ارتقا حیات آزاد شد۔ چلن تک دوش بہت باہر شد
برے گل از گل گل جلا کر است۔ در فراخا نہ چمن خود گستر است

امروز در صوفہ پاکستان کانفرنس پریس لاسیور ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں کراچی میں کراچی میں محمد یونس
بہر توحید و رسالت است۔ پس نہایت مکانی غلام ہے۔

۸۔ کابل سے واپسی کا پروگرام متعلق حکومتوں کے مابین کے مطابق عمل میں لایا گیا۔ جس میں رہایا گیا کسی آدمی کو خدمت کی کب اجازت تھی۔ ہجرت کی دعوت بھی حکومت افغانستان کا طرف سے ہی آئی اور وہی کا حکم بھی انہی کی طرف سے صادر ہوا جس پر مولیٰ کا بھی لایا گیا تھا۔

۹۔ قیاس چاہتا ہے کہ شخصیت بزرگی کے سرسبز مقتضیات کو کسی مشغولیت سے آزاد کر دے شخصیت میں کونسا بشارت پر مشتمل کہ برسوں مسطور میں جانتے کہ ترجیح کی کیا تھا ہجرت کے نکات سے بھی بالاعمال ہر جانتے اور اس شخصیت کا تاجدار بن کر ملحق خدا کی دنیا کی کے فرائض ادا کرے۔ لہذا ہر آپس کی ہجرت اور واپسی کو آپس کی زندگی کا ایک سبق ملے اور خدا کا فرس واقعہ سمجھنے پر مجبور ہوں۔

فاپسی پر مولانا کا پشاور میں دہلہ

پشاور سے دتین میل کے فاصلے پر گورنمنٹ برطانیہ نے ایک فوجی ایئر فیلڈ قائم کیا۔ یہاں سے ایئر فیلڈ روڈ پر آنے والے کی سرسری دیکھ بھال کے لیے پشاور پہنچنے کے لیے اجازت دیتا تھا۔ جب مولانا سید سید حسن کے پاس داخل ہوئے تو قمر الملک اور مولانا سید محمد حسین اور عدین نامی تین لڑکیاں بھی وہیں۔ تمام کے نام داری داری پوچھ گئے۔ جب مولانا کی داری آئی تو آپ سے مزید یہی سوال چما گیا آپ مولانا سید حسن کے بھتیجا ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور آپ کو پشاور بھیج دیا۔ آپ وہاں باقی مہاجرین کے ہمراہ ایک سرائے میں ٹھہرے۔ اگلے دن صبح ایک انگریز کے سامنے حضرت مولانا کو پیش کیا گیا۔ اس نے ہندو آپ کو دیکھا اور پوچھا: آپ مولانا سید حسن کے عزیز ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں میں مولانا سید حسن کا عزیز ہوں۔ اب آپ سرائے میں دتین دن رہے اور پھر باقی مہاجرین کے ساتھ آپ کو بھی لاہور کا گھٹ دیا گیا۔ آپ تقریباً ۱۹۷۱ء کو لاہور میں لاہور میجر اہل دیوالی ٹریفک نے آٹے کرتے ہی دتین قرن بعد شروع کر دیا اور انجمن خدام الدین کی بنیاد ڈالی۔

حکومت برطانیہ کی حکمت عملی پر ایک نظر

پیشتر اس کے کہ ہم انجمن خدام الدین دہدازہ شیراز اور کائنات کرانیں۔ ہم کو حکومت برطانیہ کی شاطرات حکمت عملی پر مدتی ڈان ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مہاجرین، افغانستان میں جا کر آباد ہونے کا حزم کر چکے تھے۔ ان کیلئے حمل میں شغب نبوی کا پرتو نظر آتا تھا۔ وہ دارالحرب سے نکل کر افغانستان کی اسلامی سلطنت میں پناہ و تحفظ کی تلاش میں گئے تھے۔ ان یہودیوں نے اپنے وطن عزیز کو ترک کیا اپنی متغولہ غیر منظور جامداد کو خدا کے نام پر چھوڑا۔ لیکن افغانستان پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ اس حکومت کے حکام ان کے معاملے میں بے اعتنائی سے کام لے رہے تھے۔ لہذا ان کی امیدوں پر پانی چھڑ گیا۔ وہ مختلف طرح کی بیماریوں کا شکار ہوئے۔ وہ برقی علاقے کی شدت کا مقابلہ کر کے کسب معاش کے لیے ان کو کہتی بائیں کا کام سپرد کیا جس سے وہ دایوبی کی حد تک دل برداشتہ ہو گئے۔ ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت بھی ان کی رہا یا کا اپنے وطن کو چھوڑنا، حکومت کے علم و جوارہ اسلام دشمنی کا بہت بڑا ثبوت تھا۔ ان باتوں سے عالمی سیاست میں ان کی ناک کشی تھی۔ اور حکومت افغانستانی صابریں کو دایوبی کے شرائط وسط میں اپنی من مانی کا مدنی پر عمل کرنا چاہتی تھی۔ جب حکومت افغانستانی اور حکومت ہند کی صلح ہو گئی تو دہاجرین کی دایوبی ضروری شرط قرار پائی۔ اب حکومت انگلشہ کو سوچنا پڑا تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ظاہری دشمن سلوک سے محبوب اور ذرا احسان کرے۔

انہوں نے دہاجرین کو دایوبی پر بشادہ کی سڑاؤں میں مفت جگہ دی۔ ان کے لیے غور و روش کا خاطر خواہ اختلاف کیا۔ ان کی دایوبی کے سارے احتجاجات اپنے ذمہ لیے۔ ان میں ریلوے ٹکٹ مفت تقسیم کئے اور دینی پر قسم کی مواعیت کو ملحوظ خاطر رکھا۔ حکومت کی یہ پالیسی مسلمانان ہند کے دلوں سے جذبات حریت کو بچھنے اور نفی میں احساس حسرت پیدا کرنے میں بڑی حد تک

کامیاب رہی۔ خاصا مدعالات اور انقلابات دہر نے ان کو تسلیم کر دیا اور حکومت کی اس سازش پیشگی نے ان کو جوں جوں شک فشتان لگائی میں سلائے لکھا۔ عہدہ اقبال مرحوم جن کو انہوں نے تو ہم عالم کا نباض پیدا کیا ہے وہ سولہ کی زبان سے اس شاطرات سیاست کو بے نقاب کرتے ہیں۔

مشرق سے سودا کے ملکیت کو کھلواتے ہوئے
تم نکلیا توڑے نہیں، مگر دھوکوں کے بیجا
تم نے توڑے تھے، نو صحرانہ سینوں کے ختام
تم نے لٹی گشت و حال تم نے لٹے تھے تاج
ہر وہ تمہیں میں غارت گری۔ آدم کشی
کلا دھکی تھی تم نے میں رہا رکھا ہوں آج

دھوکوں حکومتوں نے اپنے مفاد کے پیش نظر اپنے متنازعہ مسائل حل کر کے اور ہماری ہندی مسلمان ان کی شطرنج کے مظلوم مرے بنے رہے۔ بٹا بلیوہ
وَأَنَّا أَتَيْنَاهُ فَلَمْ يَجِدْ

اگر تحریک جہت کامیاب ہو جاتی تو اس کے نتائج انگریزوں کے حق میں بڑے ملک ثابت ہوتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ امیران انڈیا کی یہ ایکسیسی چال تھی۔ انہوں نے جہت کا جوہر لٹا دیا اس لیے استعمال کیا تھا کہ انگریز اس کے نتائج سے خوفزدہ ہو کر ان کی شرائط مان لیں۔

۱۔ شبانہ فین ملکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو

کہ خود غفر کے دل میں جو پیدا دینی غفری

دختر کلیم ۳۳۔ مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس، لاہور۔ عہدہ اقبال مرحوم

۲۔ مرد موسیٰ ۳۳۔ مطبوعہ فیروز سنز، جمالیہ، لاہور۔

۳۔ غرب کلیم ۳۳۔ مسوینی اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے۔ عہدہ اقبال مرحوم

آمدہ کیا۔ لہذا آپ نے مسئلہ امر کے لحاظ سے اس عہدہ کو قبول فرمایا۔ حضرت مولانا فضل حق ناظم، خواجہ محمد رشید صاحب دواکین، آسٹریا والے نواحی مقرر ہوئے۔ انجن کا نصب العین اشاعتِ قرآن حکیم اور احیائے سنت نبوی قرار پایا اور مجلس ہر ہزار میں وصوات پر محاسنت چلا۔

حسن انتخاب پر ایک نظر

خالقِ انفس و افلاک کی مشیت، اگر انسانی گردوں پر راضی ہو۔ تو ان کو حسن انتخاب کی توفیق عطا فرماتی ہے۔ حسن انتخاب تو امر کی تمام فکری اور عملی کاوشوں کو بار آور کرنے کا ماحسن ہے۔ قوموں کے ارتقاء و ترقی کی تائید میں ہی عمل بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ لہذا حضرت مولانا کا لومہ کی جتنی میں چند مخلص نفوس کے اجتماع میں ایک ایسی جامع الصفات شخصیت کا ایک دینی انجن کی امارت کے سلسلے میں انتخاب ہوا جس کی زندگی کے تمام تر لحاظ دین مصطفویٰ کی عہد امت کیلئے وقف تھے۔ جی کو ایک آنکھ سے نہیں دیکھا نصف صدی کے قبل عرب میں لاکھوں آنکھوں نے غرض، حضرت مولانا کی بیاد میں، متقدمہ سنی میں، مسجد میں، جیل میں، جہان میں اور عالم کولت کی نقابوں میں، فرشتہ بروقت خدمت اسلام میں متحکم دیکھا۔ وہ عالمِ اہل کو ٹیکہ کئے والے دن ہی اصلاحِ قوم کا تھرری پروگرام خطبہ جمعہ اپنے ضعیف ہاتھوں میں لے کر گھر سے مسجد میں تشریف لایا اور اسی دن نمازِ عشا کے بعد جب غروبِ سورج کی لہر لے۔ اطاب اللہ شامہ و بیخلف الغرض دس مشاۃ۔

خوشا وہ قافلہ جس کے امیر کے ہے جناح
تختِ سلیمان کو و بد پر ہائے بلند

انجنِ خدام الدین کا قیام

ایک شیخ دس سال عہدی کے بعد حکیم فیروز الدین مرحوم نے حاضرین مجلس سے کھڑے ہو کر فرمایا کہ حضرت مولانا ہمیشہ اور شاد و فسرانے رہتے ہیں کہ شادیت دین کا لازمہ تھا وہ کسی ضابطہ کے ماتحت ہوتا چاہیے۔ لہذا آپ تمام حضرات اتفاق رائے سے ایک انجن کو تشکیل دیں، تاکہ اس کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر قواعد و ضوابط تجویز کر کے منظم طریق سے کام شروع کیا جاسکے۔ تمام ماسین نے اس مبارک رائے کی تائید فرمائی۔ مولانا اجماعی علیہ الرحمۃ کی زبان سے اس انجن کا نام غلام الدین رکھا گیا، اس پر بھی سب اصحاب نے صدارت کی، اس کے تقریباً چھ دن بعد مولانا نے ان تمام حضرات کو بلا کر جنوں نے انجن کا کام کرنے کے لیے بیانیہ خدایتی شی کی تھیں۔ عہدہ ازین چھ ماہ کا برکلاس و مجلس میں مدعو کیا گیا۔ چنانچہ حضرت مولانا انجم احمد پکوالی مرحوم، مولانا محمد امجد علی مرحوم، جو حضرت مولانا اجماعی علی مرحوم کے استاذ و مکتوم تھے اور مولانا فضل حق علیہ الرحمۃ جو مولانا محمد امجد علی مرحوم کے استاذ و مکتوم تھے ان سب حضرات نے اس مجلس کو اپنی شمولیت یمنیت لازم سے سعادت بخشی، اس موقع پر مولانا انجم علی نے فرمایا کہ انجن کے عہدہ و اذان کا انتخاب نہایت غروبی ہے اور ہر آپ نے غیر اہل و عہدہ کا اختیار دے کر لیا لٹائی کی وضاحت فرمائی۔ سب نے آپ کی صواب رائے کی تائید کی اور انجن کا مسئلہ چھڑا، تو سب کی نظر انجن پر پڑی۔ آپ نے انکار فرمایا لیکن حاضرین بے لعل اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے اندہ کار نہ سمجھو کہ آپ کو اس امانت کے لیے

لے حضرت مولانا ابوالکریم کجالی جو مولانا اجماعی علی مرحوم کے غرضیوں کا اہل و عہدہ اور ان میں کو آگیا۔
تھے۔ حضرت مولانا انجم الدین صاحب کا تعارف یہی کافی ہے کہ آپ حضرت شیخ احتشامی مولانا اجماعی کا استاذ و مکتوم تھے اور راولپنڈی کالج کے پروفیسر تھے۔ دینی ترقی آپ کی زندگی کا لازمہ عمل تھا۔
تھے مولانا فضل حق صاحب مولانا محمد امجد علی مرحوم کے استاذ و مکتوم تھے مولانا محمد امجد علی مرحوم کے استاذ و مکتوم تھے مولانا محمد امجد علی مرحوم کے استاذ و مکتوم تھے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

ایس چنیس ملل خود نگر۔ اللہ مست۔ جگر پر دوس لیشی نے آید بدست

قرآن حکیم کے دودس

حضرت مولانا نے درس عمومی تو نماز انفرج کے بعد شروع کر ہی رکھا تھا اور یہ معلوم ہے شروع تھا۔ یہ درس تا حمایت آپ ہی دیتے رہے۔ مندرجات کے لیے پورے کا باقاعدہ انتظام ہوتا تھا۔ درس کا سلاحدہ آٹھ سال میں مکمل ہوا۔ دوسرا چار سال میں اور تیسرا اور چار سال میں۔ حضرت کی وفات تک جاری رہا۔

دوسروں میں آپ نے نماز مغرب کے بعد شروع کر دیا۔ اس میں کالج کے طلبہ و طالبات کے ملازمین اور باقی گرجا بھائیوں کو جوان شامل کرتے تھے۔ آپ نے ہمیں حال تک اس درس کو بھی دے دیا۔ بعد ازاں دوسرے درس کا کام آپ کے ساتھ جڑوے حافظ حبیب اللہ مرحوم ملک جھاز کی ہجرت تک بطور نواسی انجام دیتے رہے۔

تِلْكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ -

تفسیر قرآن

۱۹۲۵ء میں حضرت کے بعض متقدمین نے عرض کیا کہ وہ سب قرآن کریم کو تحقیر کی فصل میں لاکر طبع کر دیا جائے تو یہ اپنی غذا کا حامل ہوگا۔ چنانچہ میرے بھائی نے لاهور میں کثرت اشغال اس کام میں موانع ہو گئی۔ اس لیے حضرت نے لاهور سے کسی بھائی کے گھر پر ٹریفٹ سے جائیں جس کے لیے ایک بیکری کی سبزی واہ کا انتخاب ہوا۔ لہذا یہ سال

۱۷۰۔ مثنوی "پس چر باید کرد اسے اقوام مشرق ۴۵۰، علامہ اقبالؒ

مکے - "مردم مومنین" ص ۱۱۱ - جہاد الحمید خاں - فیروز سنٹر - لاہور

2

ایک ماہ کے لیے حضرت واہ قشرینؑ نے لگنے اور وہاں آپ نے ترجمہ القرآن کا کام شروع کر دیا۔ اس طرح ۱۹۷۷ء میں یہ مترجم اور محشی قرآن مکمل شائع ہو گیا۔

مدیریت قاسم العلوم کا اجراء

نہجی خدام الدین کے ایک بیٹے مسندۂ ۱۹۶۴ء میں مولانا نے تجربہ پیش کیا کہ ایک حریف مدرسے کا استاد کیا جائے۔ حاضرین نے منتظر طور پر آپ کی تائید سکنا۔ مدرسے کا نام بھی آپ کے ارشاد پر "اسلام ٹیگٹا" پٹے طیارے اور علامہ کرام کی راجش کے لیے ایک مکان کر لیا۔ یہ پڑھایا تھا۔ اب انمول شیر نواز دوانہ ایک قطار اداسی خرید کر مدرسہ تعمیر کی گئی جو کہ اگروں پر مشتمل ہے۔ ہاں ان کے علاوہ ہے۔ مدرسہ تمام علوم میں مددۂ تفسیر میں شامل ہونے والے علامہ کی راجش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ آپ کے احاطہ کے مطابق حضرت فارغ التحصیل علامہ اس دس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ انجمن کے تمام مصارف کی کفالت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں وہی نظم کیا جاتا ہے۔ ہر سال رمضان المبارک میں داخلہ ہوتا ہے۔

مدرسہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور دارالعلوم ٹیگٹا، مدینہ شاہی ملو اور آباد اور مدرسہ عربیہ دیوبند کے سند یافتہ علامہ کرام شریک درس ہوتے رہے۔ قیام پاکستان سے پہلے علامہ کی تعداد دوسو اور آٹھ خانی سو کے درمیان تھی۔ بعد ازاں جن طیارے کو سپورٹ مل جاتا وہ شریک ہوتے۔ مشرقی پاکستان، خیبر پختونخوا، ملتان، جامشورو، شیر نواز، دارالعلوم حقانیہ کوٹہ، ٹھٹک کے علامہ بھی شامل ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ ملایا، اندونیشیا، ایران، افغانستان، روس کی ترکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے علامہ بھی شرکت کرتے رہے۔

سندیات جو تاریخ، التحصیل، علم اور کو دورہ تفسیر کے اختتام پر دی جاتی ہیں۔

۱۔ کانپنی بابو منگلدر سید صاحب، انوار ولایت قہ، مطبوعہ خیاب پرس۔ لاہور

درج کرتے ہیں۔ کتابیں چھ جلدوں میں معقودہ ہیں۔ اس کا رقم الحروف نے خود کتب خانہ میں حاضر ہو کر درج ذیل فرست تیار کی ہے۔

نمبر شمار	مطبوعہ	تعداد کتب	نمبر شمار	مطبوعہ	تعداد کتب
۱	تصوف	۱۶۳	۹	فن تار و پود	۸۵
۲	حدیث	۳۰۵	۹	اصول حدیث	۷
۳	تفسیر و فن تفسیر	۳۶۱	۱۰	فن صحت و دوا	۲۰
۴	کتب فرقہ طائفہ توحید	۱۶۹۸	۱۱	فن عشق و نعت	۲۶
۵	فن ادب و لغت	۵۳	۱۲	مثنوی معنوی ہندو	۵۰
۶	سوانح حیات	۵۴	۱۳	دیگر کتب	
۷	نقد	۱۱۶			

شعبہ اشاعت

حضرت مولانا اھملی علی ہارون اپنے مترجم و مفسر قرآن کے پہلے مسطور تقریر فرماتے ہیں: انجمن خدام الدین بھٹنڈہ قلعائی مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے ۱۹۴۰ء میں یہ قائم ہوئی۔ اس کا مقصد اشاعت کتاب و سنت ہے۔ رسائل کے متعلق حسب ذیل عبارت ہے: رسائل اور کتابوں کے ذریعے تبلیغ کرنے کا شعبہ اہم ہے۔ ایسے رسائل و کتابت بھٹنڈہ قلعائی ۱۹۴۰ء سے ۱۹۶۹ء تک ۳۳ کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد اس وقت آٹھ لاکھ دس ہزار کم ہے۔ یہ رسائل و کتابت مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ پاکستان اور بیرون پاکستان ان کی امدادیت کی وسعت سے مدد دے رہے ہیں۔ پانچ چھ سو سو کی تقسیم ۲۵۰۰۰ ہیں۔ جن میں ہزار کی تعداد تک شائع ہو چکی ہے۔ مجموعی دعویٰ کا اہم مضامین

کر رہی ہیں۔ جن میں چند ایک حضرت مولانا کی شاگرد ہیں۔ یہ سستائیاں دس روپے ماہ سے بیس روپے ماہ نہر معاش کا رواد کام کرتی ہیں۔ صرف خطاطی کی ان پانچ کلر کا مشاہدہ چالیس روپے ہے۔ دراصل انہیں ہر کل بیشتر ہزار روپے خرچ کیا تھا۔ اس سلسلے میں کبھی کوئی چندہ نہیں مانگا گیا۔ دراصل خرچ انجمن کی غیر معقول جائداد کے کرایے سے پورا ہو جاتا ہے۔ اللہ وند۔

مینڈانیہ اور جالندار
ادب کا کوئی سفر ہے اور اس کے لیے چندہ کی اہل کی جاتی ہے۔ حضرت کے علاوہ ارادت کے عزیز حضرات از خود اعانت کرتے ہیں۔ حضرت خود انجمن سے خواہ یا سفر خرچ وغیرہ وصول نہیں کرتے تھے۔ دراصل ہر کچھ پاس ہزار روپے خرچ ہوا تھا۔

ریاست بھاول پور کے ایک متول آدمی میراوند دتہ صاحب نے اپنی نوکری کو فقیہ زین العابدین انجمن خدام الدین کے نام وقف کر دی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔ اس کی صرف چھٹی منزل کا کرایہ دوسروں کے ہمارے ہے۔ اس سے دراصل انہیں کا خرچ پورا ہو جاتا ہے۔ کل غیر معقول جائداد دو لاکھ پچاس ہزار روپے سے زائد ہے۔

در تمام العلوم کے ایک وسیع و عریض کمرے کو کتب خانہ کی کتب خانہ
حیثیت دے رکھی ہے۔ یہ کتب خانہ تمام مدارس و علوم و فنون درسیہ کی کتابوں سے بھر پڑا ہے۔ یہ حضرت کی تحریر ملی کا ایک جتنی ثروت ہے۔ نہایت حفاظتی انتظامات سے شیش دار دار اہل کی کتب خانہ کیا گیا ہے۔ ہر کتب خانہ وغیرہ شعبہ کے علم سے متعلق ہیں، لہذا ادارہ بھی اسی لحاظ سے تقسیم کی گئی ہیں۔ ادھر شعبہ کا جلی قلم سے نام لکھا گیا ہے۔ ہر کتب کی تعداد شعبہ دار

لے: مرد مرثیہ ۲۰ مؤلفہ عبدالحیہ خان - فیروز سنز - لاہور۔
لے: از مدرسہ تمام العلوم والا بھریری - دفتر انجمن

- ۱- خطبات جمعہ (۸ جلدیں)۔
- ۲- مجلس ذکر و تفسیر (۸ جلدیں)
- ۳- مجموعہ تفسیر (سورہ صافات، کوثر، قریش، عصر، حلق)
- ۴- ترجمہ قرآن مجید مدقہ دروہندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیخ حضرت
- ۵- قرآن مجید مع حاشیہ
- ۶- انگریزی رسائل حسب ذیل شائع ہو چکے ہیں۔

1. Islam and Ahmadism.
2. Wisdom of the Quran.
3. Wisdom of the Quran. (II)
4. Quranic conceptions of National Solidarity & International Peace.
5. Quran and Science.
6. Preaching of Islam.
7. Reforms of Muslim Society.
8. Spirit of Islamic Culture.
9. The Quranic origin of the Islamic Polity.
10. The Secrete of inviolable of the five prayers.
11. Islam's solution of the Basis Economic Problems.

ذکر بالا بر قوع کی اشاعت کے متعلق ہم انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر بریل میں تبصرہ کریں گے تاکہ ان کے فوائد عام نظروں کے سامنے آسکیں۔

عربی پڑھنے والے طلباء

دوسرے تفسیریں شامل ہونے والے علمہ کرام کے علاوہ مدرسہ قائم العلوم میں عربی پڑھنے والے طلبہ کو بھی داخل کیا جاتا تھا۔ ۱۹۲۷ء میں مولانا جب دوسرے بار

لکھنؤ کا سفر کیا تو مولانا حسین خاں اور مولانا لاہور

کو بھی کہا کہ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جن میں برسہۃ کا عنوان ہر کوچ کا خلاصہ، اس کا اخذ، آیات کا ربط، واقعات جزیرہ سے قواعد کلیہ کا اشتباہ وغیرہ وغیرہ۔

رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے۔

- ۱- تذکرۃ الرموم الاسلامیہ۔
- ۲- ضروریۃ القرآن۔
- ۳- خلاصۃ اسلام۔
- ۴- پیغام رسول۔
- ۵- اسلام مہذبہ عصر میں۔
- ۶- اسلام کا فوجی نظام۔
- ۷- دین و مریہ کے فسادات۔
- ۸- علماء اسلام اور علماء مشرق۔
- ۹- شہادۃ القاری علی حوتہ الزمیر۔
- ۱۰- اصلی حقیقت۔
- ۱۱- مالی برائت میں حکم شریعت۔
- ۱۲- تحفۃ مسیلا والنجی۔
- ۱۳- شرح اسرار اللہ الحسنی۔
- ۱۴- ہشتی اور دوش کی پہچان۔
- ۱۵- گلہ دستہ صد احادیث۔
- ۱۶- متعبد قسرات۔
- ۱۷- مزانیہ سے لغت کے اسباب۔
- ۱۸- ان رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔
- ۱- خلاصہ مشکوٰۃ شریف از مولانا احمد علی۔

۲- اسلام میں نکاح، بیگانہ۔

۳- علقہ محبتی۔

۴- توحید مقبول۔

۵- فلسفہ سعید قریاں۔

۶- فلسفہ رزقہ۔

۷- خدا کی نیک بنیادیں

۸- فلسفہ زکوٰۃ۔

۹- خدا کی مرضی۔

۱۰- احکام شہب برات۔

۱۱- وحی

۱۲- فوٹو کا شرعی فیصلہ۔

۱۳- مصلح النبی۔

۱۴- فلسفہ نماز۔

۱۵- مسلمان عورت کے فسادات۔

۱۶- اسلام اور بختیار

۱۷- نجات داریں کا پروردگار

۱۸- استحکام پاکستان۔

۱۹- ان رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔

۱- خلاصہ مشکوٰۃ شریف از مولانا احمد علی۔

دروس، طرح وغیرہ کی مساحت کے بعد مکتفہ پہنچ گئے تھے۔ اس موقع پر ہندوستان کی چند مشہور شخصیات ج بیت اللہ کے لیے کہ مکر میں حاضر تھیں۔ ان میں خواجہ جہنزی صاحب دھرموی، مولانا طفس علی مرحوم بھی شامل تھے۔ یہ حضرت مہر علی عبادات کے بعد ان میں ہیں۔ دیگر تبارک خیالات فرماتے اور حضرت لاہوری علیہ الرحمہ بھی ان کے حریت نواز مساحت اور دیگر خیالات سے مستفیض ہوتے۔ چونکہ آپ ایام حج سے بچنے ہی مدینہ منورہ کی زیارت سے ناخن ہونے لگے تھے۔ لہذا آپ کو حج کے بعد مکتفہ رستے کا صرف چند دن ہی موقع ملا۔ اس قلیل مدت میں حضرت اسپریندر علی دمن کی صحبت سے ہی طرح سیری حاصل کر سکے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل بر ندیم دہار آخر شد

میدانِ عمل

یعنی
مذہبی اور سیاسی تحریکات

زمانہ با تو نساؤ تو بازار ستیز

آج ہمارے سامنے حضرت مولانا احمد علی رحمت اللہ کی اس شاندار زندگی کا نظریہ
موقع ہے۔ جس کی دستوں میں علامہ قمبر، نقیہ، ننگر، منسرا، منیر، خلیفہ، حسن، عظیم

لے۔ پیشتر اس باب میں مکتفہ سعید صاحب کی ماضی کا ذکر کرنا چاہا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ مرتدہ کی پیدائش سے لے کر آپ کے تیسرے حج تک کے تمام واقعات زندگی حضرت کے خود راہی فرصت میں بابو مکتفہ سعید صاحب کو نقل کروائے۔ لہذا سابقہ حالات کی ثقاہت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے بعد ان تمام واقعات کے مختلف خفیں جو صورت و روایت کو متاثر کرنا شروع ہوئی، ان میں ختم و امتیاز کا کام لیا جائیگا۔ ان تمام حالات

تشریف لے گئے تو صوفی مہر و ست ایم۔ اسے پر فیض اسلام کے لکھی لاہور کو پناہ دینا
بتا گئے۔ مولانا کی عدم موجودگی میں طلبہ نے چند بے ضابطگیوں کیں اور صوفی صاحب
کی انسانی کوشش کے باوجود طلبہ اپنی بیٹ دھرمی پر قائم رہے۔ حضرت مولانا جب
بجور و غلی حج سے واپس آئے تو آپ نے فریضہ کیا۔ یہ لوگ اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے
لہذا طلبہ کی اس بے لاہوری سے راہبین انجمن سخت دل برداشتہ ہوئے اور آخر کار
اس شخص کو بند کر دیا۔

انجمن کے راہبین نے ایک نئی تجویز پر عمل کرنے کا حسب ذیل فیصلہ کیا:

مرستی حضرت کے برائے پاس بھول کر داخل کیا جائے اور ان کو چرمال
کے اندر قرآن حکیم کا مکمل ترجمہ مشکوٰۃ شریف، کنز الدقائق اور مطلق میں
قطبی وغیرہ کتب تسلیم دی جائے۔ اس دینی تعلیم کے علاوہ کھڑی، نو ہا،
کتابت اور تجارت کے فنون سیکھنے کا بھی انتظام کیا جائے۔

اب اس تجویز پر عمل شروع ہو گیا۔ دو تین سال کے بعد جب بچے دو تین روپے
پورے کرنے کے قابل ہو جاتے تو والدین بھول کر وہرے سے بٹا کر کاروبار پر لگاتے
اور باوجود سمجھانے بھانے کے اپنی مرض پر قائم رہتے۔ والدین کے اس دنیاوی رویے
کو دیکھ کر انجمن کے راہب جل و صد کو نہایت مجبورگی کے عالم میں یہ شعبہ بھی
بند کر دیا۔

مولانا کا تیسرا حج

۱۹۲۸ء کو مولانا بفضل رب کریم پورے حج کو تیار ہو گئے۔ آپ کے رفیق مسفر مری
پیشکش مرحوم تھے مری مرحوم آپ کے پیارے رفیق تھے لہذا یہ بارگاہ مسفر بھی اہمیت خاطر کے لائق۔

حضرت سندھی سے ملاقات

حضرت سندھی اپنی ہجرت اور ملا وطنی کے دوران یورپ کے مختلف ممالک

"Secondly, there is Muhammad's wisdom as a statesman. The conceptual structure found in the Quran was merely a framework. The framework had to support a building of concrete policies and concrete institutions in the course of this book much has been said about. Muhammad's farsighted political strategy and his social reforms. His wisdom in these matters is shown by the rapid expansion of his small state to a world-empire and by the adaptation of his social institutions to many different environments and their continuance for thirteen centuries."

ایک کتاب کے سیاسی مسئلہ کے نزدیک ایک چیز اس قدر اہم ہے جس کی وجہ سے اس کی تاریخ بن جائے۔

The more one reflects on the history of Muhammad and of early Islam, the more one is amazed at the vastness of his achievements. Circumstances Presented him with an opportunity such as few men have had, but the man was fully matched with the hour. Had it not been for his gifts as seer, statesman, and administrator and behind these, his trust in God and a firm belief that God has sent him, a notable chapter in the history of mankind would have remained unwritten. It is my hope that this study of his life may contribute to a fresh appraisal and appreciation of one of the greatest of the sons of Adam."

Muhammad as a moral exemplar 334.

۱۰

دین و سیاست

وہ لوگ جو اپنی کوتاہ بینی، غلط فہمی اور سفاقت سے علاحدہ تھے کو یہ دین و سیاست میں سب سے کام اور کامیابی کے توجہات میں چھٹے جگہ پر لے آئے۔ واقعات کی روشنی میں یقین کر لیں کہ تمام ادوار و حالات میں علاحدہ بننے کے سبب دین و سیاست کو ایک ہی چھتے کے دو درجے اور ایک ہی تہ کے دو درجے نہیں سمجھا جاسکتا۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی جامع شریعت لے کر دنیا میں جلوہ افروز ہوئے جس میں غارتگری سے لے کر خلافت راشدہ تک کے تمام شعبے اسلام ہی اسلام میں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کے تصور اسلام کی تمام حقیقتوں کی عکاسی پیش کر رہا ہے۔ اس رجب عرش حجرے کے فرش پر جہاں عبودیت و نیاز مندی کے انکار کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھا رہا تھا۔ ان اس کی مبارک دیواروں پر بہر طوفان شمشیر و سندان، تیرو تھنگ اور زہریں لگی ہوئی نظر آتی تھیں۔ مدینہ الرسول وہ مقدس مرکز تھا۔ جہاں سے دنیا بھر کے تقاریر، محرمین، معجزین، متعلقین، مردان پاکباز، اقلیتوں کی نصرت، مجاہدین اسلام اور اور فداؤں، اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل مساوئ جیسے سیاست دان پیغامِ حدیث لے کر جاتے تھے اور، قائد قیامت کا نائب، اسی کے باشندوں کی فلاح و اصلاح کا نظام ہی جوہرِ نشین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں سے کھسکے تھے۔ نبی ہمارا ہے۔ یہ بولنے والوں سے ملنے نہ ہوا اور عقیدہ و رویوں سے مکمل ہنسکا۔

وہ رازِ اکمل کھل دے لے جلاوطن چاند راہِ اہل میں
جہاں مقام پر خیر مسرور دانشوروں کے ایک دو اقوال پیش کرتے ہیں، جن سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اوصاف منظر عام پر آتے ہیں

۱۰ حضرت مولانا غلام علی مرحوم ایڈیٹر اخبار "زمیندار"

جمعیت علماء ہند کا قیام

۱۹۱۹ء پہلا سال ہے جس میں پرامن جدوجہد کا آغاز ہوا۔ انقلاب و حریت کے شعور سے جو شخص بیدار ہوا کرتے تھے اب ان کے احساسات متفقہ ہونے لگے۔ وطنی مطالبات کے لیے انڈین نیشنل کانگریس میں جس میں علماء ہند نے شرکت کی۔ خلافت اسلامیہ سے متعلق اس سال خلافت کمیٹی قائم کی گئی۔ تحفظ اور سیاست میں مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے جمعیت علماء ہند قائم کی گئی جس کا پہلا اجلاس ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو پرنسپل مولانا عبدالباقی صاحب قرنی محترمہ اہر ترسرم ہوا۔

ہندوستان کی سیاست محض چار چوبیس اہلکار و فاضل ایک ممبر ہندو پرکاشی۔ ۱۹۱۹ء میں علما جی کے ساتھ جو یہاں رسالہ سلوک کیا گیا اور جس نے ودی کے ساتھ علماء ہند کو پھانسی اور جلا وطنی کی وحشتناک سزائیں دی گئی تھیں اس کا تصانیفیں اقتصادی تھاکر کٹر ملے جیسے اور گورنمنٹ کی زندگی بسر کرنے لگے۔ چونکہ مسلمانوں کی سیاست تھے ۱۹۱۹ء میں پرہیز کیا گیا۔ خوشامد و ملکی کی پالیسی تبدیل ہوئی۔ علم و ہمت نے دوبارہ سیاسی میدان میں قدم رکھا اور جمعیت علماء ہند کا قیام کر لیا گیا۔

حضرت لاجپور مولانا احمد علی فاضل اندرون و خارجہ علماء ہند کی ورگنگ کیجی کے انجمن تہذیبیہ ممبر رہے۔ اور سابق صوبہ پنجاب کی جمعیت علماء ہند کے ہیڈ جی صدر رہے۔ انھیں آپ ہمیشہ وقت کے آخری وقت کی آخری شخص میں پرورش پاتے رہے۔

۱۔ کتاب علماء حق: حیات نقل از انور ولایت ۱۳۵۰ء مولانا احمد علی مرحوم۔

۲۔ کتاب روشن مستقبل: حیات نقل از انور ولایت ۱۳۵۰ء

Muhammad set a shining example to his people. His character was pure and stainless. His house, his dress, his food they were characterized by a rare simplicity. So unpretentious was he that he would receive from his companions no special mark of reverence, nor would he accept any service from his slave which he could himself. He was accessible to all and at all times. He visited the sick and was full of sympathy for all. Unlimited was his benevolence and generosity, as also was his anxious care for the welfare of the community."

اقبال نے "دین و سیاست" کے عنوان سے اپنی مکرر کردہ نظمیں فرمائی،
 جوئی دین و دولت میں جس دم پہنچی
 بوس کی امیری، بوس کی فہری
 انہی شعور اسلام کی جامعیت کو نہایت سنی نیز گورنمنٹ کے خلاف بیان فرمایا۔
 یہ اجماع ہے ایک صحرا نشین کا
 بشیری ہے، آئینہ دار فہری
 اسلام نے قرآن پاک اور تورات کو ایک دوسرے کا حفظ قرار دیا ہے۔
 ایں دو قوت حافظہ یک دیگر اند
 کائنات زندگی ما محسوس اند

1. Muhammad and Teachings of Quran, P. 119. by John Davenport (Above mentioned lines have been written by Gustav Weil.)

۱۔ بایں جبریل علیہ السلام قابل مرحوم

۲۔ جاوید نام فارسی - - - - -

خاکسار تحریک نے خواب کے تمام مضمون میں زندگی کو توڑ دیا۔ اس نے اس کی کھوپڑی کے نیچے قدم اٹھایا۔ ان کے جیسوں اور جیسوں پر پڑیں۔ ان کی گٹھنیں خاکساروں نے حکومت کی عداوت دہلی میں حبس لاجوں میں جڑیں نکال کر حکومت نے ان کو روکا۔ (لوگوں نے) کی قبر کے پس خاکسار۔ خاکساروں اور پولیس کے درمیان تصادم ہوا۔ لاپرواہی کا اگر ہر شہر شہر پھیل گیا تو پولیس اس حادثے میں زخمی ہوا۔ خاکساروں پر گولی چلائی گئی اور کئی ایک خاکسار شہید ہوئے۔

حکومت کے رویے میں تشدد پیدا ہوا۔ عام گزشتیاں شروع ہوئیں۔ خاکساروں نے گرفتاری سے بچنے کے لیے شہر کی ساجد میں پناہ لی۔ حضرت لاہوری کی مسجد کاٹن سبھاں خاں میں بھی خاکسار جا گئے۔

فدائے اعظم پنجاب سرسکندہ حیات خاں نے شہر کے علمبردار کو بلا کر بیوقوف حضرت مولانا کی قیادت میں فدائے اعظم کو ملا۔ سرسکندہ حیات خاں نے مولانا کو حکامانہ انداز میں کہا کہ آپ نے چاروں سرکار کے باغیوں کو اپنی مسجد میں پناہ دے رکھی ہے۔ حضرت نے نہایت بے ڈاکے سے فرمایا: غدار آپ کی سرکار کے باغی نہیں بلکہ میری سرکار و عید کے باغی تو نہیں ہیں؟ آپ انھوں کی صورت میں وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ فدائے اعظم کی جانے کی دعوت میں شرکت و فرمائی۔ آخر کار وہاں پر فدائے اعظم کی طرف سے ساری کے پینے کا روک پیش کر کے کہیں کو آپ نے مسلمان غیرت سے فرمایا: آپ کی کامیں پڑیں دکن میرے جوئے کی تو ہیں ہے؟ آپ حکومت نے اگلے دن آپ کو فخر بندہ کے روپی، سب کی طرف بھیج دیا۔ لیکن علی الصبح لاہور کے شائع ہونے والے تمام اخبارات میں مولانا کو فخریہ جمل حروف میں چھپا گیا:

مسلمان مصیبت کے وقت مساجد کو بغور قلعے کے استعمال کر سکتے ہیں۔

۱۔ خاک و تحریر کے ادبی حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب انور ہیں جنہوں نے تمام حالات اپنے والد محرم کی زبانی سنے اور اکثر واقعات میں خود شریک رہے۔

خاکسار تحریک

حق و صداقت کی تائید مسلمانوں کا فرض ہے۔ ان کی زندگی تقوا میں باقی رکھنا اللہ کی مرضی ہے۔ صداقت کی جھلکیں خواہ مخالف لوگوں کے کردار میں نظر آئیں۔ عدل و انصاف کا اقتضایہ یہ ہے کہ ان کی تائید کی جائے اور تعصب بے جا اور فرقہ پرستی کے جذبات کو منصفانہ رویہ میں حائل نہ کرے۔

مندرجہ ذیل واقعہ مولانا لاہوری کی حق نوازی اور قائم باعقل رہنے کی ایک زندہ مثال ہے اور آپ کے کردار کی عظمت کا بہت بڑا شاہکار ہے۔

خانکار تحریر کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی راغنی قزوئی کے اعتبار سے ایک غیر معمولی زبانت کے حامل تھے۔ ان کی طالب علمی کا عمدہ پڑی نامہ ہی اوجہ طاہریت لکھتا ہے۔ انہوں نے چند اصلاحی کتب، مذکرہ، اشارات وغیرہ لکھیں۔ علامہ حق نے علامہ کے نظریات و توجہات کو اسلامی روایات کی روشنی میں پرکھا یا اخبارات، رسائل اور عام جلسوں میں علامہ موصوف کی قابل اعتراض باتوں پر تنقید میں بھی۔ حضرت مولانا نے بھی اس قیادت کی کتابوں سے علم کو آگاہ کیا اور ایک چھوٹا سا رسالہ اس سلسلے میں چھپوایا۔

سے حضرت مولانا عبد اللہ انور مقلد علما و حضرات مولانا اسماعیل سرور کے تجلیے عاجز رہیں مفضل
یہ بوند حقیقت علیہ السلام روح پاک کے بعد سرورِ عرفا کے جانشین ہیں۔ فلاسفِ واقعہ کے لہری ہیں۔
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْحَمْهُمُ

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ وَالْمَنَافِقِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا بِحُكْمِ رَبِّكَ لَفِي السَّعِيرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ وَالْمَنَافِقِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا بِحُكْمِ رَبِّكَ لَفِي السَّعِيرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ وَالْمَنَافِقِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا بِحُكْمِ رَبِّكَ لَفِي السَّعِيرِ

وَأَحْسَنُ مِنْكَ - كَلَّمَ قَرْظًا عَيْنِ
وَأَجَلُ مِنْكَ - كَلَّمَ قَرْظًا عَيْنِ
خَلَفْتُ قَرْظًا عَيْنِ كَلَّمَ قَرْظًا عَيْنِ
كَلَّمَ قَرْظًا عَيْنِ كَلَّمَ قَرْظًا عَيْنِ

ابوہادی حدیث کے حکیم اقصیٰ کا اسی کام ٹیپا
تھو وہاں کے شہل، نعم انزل - سولہ کے کاج میں نے
جب براہ کو بننا - فسر و پنج وادی سینا
ننگاہ حقیق و مستقیم میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فسرستان وہی یسین بیانیہ

نہا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شفی الازل ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اتحاد الے اور توتے کہ وہ شریفین برہنہ اس کے پیچھے اترانے کے لیے فہم کے عالم
میں نہ لائیں اور کوئی زبان آپ کی شان رسالت کے نفوت کیے، تو اس کو حلق سے
کاشک باہر نہ پھینکا جائے۔

۱۱۷ کے شروع میں کیلیگن انجیرنگس کالج لاہور کے انگریز پرنسپل نے
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ اظہار خیال کیا۔ مسلمان
عہد نے اس نازیبا حرکت پر فوری طور پر سخت احتجاج کیا۔ مگر ان کے احتجاج کا
ظاہر خواہ جواب نہ ملا۔ انہوں نے بڑجال کر دی۔ لیکن ہندو اسکول و ہائی اسکول بنگال
جندوستان نے پرنسپل کی حمایت کی۔

اس واقعہ کی تخریب حضرت لاہوری نے سنی تو آپ نور محمد بن منگل پور سے
اور علیہ کی علامت پر پشت پناہی کی۔ علامت پر قبائل بھی اس مبارک تحریک میں پوری

علامہ مشرق کی عبادت سے انتہا کے باوجود مولانا کی یہ غیر متضاد روکش
اسلام دوستی اور صداقت نوازی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ بھی
یقیناً قابل ذکر ہے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے ان دونوں سرحدیں ایک جیسے کا
اظہار کر دیا۔ علامہ مشرق کی مخالفا نہ کہ جس کی تردید کا مسئلہ پیش تھا۔ علامہ کی مجلس
مشاورت نے فیصلہ کیا کہ حضرت مولانا احمد علی کے بغیر اس جرأت مندانہ کام کو سر انجام
نہیں دیا جاسکتا۔ لہذا آپ نے ایلیچ پر اگر دلائل انہوں میں قرآن مجید و ادبائیں چھوڑیں
”تذکرہ پیکر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”آپ ان دونوں میں سے کس کی
پروہی کریں گے؟ حاضرین نے بیگ زبان پکار کر کہا کہ ہم قرآن پاک کی پروہی کریں
گے۔ اب آپ نے تذکرہ کی چند عبارت پڑھ کر ان کی تردید کی۔ حاضرین پھر بیان
افزونہ تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اکثر لوگ غاسکار تحریک سے نکل گئے۔ حضرت مولانا کے
معاجز وہ حضرت قاری عبد اللہ انور صاحب کا بیان ہے کہ ”عہد مشرقی کئی دفعہ
لیجے احمدی کی مسجد میں ملے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا میں آپ کے والد محترم کا
کافی انتہا نہیں ہوں۔“

ناموس مصطفیٰ کا تحفظ

ہم حضرت صالح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رباعی اس واقعہ کی تمیید
سطور میں کرتے ہیں۔ یہ اشعار عہد رسالت کے محبوب ترین شاعر کی مدح کی گزرتوں
سے نکلے۔ انہوں نے آفتاب نبوت کو قدرائیت کی نگاہوں سے ساری زندگی دیکھا
تو یہ اشعار کیے۔ اب قیامت تک یہ رباعی نوید ایمان بن کر مسلمانان عالم کے
سینے میں جھپکتی رہے گی۔

۱۱۷ علامہ حضرت عثمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن بن ثابت
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے جن کی قلم ان کا شمار دین کرغوشہ کے اور وہاں کے تھے۔

۱۱۷ بانی عربی ملک - علامہ اقبال
۱۱۷ محمد رسول اللہ - عبد العزیز غلام - فیروز سنہ ۱۱۷ - لاہور

فقدوم سے شامل ہو گئے۔

آپ کی قائمہ صلاحیتوں اور سبب پناہ قوت عمل لحاظ مقرر کو بیسے حکومت اور غور اختیار نہیں ہو سکتی تھی، ایک تحریک کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے جون جولائی اور اگست میں متعدد بار تقاریر فرمائیں جس سے مسلمان پنجاب میں جوش و خروش پھیل گیا۔ حکومت نے مولانا کو گرفتار کر لیا لیکن حوام کا بے پناہ وسیع قسم سکھانا نہ ہو سکتا تھا۔ ۹ ستمبر ۱۹۴۷ء میں ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی۔ طلباء کو باعزت واپس بلایا گیا اور حضرت مولانا کو دیرپا قید فرنگ سے رہا کر دئے گئے۔

انجمن حمایت اسلام کی سرپرستی

مغربی تہذیب و تمدن نے ہندوستان کے باشندوں پر اثر ڈالا۔ ۱۹۵۰ء کے دور کے بعد سرسید نے مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلانے کا یوں نقطہ کا لہجوں کی تعلیم کو قرار دیا۔ اور انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی کی تاسیس واپس رکھے لیے تن من و دھن کی بازی لگادی۔ وہ اپنی تقاریر و تحریرات میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے وحشی بدش کھڑا ہونے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔ مذہبی و مذہب عصر جدید کا یہ تقاضا مسلمانوں کی اکثریت کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ انجمن حمایت اسلام کا مقصد بھی مسلم نوجوانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم ہی حکومت کے تمام اراکوں میں ہندوؤں کی بالا دستی کو مذمت سے محسوس کر رہے تھے آپ فرنگی تہذیب کے کلیتہً مخالف تھے۔ لیکن حالات کے پیش نظر فرمایا کرتے تھے: عجم چاہتے ہیں۔ جہاں ہندو، سکھ، عیسائی، ڈاکٹر، وکیل اور جرنیل موجود ہیں۔ وہاں

ہمارے مسلمان نوجوان بھی تمام اراکوں میں دلچسپی اٹھائیں، پر صاحب اختیار ہوں۔ آپ عرب سے انجمن حمایت اسلام کے رکن تھے۔ مگر یہ آپ کی کلیتہً عالم دین انجمن کی جہل کو فہم کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء کو مولانا انجمن کے دانش بریںڈ پرنٹ منتخب ہوئے۔ آپ اپنے مفوقہ فرائض کو احسن طریق سے سرانجام دیتے تھے۔ دینی مشاغل کی کثرت کی بنا پر آپ نے چند دفعہ استعفا بھی پیش کیا لیکن آپ کے رفقاء کار آپ کے دور رس و سواد و حکیمانہ مشوروں سے محروم ہونا نہیں چاہتے تھے۔ الحمد للہ مسلمان بڑی حد تک بیدار ہوئے۔ علامتہ اقبال بھی انجمن کے اجلاس میں اپنا کلام پیش کرتے تھے۔ آپ نے عصر فر کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔

۱۔ دعا اگر تو شریک محفل قصور تیرا تھا کیا میرا
میرا طریقہ نہیں، کہ نہ کہوں کسی کی خاطر تیرے شانہ

مسلمان کی وفات پر سیکڑی، انجمن حمایت اسلام ہوں انکی تعمیر کرتے ہیں۔ مولانا مرحوم و منور ضعیف انگریز اور انوائی کے وجود و انجمن کے اجلاسوں میں شرکت فرما کر اپنے قیمتی مشوروں سے انجمن کو مستفید فرماتے تھے۔ بالخصوص ان مشعلوں میں جو روحانیات کے سلسلے میں مستفید ہو سکیں۔ مرحوم نہایت ہی انتہا کے ساتھ دیگر علماء کرم کے ساتھ صلاح مشور میں مصروف رہتے۔ آپ انجمن کے سالانہ جلسوں میں بھی شریک ہوتے اور اپنے موافقہ سے سہ ماہی کو فیضیاب کرتے تھے۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان کا قیام

قسیم ملک کے بد جمیت علماء ہند نے فیصلہ کیا کہ جمعیت کے جوائن کان پاکستان

۱۔ علامہ اقبالؒ - بابی جریں نظم بعنوان "مذہب" ۱۹۵۰ء

۲۔ "ترومومن" ۱۹۵۰ء۔ مہجور فیروز سنٹر لاہور از عبدالحید خان

۱۔ انوار ولایت ۱۹۵۰ء۔ سید مظفر الدین۔ پنجاب پریس۔ لاہور

۲۔ انوار ولایت - پنجاب پریس لاہور۔ سوانح حیات مولانا مرحوم

صدر جمہوریہ صدر جمہوریہ کے مرنائی نہ ہونے کی تصریح نہیں کی گئی تھی اس طرح تمام غلط اور غیر اسلامی دفعات کو بدل کر دستور کو قرآن و سنت کے مطابق بنانا۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی ۱۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو مکمل طور پر آزاد رکھنا۔

۲۔ مسلم ممالک کے ساتھ اسلامی دوستی تعلقات کو مستحکم بنانا۔

۳۔ غیر مسلم ممالک کے ساتھ سیاسی و اقتصادی اور دیگر تعلقات کو اس حد تک قائم کرنا جس سے پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی قطعاً متاثر نہ ہو۔

۴۔ دنیا کے دو مختار ملکوں کی جنگ سے پاکستان کو علیحدہ رکھنا۔ اور ملکی دفاع، استحکام اور سالمیت کے لیے زیادہ سے زیادہ ملک کو تیار کرنا۔

۵۔ عدالت! ملک میں اسلام کا علاقہ نظام قائم کرنا۔

امور داخلہ ۱۔ عدالت کو انتظامیہ سے الگ رکھنا۔

۲۔ انصاف بلا معاوضہ کو عمل میں لانا اور کورٹ نہیں کو ختم کرنا۔

۳۔ کم سے کم وقت میں مقدمت کا فیصلہ کرنا۔

۴۔ انصاف کی راہ کی تمام رکاوٹوں و مثلاً رشوت ستانی، مناسبات وغیرہ کو دور کرنا۔

۵۔ تحفظ ختم ہوتے اور حفاظت سلت، نیز قہر زدہ رائے کیلئے قانون بنانا۔

۶۔ تحفظ ناموس و سب سے پہلے قانون وضع کرنا اور شدید سزا کی سزا کو عمل کرنے کے لیے موثر اقدامات۔

۷۔ بزرگان دین اور سلسلہ مذہبی جماعتوں اور فرقوں کے اداہر کی قوانین کے انسداد کی کوشش کرنا۔

تعلیم اور زبان ۱۔ ایسا انصاف تعلیم مرتب کرنا جو کہ ہماری دینی اور فطری ضروریات کا تعین ہو اور قوم میں غلو و مذہبیت کی بجائے خود راہی کا جوہر پیدا کرے۔

۲۔ تعلیم مفت اور عام کرنا۔

۳۔ طلباء کی صلاحیتوں کے مطابق اختصاص میں کے لیے ترقی کے مواقع مہیا کرنا۔

۴۔ طلباء کی اخلاقی تربیت اور ان میں صحیح اسلامی روح پیدا کرنے کا خاص اہتمام کرنا۔

۵۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم ہر طبقہ کے عوام کی پسندیدہ زبانوں میں اور باقی تعلیم ملک کی مشترک زبان اور عام میں دینا۔

۶۔ تعلیمی کی یادگار، انگریزی زبان کی سرکاری حیثیت کو عدالتوں اور اسمبلیوں وغیرہ سے ختم کرنا اور اس کی جگہ پاکستان کی قومی زبان کو نافذ کرنا۔

۷۔ علوم مشرق کی فروغ۔

۸۔ ملک کے مختلف حصوں میں وسیع پیمانہ پر شفا خانے قائم کرنا اور ان میں دعاؤں کی فلاحی کا انتظام کرنا۔

۹۔ دیسی و برائی طریق علاج کی حوصلہ شکنی کرنا۔

۱۰۔ علاج و دوا سازی میں ملک کو اپنی ضروریات میں خود کفیل بنانا۔

قیام امن ۱۔ ایسی تدابیر عمل میں لانا جس سے ملک کا ہر باشندہ بالیقین زندگی بسر کرے اور آئے دن کے حادثات و واقعات کا خاتمہ ہو سکے۔

۲۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

معاشیات ۱۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۲۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۳۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۴۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۵۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۶۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۷۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۸۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۹۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

۱۰۔ ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریات

پاکستان میں شرعی روشنی کے ماتحت غیر مسلم اقلیت کی جان و مال، عزت و اقلیت آباد کی حفاظت اور ان کی مذہبی رسوم کی آزادی اور مابعد کا تحفظ۔ اور ان کے ان کی سرگرمیوں سے ملکات اور مسلم حقوق کو خطرہ لاحق نہ ہو۔

انسداد ارتداد غرضہ ارتداد کا مکمل انسداد۔

یہ جوہر نکاتی انجمنی منظور باعقاب آرائے آرکان مجلس عاملہ مرکزی مجلیہ علماء اسلام مغربی پاکستان منظور ہوا۔
نوٹ:- بنظر اختصار مندرجہ تفصیل سے گزیر گیا ہے۔

جہاد کشمیر میں مولانا کی شرکت

قیام پاکستان کے فوراً بعد بعض وجوہات کی بنا پر کشمیر میں جنگ چھڑ گئی۔ تمام مسکات پتہ کے رہنماؤں نے اس جنگ کو جہاد کا نام دیا اور حضرت مولانا احمد علی فوراً درمیان میں شہادت کے لئے تیار ہوئے۔
حضرت اہل شہاد میں حصہ لینے کے خواہش مند رہنے کے لئے وہ رقم جو خیر انوار مرکز میں جمع ہوئی خود لے کر کشمیر روانہ ہوئے اور اس وقت کی ضرورت اقلیت کے سرکردہ رہتے اور اس کا واپسی پر باقاعدہ اعلان کر دیتے۔ شب و روز اہمیت جہاد کا ذکر ہوتا۔

آپ ابرار فرماتے ہیں کہ دل کی تنہائی ہے کہ لوگوں کے مقابلے میں فرشتہ پہنچ کر صفت اول میں شریک ہو جاؤں۔ یعنی میں گولی لگے اور شہادت نصیب ہو جائے۔

کئی دفعہ روئے پہلے کچھ سے اور باقی ضروریات کی فراہمی ہوئی اور حضرت خود لے۔ مرد مومن علی۔ حبیب علی شاہ۔ فیروز سنہ۔ لاہور۔

لے۔ الوار ولایت علی۔ مہر پنجاب پریس لاہور۔ نادی مولانا عبد اللہ پوری

۱۔ ملک کے مسائل معاشی، زرعی، صنعتی، تجارتی، کھیتی باڑی، اور کھیتی باڑی۔

۲۔ پس مذہب اقلیتوں کی کھیتی باڑی کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرنا۔

۳۔ شرعی احکام کے مطابق ان لوگوں کی ضروریات زندگی کو سرکاری خزانے سے منتہی کرنا اور ان کے حقوق پر توجہ دینا۔

۴۔ محنت پر توجہ دینا اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنا۔

۵۔ ملازموں کی تنخواہوں میں ایسا صحیح تناسب قائم کرنا، جس سے تیسرے طبقہ کے ملازمین کی تنخواہ ان کی ضروریات زندگی کی تکمیل ہو سکے۔

۶۔ ملک میں ایسے عیسائی، عہدائی، نجاشی، جھڑو اور فحش طریقہ معاشرت، شراب نوشی اور زنا کاری وغیرہ خراب اخلاق، امر کے خلاف قانون قرار دینا اور ملک کے نوجوانوں میں مراد صفات، بہادری، جہادیت اور اعلیٰ اسلامی اخلاق پیدا کرنے کے لئے تمام تدابیر کو عمل میں لانا۔

۷۔ سکرانٹ کے تمام اقسام کے استعمال کو جرم قرار دینا۔

۸۔ قمار بازی اور سود کی تمام صورتوں کو جرم قرار دینا۔

۹۔ پاکستان کی مسلم رعایا کو مسلح کرنا، کشمیر اور مغربی بانی کے مسائل حل کرنے کے لئے قوم کی مختلف سیاسی اور فوجی پارٹیوں کے خوراک سے ہمہ گیر کام لے کرنا۔

مواصلاات میں تمام موجودہ مشکلات اور تنگیات کو حل کرنا۔ دیہاتی اور قصبائی باشندگان ملک کے لئے نقل و حرکت کی ہر طرح سہولت ہم پہنچانا۔

مملکت میں ایک جمعیتی و علاقائی حقوق

صوبائی اور نسل تعصب کو ختم کرنا۔

کی بھائی اور ترکہ جہاد کے معاوضہ کا اہتمام اور ان کی جہاد شہادت کا اہتمام۔

پاکستان میں ہر شہری کو حق و تقرر اور اجتماعات و دیگر

شہری آزادی، حقوق شہریت کی شرعی حدود کے اندر ضمانت دینا۔

داو پٹی تشریف لے گئے۔ دس ہزار روپے کی رقم خطیر صدر سرور محمد ابراہیم صاحب کے پرکھ گئی اس سفر میں آپ کے بڑا آپکھنا کشین حضرت قادی مولانا عید اللہ انور صاحب بھی تھے۔

کشمیر میں جب جنگ سردی پڑی مسلمان قبائل جندو گورگن سے برسرِ پیکار تھے اور قریب تھا کہ مسلمان مہاجرین سرنگو اور جوں پرقا قبیلے جو جاگیریں اس وقت پٹنہ منروئے سوئٹ: پٹن اور باقی مہاجرین برطانوی وراثت سے ملے ۱۰-۱۱ سے پاکستان پر نذر کر دیا گیا۔ پٹنہ جی نے یقین دلایا کہ رعایت کے پر سکون ہونے کے بعد کشمیر میں استصواب رائے لایا جائے گا۔ لہذا جاگیر سے محبوب خدیوہ عظیم وقت علی شہیدان کی پرفریب سیاست کے جھانسنے میں آ گئے۔

آزاد کشمیر میں میر واعظ محمد یوسف اور کرنل سید علی احمد شاہ کی کوششوں سے افتاء کلام جاری چلکر ہر تحصیل میں مفتی اور مبلغ میں مفتی اور اور صوبائی مفتی جو اس طرح سرفراز نظام کو اسلامی نظام کے قریب تر لایا جا سکے حضرت کو علماء و مفتیین کی فوج و سپہ دے لیے مغفرا باد دعوت دی گئی حضرت پیچھے تو وہاں آپ حکومت آزاد کشمیر کے نمان تھے۔ لیکن اپنے ویریز حقیقت منہ فانی خدا بخش صاحب کے بیٹہ کارڈ پر بھی تشریف لائے جو وہاں اس وقت آنریری کیشن بطور پرنسپس کلام کر رہے تھے۔

آزاد کشمیر میں مفتیوں کے فقر کے طریق کو حکومت کشمیر نے آپ کی صوابدید پر چھوڑا۔ آپ نے امید داروں کا غوری استعان لیا اور ان کا انتخاب فرمایا۔ ان کو گزشتہ آئین کی حیثیت دی اس میں آپ کے ساتھ کرنل علی احمد شاہ صاحب بھی شریک تھے۔

صدر آزاد کشمیر جناب علی احمد شاہ صاحب کی مولانا کو دعوت

عزیز ہونے کا موجب جو حضرت علی احمد شاہ کے ساتھ سفر حضرت صاحب سے تھے ان کے لئے اس کے آزاد کشمیر کے صدر جناب علی احمد شاہ صاحب نے حضرت مولانا کو کشمیر آئے کی دعوت دی حضرت نے مولانا کو ساتھ لیا اور کشمیر پہنچ گئے۔ صدر موصوف نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور حضرت کی خدمت میں یہاں عرض پر ہزار ہونے کو آپ قرآن پاک کا اب ترجمہ کریں جو چند مشورہ اسلامی جماعتوں (ذوقوں) کے نزدیک مسدود ہے۔ تا کہ ان کے اختلافی مسائل کی شدت کو دور کیا جاسکے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کارنامے کی تکمیل کا وعدہ فرمایا اور قادی مطلق کی حکمرانہ توفیق سے پوری محنت پڑی اور عزم سے اس محنت شکن کام کو بطریق احسن پورا کر دکھایا۔ اب یہ مترجم قرآن مجید (دروہندی، بریلوی، اہل حدیث اور خیرہ حضرات کا مسند قرآن مجید خاتم الدین سے مل سکتا ہے۔

صدر محترم کی دینی خواہش اور مولانا کا گراں قدر شاہکار

حضرت شیخ الغفر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں صدر آزاد کشمیر کی طرف سے حسب ذیل صدر افریقہ اور تاریخ ساز استاد عالمی گئی۔ میمر ارادہ ہے کہ میں اپنی ریاست میں علم کلام کو محشر یوں کے اختیارات سونپ دوں حضرت نے بعد از عزم کی تجویز کو بڑا سراہا۔ مگر سادہ سی یہ بھی فرمایا کہ ہر تاریخ تفصیل عالم دین میں یہ استعداد نہیں جوئی کہ مقدبات کی جزئیات پر ناقدانہ غور و توجہ کر سکے اور پھر فقہی نقطہ نگاہ سے صحیح فیصلہ پر پہنچ سکے۔ اگر تمام علم کلام کو بھی کے فرائض توفیق کئے جائیں تو یہ موجودہ ٹرینڈ جھوٹ کے مقابلہ میں ممکن ہے، تاہم ثابت ہوں کیونکہ مدارس عربیہ میں درس و تدریس کے علاوہ ان بچاؤں کو کلیات سے

ملے۔ حضرت مولانا محمد صاحب حضرت حاجز کی خدمت میں برسوں رہے۔ حضرت ان کی خدمت میں خدا پروردگار سے خوش تھے۔ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے بلکہ پتا چھٹائی شاکر تھے۔ ان کی تلمیذی اور باقی معارف حضرت کے ذریعہ تھے۔

ملے۔ مرد مومن صلا۔ عبدالغفار۔ فیروز منتر۔ لاہور

مرزا صاحب کی مخالفت میں آپ کا امان خطابت نہایت عمدتہ اور متین ہوتا تھا۔
مرزا صاحب کے متفاد اقرائے، پمفلٹ شائع کیے جاساں اور اس میں آپ نے مرزا صاحب
کی کتب کے حوالے کیے کہ ان کے اتمام حجت پر اکتفا فرمایا۔

جماعت اسلامی اور حضرت مولانا

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کثیر الانصاف اہل
قلم ہیں اور ان کا تمام رویہ اسلامی تعلیمات کی تفسیرات اور توضیحات کے حصول
سے۔ ان کی بعض تحریرات کے سلسلے میں بعض علماء کو جھٹکانا اختلاف ہے، اس
طرح حضرت لاہوری علیہ الرحمہ کو بھی ان کے نظریات سے اختلاف تھا، خصوصیت
سے ان کی کتاب تجدید دینیانے دین کی بعض عبارتوں اور خطبات میں "ہیں" حاکم

نے۔ اور مرزا کے متفاد اقرائے، منصف حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

عسجد دیکھنے پہلے میں نے اکل۔ غلام احمد کو دیکھے تو دایاں میں

اخبار پورہ جلد ۲۵۔ ستمبر ۱۹۰۹ء

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں غلام احمد اور عیسائی کیا کریں ہیں پوری کتاب میرے
مرقا غلام احمد

"حق تمام کن ہوں کہ مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف
سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرنا ہے۔ مگر مذہبوں کی اولاد جن کے دلوں پر
لدا لے مرگادی۔ وہ مجھے قبول نہیں کرتے"۔ رائے کا کہ لایا اسلام۔ مرزا غلام احمد
نے۔ "میرا اندازہ ہے کہ کوئے والا احمد کو لالہ احمد (ممدی) اپنے زمانہ میں بالکل
جدید تیس قرن کا ایسا ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو فہمہ اور بصیرت
حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائل میں کہ وہ خوب سمجھتا ہوگا۔

(تجدید دینیانے دین مولانا ممدی صاحب)

(جائی۔ انگل منظر)

کو حوام قرار دیا اور غلاموں کو بگاڑ دیا اور بدوقت کے اقبال دئے۔

افرض اسلاموں نے اس فرقہ باطلہ کے عقائد غلامی کے روک تھام کے لیے
غیر اول ہی سے ہندو مت شروع کر دی۔ منتظم تحریریں چلائی۔ متعدد دفعہ بڑوں ہٹا کر
اور علماء کرام جیل خانوں میں گئے۔ لیکن کچھ ترک ہوئی ہے کہ اس ناموس سے اس جرم کے
پاکیزہ وجود کو خاتمہ نہ ملے۔ مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء نے ماریت
کی لعنت کے خلاف سبب معاذوں کو پیدا کیا اور شہوں تک قرآن حکیم اور احادیث جزیہ
کے ذریعے اس سرکاری نبوت کی طبع سازی لوگوں پر روا کرتے رہے۔ حضرت مولانا
احمد علی مرحوم باقی علماء جمہور کے ساتھ اس سلسلے میں صوبہ اول میں کام کرتے رہے
بلکہ دین مصطفویٰ کی حفاظت کے لیے جس قدر قربانیاں قرباں کیں، ان کا سرچشمہ
حضرت لاہوری صاحب کمرہ ہی ہوتا تھا۔ ۱۹۰۳ء میں تحفظ ختم نبوت کی پاکستان گیر
تحریر کے وقت آپ گرفتار ہوئے۔ کسی صاحب دل نے لاہور کے ریویو ٹرینیشن
پر آپ کو چھوڑ دی گئے ہوئے دیکھا تو یہ سنا کر پکا رٹھا۔

"یہ پیرا سال میں اپنے ہاتھوں میں غلام احمد کے ہونے مولانا احمد علی
تو نہیں ہیں، بلکہ غلام احمد کے امام احمد بن حنبل ہیں؟

لے۔ میں کچھ جوں کہ میں دگر منٹ برتا، یہ حکومت کی بدخواہی کرنا ایک حوالی لے
بگاڑا نہی کا کار ہے۔ (مرزا غلام احمد۔ خلاۃ القرآن ص ۱۱)

لے۔ "ماکان فہمہ لایا احبہ میں دجا یکسہ ذکنت رسول اللہ وغلام
النبیین ذکان اللہ یکل شئی علیہا۔ سورہ ۲۳ آیت ۴
لے۔ "وحدیث نبوی۔ لا تقوم المساعۃ حقاً یثبتہ دجا لوں کذا یوں
قریباً میں ثلاثین۔ کما فہمہ ذکنت اللہ رسول اللہ وانا خاتم النبیین لایہا
بعدی ورنہ یشریف ابواب اللہ، ناظر الانبیاء واما اخر الامم واین ماجہ
باب لا تقوم المساعۃ حقاً کذا یوں ۲۱ صلیو منشی وکنہی ذکان فہمہ
لے۔ "لکان حتمہ ابن الخطاب و تدری خریف۔ باب الحاقب ۲۵

ہوا ہے۔ گو خود وزیر لکین چرخ اپنا عملہ رہے
 وہ مرد دولہا میں کو حق لے دئے ہیں اندازِ خسروانہ (اقبال، ص ۱۰۱)

ہفت روزہ خدام الدین

حضرت لاہوری نور الدین مرقدہ نے شہیدِ نثارِ شاعت کے بڑے کچھ بھائیوں
 دینی رسالجات شائع کر کر سندھوپاک کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں مفت
 تقسیم کر دئے تھے۔ صرف چند ایک قلیل قیمت پر فروخت ہوتے تھے۔ آپ کے
 پیش نظر حیثیتِ اشاعتِ دین کا سپور رہتا تھا۔ نفع اندوزی کا خیال آپ کے دماغ
 میں کبھی بھی پیدا نہ ہوا۔

ہفت روزہ خدام الدین کے نام سے آپ کی سرپرستی میں ایک رسالہ جاری
 ہوا۔ تو آپ بے حد سرور ہو کر فرمایا کہتے تھے: ہر روز گیارہ عام لے انجمن خدام الدین
 سے یہ رسالہ جاری کر کر دین کا وہ بہتم باشندان کام لیا ہے، جو پیشواؤں میں نہیں لیا تھا۔
 آپ کی یہ دیرینہ خواہش تھی جو دوائے نفعِ املین نے پوری فرمائی۔ لہذا آپ کے تمام
 اوقات اس رسالہ کی تیاری میں صرف ہوتے رہتے تھے۔

آجہ مضامین کی تصحیح کا کام لڑا کر لیں تھا۔ لیکن آپ دس عرصے کے بعد نہایت
 دل چاہی سے چھوڑ دیا۔ عہدِ برادری حاکم و اصلاح فرماتے جاتے۔ پہلے سنی پڑھا دیتے
 نبوی کے عنوان سے چند ایک احادیثِ مقدسہ کا انتخاب اور ان کی تشریح بھی آپ
 کے ذمہ ہوتی تھی۔ خطبہِ جمعہ کی تحریریں تیاری کی جاتی اور ہر جمعہ آپ کے ارشادِ ایت
 نہایت آپ وہاب سے خطبہِ جمعہ کے عنوان سے ٹیپ کر لیا جاتا۔ ہر جمعہ
 کو نمازِ مغرب کے بعد مجلسِ ذکرِ جہاد کا انعقاد ہوتا۔ حقیقت مندوں کا ایک مجموعہ
 ہوتا۔ ذکر کے اختتام پر ایک مختصر سی تقریر فرماتے جس میں روحانی امراض کی
 تشخیص، علاج اور پریزنتیشن کیا جاتا۔ تزکیہ و تصفیہ کا یہ عارفانہ نظام جانِ جانِ حق کے
 لیے بڑی جاذبیت رکھتا تھا۔ مجلسِ ذکر کے فضائل و فوائد ارشادِ ایتدہ کی موقع پر

حضرت مولانا لاہوری باقی ملاحظہ فرمائی کہ اس حقے کے اندام میں تائیدیت کو شمس
 رہے۔ آپ کی وفات سے ۲۵ دن پہلے ۲۹ جنوری ۱۹۹۲ء کو دیال سنگھ کالج لاہور
 میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اکابرِ ملت کو تعارف کے لیے مدعو کیا گیا۔ انہوں نے
 دلائل و براہین سے منکرینِ حدیث کی سائنات اور ملاحات اسلامِ روش کی خدمت کی۔
 اس جلسے کی صدارت کے فرائض حضرت مولانا سرانجام دے رہے تھے۔ آپ
 جلسے کے اختتام پر اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا: یہاں صحت سی تقریریں ہوئی ہیں۔
 لیکن کسی مقرر نے وہ بات نہیں کی، جو میں کہتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے۔
 منکر قرآن خارج از اسلام ہے۔ یہ وہی ضربِ حق جو پرویزیت کے قلعہِ نزویر پر
 لگی۔ اس کے بعد تمام علی اور دینی حلقوں نے اس فیصلے پر صدارت کی چونکہ پرویزیت
 کی مخالفت کی۔

ملے۔ کہیں صدارت پر مولانا احمد علی مدنی اور حضرت کے کچھ دیگر بھائیوں کو شہادت
 تھا۔ سرپرست مولانا کی سچی پیشگی کی طرح بندھی ہوئی تھی۔ یہی مفید مدد دینی کے لئے
 ہوتے تھے۔ ان میں حصہ دار انھوں میں خاص قسم کی چمک تھی۔ ان کے دامنِ بانی ملازم
 تشریف فرما تھے۔ جلسہ اور مختلف خیال اور مختلف عادات کے اس گھبراہٹوں میں سے
 اور حاکم تین گھنٹے کسی کو گریٹ سٹوٹ کے لئے کی جات تھیں۔ یہی کوئی مجلس میں سے اٹھ کر
 باہر نہیں گیا۔ مسجدِ نبوی قزو اور انماک کے ساتھ علماء کے ارشادات سننے رہے۔ نمازِ عصر
 کے بعد برائے کر دیا گیا۔ کالج کے لان میں دینی بھائیوں کا اجتماع کا اختتام کیا گیا۔ اذان دی گئی۔
 کالج کے مدرسہ گروں میں بھی نمازیوں کا بہت بڑا اجتماع ہو گیا تھا۔ جلسہ نوجوانوں کے
 جلسہ حضور و شمس کے ساتھ نماز میں خاص ہو گئی تھیں کہ کتنے تھاکر اس قسم کے جلسہ شاعر
 ترک کر دیا۔ (۲۹ جنوری ۱۹۹۲ء - روزنامہ کوہستان، ۱۵ اسیان، ۱۵)

۱۳۔ علامہ اقبال پرنسپل علامہ الدین مدنی سابق دانش پائند خجانبہ تیرہویں لاہور کا پوتا
 بیان ہے کہ چونکہ وہ اس جیسے کی کاروائی کے شائق ہیں۔

نہیں کہتے کہ خالقِ کبریا نے مولانا کی حیاتِ مرتضیٰ کے انوار کو چاروں گنجان عالم میں
چمکنے کا ایک سنہری موقع اڑان فرما دیا تھا۔ یہ سلامتِ بدی اور اس دورِ نفع
میں دینِ خفیت کی یہ لاعلمی خدمتِ خداوندِ عالم کی غائبانہ تائید سے منسوب تھی۔
ورنہ اس رسالے میں دو ٹوک گواہی کا جاذبِ نظر طعنه تھا۔ نہ ملک کے بڑے بڑے
ادباء و شعراء کا کام مہتر تھا۔ ان اس کی قبولیتِ حاکم کی دلیل درج ذیل
شہرین ممکن ہے۔

خداوند ہے، اصلاحی، نہ دوسرا

قطبِ نگاہ سے دیکھیں ہے، بزمِ جانان

ہم اشتراکِ مولانا کی تبلیغ سرگرمیوں کے ضمن میں زیرِ بحث مذکور اصلاحی
اور روحانی قوت کو واقعات کی روشنی میں پیش کریں گے۔

الحمد للہ، حضرت مولانا کا یہ > یا ہوا شہرِ طیبہ اس وقت سے سرسبز و
شاہد ہے اور اس کے پاکیزہ خراتِ آب بھی خوش نصیب انسانِ علمی اور روحانی
برکات حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا کی رحلت اور چار پیشگوئیاں

حضرت مولانا نمازِ تہجد کے لیے تقریباً تین بجے برہنہ ہو کر سو جاتے
اور چار دن بھر کے رتبہ مشاغل کے انہماک کے بعد نمازِ عشاء پڑھ کر قسماً
دیں بیٹھ کر تشریف لے جاتے۔ ساری زندگی وہ کس و تدریس، تہذیبی انصاف
و جہادِ مسعود، تبلیغ و اشاعت، توحید و اصلاح اور خالقِ روجان کی شناخت
اور خلقِ خدا کی خدمت میں گذری۔ آپ کے حجمِ خفیت میں پیرائے سال کے ایام
میں شکن کا پڑا اثر ہوتا تھا، جو کراہت و آہستہ تالی کی صورت اختیار کر گیا۔ عین
گرمیوں میں گاہے آپ کو گرم جراب کی ضرورت محسوس ہوتی۔ خالقِ کائنات کو کسی آدمے
سرمبارک پر بھی کان اور نسا پر اور کندھے اور پاؤں پر ہوتا لیکن ان تمام

بیان کے جائیں گے، یہ تقریر و لہجہ بھی خدامِ الدین کے صفات کی زینت بنتی ہے۔
ان میں اصلاحی، معاشرتی، تاریخی، علمی، ملی، مجلس اور سماجی اقدار پر مشتمل مضامین
سبقتِ مددہ خدامِ الدین میں چھپتے تھے۔ بچوں کا صفحہ مستورات کی اصلاح احوال
کے موضوعات اور جنگائی منظوم کلام کو بھی بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔

اگرچہ یہ مؤقر جریدہ اپنی صوری حیثیت سے پاکستان کے باقی رسائل و جرائد
سے جہلاً امتیازی شان کا حامل نہیں تھا۔ لیکن اپنی مسوی و نامریت و عظمت
کے لحاظ سے ملک بھر کا کوئی رسالہ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

اس کو امرِ کونین سے تعبیر کیجئے یا دوسرے حاضر کی شقاوت کیسے۔ مسلمانوں میں
اختلافی مسائل پر آگے دن سر ہتھول ہوتی رہتی ہے۔ علماء و شوبہ نگار ایک بل حملہ
میں جوتی پیراز نہیں کر دیتے، اپنی پارٹی کو ناکام سمجھتے ہیں۔

دینِ مولا فی سبیلِ اللہ فساد

لیکن حضرت کے رسالہ میں کسی اختلاف کی اشاعت کی ہرگز اجازت
نہیں تھی۔ شیعہ، سنی، اہل حدیث حضرات اور جدید طبقہ کے دل وادگان بڑے
شوق سے اس اصلاحی مجلہ کے خریدار بنتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی اشاعت
چار سو سے پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں
قبیول، دیہاتوں، سکولوں اور کالجوں کے علاوہ بیرون ملک مثلاً لندن،
منوبل، جنیوا، امریکہ، الجزائر، کویت، بحرین، مدینہ منورہ میں بھی اس آواز حق
پرست پر نیکیاں کتنے والے موجود تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ غیرِ طبعِ اپنی دوستوں اور
رفتوں میں مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجذۃ طیبۃ اصلہا ثابت
نکرتھہ فی الشہادۃ کا مصداق بنا ہوا تھا۔ ہر چیز کیسے جسے بھی پاک محسوس

۱۔ "نورِ مومن" صفحہ ۱۰۰، جلد ۱۱، فروری ۱۹۶۲ء

۲۔ سورہ ابراہیم ۱۲، آیت ۲۲۔

میری اہلیہ کا بیان ہے کہ حضرت بابا جی مرحوم اپنی وفات سے چند دن پہلے اپنے بچوں کو نام شکر فرماتے تھے کہ اہل جم کو یاد رکھو گا، مگر اہل جم کو مہول جلتے گا اس وقت مسجد اردوں کی عمر تقریباً چھ سال اور چار سال تھی۔
 شکر کہ از ستر نبی محمد و نصیب

جم بہ جہر و بل میں گدو قریب
 مولانا محمد صاحب کا بیان ہے کہ حضرت قطب الاقطاب حاجی دین محمد صاحب کے کارخانے میں خطبہ جمعی کی تحریر و ترتیب کے لیے تشریف لے جاتے تھے حاجی صاحب کو وفات سے دو تین دن پہلے فرمایا: اب میں اس جگہ کے بعد یہاں نہیں آؤں گا۔

مولانا محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وفات والے جگہ کی چھٹی انگلی کیونکہ میں اپنے سرال کے گاؤں جانا چاہتا تھا۔ آپ صبح سلامت تھے لیکن آپ نے اپنی عادت خرافہ مستویہ کے خلاف مجھے جانے کی اہانت نہی مولانا محمد صاحب آپ سے جو فرماتے تھے کہ اگر محمد کو کیا خبر تھی کہ اس انکار میں بھی میرے آقا میرے مرنے کی شقیقتیں پشمال تھیں۔

کئی سالوں سے کھڈر کا کفن سلوا رکھا تھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا: احمد علی کا کفن: مینی شریفیت میں جا کر صاحبزادہ حمید اللہ مرحوم اور حاجی دین محمد صاحب کو اپنی جگہ جگہ بتائی تھی؟

۱۔ میری موجودہ اہلیہ کی زندگی کا شعوری دقت اکثر حضرت مولانا احمد علی نوڈی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزرا کیونکہ وہ آپ کی مشقی لاسی ہیں۔

۲۔ مشنری سپس چہ بایک روئے اسقام شرق متا۔ علامہ اقبالؒ۔

۳۔ انکار و لایت۔ ۱۴۵ھ۔ حالات وفات حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔ دینی حضرت مولانا محمد صاحب۔

جہانی عواض کے باوجود دینی معاملات میں ہرگز کوئی فرق نہ آتا ہے وہایت آثار پر کبھی لدی چھا جاتی بعض اوقات دس عمری کے لیے صبح تانگے پر سہیون آسٹریٹ لگتے۔ سارا دین کے لیے خدا کو سوار ہوتے۔ آخری ایام میں عصا استعمال عام ہو گیا تھا۔ زندگی کی پچھترہ ماہیں غم جو رہی تھیں۔ دس قرآن میں گاے گاے فرماتے "اسکے بڑے اللہ! میں تجھے لاشی ہوں۔ جب تیری مرضی ہو مجھ کو اپنے پاس بلائے۔ اللہ! مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا" پھر فرمایا کرتے "میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ کو اٹھارہ کا محتاج نہ کرنا، بلکہ میری اطلاع میری متعلق رہے۔ یا اللہ! مجھ کو موت اس حالت میں آئے کہ میری کوئی نماز نہ ہو گئی۔"

۱۴۵ھ میں جہان کے گاؤں خٹرو والا چک ۱۰۰۰ حاجی مسجد کے قطب مفتی ابوالشفا کنڈیاں شریفیت سے واپس آئے تو فرمایا۔ وہاں ایک مہذب عالم مذہب حضرت میں کچھ باتیں کر رہا تھا، جو کہ ہر لحاظ سے صبح تھیں، اسی استغراق کی حالت میں پکا رٹھا تو گوا: تمہارا خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک حضرت علی جوہری ہیں۔ آؤ، مگر زندہ علی جوہری دیکھنا ہو، تو شیراز اور دہلی میں حضرت مولانا احمد علی صاحب کو دیکھو لیکن ان کا وقت بہت متوڑا ہے بہت خٹروا ہے؟

ایک دن نماز عشاء کے بعد ہم کچھ خدام آپ کی معیت میں آپ کے دفنانے تک گئے۔ وہاں جا کر لوگوں سے مصافحہ کیا اور میرے بچے امین الدین کے کفر شقیقت سے ہاتھ پیر کر دیا۔ بیٹا: ہم ہمیں بول گئے، مگر جب کو یاد سے کا کہیں یہاں آیا کرتا تھا۔ اس وقت میں بھی اس سعادت پر مسرور ہو رہا تھا، مگر مجھ کو یہ بات کہ کیا خبر تھی کہ جہاد سے مرنے کا تقریباً چھ ماہ کے بعد فروری میں میں جاسیس گئے۔

۱۔ "انوار دلائل" ص ۲۰۰ مطبوعہ پنجاب پریس۔ لاہور۔ نمبر ۱۰۰۰ پاس فافو کہ خٹروا کی بجائے ہما کیلے گاؤں کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو سراسر غلط ہے کیونکہ اس واقعہ کا خود میں راوی ہوں۔ دراصل انجوت لال دین سنگھ

یوم وفات حسرت آیات

حضرت مولانا حمید اللہ قادری صاحب فرماتے تھے کہ ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ عظیم آباد جان مروم گھر سے جہاد کا تحریری خطبہ لے کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں نے گھر سے میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کے غسل کے لیے پانی گرم کروں گا۔ آپ نے فرمایا میں آج تندرست ہوں، خود ہی گرم کر لوں گا، لہذا آپ نے غسل کا خود ہی انتظام فرمایا۔ گیارہ بجے کے بعد طبیعت خواب ہو گئی۔ اب حافظ حمید اللہ صاحب لباس تبدیل کرانے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کی طبیعت سارے سحر ہی بیتھ میں درد تھا اور تسلی کی بڑی شدت تھی۔ لہذا حافظ حمید اللہ مروم نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ ڈاکٹر کیچن چورھی صاحب کو دیا گیا۔ انہوں نے شام تک کبھی چوری چورش سے علاج جاری رکھا۔ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب بھی تشریف لائے لیکن کوئی افکار نہ ہوا۔ مغرب تک کی تمام نمازیں اسی حالت میں پڑھیں۔

غدا شہزاد کے وقت آپ پر شکر طاری ہو گئے۔ جب بوش آتا تو فرماتا "مولوی انور میں نے نماز نہیں پڑھی" مولانا فرماتے ہیں کہ میں بخیر کے لیے مٹی کا ڈھیلہ لاؤں گی کرتا تیمم فرماتے۔ نماز کی نیت باندھ لیتے، پھر غسل طاری ہو جاتا اور چار پانی پر گر جاتے پھر بوش آتا تو فرماتے۔ مولوی انور! میں نے نماز نہیں پڑھی، میں پھر تیمم کرنا، تو نماز کی نیت باندھ لیتے کبھی آگے ہاتھ بڑھاتے۔ جیسے کسی سے مدعا کر رہے ہیں۔ چنانچہ اسی محبت کے عالم میں جان عزیز جان اکبر کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ رَبَّانَا اِنِّیْہِ رَاٰجِعٌ۔

حضرت مولانا مروم کے صاحبزادگان نے رات کے بارہ بجے آپ کو

۱۔ حضرت مولانا حمید اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا لاہوری کے موجودہ جانشین اور جانشین
۲۔ حضرت کے جانشین قادری حمید اللہ صاحب نورانی ہیں۔

سراپے حضرت شیخ التوفیر علیہ الرحمۃ

قد مبارک متوسط، کشمیرہ پیشانی پر سہیں، انوار کی جھلکیں دمن اثر مہر فرقی، اقدس موزوں، نازک جھوس، خرم صورت آنکھوں میں عارفانہ جھک، مناسب مٹی، مردانہ پروجاہت، رخسار سپید گندی رنگت، لب مبارک نہایت مخمور، دستان مبارک ہوں میں پختہ، آبدار تھوڑوں کے شباب، ریش مبارک دوز اور پیشانی پر آہ نور کی کیفیت، نقشہ قہو کی آئینہ دار گہن نہایت متوسط، شانے کشادہ، چاتی مبارک پر بالوں کی لکیر پاز اور کھائیاں پاز سال میں قدرے کمزور، دھول کی پتیلیاں اور آنکھیاں نہایت نرم و نازک، پاؤں مبارک قد قاسم کے عین مطابق، آواز میں حسن شانت، اکثر چہرہ مبارک پر شکرانہ و سربازادہ نیند کی اور گاہے سکونیت شفقہ تبسم پور پور چہرہ برس میں نے آپ کو آواز دے کر کسی کو رات نہیں دیکھا۔ شربت و بفاست پر رفتار قبول طہارت باطل

بسیبیت مرد خدا از لایقہ

گرمیوں اور سردیوں میں کھد کی ٹھنڈی سے اور شلوار کھد کر کرت، کھد کی ٹوپی اور اس پر کھد کی چادر والی دستار فضیلت، سردیوں میں نساری رنگ اور کبھی سیاہ رنگ کا جھنڈا، جڑیں، سرخ چڑے کے پاپوش مبارک، آخری سالوں میں حصہ مبارک زخمی سکھانہ و قمار معصوم بچے، اچھی کھد کرتے میں سلام کرتے، آپ سکارا جواب دیتے، بعض کے سروں پر دست شفقت پھرتے، حبیبہ سلام کرتے میں تقدیم کرتے۔ دیر دلاست پر پہنچ کر تمام متوسلین کو مصافحا موقع مرحمت فرماتے۔ برسوں کے لیے دعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھا لیتے، خلق خدا کی دہلیز کا بندہ ہر جنوں کی حد تک موجود تھا۔ اس کے حسن کی متابعت کا رنگ ہر عمل پر غالب تھا۔

آنہی غسل دیا۔ لیکن پناہ اور مکان و حضری علماء ائمہوں شیراز لکھنؤ کی پہلی منزل کے صحن میں حضرت کے وجود اقدس کو زیارت کے لیے رکھ دیا۔ حضرت کی وصیت کے مطابق ۱۰ رمضان المبارک کی صبح کو قرآن پاک کا درس عمومی پانچا عدد جامع مسجد میں مولانا عبید اللہ صاحب نے دیا۔ حالانکہ گھر میں قطب لدین والدہ کا جنازہ پڑھا تھا۔

صبح تک حضرت کی وفات و حسرت آیات کی خبر تمام شہر اور بیرون لاہور پھیلنے لگی۔ انہیں انہیں پتہ نہ تھا کہ انہیں حضرات جوانی جہانوں، ریل گاڑیوں اور سڑکیوں کے ذریعے شیراز والہ پہنچ گئے۔ لوگ باری باری اپنے محبوب روحانی باپ کی زیارت کر کے گندے ہاتھ تھے۔ آپ کے چہرہ اقدس پر لخصہ غیصہ کی جھلکی تھیں۔ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے ٹیڑھی پیر ٹھنڈی پور میں ابراہیم صاحب نے آپ کے صاحبزادوں کی اجازت سے آپ کی چارپائی کو باہر لے گئی جس رکھوایا اور اوپر شامیانے کا اٹھایا گیا۔

نماز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ اٹھا۔ ہجوم کی کثرت کے باعث لیے لیے بائیں منگوائے گئے اور آپ کی چارپائی سے باندھے گئے اور اسی طرح بائیسوں کا اٹھنا چہرہ تاربا۔ آپ کا چہرہ مبارک کھل ہوا تھا۔ تاکہ کوئی شاخہ عروم نہ زیارت نہ سے جنازہ سرگرد سے راست دہلی گیٹ، اکبری سڑکی، شاہ عالمی گیٹ اور ان کی سے ہوتا ہوا یونیورسٹی لارڈز کی طرف جا رہا تھا۔ ہم اس موقع پر شیخ ابراہیم ٹیڑھی پیر ٹھنڈی پور میں کی شرم کارکردگی کی دلدور سے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کے حکم سے پولیس کی چیپ جنازے کے آگے آگے چلا دی گئی، تاکہ جنازہ کو گھر میں سے وقت نہ چھو بھاگنوں کی چھتوں پر مدد سے مرد و زن اپنے آئمہ اقراری کے ہادی کے آنہی دیار کے لیے جمع ہو گئے۔ اور آپ کی چارپائی پر پھیل برسر ہے تھے۔ بازار سگولوں کے صوفوں

سے ریل رواں رہے جیسے تھے۔ اللہ۔ اللہ! انسانی نعوس کے اس تھلک کی نگہ کاری میں عریکین ارض و سما کی شرکت میں معلوم ہوئی تھی شیراز لکھنؤ سے تکرسانی صاحب کے قبرستان تک فضاؤں میں لایمیدان فیضا شمسائے ذکا و زہد میرا کا مقصد سالن انعام تھا۔ چند دفعہ ہوائے سرو آؤں بھرس اور اسی طرح بادل نے ہی حدت کے آئینہ بھانے گویا جنازے کے انتہام میں حدت کے امور خدام مدد و معاون فہمت چہنئے۔ دیکھو کہ بادل کا سایہ جنازہ کو قنات سے بچا رہا تھا اور کابجے کابجے پونہا باندھی ہوئی، لیکن آپ کا جنازہ جھینگے کے محفوظ سی ریل، یونیورسٹی لارڈز، ٹھنڈی پور اس وقت تک نظر آئے نہیں۔ جب اسلام آباد پاکستان نے اپنے روحانی باپ کے وجود و سواد کو وہاں لاکر رکھا۔ لاکھوں انسانوں کا جہم خیر تھا۔ میںیں یہی ہوئی لاڈلے پیکر پر آواز و غصیب پاکستان حضرت قاضی اسحاق احمد شجاع آبادی مرحوم، بلند ہوئی۔ کسفری پاکستان کے تمام علماء کرام حاضر ہو چکے ہیں اور ان کا مقصد فیصد ہے کہ حضرت مولانا عبید اللہ افرام صاحب نماز جنازہ کی امامت کرائیں۔ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ عشا نے اپنے محبوب مرشد روشن ضمیر کے جسد اطہر کو پر شام سہانی صاحب کے قبرستان تک پہنچا دیا۔ افسانہ کے وقت مولانا عبید اللہ درخواستی صاحب مولانا عبید اللہ افرام صاحب، حافظ عبید اللہ صاحب اور دیگر مقتدین نے سلمانان ہندو پاک کی یہ مشورہ دینی متاع گراں پایہ لحد پاک میں رکھ دی۔ گویا آفتاب دنیا کے ساتھ مہر و لایت بھی جنت کی خلوتوں میں روپوش ہو گیا۔ یقیناً قریش کائنات خداوند نے آواز بلند حضرت لاہوری کی روح پاک کو یہ دعوت خداوندی دی ہوگی۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَتَدْخُلِي فِي جَنَّاتٍ جُنتِجْنِ** انفس میں سکین تھیں، آئیں تھیں اور دلوں میں آگاہتے روحانی کا قاضی فرشتہ زہرہ گماز عزن و فادہ کا ایک تھلک مرزبان تھا۔

نہ۔ راقم غرور و امثال دین، انگلی جنازہ کی تقریب میں خود شریک ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی علامت ذکر فرمائی ہے۔ وہی دائمی المؤمنون
 ابوحنبلہ قالوا هذا ما وهبنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله فما
 زادهم الا يقينا وقرسبسا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہے کہ اعزہ و تبارک کی
 وفات کی مصیبت کا صدمہ تم کو دنیا میں ضرور پہنچے گا۔ جو اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ
 کی خصوصی اور عمومی رحمتیں ان پر نازل ہوں گی۔ اگر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ بارگاہ حق
 سے اجر پائے گا۔ اگر جہدہ عاجز صبر نہ کرے تو تقدیر الہی کے آگے انسان کو بھی
 کیا سکتا ہے؟ اگر صبر کرے تو انہما یوفی الصابرون اجرہم بغير حساب
 بہت سی بڑی مصیبت پیش آئی لیکن شریعت کی طرف سے بشارت عظمیٰ ہے
 ان عظمیٰ الجین اجمع عظمیٰ و البلاء۔ جسٹی بڑی مصیبت ہوگی اگر بھی آنا
 پڑائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو بزرگوار عظیم عطا فرمائے۔ فی
 الدنيا والاخرۃ۔ آمین۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں لاہور مسجد لائن سبحان خاں میں گیا ہوں۔ نماز
 عصر کا وقت ہے۔ لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ دن خوب سفید ہے۔ سوچ اپنی پوری
 تابیانی پر ہے کہ کیا ایک سوچ کو گرجن کے اور سیکڑوں میں تمام عالمیاد و تاریک
 ہوگی۔ انجیر الگھبہ اذہما۔ سوچ خواب پر تار ہے تو آہستہ آہستہ دن کا نور کم
 ہوتا ہے۔ لیکن یہ تو کیا ایک عالم تاریک ہوگی۔ مجھے خواب میں بھی سخت گھبراہٹ
 ہوتی۔ نہایت تعلق و اضطراب میں اٹھا۔ خواب کی تعبیر اسی وقت میں سن رہی تھی
 کہ اشارہ ہے۔ اہل حضرت اباجان کے وصال کی طرف۔ اِنَّ اللہَ مَا اخْفَی
 وَلَہٗ مَا اعْطٰی وَکَلٰی شَیْئًا عِنْدَہٗ اَجَلٌ مُّسَمًّی۔

۱۔ سورہ احزاب ۴۴ آیت ۲۶

لَہٗ۔ وَتَنْبِقُو لَکُم مِّنْ شَیْءٍ مِّنَ الْغُفْرِ وَالْجَحِیْمِ وَنَفْسٌ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ
 وَالْاَشْرَاقِ ط وَبَشِیْرُ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمُ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ
 وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَوْفَتْکُمْ عَلَیْہِمْ صُلٰتُہُمْ وَجَعَلَہُمْ دَاجِیَہٗ۔ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ
 الْمُتَّقِعِد۔ ۲۔ سورہ ۲۷ آیت ۸۵۔

حضرت دہلوی وفات کے ضمن میں آپ کے عزیز اکبر مہاراجہ دہلی کو مکتوب
 حبیب اللہ قرادہ ترقی دہ کا خواب درج مکتوب کیا جاتا ہے۔ حافظہ مرحوم کا مکتوب
 گرامی محبت دہرہ خاتم الدین میں چھپا اور انوار ولایت کے صفحات (۱۸۰-۱۸۳)
 پر بھی بعد میں شائع ہوا۔

مکتوب گرامی حضرت حافظ حبیب اللہ مہاراجہ دہلی

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

بھائی ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء روم المائین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ وَصَلٰہُ اَمَّا بَعْدُ
 بِرِیْضِ کَاہِ حَلِی صَفْرَہٗ مُنَوَّرَہٗ الْمَلِکَہُ وَالْمَہْمِہٗ صَاحِبَہٗ مَقْدِلَہٗ
 دُرَّ اَوْبَرِ عَزِزِ رُہِی جِلْدِہٗ اَوْبَرِہٗ دُرَّ اَوْبَرِ عَزِزِ رُہِی جِلْدِہٗ اَوْبَرِہٗ

سلام سنون۔ دفتر خدام الدین لاہور سے فرستادہ برقیہ وصول ہوا۔ اپنی
 ناقص استعداد کے مطابق صرف آدھا چرچہ سکا ہوں۔ آدھا نہیں سمجھ سکا بہت
 محاش کیا کہ کوئی انگریزی خواں مل جائے تو پورا برقیہ لکھ سکوں۔ لیکن تادم تحریر میں
 مل۔ جو کچھ سکا ہوں۔ اس کا صفحہ نم ہے کہ حضرت مولانا احمدمصباحی صاحب کی مکتوب
 قلب بند ہونے سے وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللّٰہُمَّ اَجْعَلْہِ فِیْ مَصِیْبَتِی۔ اَلَمِیْن تَد مِیْع وَالْقَلْبِ یَحِیْرِن۔
 وَمَا اَفْعَلُوْا اِنَّمَا یَرْضٰی بِہِ وَلَیْسَا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔ مَا
 اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی الْفَسْکِ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ۔

لکھنا تا سوہ حل ما ناکلو ما شاء اللہ کا کتب
 انہما امشکو یثقی وحقرفی الحب اللہ
 اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اپنے مقبول بندوں میں بنائے۔

سے ان کے ساتھ بھی مصافحہ کیا اور پھر مصافحہ کیا۔ اس کے بعد حسیل الرحمن حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیچ ہمارے ایک دوست کی مجلس ہے۔ لہذا ہم
آج شہزادوں کی تعداد میں آگئے جو سنے ہیں۔

غواب بیان کرنے کے بعد حافظ صاحب فرماتے گئے کہ میں نماز فجر کے بعد
صحب لاری کے اگے پر گیا، کراخیا میں حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی وفات کے
متعلق پڑھا تو اس وقت مجھ کو یقین ہو گیا کہ میرے خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت
راقم الحروف نے یہ خواب سن کر حافظ صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت مولانا
کے مریدوں میں سے ہیں، تو حافظ صاحب نے فرمایا: نہیں! لیکن میرے
دل میں یہ حقیقت ضرور ہے کہ وہ اتنے عظیم المرتبت بزرگ ہیں کہ اولیاء کرام
ان کی صحبت میں پرورش پاتے تھے۔ مٹا ہے کہ امام بخاری کی وفات پر کسی
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ جلدی جلدی کسی طرف
تشریف لے جا رہے ہیں عرض کیا گیا: کہ حضور! آپ کو ہر تشریف لے جا
رہے ہیں، تو فرمایا کہ اب ہم زماں فوت ہو گئے ہیں، ان کے جنازے کے لیے
جا رہے ہیں؟

آخر میں پھر یہ عرض کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَشْكُو بَیْعَتِي وَصَدَقَتِي اِلَى اللّٰهِ!
تَبَيَّنَا اَنْكَل تَعْلَمُوْا مَا فَعَلْتُ قَدًا تَعْلَمُنَ۔ وَمَا بِيْعَتِي اِلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِی
الْاَرْضِ وَرَدَّ فِی السَّمَاءِ۔ ہمیشہ ماجد کو سلام سنوں کے بعد خطیبی سنا رہا۔ اس
معصیت میں ہم سب بزرگے شریک ہیں۔ سب کو سلام سنوں۔ والسلام علیکم

محترم حافظ عبد الغنی صاحب کا خواب

مجھ کے دن نماز عشاء کے ساتھ تراویح پڑھی گئیں۔ بعد ازاں میں تلاوت
قرآن مجید میں مشغول رہا۔ غلاب معمول قدر سے دیر سے سویا بخوری سے پیشتر
بفضل ایزد متعال بیدار ہوا۔ تو مندرجہ ذیل خواب اپنی نمایاں اور خوش کیفیات
کے ساتھ میرے قلب و روح کو فرحت و انبساط بخش رہا تھا۔

”میں نے مولانا والا جاہ کی وفات کی رات لاکھوں انسانوں کا ایک مجمع دیکھا
میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اس مجمع کے بیچ میں جو بزرگ صورت انسان نظر
آئے ہیں۔ ان کی تعریف کیا ہے؟ ابھی اس شخص نے جواب نہیں دیا تھا، تو وہ
بزرگ خود میرے پاس آکر فرماتے گئے کہ آپ مجھ کو جانتے نہیں ہیں؟ میں نے
عرض کیا ”حضور! میں آپ کو نہیں جانتا ہوں۔ تب انہوں نے فرمایا کہ میں
اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ابراہیم ہوں۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نہایت
ادب سے مصافحہ کیا اور پھر مصافحہ بھی کیا۔ بعد ازاں بیتنا ابراہیم علیہ السلام نے
فرمایا: آئیے۔ آپ کو ایک اور پیغمبر کی زیارت بھی کروا دیتے ہیں۔ آگے گئے تو
ایک سفید ریش، سفید پوش فرشتہ شامل بزرگ نظر آئے۔ اس وقت حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے فرط حقیقت
سے۔ جناب حافظ عبد الغنی صاحب فرما رہے ہیں۔ راقم الحروف کے لیے بڑی کاکام
کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں خاموشی اور شرافت کا جو بڑھاپا ہو رہا ہے۔ قہر شا، کوٹ
صلی علیہ و آلہ وسلم میں عرصے سے رہائش پزیر ہیں۔ راقم الحروف نغان کی بانی سن کر بغاوت نظر کیا۔
لال رہے، اگھر،

نصیب ہوتے، اس دفعہ میں بہت قریب تھا۔ چارپائی بھی ہوئی تھی۔ پرانی سیل دی
اور گندہ کا معمولی روٹی دار گندہ فٹش کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ مولانا کی فقیرانہ زندگی
کے سادہ سادگی قریب قریب ساتھ آتے تھے۔ جنازہ ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر لایا گیا اور میں
سوچتا رہ گیا یہ فقیر جو نہ افسر تھا، نہ کسی ملک کا والی جس کے گھر واسطے اس کی شان و
شکوہ کے ساتھ دواغ ذکر کئے تھے، لاکھوں روٹیوں میں اتنی محبت اور عقیدت کس طرح
پیدا کر سکا تھا، یہی خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہی تھی ہی مجھ پر ہے کہ اس پر
ناظر کرنے والا بغیر کسی ظاہری کیفیت کے لاکھوں جگہ کر دلوں کو چپکے ہی چپکے
سحر کریت ہے؟

مولانا انصاری رحمہ اللہ خاں عزیز

خزانہ میں مولانا احمد علی مرحوم کو کیوں بڑا آدمی سمجھتا ہوں؟
میں نے مولانا احمد علی کو سب سے پہلے خواجہ جلال علی صاحب خاندانی کے
میاں دیکھا، اس وقت وہ کوئی تیس بیس برس کے نوجوان آدمی تھے۔ چھ برس کی
گیارہ برس بڑے۔ ان کا حلیہ جہاں تک مجھے یاد ہے، یہ تھا سر پر سفید ٹیڑھی
بدن پر سفید کرت، شرعی یا عام اندویشی جوتا۔ اب یہ یاد نہیں کہ کنہ حوصلہ پر چادر
بھی تھی یا نہیں اور بالکل ہی لباس ان کی زندگی بھر کا لباس رہا۔ گری یا سردی
کے اعتبار سے صرف سوئی یا دھوئی کے کپڑے کا فرق واقع ہوتا۔ حودہ وضع قطع میں
کوئی فقیرانہ واقع نہ ہوتا اور یہ وضع اندویشی ہی ان کی ہیئت کا سب سے بڑا اور ہر حال ان
کی عظمت کو درک کا موجب۔ ان کے اکابر کی بھی یہی وضع تھی اور اسی وضع کو انہوں نے اپنی
زندگی کا عنوان بنالیا تھا اور یہ پابندی وضع تھی۔ لباس انہوں پر ہی وضع قطع میں ہی
نہیں، بلکہ خاندان احمدی، طرز فکر، اسلوب فقیرانہ انداز، خیر مراد دینی و دنیوی
کے تعلقات میں بھی میں ان لوگوں میں سے تھا، جن پر حضرت مولانا نے صدر زمانہ

اخبارات کے چند اقتباسات دو عظیم قومی اکابر کا سفر آخرت

احسان بی اسے نے "دو عظیم قومی اکابر کا سفر آخرت" کے عنوان سے لندن
کوہستان ۲، ۱۹۹۲ء حضرت شیخ انصاری رحمہ اللہ علیہ اور حمید نظامی حلیہ
کے جنازوں کے متعلق فرمایا: ہزاروں افراد نے ان کی آنگنوں اور صحنے پر
روٹیوں کے ساتھ دو جلیبی نقد پیشیں سپرد خاک کیں۔

حضرت شیخ انصاری کے جنازے کی مکمل تفصیل کے بعد رقمطراز ہیں: اب
چارپائی ہمارے قریب آئی.... اور قریب.... آگے کھڑے ہوئے تو گویں کو
بٹھا دیا گیا اور میں نے دیکھا، سرخ گلاب کے پھولوں کی چادر میں سے نکلا ہوا سر
جس کے دودھ جیسے سفید لمبے بال گنگھی کے کچھچھکے کی طرف سنوار دیے گئے
تھے۔ مولانا احمد علی کا جسد خاکی راود تگزاروں کے کنہ حوصلہ پر چپکے بلکے
لیتا ہوا میری نگاہوں سے قریب تر ہوتا گیا اور پھر مجھ کو پیشانی نظر آئی۔
کشادہ خوب صورت پیشانی جس پر ہر سال کے جموں کے نشان مرتب تھے، ہر
دل سے بڑی ہی بلند آوازیں نکلا۔ کون کتنا ہے کہ دنیا چھوڑنے کے بعد آدمی ب
کچھ نہیں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ سکندربا و شاہ جب دنیا سے چلا تو ۷

ہاتھ خالی گھٹن سے باہر تھا

لیکن فقیر احمد علی اپنی زندگی بھر کی تمام کمائی اپنے ساتھ لے کر چلا ہے تھے۔ یہ دنیا
ان سے کمائی کا ایک جڑ تک چھیننے میں ناکام رہی تھی۔

میانی صاحب کے قبرستان میں داخل ہو کر حضرت کی قبر مبارک کے مکمل
قریب جا کر احسان صاحب، بیان کرتے ہیں: مجھے ایک دفعہ پھر مولانا کے دیدار

کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ ان کے ساتھ اور تاحل سے قبلت اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مولانا نے توحید و سنت کی اشاعت اور بدعات کو مٹانے کے لیے جو تکالیف برداشت کی ہیں، آج کے نوجوان علماء ان کا قصور بھی نہیں کہہ سکتے جب تک انگریز با مروجہ نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد جاری رکھا، اس کی راہ میں تمام مصائب کو خفہ پیشانی سے برداشت کیا۔ میں نے انہیں ہر مرحلے پر قلم و دھند و رفیق پایا۔ آج قبلت اسلام ایک عالم پھل و جامہ دینی سبیل اللہ عابد و زاہد علوم قرآن کے مفسر و مبلغ سے محروم ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ جی مہاشادو تعالیٰ مرحوم کو اپنے جہاد رحمت میں جگہ دے۔

۲۵ فروری ۱۹۹۲ء لندن میں پاکستان کے فیڈرل کونسل کے اختتام پر

ایک عالم پھل کی موت

انجمن خدام الدین کے امیر شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب انخبل قبلت اسلام کے لیے ایک عظیم ساتھ ہے۔ مرحوم ایک جید عالم، انھماک جہاد و عظیم علم و تربیت مبلغ تھے۔ آپ کی زندگی فقر و درویشی، تبلیغ و اشاعت دین اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے شغف و ناز و دل میں گزری۔ شرف انہی کو حاصل ہے کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ جہاد و نزاریا مستند علماء نے آپ سے قرآن پاک کی تفسیر شریعی، تیرہ مرتبہ عربی شریفین کی زیارت کی اور سات مرتبہ جگہ آزادی کے مسئلہ میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کی ذات سے بلاشبہ اشاعت و تبلیغ دین کا ایک طویل دور جہاد ہے اور ان کی موت سے ملک کے دینی اور تبلیغی معلقوں میں ایک ایسا غلام پیدا ہو گیا ہے، جو کبھی پرنس نہیں ہو سکے گا۔

لندن مارہ زینینڈلا ۲۵ فروری ۱۹۹۲ء کے حضرت کی علالت، جنازہ کی سرکوباری، بیعت اور باقی حالات نقل فرماتے :-

لندن مارہ زینینڈلا ۲۵ فروری ۱۹۹۲ء عتوان دینی اعلیٰ کرام اگر شیخ الشیخ

ایک مجاہد ایک عالم اور ایک مشرک کے عنوان سے مولانا صاحب صاحب نے حضرت رجسٹر اشد علیہ السلام کی متعلق ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء روزنامہ کہستان میں ایک فصل مضمون لکھا ہے۔

ایک اور اخباری اقتباس

مولانا احمد علی مرحوم کی وفات پر شرک کے کوٹے کوٹے میں رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اس مسئلے میں شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اساتذہ کرام اور علماء کا ایک نمونہ جی اجلاس زیر صدارت علامہ علامہ الدین صاحب قلمی صدر شعبہ منعقد ہوا جس میں علامہ مرحوم کی وفات پر گہرے افسوس اور رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں لگایا کہ مولانا مرحوم کی وفات سے علم و دعائیت کی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس ساتھ سے پاکستان ایک عظیم روحانی شخصیت اور کتاب و سنت کے ایک جاں فروش خادم سے محروم ہو گیا ہے۔ اجلاس میں مرحوم کے لیے جاتے حضرت بھی کی گئی۔

حکیم الحق خاں

پاکستان پر نازی ظلم کا لالچ لاہور کے پرنسپل حکیم الحق خاں نے مرحوم کی رحلت پر بیان دیتے ہوئے فرمایا: آپ کی موت ایک جہاد کی موت ہے۔ آپ بلاشبہ ایک پشور فیض تھے، آپ نے اپنی تمام زندگی دین شریعت کی خدمت و اشاعت میں صرف کی، مخالفین اسلام کے سامنے آپ اپنی دیوار تھے، مرحوم صحیح معنوں میں بطل حریت اور ایک باطل جہاد تھے۔

مولانا داؤد غزنوی صدر جمعیت اہل حدیث عربی پاکستان مولانا احمد علی کی وفات میرے لیے انسانی صدمہ کا باعث ہے، مرحوم ملک

ایک تعزیتی جلسے کی کاروائی کے چند اشارات

لاہور کے تمام کاتب مکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے ۱۱ مارچ ۱۹۶۲ء بروز منی دعوانہ باغ میں دس بجے جمعیتِ برصغرت حضرت مولانا عبداللہ انور صاحب ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا۔ چونکہ راقم الحروف اس جلسے میں حاضر تھا۔ لہذا چند اکابر کا عقیدہ تھا کہ خراجِ تحسین جو انہوں نے حضرت لاسوئی کی مدح پر ترویج کو پیش کیا عرض کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ انور صاحب خطیب جامع مسجد راولپنڈی
پر حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے کاناموں کو جاگ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے
ہیں، مگر افسوس ہے کہ ہم اپنے بڑوں کے مناقب تو بیان کرتے ہیں مگر عبرت
حاصل نہیں کرتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جو دستور و معین حیات میں بھی عبرت تھا
اور ان کی رخصت بھی ہمارے لیے دعوتِ عمل ہے۔ یہ خدا کے قدوس کی طرف
سے تعظیم بن کر آئے تھے۔ اللہ! اللہ! لاہور کے سارے قیام میں قرآن مجید
کا نسخہ پیش نظر رہا۔ معہ دلفسے رکھے، علماء کرام کی جماعت کو درس دیتے
رہے۔ اس جماعت کو بھی درس دیا، جب دنیائے ثانی کو موردِ کما جانی عقیدت
ان کی یادگاہ میں بالکل ناچیز ہے۔ حضرت کے فراق میں یقیناً دس قرآن کی جگہ بھی
دفع ہے اللہ والے کسی قبرستان میں دفن ہوتے ہیں تو ہر بھی خوش چہرہ
سیہ ناشادہ عبداللہ انور بلوچی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال میں ایک جگہ بیٹھ

مولانا احمد علی مرحوم کی کتاب زندگی پر حصیں، تو قلم کی گڑھی بن سکتی ہے۔
رسالہ "اندام" ۴ مارچ ۱۹۶۲ء اور روزنامہ "آفاق" ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء
حضرت لاسوئی کے دینی کارنامے اور پاکیزہ زندگی پر تبصروں اور آپ کو دینی زبان
علم اور ادب و علم کی یاد کی گامیاد کیا۔

۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء دشوکت بیٹے رپورڈر قطب انقلاب شیخ شاکر
حضرت مولانا احمد علی کے نقشب قدم پر چل کر علماء قلم کی گڑھی بنا سکتے ہیں۔
نیک نیت، فیاض، صابر و تحمل، بردبار، راست باز، خلق سے محبت کرنے والے
صلح جو اور ہمسائے الہی پر توکل رکھنے والے تھے۔ مخالفوں سے صلح جوئی اور
دوستوں سے ہمرانی کا سبق دیتے رہے۔ مسجد کو انہوں نے دینی، ثقافتی اور علمی
مرکز بنایا۔

ملک عبدالحمید دہلوی صاحب۔ آپ ان مشائخ میں سے تھے جس
کے متعلق رسولِ خدا نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے میری سنت کو زعم کیا۔ اس
نے مجھے زندہ کیا۔ آپ بیک وقت عالم بھی تھے، فقیر بھی تھے، مفسر بھی تھے۔
حدث بھی تھے۔ امام بھی تھے، مجاہد بھی تھے، اولیاء بھی تھے، صوفی بھی تھے اور
وکیل سیاسی رہنما بھی۔ انہوں نے جس استقامت سے دین کی خدمت کی اس
کی نظیر صحرائے کربلا کے بعد مثالِ خالِ خالی ہے۔

"بیسویں صدی کی ایک مثالی شخصیت" کے موضوع پر شیخ عبدالغفار
دفعہ نامہ "بیدار" ۶ جمادی ۱۔ اپریل ۱۹۶۲ء اور اسی اخبار کے دوسرے صفحے
پر آغا شورش کا شعیری نے "مرد درویش کا جنازہ" حضرت کی خدمت میں
خواجه تحسین پیش کیا۔

مولانا محمد اکبر صاحب راولپنڈی [کی مخالفت کے لیے ایک صاحب نقوی صاحب علم و فضل کو بی بی اور باطنی کلمات سے مزین کر کے ایک کتابی زندگی و طہافرائی ایک موقوفہ پر حضرت نے حکومت کو مخاطب کر کے لکھا کہ یہ کتاب ہمیں سے کسی پر ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے؟

حضرت عبدالقادر رائے پوری مرحوم نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ آپ کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے پاس حضرت مولانا احمد علی صاحب موجود ہیں۔

حضرت مدنی مرحوم نے اپنے صاحبین کو کئی بار فرمایا۔ اگر تم کو میرے پاس آنے کا سوتھڑا ہوا تو شہر واد کا رخ کرو۔

امام تقی نے اپنے بندوں کو چن کر بلا رہے۔ مگر گستاخ خدام العین مرحوم [بے کاب ہم مذاہب کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔ کیونکہ ہم قہم ہی آجاء۔ قہم ہی آجاء۔ کہہ کر اہم شہر واد پر کھڑے۔

مولانا محمد الستار نایابی صاحب [مصلحی دیتے رہے۔ ان میں حضرت فرخ رحم تھے۔ حضرت نے ہر حرکت میں اپنی قوم کی تقلید و ترجمانی کی۔ وہ ایک فرد نہ تھے۔ ان کی ذات کا کر کے دلوں کے لیے پناہ تھی۔ ان کے اشاروں میں سہارا ہوتا تھا۔ آپ کا طریقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی زندگی میں تسلسل تھا۔ آج سے چاس سال پہلے میں سے منہاج صداقت پر تھے، آخر دم تک اسی پکا قہم رہے۔ میری رہائی کے بعد میرے غریب خانہ پر اطلاع دے کر نشر لیت لائے۔ آپ کی لشت کا بچے انخام کیا ہوا تھا۔ جب واپس جانے لگے تو فرمایا۔ مولانا پور کے کمرے میں جو کوئی اپنی چار پائی تک بھی سے چور بنا کر مجھے قدم قدم کا قرب ملے۔ میں ایک مجاہد کو ملنے کے لیے آیا ہوں۔ مولانا نایابی صاحب یکہ کہ حاضرین

کر قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کیا۔ جب انتقال ہوا تو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر مرحوم جس قبرستان میں دفن کیا گیا ہے۔ اس کے ارد گرد بارہ بارہ میل کے فاصلے سے اللہ تعالیٰ نے عذاب اٹھایا ہے۔ لہذا ہمارے شیخ التفسیر کا جو رسوہ میانی صاحب میں انشاء اللہ تعالیٰ آرام کرنے والوں کے لیے رحمت کا باعث ہے۔ مولانا عبداللہ خان نے دعا کے بعد فرمایا کہ گزراچ ہمیں شاہ جی مرحوم، حضرت مدنی مرحوم یا امام الادب حضرت امروٹی مرحوم سے ملے تو وہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات بیان فرماتے :۔

حضرت قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی [نے حضرت لاہوری کے حق میں یہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت کے فرزند علی حافظ عیسیٰ مسجد نبوی کے باب صدیقی میں بیٹہ کر اسلامی ماما کے علم و فضل کو درس قرآن مجید دیتے ہیں، مجھے تو ان کو دواں دیکھ کر اس مصرعہ کا منوم بھیجیں آیا ہے۔

پاسبان دل گئے کہ حضرت خاتمے!

۱۹۵۳ء میں نے حضرت کو جیل کی کٹھڑی میں دیکھا۔ ساری ساری رات دعوات میں کھڑے ہیں۔ پھر قاضی صاحب نے آہیں بھرے ہوئے کہا۔ میں نے ان کو دیکھا تو دیکھا کہ حضرت زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہ آپ کی قدوسی مبارک کو کئی جلی جلی تھی۔ حضرت کو قرآن کا عشق تھا۔ مگر تم کسی کی غلام کے پیچھے اور کبھی کسی غلام کے پیچھے (منہ غلام احمد و غلام احمد پور) پھر فرمایا اور غلیظانہ عظمت سے فرمایا کروں مرنے ہیں، تو لوگ دھتے ہیں۔ عروا تو مرے گا، تو جھ کو سلام دے گا۔

حضرت امام حجت کے طور پر یہ عین سے اپنے ماسٹر تاج الدین الصاری [دعوت کا اقرار کرواتے تھے۔ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ لاہور پر کئی دفعہ مذاہب الہی آیا مگر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پیلا دیے تو مذاہب ٹل گئے۔

ارشاد ربانی اس مطیع میں ملاطفت ہو: فَقَدْ اِنْ كَانَ مِنْ تَلْكَ بَيْنِ مَنْشُوعٍ وَ
ذِيحَانٍ وَحَنَّتْ لَيْسَهُ . وَرَأَى اَنْ كَانَ مِنْ التَّلْكَ بَيْنِ . فَقَدْ اِنْ كَانَ مِنْ لَيْسَهُ .

رسول انس بن مالک علیہ السلام کا فرمان ہے، العتق و دعتہ من ریا حیا
الجنة اذ حصرته من حصره . انیدون (مکتوۃ شریف)

در اصل حضرت مولانا بندہ املا صفات بزرگ تھے اور قرآن سے فروری خوشبو
کا طہر پہنا ہوا ہے جس کی شان کریں کا طہر تھا۔ اللہ پاک مولانا کی مدح پاک کو
وَلَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ مَا كُنْتُمْ اَعْلَمُونَ، کا شہرہ مناسٹے اور اس نعمت پوری میں آپ
کو سہم و شریک بناتے۔

حضرت مولانا کے ایک خلیفہ مجاز کا مرقعہ

حضرت مولانا کی وفات کے تیسرے دن بعد آپ کے ایک خلیفہ مجاز آپ
کی قبر مبارک کے پاس۔ اقبیٰ کی حالت میں بیٹھے سبحان اللہ۔ ان دلوں کی صحبت
میں طالبان حق کو کتنے مقامات رفیع عطا کئے جاتے ہیں یہی وہ عطائے عظمیٰ ہے
جس کو فضل ایزد تعالیٰ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ۵۰

قرت جبریل از مطبوعہ نبو

نور از دنگا و غصقوتی دودو

صاحب مراجع کا ارشاد ہے: میں حضرت آقا کی وسعتی کی ارشاد کر رہ
ہر ایک کے مطابق آپ کی قبر اقدس کے پاس مراقبہ کی حالت میں بیٹھا ہوا
تھا۔ حضرت والا مقام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کے چہرہ انور پر برکت

کون طلب ہو کر فرمائے گئے حضرت! آپ بھی اپنے آپ کو اس عمار کی بھاری پر لایے
اور دل سے کہئے۔ اِن صَلَاتِی وَحِیَاہِی دَمَاقِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مولانا کی وفات صدیقوں کے دین و عمل
کی تار پھا کی موت ہے حضرت اقدس

اس دور کے شاہ ولی اللہ، مجاہدین میں سید احمد شہید اور تصوف میں اہم ربانی
ہند انت ثانی تھے؟

ترتیب اقدس سے فروری خوشبو

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی مرتبہ انور دقتہ غارتگت عطا فرمودہ سے
خوشبو کا آنا متواتر ہے۔ بارہ سو سال سے وہاں کی محضر فضائیں نازنین کے
ایمان کو تازہ کر رہی ہیں۔

لاہور کے باشندوں نے ایک زبان ہو کر کیا دلا شروع کر دیا حضرت
مولانا سید الامار و لاخیاؤ کی ترتیب پاک سے فروری خوشبو کی آئے گی ہیں۔
شہادت محتدا فرمائے وہاں جا کر پڑ گلیا۔ حضرت کی مرتد کی مٹی کا مازہ اور
خیزہ کیا گیا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس خیم جانور کو کس چیز کی طرف منسوب
کیا جائے۔ لہذا یہ بات زبان زد خاص و عام ہو گئی کہ حضرت مولانا اصرار علیہ
الرحمہ کی حد پاک دعتہ من الدیاض الجنة میں گئی ہے جس طرح آپ کی
زندگی پہلے من آیات اللہ تھی۔ خدا کے تقدس کی غایات ازلیہ وابدیہ سے کچھ
بعد میں ہے۔ حضرت شیخ الحدیث امام زبان امام بخاری کی رفیع المنصب میں
عالم ربانی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قزواندہ رحمہ کو شاکت مکتوبی کا
سنہری موقع مرحلت فرماوے۔

۵۰۔ مرد مومن عطا۔ مطبوعہ فرزند سنز۔ شیخ عبدالحیہ خاں۔ فیروز سنز۔ لاہور۔

۵۰۔ سیدہ واقفہ ۵۹ آیت ۵۰۔ حدیث شریف و مکتوۃ شریف.

۵۰۔ سیدہ الفیضی ۹۲۔ ۲۰۔ آیت ۵۰۔

۵۰۔ انوار ولایت ۲۰۔ سوانح سیات حضرت مولانا احمد علی مطبوعہ پنجاب پریس لاہور۔

حضرت مولانا عبید اللہ نور مظاہر العالی کی دستار بندی

قدوة السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب سجادہ نشین دین پور شریف و طائفہ کبر حضرت حمزہ اندلی اللہ شیخ المشائخ حضرت خلیفہ عالم احمد مرحوم دین پوری نے سلطان الاولیاء شیخ انصاریہ حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ کے وصیت اور سلسلہ قادریہ راشدیہ کی روایت کے مطابق شیخ انصاریہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند مولانا عبید اللہ نور صاحب کو ۱۹۲۶ھ ۱۳۴۵ھ بعد از نزاع فیہ باقاعدہ گپڑی بندھوائی اور حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے متوتیلین کو جملہ معاملات اور معاملات سلوک میں رہنمائی حاصل کرنے کے لیے آپ سے رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ سلسلہ قادریہ راشدیہ میں دستار بندی کا طریق شیخ المشائخ غوث زمان حضرت مولانا محمد راشد نورانی سرمدہ کے وقت سے چلا آتا ہے۔

حضرت مولانا کامبارک کنبہ

حضرت لاجپور کی جہاں خلق خدا کے لیے ہادی و معلم تھے وہیں اپنی اولاد کے لیے مبارک باپ تھے۔ آپ نے دورِ حاضر کو کی سمجھنا تھا میں اپنے بچوں کی پرورش کتاب و سنت کے طریق پر کی اور ان کو عہدِ ابلاغی روشیں پر قدم رکھنے کی اجازت نہ دی اور یہ چیز آپ کو درخشاں ملی تھی۔ اگر حضرت مولانا کے والدین

جنت کے اندر تھے میں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ آپ کی ہر دعا و علم سے کیسے نجات ہوئی؟

حضرت مولانا مرحوم مولانا میں نے پروردگار عالم کو بہت خفیہ و رحم بابت دعا کے قائلے بھر پر سنا کیا کرتا تھا میرے لیے سجدہ سجادہ و ریاضت کیوں کرتے تھے؟ مولانا مرحوم اسے انکار کر کے کہ آپ سے خوف آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ اگر ہم نے تم کو بخشا نہ ہوتا۔ تو تم پر ظاہری و باطنی اس قدر فیضانِ نور دیتے۔

صاحب مراقبہ: میرے آقا! اور کوئی قابل ذکر شاعر؟

حضرت مولانا: اللہ تعالیٰ کی یہ مخصوص عنایت ہوئی۔ تھوڑا کمال کیا۔ کچھ نقدیاری مہمانی کے طور پر سیال صاحب کے تمام کام بجا کر صاحب ایمان اہل قبور سے اپنا عذاب اٹھا لیا ہے۔

وَمَا تَقْذِرُ مَوَازِئَ قَدْ تَقْذِرُ عِشْرَتِي وَ عَشْرَةُ اللَّهِ هُوَ يَكْفِيكَ مَا تَقْطَعُ
أَجْزَاءً وَ اسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

وگفتہ اند کہ ابوحنس نوری رحمۃ اللہ علیہ از ایشاں بارہ نور بدھ با شہد میار خواص و عوام از مقابر صلی و شہدار نور سر قلع بینند و اس نور نفس زکیہ دیکشت کو چوں کار نفس عالی سے بود۔ نور او بد بنی ساریت می کند و طبع مزاج بدن بگردد و باز اگر نفس از بدن مفارقت می یابد۔ تاہم آن جہد متبوع انوار و منفعت آن می باشد چنانچہ در حالت حیات و بقا نفس بود۔

۱۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ شیخ عبدالحیہ بخاری۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ لاہور

۲۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ شیخ عبدالحیہ بخاری۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ لاہور
۳۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ شیخ عبدالحیہ بخاری۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ لاہور
۴۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ شیخ عبدالحیہ بخاری۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ لاہور

۵۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ شیخ عبدالحیہ بخاری۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ لاہور

۶۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ شیخ عبدالحیہ بخاری۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ لاہور

عنایت فرمائی۔ اس کا نام عائشہ بی بی رکھا گیا۔ اس نوحی اختر نفعی بھی نے اپنی مرغ صفت
 ولہم فرزند کو دلدادہ پایا اور اپنے حبیبہ ولدان باپ کی شفقت بھری نگاہوں میں نگہ پرورش
 پائی۔ وہ اب تک زندہ ہیں چونکہ وہ محمد اقبال کو نام کی بستی والدہ (ماس) ہیں۔ مہنا حبیب
 میں ان کی والدہ زحمت میں حاضر ہوتا ہوں تو مجھ کو اس بڑول ولایت کی سیرت میں اس
 کے باپ استیلا اللہ علیا حضرت لاہوری، کے فریدی کار کے نقوش نظر آتے ہیں۔
 گویا کہ یہ جیاد یا کلاسنی کا مرقع اور سوانحیت کے شرف و جود کی جیتی جاگتی تصویر ہے
 خود فعال اور سخی اعتبارات سے اپنے ملک سیرت باپ سے بڑی حد تک شاہ
 ہیں۔ حضرت مولانا نے اپنی اس بیٹی کی رسم مناکحت کی ادا نیکی میں بوجا کے سنت
 نبوی کا ایک نمایاں ثبوت پیش کیا۔ مولانا نور الدین جو اس وقت ایک درویش صفت
 طالب علم تھے۔ آپ نے ان سے حسب نسب، اندر بزم عاشق اور ہائشی مکان تک
 کا سوال کئے بغیر اپنی بیٹی کا عقد ان سے رضامندی لے کر کر دیا۔ یتیمت نبوی کا
 قدرتی نقشہ ہے، جو آپ کے عمل میں نظر آتا ہے۔

حافظ حبیب اللہ جہاں کی وفات

نور محمد عائشہ بی بی کے بعد حضرت کے گھر میں وہ بچہ پیدا ہوا۔ جس کو کسی بزرگ
 صبر حاضر میں و فیضیہ ایتھنسن سے ودھتہ بنا کا مصداق مانا جانے لگا تو باپ
 نہ بگا۔ بیاس ہاں کی گود میں پرورش پاتا رہا۔ جس ڈاکرہ و شاطلو کو رب العزت نے
 فرائض کی ادائیگی میں عین عبودیت اور نوافل میں مقام احسان کی نعمتوں سے نوازا
 جہاں تھادہ شب بیدار ہوئے کے علاوہ روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل تلاوت فرماتے
 اس گھر کا حامل قرآنی نفاذ اور تحصیل تفسیر کی صدائوں سے معمور رہتا تھا
 کچھ کے سر پرست کا شیوہ رزق حلال اور صدقہ مقال تھا۔ بچہ اپنی پاک دامن

مادرین نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کو محرز کر رکھا تھا۔ تو آپ کی اہلیہ حبیبہ
 کے والدین و حضرت مولانا ابو محمد احمد مرحوم جو مولانا کے شہر تھے، ان کا ذکر خیر سابقہ ولایت
 میں آچکا ہے، لہٰذا بھی حضرت زکریا علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر اپنی بیٹی کو مریم
 زبانی بنانے کا حسیہ کیا ہوا تھا۔ لہٰذا حبیب قدرت کے فیض کے مطابق حضرت مولانا
 علیہ الرحمۃ نے اپنی ازواج زوجہ شریعہ کے توہد کار عالم کی فیاضیوں نے اس
 گھر کو اپنی رحمتوں کا شہین بنایا۔

نئے حسن کی پیدائش اور وفات

حضرت سید محمد نے مولانا احمد علی مرحوم کی بچپن سے تعلیم و تربیت کا ذمہ
 لے رکھا تھا جس کو توحید ایزدی آپ نے بطریق احسن سرانجام دیا اور ساتھ ہی آپ
 کو دامن کا شرف بھی عطا فرمایا۔ شادی کے دوسرے سال آپ کے گھر اللہ تعالیٰ
 نے بچہ دیا اس کا نام حسن رکھا گیا۔ اور اس بچے کی وجہ سے حضرت لاہوری کی کنیت
 ابو حسن بنے۔ بچہ اپنی ولادت کے ساتویں دن دہائی ملک لہا ہوا اور ذریعہ طمان میں
 داخل ہوا اور اگلے دن اس کی منور اور مجبورہ والدہ ماجدہ اپنے ثبوت بکر کی تلاش
 میں دہائی فریڈس میں جا پہنچیں۔ بنا علیہ ذرہ اللہ تعالیٰ و اجنوں۔

پہلی تو کھل کر جہاں تھادہ دکھائے
 حسرت ان مخمور ہے بچہ جو کھلے جھانکے

عزیزہ عائشہ بی بی کی ولادت

حضرت لاہوری کی دوسری اہلیہ سے آپ کے گھر مجدد کار عالم نے پہلے ولکی

ادب کا بہت زبردستان انور علی نازک تر
فحش گم کردہ سے آید جنید و بابر یاس چا

دیر عاصی چھپا صفر کے جس کے جواب میں آپ نے بھی اعتراض نام نہ نہ بدل گئی نامہ قریر
فرمایا تھانہیں کو چھو کر برہم جو یقین ہو جائے گا کہ ان پکا بہت سیوں کا قیام و طریقت علی
کے بلے ہیں ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى . ا بعد

مزمع المختار غلاب اسرار الدین صاحب انگلہ مجدد

سکون سنون - مزاج اللہ - حبیب اللہ بنہ اللہ

کوست نامہ بحث سوزی ہوا اس بار دوری کرم فرمائی کا لہذا بسیار شکر
مزمع ابو تحریک کہ آپ نے فرمائی ہے اس سے قبل در تہی تحریک حضرت مرم غنود
قبلا بیان رکھنا عید ماسد لے اپنی حیات فیہیں فرمائی تھی پہلی مرتبہ اپنی ذات سے
خانیما دس برس پیشہ اور دوسری مرتبہ اپنی ذات سے شیک و برس پیشہ جو جواب ان کی خدمت
علیہم میں سے تو تحریک قادیانی جواب آپ کی خدمت مبارک میں عرض کرنا چاہوں۔ رحمت الہی سے
یقیناً توقع ہے کہ جس طرح ان میرے جواب سے مطمئن ہو گئے ہے بجایا وہاں اسی طرح
محقق ہو جائیں گے۔

شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ ہر نام کر کے ہے، اختلاف کر لینا چاہیہ اختلاف اس
لئے علیہم انحرک طرف سے جو بندہ کو۔ نہائی چو، اس کے مطابق عمل کرنا چاہیہ۔ میں نے
برودت پر استقامت کیا۔ ہر مرتبہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے صریح طور پر سفر پاکستان کی ممانعت
کا ہر جوتی ہی۔ دوسری مرتبہ چونکہ حضرت قبلہ ابان رکن اللہ علیہ السلام بہت خدیہ تھا
اور بارہی فرماتے تھے کہ تمہارے تمام صحابہ سفر کی گفتگو میرے لئے ہے۔ اور
بندہ یہی جانتا تھا۔ تو میں نے شہادت ہی ادب سے عرض کیا کہ کچھ تو جوابی، انکھ معلوم

عابدہ وزاجہ والدہ کے سینے سے بچٹ کر مصروف تھا خدا حاصل کرتا تھا۔ اب بڑا بکر
اس کا اسلام کرام کا مشیل بننا یقینی تھا اور اس کا وجود مسعودین حق کے لیے
حجبت و ہر بان بننے والا تھا۔ لہذا وہ اپنے وقت میں اعلیٰ سعادتوں کا نقیب اسلامی
انکار کا محافظ بن کر زندگی بسر کرنے والا تھا۔ صاحبزادہ توکل و خدائی جھلیک اس کی
جبین نیار کو تائبانہ و درخشندہ رکھنے کی ضمانت دیتی تھیں۔ لہ

جہاں میرے کہ خود را فاش چند - جہاں کدہ را باز آفسرید

بزاران انجمن اندر عواطفش - کہ او با خوشی و سعادت گرید

صاحبزادہ حبیب اللہ کو سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کر دیا گیا، پھر ابتدائی
کتب ختم کر کر دار المصنوع دیو بند بھیجا۔ اس وقت اس مرتبہ اخبار مدرس میں سید الشاہ
کا شہرہ تھا پیسے کیلئے سے مددگار علامہ حضرت مدنی جیسے جاہگیر اور شارب حدیث
مردی کا گاہ اور حضرت شبیر احمد عثمانی ایسے دانائے رموز قرآنیم جو جوتے حافظ
حبیب اللہ نے مذکورہ جویان دین متین کی صحبت میں دل کھول کر کتب ختم کیا۔
آخر جامعیت کا حلیہ خانہ دربر کئے لاہور واپس آئے۔ اپنے والد بزرگوار کی
سنت کے مطابق خدمت قرآن کا کام نہایت تہذیب سے شروع کروا۔ ۱۳۴۰ء
کو حج بیت اللہ کے لیے کہ سفر تشریف لے گئے تقریباً ۲۰ سال مدینہ منورہ اور
مکہ معظمہ کی تہذیبی فضا میں رہے۔ حضرت مولانا لاہوری نے بھی باریا وادہ خانہ حبیب اللہ
موجودہ کی والدہ منورہ سے بھی واپس کے لیے لکھا۔ لیکن اس سب کو قیامت کی
طاقت پر راضی کر لیا اور خدا تعالیٰ کی طہیث کے مطابق دینہ رسول کو دھپٹا۔

لے۔ علامہ قباں مرم، رفان حجازی، مطہرہ پاکستان جمہوریہ لاہور

لے۔ حضرت مولانا احمد علی رحمتی کی ذات کے بعد راقم الحروف نے مناقب حبیب اللہ
نور اللہ مرقد کو ایک خوبول عزیز لکھا تھا۔ جس میں پرندہ مستعدی لکھی تھی کہ آپ
پاکستان واپس آجائیں تاکہ لاہور کا مرکز اپنی سابقہ دینی روایات کو زندہ تائبانہ رکھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ زنا کا ذکر میں متعلق امر بتا نہ تو ت، بشری بڑا ہمت کے انوار انکھول میں پاکیزگی، نفرت کی جھلکیں، علم و حیا میں عثمان مسکت، افراد اعزہ میں برادر عزیز، انھیاریں ممدوح و موصوف اور اس پر پڑے یہ کہ لاکھوں موصوفوں (حضرت لاجوردی کے مترتین، کے والی شفق حضرت شیخ التفسیر مرحوم کی جہی بگنی شفق) اسے گل جو خود سندھم، قویہ کسے داری!

آپ کے دور صاحبزادے سے ایک صاحبزادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مسلمانوں کا مقصد، بڑی بنائے تاکہ اس خاندان پر خیر و برکت ہو، کی روایت کا اہتمام رہے۔

حافظ حمید اللہ مرحوم

حضرت مولانا کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ تاریخ اقصیل علیہ السلام ہونے کے علاوہ حافظ قرآن مجید ہیں تھے صوم و صلوة کے بڑی سختی سے پابند تھے حضرت ان پر بڑے شفیق تھے۔ متعدد دفعہ حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے محدثین میں سارا وقت صرف کرتے تھے۔ اپنے والد بزرگم کی وفات کے چند سال بعد چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ تمام حجت ہے کہ حافظ مرحوم کی فوتیگی کے تقریباً چھ ماہ بعد آپ کی ایسی زبردہ ہی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی پیادری ہو گئیں۔ یہ یاد تھی اور بالکل دو بیویاں تھیں جن کی تیو خاندیں تبدیل ہو گئیں۔ انا ملہ و انا ائیدہ و اجسون . و احبسون یا اولوا الالباب

حضرت شیخ التفسیر کی اہلیہ محترمہ

ہم جن خاتمر کے طہر و البذر وقت حضرت مسنیہ بی بی اہلیہ محترمہ حضرت شیخ التفسیر کے خفقہ علالت زندگی قلب بند کرتے ہیں۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا ابو محمد احمد مرحوم کا تعارف کہیں ابتدا متلا میں کر دیا گیا ہے۔

باقیات الصالحات کا فیض عام تھا جس سے ساری اسلامی دنیا مستفیج ہوتی رہی۔ اٹھائیس دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اتنی ہی دفعہ مدائن عفات منہلہ اور میں میں شامک حج کی ادائیگی میں لاکھوں منتفیج مدکار نفوس قدسہ (حاجج کرام) کے مکتویٰ و اجتماع میں کھڑے ہو کر خدا سے ذوالجلال کے حضور میں مجروریا نہ کے اسوہ پہلے تھے۔ عید اللہ اور عرم بہو میں لاکھوں دفعہ تسبیح و تحمیل کے سہر سوز لافات بلند کئے۔ کئے قرآن مجید خر کئے۔ کئے طواف کئے اور آخر کشتوں جموں کے نشان جبین نیا نہ پر لے کر ۲۰۱۴ء احکم انکین کے دربار میں جا پہنچے۔ ہم اس سعادت دارین پر حافظ مرحوم کے والدین صاحبزادے کو بڑے تحریک پیش کرتے ہیں۔ حافظ سبب اللہ رحمت اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا کے گھر صاحبزادہ حفیظ اللہ اور پھر حمید اللہ پیدا ہوئے۔ لیکن یہ دونوں چھوٹے بنائے بیمار میں ہی مر چکے۔ وہ بچیاں خاترہ اور رقیہ نبوت کے قریب پہنچ کر وفات پا گئیں۔ ایک بچی مرم بلی بن جودت کسب پہنچی۔ اس کا عقد مولانا عبد المجید مرحوم سہرودی سے کیا۔ وہ بھی دو بچیاں اور ایک بچہ عبد المجید کو تئیم جو کر کہ ملک عدم کو ملتی ہیں۔ و تاقہ و انا و افسہ و اجسون۔ یہ وہ صدات ہیں جو آپ کو مروا یا ہم میں پہنچے اور آپ نے خنات صبر جمیل سے برداشت کیے۔

جانشین حضرت شیخ التفسیر قاری حمید اللہ نور و مظاہر العالی

آپ اپنے چھوٹے بھائی حافظ حمید اللہ صاحب سے بڑے ہیں۔ کتب متلفہ کا تفسیل کے لیے آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا۔ ناخود قرآن مجید گھر راقان جان مرحوم سے پڑھا اور کم سی میں ہی دیوبند بھیجے گئے۔ سند فراغت حاصل کر کے لاجور اور پھر کراچی میں خدمت دین کرتے رہے۔ لاییت اس خندان کا فطری جہر رہے۔ ان اجری و انا علی اللہ ان کا آباؤ و اشراف۔ والد مرحوم کی تمام فہرہ داریاں آپ کے کندھوں پر ہیں۔ آپ کی سیرت تمام اخلاقی جہد کی

مرثیہ ارسلہ رسولانا احمد علی

حضرت مفتی جلیل احمد صاحب تھانوی

کَانَ فِي لاهور شيخٌ مُجاوِدٌ
لا جُورَ فِيهِ اَكْبَرُ شَيْخٌ بَزرگ
الْمُجْتَبَى نَوْهَجِي كِبَارِ عِ
زَبْرِك ، ذَرِين - فَاثِق
مُهْتَبِهَادٍ عَزِيزٌ فَضْلُهُ
رَدِّ شَنْاس - رَاهِجًا بِرِسْخِ غَضَلِ
بِغَضَلٍ اَحَدٍ جَلِيٍّ الْمُرْتَعَفِي
بِرْسِ نَاضِلٍ مَوْلَانَا اَحْمَدُ جَلِيٍّ تَدْتِ كَيْتَبِ
مُضَابَةِ رِسْتَا حَمُورَةٍ كَلْبَقُهُ
عَرِيصِ صُورَتِ فِي تَوْبِ رُسْمِ تَحْتِ لَكِن
مُحَادَثِ الْأَشْيَاءِ عَن كَيْدِ اِلَهِي
فَاطِنِ كِي كِبَارِ بَوِي كِي بِرِ كِبَارِ كِي
كَأَنَّ مِنْ عُلَمَاءِ دِينِ اَللّهِ اِذْ
اَبُو اَيُّسَ وَفَتِي هِن كِي نَافِيسِ فِي تَحْتِ
مَنْ اَلْهَى فِي دَرَسِهِ نَالِ اَلْعَدَا
جَوَافِ دَرَسِ فِي شَامِلِ هَوْتَا بِزِيَّتِ اَيَّتَا
عَفَا حَيَاتَا قَدِ خِيَا فَيَضْلُهُ
پَكَا فَيَضِ بَزْ مَعُولِ اَبُو جَوَانِ كِي كَامِ تَحَا

فَوَيْسُهُ عِلْمُهُ وَ ذِكْرُهُ هَامِنَا
اَبُو كَادِنِ تَوَعْلَمُ اَوَّلِ سِلِ ذِكْرِ تَحَا
عَلَيْهِ اَلْقَتُوْرُ مِنْ نَا رَا اَلْجَوَلِي
اَبُو كَادِلِ عَشَقِ اَللّٰہِي كِي اَنگ سے تَعَدُّ تَحَا
بَحَارَتِ اَوْبَتِ عَشَا خِيَتَا
پہلے کا ذکر جواری حقیقت بہترین برائیں دیکھتے
رُوحِ فِي رَدِّ حِ وَ ذِي حَيَانِ تَدُ
اَبُو تَوَلَدِ كِي رَحْمَتِ اَوْرِ جَمِيْنِ مِيْنِ پَنگُ گئے
تَمَانَتِ اَلْاَحْبَابِ خِيَتِ نَا مَيَسْتِ
دو توں نے کہا کہ بڑا فیضِ نعتِ مرثیہ ہے
اَبُو جَاوِدِ بَاذِ رَحْمَتِ كَامِلِ
آنے والے کا پس پور گئے۔ نہ کمالِ محبت ہو گیا

كَيْلُهُ فِي الْعَقْلِ بِاللّٰهِ اِشْتَقِلْ
اَدْرَاةِ اَللّٰہِ تَعَالٰی كے ساتھ مشغول ہر مشغول
كَأَنَّتِ اَلْوَقْتُ عَدَمُهَا اَلْاَسْتَقِلْ
اسی درجہ سے پہلے، افسوسوں کا لڑجھڑجہ
جَوَدِي اَلْاَبْرَارِ فِي اَعْلٰی الْمَعَالِ
جو نیک لوگوں کو اعلیٰ مرتبوں میں لے آئی ہیں
وَالٰہِ رَحْمَتِ اَلْمُسْتَعِیْلِ
اور میرے پہلے لگا رہی کی طرف سب کا سفر ہے
قَدَّتِ بِالْمُذْرِعِ وَ بِالْوَقْتِ اِنْ اَحْلِ
میں نے ذکر کیا کہ اگر تو رحمت اور کمالِ اعلیٰ میں نہ مل جائے
اَلْاَحْبَابِ زَا حِدٌ جَعِلَ رَحْمَتُ
اُم ایک بزرگ نہ بہ ناضل سفر کر گیا

وہ مرغزار کہ ہم خزاں ہمیں جس میں
نہیں زہر، کہ ترسے آشیان میں رہیں

(اقبال)

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں

لال دین انکار ہے، پی ایچ ٹی، بانی سکول بہالیکے

اے شہید مدرس قرآن میں نمونہ ملی ہیں تمہ کو نکھیں ہر کس
آج ہے تیرا مکان غلہ برین ہائے تجھ ساہریاں ق نہیں

تیری صورت یاد آتی ہے میں

تیری فرقت غول ملائی ہے میں

سب کی آنکھیں تیرے غم پر لگیں سب کے دل تیری ہلائی میں بنگلہ
تو نہیں تو کس طرح آئے قمر جس کو نکھیں پھر رہا ہے سوگوار

آہ و زاری میں افر کوئی نہیں

اس شب غم کی سحر کوئی نہیں

تیری مرقد مصلح انور ہے تیری تربت مرجع انوار ہے

تیری منزل منزل احسا ہے تیری خلوت حقین احسا ہے

دارے پیغمبر حق تیری ذات

اللہ اللہ بندہ مومن صفات

اے امام امتیائے اس زمان اے امیر لشکر روحانیاں

طلب تو شرع میں راہنماں جان تو باقدیاں سمت ہم زبان

ہم نشین انبیاء قدسی نماز

منازک در جنت فردوس بلو

نوبت قرآن تیری الفت کاثر علم و عرفان تیری صحبت کاثر

اے خوشا تیری زیارت کاثر دل گیا دنیا میں جنت کاثر

تیری صورت حاضری میں لا جواب

تیری بستی رہنائے شیخ و خباب

انے کسب میں جماعت تجھ سے حق اے کسب میں ہر وقت تجھ سے حق

نکھ انہوں میں الفت تجھ سے حق سب کے کیاں میں ہر وقت تجھ سے حق

ہم، اہمیتوں سے بھی اہتر حال ہیں

ہم، اہمیتوں سے بھی اہتر حال ہیں

حیرت حق تیری عظمت کا خیر مرد حق اور دیش دور و دیش خیر

پدر شفق، نرم نو، مثل حیر سر تا پا شفقت، محبت کا سفیر

بازیدہ عصر حاضر با تین

قطب دوروں، ہادی روشن بین

درس قرآن و رحمت حق کا نشان چہرہ تاباں اور ایمانی زبان

روح قرآن اور تراحمین بیان سن رہے ہیں شوق سے کفیل

آج یزدانی فوا خاموش ہے

آج لورانی فضا مدح بخش ہے

الوداع اے سینہ والا گھر رو رہے ہیں گوجے دیواروں

شفق ہیں اس پر سارے بصر مدنی و شاہ جی تھے تیرے ہم سفر

اس لیے رضاں سے دعوت آگئی

اپنے حق میں اک قیامت آگئی

- ۸۔ میرا نیا سلسلہ جاری ہے، مگر میں سلاسل اور بکے بزرگوں کا ادب کرتا ہوں۔
- ۹۔ لوگ کہتے ہیں۔ بیٹا سارے اور اندھا کوئی کوئی۔ میں کہتا ہوں۔ غصے سارے دیکھنا کوئی کوئی۔
- ۱۰۔ نصیر اللہ علی باب الفقار۔ و قس الفیض علی باب الامرا
- ۱۱۔ اگر کوئی مامی ۱۲۳ آئے اور انھوں میں پیچھے لائے۔ مگر سنت نبوی صحت ہو تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ناجائز۔ اس کی بیعت حرام اور اگر پہلے کر چکا ہے تو بیعت توڑنا فرض عین۔

مولانا مرحوم کے معمولات

حضرت اعلیٰ کے منتقام پر حضرت لاہوریؒ کے معمولات درج کرتا ضروری ہیں تاکہ تلامذہ کو اس زبانی شخصیات کی عملی زندگی سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ حالات آپ کے چاشین حضرت مولانا عابدیؒ اور مدظلہ اعلیٰ آپ کی بڑی صاحبزادی عائشہ بی بی اور آپ کے نواسہ حافظ عبدالرحیم صاحب اور آپ کی نواسی جمیلہ کوثر سے بالمشاورت جیت کر کے حاصل کئے گئے ہیں۔

ہم نے اپنی فائدہ مرور سے متعدد دفعہ سنا تھا کہ جب میرا بھی کس نہ پچھے تھے تو حضرت آبا جان مرحوم با ناسے سودا سلف خود خرید کر لیا کرتے تھے۔ والدہ مرحومہ کے بیمار ہونے کی صورت میں اپنے ہاتھوں سے آگاہ دھتے اسان تیار کرتے۔ بیمار کے خاص کھانے کی تیاری بھی خود ہی کرتے۔ ساری زندگی گھر میں کوئی خادم یا خادمہ رکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ کیونکہ تندرستی کی حالت میں والدہ صاحبہ اپنے ہاتھوں سے گھر کا تمام کام کاج کرتی تھیں اور جاری زمینیں ان کا ہاتھ بانی تھیں۔ جب ہم تندرست ہونے کے سودا سلف کی خرید کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی۔

۱۔ مولانا عابدیؒ اور صاحبزادی گھر کا گھر کے حصے میں مشغول رہتے۔ بچے پھل کو بیٹے جن ٹوٹ پھا تو پچھے اچھے کاٹھ بیٹے والدہ درختے۔ بیچ غریب مندوں میں بٹکتے۔ مستحقانہ طور پر دینے والی صبر و صفا مولانا عابدیؒ کا سید سلیمان ندوی مرحوم۔

حضرت مولانا کے ملفوظات

- ۱۔ ہم مولانا کے ملفوظات میں سے چند ایک کا انتخاب درج کرتے ہیں۔
- ۱۔ اللہ وحب کی جڑوں میں وہ مکتی تھے ہیں، جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں جڑتے۔ نہیں جڑتے۔
- ۲۔ اللہ دوسلے کیا یہ ضرور ہیں، لیکن نایاب نہیں۔
- ۳۔ لاہور یو! میں اتمام حجت کر رہا ہوں۔ میں اپنے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بری اللہ فکر رہا ہوں، تاکہ آپ لوگ قیامت کو یہ کہیں کہ میں کوئی ڈیلنے والا اور سناٹے والا نہیں آیا۔
- ۴۔ میں آپ کو بیدار کر رہا ہوں۔ چٹاری سے لے کر گورنر تک آپ کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔ مگر آپ کا کوئی خیر خواہ ہے، تو وہ اللہ والہ ہے، جو آپ سے کھانے کو نہ مانگے۔ دروازہ ٹھوکی کا خلام ہو۔ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن حکیم جو اور دوسرے ہاتھ میں شعل خیر الامان ہو۔ وہ ان دونوں نعموں کی مدد شفی میں آپ کی رہنمائی کرے۔
- ۵۔ قرآن حکیم اور تمام احادیث چربی کی تشریح دو جہلوں میں کی جاسکتی ہے کہ خدا کو بابت اور مطلق خدا کو بابت راضی رکھو۔
- ۶۔ عالم دین جو حافظ قرآن ہو، حج بھی کرے یا جو نہ کرے کی پائی پا کرے۔ اور مرجانے اور ضعیف وادین باختر اشاکر بد دعا کریں کہ باقی ہم تو اس پر راضی نہیں ہیں، تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ ایک دفعہ صاحب خرم جانے گا
- ۷۔ عقیدت ادب اور اخلاص سے فیض آتا ہے۔ ان میں سے ایک تار بھی ٹوٹ جائے، تو کلکشن ٹوٹ جاتا ہے۔

ہاں دے پہنچ کے زمانے میں حضرت اباجی مرحوم مکان کے نپے حصے سے عبری
میں تک پانی خود لے جایا کرتے تھے اور قیام شدہ کے نام میں حضرت راجہ منیل
دونو وقت باہر کنوئیں سے پانی اٹھا کر لاتے تھے۔ اور کنوئیں گھر سے بیڑہ فوٹنگ
کے فاصلہ پر تھا۔ جتنے میں درمیں وقفہ نماز عصر کے بعد جنگل سے نکلیاں کاٹ کر لاتے
اور جب آپ امروٹ شریف اور پر جھڑیاں میں حضرت سندھی کے پاس رہتے تھے
تو حضرت سندھی کے گھر کے لیے پانی بہتا۔ جنگل سے نکلیاں کاٹ کر لانا حضرت
سندھی اور اپنے چھوٹے بھائیوں دھملی مرحوم، عزیز مرحوم اور رشید مرحوم
کے کپڑے دھونا آپ کا معمول تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ انہاں باہر کا دروازہ بند کر لیتے اور جمعہ کے
دن اپنے کپڑے اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے تھے۔ آپ بیٹھ فرمایا کرتے تھے
کہ صوبی کپڑے صاف کرتے ہیں لیکن پاک نہیں کرتے۔ اپنی حجامت بھی خود ہی
نیا کرتے تھے۔

تمام زندگی نماز تہجد و آخر کھٹ، کی پبندی فرماتے رہے۔
معمولات عبادت: علاوہ انیس باقی تو اہل کا اہتمام ہی کیا جاتا۔ نماز تہجد کے بعد
حفظ کردہ سورتوں کی تلاوت قدرے باہر فرماتے۔ پھر اذان کے بعد گھر پرستیں
پڑھتے اور مسجد میں تشریف لے جاتے۔ صبح اذان میں دائیں طرف بائیں طرف جاتے
آپ ہمیشہ اتنا مسرت سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے۔ نماز باجماعت کے بڑی سختی سے
ملے حضرت مولانا عبد اللہ انور صاحب۔

نماز عشاء کے بعد گھر تشریف لاتے۔ چند قدم آپ کے ہمراہ دروایت پر
حاضر ہوتے۔ ان کو رخصت کرنے کے بعد دروازہ کے اندر قدم رکھتے۔ گھر کے
بعض افراد آپ کے استقبال کے لیے دروازہ کے اندر موجود ہوتے۔ چھپے چھپے
میں سے کوئی ہوتا تو اس کو اپنا جھٹا تنقید پکڑوا دیتے۔ اگر حافظہ عید اللہ مرحوم
یا قاری عید اللہ انور صاحب کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو بیٹھاس کی عیادت
فرماتے۔ پھر باقی منزل پر تشریف لے جاتے۔ کھانے میں اپنے دونوں صاحبزادوں
اور دونوں پوتوں و اہل، مکمل، کو شریک کرتے۔ اگر کوئی شخص موجود ہوتا تو

کے اذان بان مرحوم نے فرمایا: "انوار الوائت" سوانح حیات مولانا امروٹ
کے۔ حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی صاحبزادی صاحبہ۔ عید کو حضرت مرحوم کی ناسی
ہے بیٹی سلطان احمد ہادی ہے کہ ایک دفعہ جناب مولانا شمس الرحمن صاحبہ حضرت کی حفاظت
کیے ملازمہ تھیں۔ نماز کا وقت تھا۔ آپ نہ تھے میں چلتے چلتے بناتے بیٹھ کر اور پھر
چھپ چھپ کر بیٹھ کر لے گئے نماز شریک جیسے سزا خان لے گئے لیکن پھر نماز پائی میں کمی فرق پہنچ۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَأَهْلَ الْبَيْتِ
وَأَهْلَ الْأَنْبِيَاءِ وَأَهْلَ الْأَوْيَاقِ عَنِ النَّبِيِّ فِي عَجْمِهِمَا

فَالْمَلِئَاتُ فِي الْبَيْتِ يُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِهِمْ وَأَنْ سَبَّحُوا عَلَيْهِمْ
ترجمہ بے گنگ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور انہوں کے رہنے والے زمین میں
دیکھ انسان تمام رچے والے یہاں تک کہ چوٹی پہنچے بل میں اور پھیلان سنہ
میں لوگوں کو بھیج کر تیسرے رہنے والے پر رحمت بھیجتے ہیں۔

دوسرا حصہ

مولانا کی دینی و علمی خدمات

اس کو عین بڑا برحق و حق پرستی کا جانا تھا۔ کھانے کے بعد باجماعت کرنے کا
وقت آتا، تو سب کی یہی کرشمہ ہوتی تھی کہ حضرت اقدس کی خدمت کا موقع
میں۔ جو جس کے دن گھر کے تمام افراد چھوٹے بڑے، بچے، بچہ دیکھتے تھے۔ جو کے
دن مدیوں کی بڑی گامی، باناسے منگوانی جاتی اور اذان جان کے حوالے کی جاتی تھی
کوئی ساہل محروم نہ ہاتے۔ اسی طرح سفر کے محمولات بھی ہوتے۔ آپ سفر میں اپنے
رفقا و سفر کی سموت کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے اور خود ضبط نفس سے کام لیتے تھے۔
علاوہ انہیں چند محمولات اور بھی وقتاً فوقتاً مناسب مقامات پر شامل مقرر کئے
جائیں گے۔

الحمد لله! کہ مولانا کی سیرت کا پہلا حصہ غیر دعویٰ ختم ہوا۔
فَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

۱۔ مَنْ تَمَنَّاهُ بِسُتْنِي عِنْدَ
فَسَّهَ أَمَّتِي فَلَهُ أَجْرٌ
وَمَالَةٌ مُشْعِدٌ (مُكَلِّفَةٌ)

۲۔ مَنْ صَدَّقْتَنِي رَجَا رَحْمَتِي

۳۔ لَوْ أَنَّ الْعَالَمَ لَمْ يَخْلُقْ إِلَّا عِبَادَتِي
الْحَاجِلُ (مُكَلِّفَةٌ)

حاکم کا سونا، جاہل کی عبادت سے
بتر ہے۔

سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جس پر فقہاء مدینہ کو کفر کا اتفاق ہو۔
 قرینہ علیہ، اس کا اخلاق ان مقررہ اصول پر مبنی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے
 مینیت کے وارثوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں اور ان میں دیگر احباب تضارب شامل
 ہیں کیونکہ وہ حق کا انکار ماسی فریضہ عاقل کی بدولت کا کر رہا سکتا ہے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے اپنی اُسے سے قرآن مجید
 کے متعلق کچھ کہا۔ وہ جہنمی ہو گا اگر میں اپنا ٹھکانا بنا سکے یہ تفسیر قرآن میں اس
 شخص کے لیے غرض کرنا مکمل حرام ہے۔ جو اس زبان کا ماہر ہو جس میں قرآن مجید
 نازل ہوا۔ اسی طرح اگر وہ تفسیر آیات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کلام سے کلام نہ لکھتا ہو اور صحابہ اور تابعین کے اقوال جن کا تعلق شرح تفسیر
 اسباب نزول اور تاریخ و منوش سے ہے، ترجاہتا ہو تو اس کو حق حاصل نہیں
 کہ وہ قرآن پاک کے معانی اور مطالب کے متعلق لب کشائی کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم نے فرائد الکبریٰ فی اصول التفسیر میں بھی اس پر
 یہ عمل تصوف فرمایا ہے۔ جہاں تک شرط اول تفسیر قرآن کا تعلق تمام مفسرین نے چند
 ۱۔ کلام اللہ صلاۃ اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم۔
 ۲۔ اصول تفسیر مصنف شیخ الاسلام امجدین جلیل القدر حضرت قاسم سرمدی ۱۹۹۰ء

۳۔ ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، اسی
 ۴۔ مکی مکہ فی امتحان من عیلت یحیون متجدد فی اصول وفی حدیث الفتن واصلی کان
 فی غایتہ البصیرۃ علیہ السلام دہلی تالیف مبین صلی اللہ علیہ وسلم من شرا علیہ ان بسواک
 علیہ وسلم مقدمہ من اشار تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۱۲۰ اور فرائد میں دیکھیں

۵۔ زمر۔ وجہ کی غرضی علیہ دہی واقعیت حاصل کرنے کے لیے اصول عرفیت اور معبر
 و غیرہ کے تفسیر القرآن میں کلام کتاب ہے تردہ غما صحت ثابت و درجہ کا ہے۔ اس لیے
 صحت اور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے سے کرے
 وہ جہنم میں اپنا مکان بناوے۔

شیخہ واضح ہو جاتے ہیں۔ فرمایا، اللہ علیہ آیت محکمہ اور سنتہ قاطعہ
 اور فضیلتہ عاقلہ۔

- ۱۔ تشریح کے لیے ملاحظہ ہو۔ جملہ کے تین شعبے ہیں، بن پر وہ مشتمل ہے۔
- ۲۔ حکمت کی قسم سے کوئی آیت قرآنی۔
- ۳۔ سنت قاطعہ۔
- ۴۔ فریضہ عاقلہ۔

اس کے بغیر سب لغو باتیں ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں علم کی اس قسم کا ضبط کیا ہے۔ بالفاظ دیگر
 اس کو معین کیا ہے جس کا ماسلہ ان فرض کیا ہے، چنانچہ آدمی کا فرض ہے کہ
 قرآن مجید کے لفظ اور معادہ کو جانتا ہو کہ اس کی کوئی آیات حکمت ہیں اور کوئی
 متشابہ؟ وہ اس کے شرح غریب، اسباب نزول، توجہ مستحکمات و قرآن کریم
 کی وہ جگہیں جن کا سمجھنا معمولی علم والے کے لیے دشوار ہو معضلات کہلاتی ہیں، اور
 تاریخ و منوش سے واقفیت نامہ رکھتا ہو جو متشابہ آیات ہیں۔ ان کا سکر یہ ہے
 کہ باتوں کی تاویل اور توجہ میں توقف کیا جائے یا آیات حکمت کی روشنی میں
 ان کے ساتھ تطبیق دے کر ان کے معنی کئے جائیں۔ سنت سے مراد احادیث
 قولی و فعلی ہیں جو آنحضرت سے عبادات و ارتقاات کے بارے میں ثابت ہیں
 جن کو شرائع اور سنن کہا جاتا ہے۔

شکستہ قاطعہ سے مراد یہ ہے کہ وہ خود منوش ہو اور وہی مترادف اصل ہو۔
 اس کی رعایت میں شذوذ ہر اور عاقل مصباح اور تابعین کے اس پر عمل کیا ہو۔

۱۔ ابن اثیر ہیبت حضرت ابوہریرہ نقل انما علیہ السلام مستطابہ فرمائی کہ مفسر علیہ وکشف واپر
 کے جملہ اللہ ابوہریرہ صلاۃ اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم۔
 ۲۔ ۱۹۹۰ء

کی نظیر نامکن ہے۔ مگر یہ کہنا ہے جانیس کو حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت
جناب ممدوح سے لی اور اب عوام و خواص دونو جیسے اس تفسیر سے اپنی تفسیر کر سکیں
گئے۔ میرے نزدیک خدمتِ قرآن کریم کا یہ ایک نیا دور جو گارہ رابطہ آیات و تفاسیر
رواجات کا ایک نیا باب۔ حق تعالیٰ جناب ممدوح کے صحیفہ اعمال میں اس
ذخیرہ حسنہ کو ولایت رکھے۔

تقریظ از حضرت مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

پیشہ کہ شغف میں اصحابِ سعادت و یقین نے اپنی قوت تک قرآن مجید کی خدمت
میں صرف کر دی۔ مگر موقوف متاخرین نے آکر دکھلایا کہ لاکھوں دینہ گرنمایا۔ اس
بجز ناپید انکار کے قرعہ میں پھیلے جوئے ایک ملک موجود ہیں۔ جن پر کسی خاص ملک کا
گنہ گار نہیں ہوا۔ ہزار ہزار تہذیب کے متعلق وہ نفوس ہیں۔ جو اپنی عمر گرنمایا۔ کو اس
خدمت میں صرف کرنے میں دریغ نہیں فرماتے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب
دو فضلہ اللہ تعالیٰ بہتہ و بر صفاہ و اصداد علی قلیل المراتب المرتبتہ و مقام
کرمات الازلی کی نظر انتخاب نے انہی سے ہی جن کو اس عظیم الشان امر کے لیے
مستحق باقی بقسمت قرار دے دیا تھا۔ جن کی چند جہد اور بافتشائیاں بفضلہ تعالیٰ
اس چہشتان میں بار آور ہو رہی ہیں۔ میں نے مولانا ممدوح کی یہ تحریر و رابطہ
آیات قرآنیہ و ایضاً صحافی قرآنیہ مختلف مقامات سے دیکھی ہے۔ جملہ نکتہ
مفیدہ کار آمد و دلچسپ اور صحیح مضامین کا خلاصہ ہے اور مسکب اہلسنت و ولایت
کے جن مطابق ہے۔

تقریظ از مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی

مخبر ترجمہ قرآن مجید مولانا حضرت لاہوری علیہ تقریظ از حضرت مدنی مرحوم۔

جوئے دھند کیا تھا کہ وہ تادم واپس خدمتِ قرآن مجید میں منکسر ہیں گئے تھا
آپ غلامِ ممدوح بطریق احسن انجام دیا۔

ہر کے راہبر کا اسے ساختہ تھا

مترجم و محشی قرآن مجید

مولانا کا عالم نے مولانا کو قرآن مجید کے معنی سے نوازا تھا۔ آپ کا مترجم اور محشی
قرآن مجید ۱۳۴۷ھ میں پہلی بار مطبوع ہو کر منظر عام پر آیا۔ ہندوستان کے تمام
مکتب تب تک نے اس کے ترجمہ کی صحت اور رابطہ آیات کے حسن و خوبی کی تصدیق کی۔
میں اس پر مولانا کی جو علمی و سلامت و ذہنی اور خطاطی و روش کی تعریف و تحسین
کا پسند کرتا ہے۔ لیکن ہم علماء ہمعصر کی صداقت کشی کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ
انہوں نے اپنے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر مولانا لاہوری کے ترجمہ کی
مرکزیت کو قبول سے تسلیم کیا ہے۔ مولانا کا یہ شاہکار علمی دنیا میں کس قدر
مؤثر و مفید ملے ہے۔ جماس السلسلہ میں جلد عربانی کی چند تعاریف پیش کرتے
ہیں جو آپ کے محشی قرآن مجید کے شروع میں مندرج ہیں۔

تقریظ از علماء عربیانی

قرآن حکیم کے متعلق چند حقائق و نکات پیش کرنے کے بعد حضرت علامہ مرحوم
مولانا لاہوری کے متعلق رقمطراز ہیں۔ آپ کو کھڑے کرنے کا اور دوسرے اور تحریر و تقریر
کا نیا طریقہ۔ مقاصد قرآن کریم کی خدمت مناسب وقت ضرورت ہوئی۔ جناب
مستطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری دام ظلہ کی خدمت نمود میں آئی جو
عاجز نے منفرد مقامات پر دیکھی۔ یہ تو ہمیں کہا جا سکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس

مخبر ترجمہ قرآن مجید مولانا حضرت لاہوری علیہ تقریظ از حضرت مولانا احمد علی علیہ

ذکر ہوا کہ ان تقریفات ان علماء و فضلاء کرام کی حق آراء کی ایک تہذیب ہیں جن میں بعض کو تمام اسلامی ممالک میں قرآن کی لحاظ سے ایک ممتاز اور ستر حیثیت حاصل ہے۔ یعنی کائنات ہندو یوگی، حضرت اور شاہ کا شیرازی اور حضرت مدنی جیسی نامور لوگوں کا رستہ ایک مولانا محمد علی مہر کو علامہ اویس فاضل کے انتخاب سے باہر کرتی ہیں اور یہ ایک بات کے سلسلے میں آپ کو غیر مسلک رستہ کا کیا سیاق و سباق یقین کرتی ہیں اور آپ کے نظریات کو مسلمان قرآنیہ پر غور و خوض کرنے اور سمجھنے کا ایک قوی ترین وسیلہ یقین کرتی ہیں اور آپ کے وقت کو رحمت اللہ کا ایک نیا دور فرماتی ہیں۔ یہ لوگ علمی اور دینی نظریات کے حامل نہیں ہوتے۔ ان کی زبان تلخ پر مسکات ہوتی ہے۔ ان کی انقباض و تخلص میں نصیحت ہوتی ہے۔ ان کی نگار اجتماعی امور کے جوہر میں ہوتی ہے۔ وہ اپنی خدا اور مسلمانوں کی جدولت پر توجہ کے حسن و قبح کو پرکھنے میں بڑی حد تک کامیاب رہتے ہیں۔

مقتصد! مولانا لاہوری کے مترجم قرآن کے حسان وخصائص کا یہ وقت کی نگاہوں میں جیسے کچھ ہیں۔ آپ کے سامنے باہر تہذیب و شہ کے گئے ہیں۔ جس بلا تامل و حراف کرنا چکا کہ مولانا احمد علی مہر جو جس نبی سے قرآن حکیم کی خدمت کی ہے وہ حاضرین کے نزدیک قابل تہنیں ہے۔ اب ہم ذکر ہوا بالا مترجم قرآن عزیز کے باقی پہلوؤں پر غور کرتے ہیں۔

اس قرآن عزیز کی ابتدا میں قرآن حکیم کے مضامین کی ایک طویل فرست دی گئی ہے جس کی افادیت حد بیان سے باہر ہے۔ فرستہ کا اختصار کا حصہ یہ ہے۔
توحید کے ابواب سے فرستہ مضامین کی ابتدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب العقائد کا خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ ہر چیز کا نفع و نقصان اٹھانے کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ حق تعالیٰ سب سے بڑا ابواب کی ایک طویل فرست ہے۔ ہر مضمون کے حوالے کے لیے پارہ۔ سورہ کا نام آیت کا نمبر اور اس آیت کے

لے۔ مترجم قرآن لاہوری مولانا احمد علی مہر

الْعَلْبُ وَالْكَرَامَةُ ۝ إِنَّهُ عَلَىٰ تَجْعِيلِهِ لِقَاؤُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
کے درمیان میں سے نکلتا ہے۔ ایک وہ اس کو روکے پرتا رہے جس دن ہمید
الْكَرَامَةُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
ظاہر کے چاہیں گے تو اس کے لیے کوئی طاقت ہوگی اور کوئی مددگار۔ چکر مارنے
ذات المربوع ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
ان کے قریب ہے اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے ایک وزن تعوی
قُلْ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
بات ہے اور وہ جس کی بات نہیں ہے۔ ایک وہ ایک تہذیب رکھتا ہے اور
کَیْفَ تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
میں بھی ایک تہذیب رکھتا ہے۔ پس کافروں کو حضور سے دنوں کی مدت دے دو۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَتَّبِعُ الْعِلْمَ فَيَقْضِيَهُمْ أَمَّا يَنْتَظِرُ مِنْ النَّاسِ
فَلَكِنْ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ بَعْضُ الْعِلْمِ حَقٌّ إِذَا لَمْ يَتَّبِعْ عَالِمًا
وَلَمْ يَتَّبِعْ النَّاسَ وَتَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
عَلَيْهِمْ فَتَنْتَظِرُوا ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ ۝ لَوْلَا تَجْعِيلُهُ
توجہ ہے

یقیناً اللہ تعالیٰ و قریب قیامت، علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ اس کو
لوگوں سے بالکل کھینچ لے۔ بلکہ علم کو مہار کرام کی خدمت کی وجہ سے قبض کرے
گا جیسا کہ ایک کتب کی عالم باقی رہے گا تو وہ جاہلوں کو اپنا سردار اور
بیوقوف بنائیں گے۔ اور ان سے مسائل پر چسپاں گے۔ وہ اپنی جہالت سے نفی
جس گے پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

پسوں کی نظر میں ضروری ہوتا ہے۔ قصص کے بعض جزئیات کا موقع محل کے لحاظ سے
جیسا کہ اقتصاد اور بعض مقامات پر ان کا مفصل و مشروح اسلوب بیان، جاساں غیر سزا
سکتا ہے۔ ایک آیت کے مترادفات اور عوایدات کا ماسہ کے قرآن حکیم میں متنو قوشہ
ایک ہی پشت میں انھوں کے سامنے آجایا ہے۔ گوہر اس مسکب سرور یاد رکھ کر ہر مرقی
پہی فرود صواب و عیب سے قادی کو قرآن مجید کے اسرار میں بعض کا خواص بننے کا کوٹ
بے پناہ جذبہ ہی حاصل نہیں کرتا مگر ہر اشکال کی تحلیل و تفسیر میں دستگیری ہی فرماتا ہے۔
تا کہیں صفت کی یہ مختصر مگر جامع قرآنی مضامین کی فرست۔ اور جلی عنوانات کا کما کا ایک
ہی نظم تمام ادب و نواہی اشغال و قصص۔ مسائل مستنبط اور تصور عمیق، تنکرات
تجاسبات با الفاظ دیگر جزئیات و غنیات، مجملات و مضمرات کا مکمل مشاہدہ
کوانے کے لیے ایک عمدہ و درست زبان کا مکر رکھتا ہے۔

اللہ! اے تھمڑے قرآن کی آیات کو ایسے پادری اور اٹھائیس سودتوں سے تلاش کر کے مختلف عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے اور اسی طرح معجزات و معارف کو ایسے پادری اور اٹھائیس سودتوں کی دلی گروانی کے بعد پیش کیا گیا ہے۔ غرضیکہ تمام موضوعات قرآنی کے ایک حسین و جمیل اور مستحکم و منظم تصویر و مکتب اسلامی کے نئی پیدائش کے دلوں میں قرآن فی کافوق پیدا کرنے کے لئے ایک کھلاب کوشش ہے۔

اس فرست پر ملائے نظر فرمائیے، علامہ ابن خوری طبرستان سے تھے، جب بآسانی پہنچ جاتا ہے کہ دین اسلام کے تمام احکام کا بخیر و اعلیٰ قرآن حکیم اور حفظ قرآن حکیم ہے۔ احادیث معتد کے تمام مبرعات اور اکثر اربعہ کے اجتماع کا تمام حاصل اور صوفیہ کے بابائے عارفانہ و نظریات کا الہامی سرچشمہ قرآن مجید ہی ہے۔ کیونکہ اس کے حقائق ایسی ہیں جو حکم شرعیہ اس کی روشنی میں سمجھ ہے وہ توکل عمل ہے اور براس سے غرض دست پہن ہے سرحد و سرحد ہے۔ اور شاہ ربیع نے تمام

الحمد لله رب العالمین، الکتاب اقاماً و لایق بعد آخرین، مکتوبہ شریف کتاب فضائل القرآن و ما ملہوہ آداب عالم ربیع، لا ھد

بھرائی انعامیہ کے گئے ہیں۔

جیسی طرح ابواب الرسالہ کی تعداد و سولہ صحیح کی ہے۔ چچہ تقویر دینی کا ذکر کرتا ہے۔
 ائمہ کرام نے قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اس کے نازل ہونے کے غرض یہ غایت،
 معجزات و خوارق کیمیا۔ فرشتے اور ان کے کارنامے، ان فرض سونے فاتحہ کے لئے کہ
 وہ ان سب تک کا ایک کامل و مکمل سلسلہ مولا جانا ہے۔

[الواب القیامہ] میں قرب قیامت کے حالات، قیامت کی ضرورت، بعثت بعد الموت کے دلائل، فیض مصور، حساب و کتاب، میزان، نمر جہان کا ذکر جزا و جزا۔ یہ سب قرآن پاک میں مذکور و مذکور کا ایک قابل انجمن نمونہ ہے۔

دوسرے مسائل: ختم کے مسائل، عقل کے مسائل، بعض کے کتاب الطہارت مسائل شامل فرست گئے ہیں۔ کتاب العقودہ، کتاب الزکاة، کتاب العیام، کتاب الحج، کتاب الکحل، کتاب الزیاح، کتاب الخلق، کتاب الارق، کتاب البیوع، کتاب الجہاد اور تمام تفصیل القرآن کی کڑی شریعت کا ایک بدلہ نقد مرتب کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا تمام مسائل لغوی قرآن سے مستنبط کئے گئے ہیں۔

والدین، ارشد و ارباب، دیوانی بیوی، غلام، شیعہ، کھنکس، مکمل حقوق العباد | وہاں مسافر اور دشمن کے حقوق کی آیات، قرآن سے نکال دینی گئی ہے۔ قرآن حکیم کی دعائیں، امثال القرآن، باب الکاداب، آداب قرآن حکیم، آداب مجلس شی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، آداب صحبت شیخ، آداب والدین، آداب معاشرت اہل اسلام اور باقی مسائل شرعی کی آیات کو اکٹھا کیا ہے۔ یہ فرست مروجہ اور اشرافی شائع شدہ قرآن حکیم کے نسخات میں شاید و بیدار اس کی افادیت، اہل عرب، اٹمس ہے۔ ایک مضمون نگار، خطیب مقرر، محضر اور قلمبر کے لیے یہ فرست حفظ قرآن مجید کے کاغذ مقام ہے۔ وہ آیات جو ایک دوسرے کی وضاحت کرتی ہیں۔ وہ حصص جن کے اجمالی حصص کی تشریح کے لیے ان کے تفصیلی

تشریح مضامین سورۃ کوثر

اصول بنی مت اعدائے اسلام

حضرت مولانا نے سورۃ کوثر کی تفسیر بیان فرمائی جس میں چند تفسیری رموز و نکات نمایاں طور پر قابل ذکر ہیں۔ حوض کوثر کا تعلق قرآن کے کتبے سے ہے۔ آپ نے احادیث نبویؐ کے لیے کتبے کی طرح اہل بیت سے بھی زیادہ دور دیکھا۔ سچہ جیتنا وہ برکت سے زیادہ مفید اور دور رس شدہ سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن سنگوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور بے شک لوگوں کو میں اس سے بڑاؤں گا جس طرح آدمی اپنے حوض سے آؤں کو بٹاتا ہے۔ صحابہ کے مرنے کو عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ اس دنیا کو چھو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں! تمہاری ایک ہاتھ مست ہوگی۔ جو دوسری ہاتھوں میں نہیں ہوگی۔ تم میرے اہل آؤں گے۔ تمہارے اہل آؤں اور تمہارے اہل آؤں اور تمہارے اہل آؤں۔ روغن ہوں گے۔ روغن مسطر دہی حضرت ہر مردہ کو دینی تعالیٰ عز و جل کا وارث ہے اور کوثر کے عطیہ منوی حیثیت پر جہنم کو رکتے ہوئے آپ نے سابقہ مفسرین کے خلاف بات سے ثابت کیا ہے۔ (تذیل ہو حوض لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الملحش روح المعانی ص ۱۵۳) کہ کوثر سے مراد حوض کوثر ہے۔ "خیر کثیر" بھی ہے اور قرآن حکیم میں بھی ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّا اعطیناک الکواثر ای الخیر الکثیر وہن الحسنین و انہم القرآن (روح المعانی ص ۱۵۳ ج ۳)

میرے خیال میں ہر دو معنوں سے مراد ایک ہی چیز ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ الیہ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ جو چیز دنیا میں پائی جاتی ہے اس کی اصل ایک دوسرے جہاں میں موجود ہے۔ جس کا نام عالم شغل ہے اور وہاں کی چیزیں کو اس جہاں کے منسب جام دیے جاتے ہیں۔ اس بناء پر وہ قرآن حکیم جو یہاں سفر قرآن پر مشغول ہے اور زمین کے بل و داغ

کی مخالفت فقط ان کا جو بکس کوشش کے صلہ میں کی جاتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہنم میں ان کو تائید رسول اللہ ان کا تشریف منجی قرار دیا۔ اس طرح علمہ کرام اور صوفیائے عظام کو کرکٹ پلٹا اور صفت رسول اللہ کے محافظ ہیں۔ ان کی قدردانی کے لئے کلمہ سلمان کو تائید اور ہے۔ قدسے۔ مجتہدان کی ہدایت سے ہیں۔ بلکہ ان کی حشرات کا اولین فرض یہ ہے کہ حضرت اہل کوثر کی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ ان کے بل و داغ وین الہی کی نظارہ شہادت میں مصروف رہیں۔ ان کی قربت گویائی اچھے کلمہ اللہ میں مروت ہو۔ مولانا نے صراحتاً فرمایا اور صوفیاء متوکلین کی خدمت اور الہی امداد کو مسالحت سے سے تعمیر فرمایا ہے اور۔ ان کی ہدایت کی ہے کہ وہ اس فرض کو پورا کریں اور اگر مسلمان بن کر۔ ان حروف تہجی کو تو پھر علمہ شریعہ اپنے کام کو متروک نہ چھوڑیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کا روزی رسال ہے۔

اب مولانا صاحب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قرآن مجید کا اثر بیان فرماتے ہیں: "میں وہاں ماسوائے اللہ سے مراد ہوا۔ ایک خدا کے قدس و جلال و شریک سے تعلق نہ ہوا۔ اتباع ہوا کہ جو چیز۔ اتباع نبی کریم کو مقصد زندگی بنایا۔ انسانیت و تکریم سے تو یہ کہ۔ لے نفسی، منکر لغزائی مساوات کو اپنا شعار بنایا۔ حد، کینہ، بغض سے متنفر ہوئے۔ اشرار اور منافقوں کو کلمہ امتیاز بنایا۔ محبت اخلاقت کے جوئے کو اتار بیٹھا۔ رشتہ اتحاد میں پردے لگے۔ دوسرے مسلمانوں کے محبوب سے غفر سب گئی۔ اپنے عیب و ثواب پر نظر نہ ڈالی۔ قیامت دنیاوی نظرسے لڑ گئی۔ عزت و عزت نظر نہیں لگائی۔ ریا دل سے نکل گیا۔ انخلا سے دل بھر گیا۔ بدلتوئی سے مبرا کر پیکر اخلاق حمید بن گئے۔

سے تفسیر سورۃ قریش ص ۱۵۳۔ مولانا صاحب رحمہم لاہوری۔

لے وہن یقین۔ اللہ یغفل لہ معوجاً قرین ذہن حیث قوت یعتمد اس لفظی تفسیر ہے۔ تفسیر سورۃ قریش ص ۱۵۳۔ معتقد احمدی رحمہم لاہوری۔

زندہ قوم کے خصائص

نصرت ربک کے متعلق اند کہ تاجی پر غور کیجئے : "ملاؤ ایک سی پھون کرکے ہے۔ جس میں عبادت کے علاوہ نہ قوم بنانے کے تمام لوازمات موجود ہیں بشمول سلطنت، اقتدار، انتخاب امیر، املاعت امیر، عدالت مرکزی، جلد بزرگانی، باوجود حق، بزرگ شکر، امیر اور دھاکا علیٰ تعلیم نمازیں دی جاتی ہے۔"

نتیجہ

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا راز انصاف و حق پرستی میں مضمر تھا۔ اس مقدس کتاب کی علی اور علیٰ نضر اور انصاف ہی ان کی زندگیوں کا نصب العین تھا جب وہ تافون اٹھی کی مخالفت و صیانت کے لیے سفرو نامت اختیار کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے خزانے ان کی حمایت کے لیے جھنک کر دیے تھے فتح کا سہرا ان کے سر بانٹا جاتا تھا کامیابی ان کی قدم پڑی کرتی تھی۔ اور اسی سلطنت شاد و کوا قبل علیہ اور جو یاد دہتے ہیں۔"

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے

کھو گیا ہے ، تیرا جذبہ قلب و دل

مولا ناب و عاشق کی تفسیر کے سلسلے میں غنیمت تھی میرے شواہد پیش کرتے ہیں سچے سچا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ابرجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس قربانی کا اجر و نفاذ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ثابت کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی الرحمان علیہ السلام کے غنیمت اور شہید

میں محفوظ ہے اور بین الدنئین مجتہد ہے۔ اس کا طور عالم مثال میں بصورت وحی کوثر برکات جن لوگوں نے عالم نبوت میں اس پیغمبر اعلیٰ سے جبر و کرہ کی ہے۔ وہ وہاں بھی وحی کوثر سے شرب طہور کی کر ایسے مست ہو جائیں گے کہ ان پر غش کا پچاس بڑا سونو اس طرح گزر جائے گا کہ اگر چار رکعت نماز ادا کی اور جن لوگوں نے اس منبع خیر و برکت سے اعراض برتا وہ وہاں بھی اس سے محروم رکھے جائیں گے۔
تفسیر سورۃ کوثر مد۔ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی عیسیٰ رحمتہ علیہ فیروز سنٹر لیبٹ، لاہور

شکر نعمت قرآن

شکر نعمت قرآن کھیلے میں دھڑلہ نہیں۔ یہ ہذا نعمت قرآن کی عکاسی ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے۔ چہ چہ زمین پر اس کا نور عیلا رہا جائے۔ کسی شخص کے کان اس سے نا آشنا نہ رہیں اور کوئی دل اس کی قصد حق سے خالی نہ رہے؟

اس موقع پر مولانا نے ایک بصیرت افروز حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے۔
"جب حکمران نعمت تبلیغ قرآن پر موقوف ہوا۔ اور علماء علوم قرآن کا فرض منصبی تبلیغ شہدا، قرآن تفسیر کی محنت نے تقاضا کیا کہ دوسرے لوگوں کو مستعار قرآن کے لیے مجبور کر کے جمع کیا جائے اور ایک منظم صورت میں سننے اور سنانے والے تبلیغ پر مرکب اس فرض کو انجام دیں۔ اس واسطے ارشاد ہوتا ہے۔ فصلیٰ یقرآنک
مولانا کی نکتہ افراخی ملاحظہ ہو۔ انھوں نے شرع اس کو امام بنایا جاتا ہے جو جب سے زیادہ قرآن کا عالم ہو؟

۱۔ تفسیر سورۃ کوثر مد۔ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنٹر لیبٹ، لاہور

۲۔ تفسیر سورۃ کوثر مد۔ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنٹر لیبٹ، لاہور

۳۔ تفسیر سورۃ کوثر مد۔ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنٹر لیبٹ، لاہور

۴۔ تفسیر سورۃ کوثر مد۔ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنٹر لیبٹ، لاہور

۱۔ تفسیر سورۃ کوثر مد۔ مصنف شیخ التفسیر مولانا احمد علی مرحوم۔ فیروز سنٹر لیبٹ، لاہور

ہتیار دیا گیا۔ پھر دشمنوں کا ذکر کیا گیا۔

من شتر ما خلق الخ پھر دشمنوں میں خاص ترتیب دی گئی ہے پہلے ان دشمنوں کا ذکر ہے جن کا خود جو دہی ہمارے لئے مضر ہے، دس شتر ما خلق، اس کے بعد ان دشمنوں کا ذکر ہے۔ جن کا نفس وجود تو مضر نہیں ہے لیکن ان کے لڑنے ہمارے حق میں مہلک ہیں (دس شتر خاسق اذا وقب ام) واللہ اعلم بمسارہم و اسوار کتبہ۔

موتے الناس سقۃ کثان نزلت سے متعلق علامہ عیسیٰ نقل کرتے ہیں۔

الاعتبار والاقوال

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ دونوں کے اسباب راحت و رنج علیہ علیہ ہیں۔ روح و کربا لہی سے سرور و جنت ہے۔ آلاذ بکس اللہ قطعتن العقوبہ جسم کو چوٹ لگنے سے اور زخمی ہونے سے صدر پر تپا ہے تو روح کو کسی چیز کے اذیت کی خبر و محنت اثر سے رنج پہنچتا ہے۔ حالانکہ جسم صحیح و سالم ہوتا ہے مگر دل صدر سے روح پانہ پارہ چوری ہے۔

خلاصہ مضمون معوذتین

سمہ تلق میں جسم انسانی کو مضر پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کے لیے پناہ اپنی میں لے لے یہاں اترے رعایت ہے ایک سودی لے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ یہ تکلیف ایک کو ایک حوٹک ہی پہنچا کر کے ان پر جادو کیا۔ ان کے خوفناک ایک سودی لے آپ پر جادو کیا ہے۔ ان کو توڑیں آپ کے لیے گرجن باغہ کو ڈالیں جب رسول خدا نے حضرت علی کو بھیجا پھر آپ ان کو رسول کو کال کر لائے اور ان سے باز رکھو۔ جب ایک گڑھ کہتے تھے۔ رسول خدا اپنی تکلیف میں تخفیف فرمیں فرماتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح کسی سے بندھے چپے کو کھڑا کیا۔ سودی کو دلوں بات تباہ کی اس نے بھی کسی کو کھڑا کیا اور کھڑا کیا اور کھڑا کیا، تھے۔ انھیں خلق و صفت مرقا احمہ علی صاحبہم۔

فرماتے ہیں مگر یا سرور کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم عتبت ابن ابی ہدیٰ کی تجدید کے لیے سبوت ہوئے ہیں۔ قربا لہ کی اصل روح تقری ہے۔ اس شخص میں استاد فرماتے ہیں۔

جہاد ثانیہ میں سب سے بڑی جہاد قربا لہ ہے۔ جہاد باطنی میں سب سے بڑی جہاد نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے زندہ دل بندوں کو ہر لحظہ نماز میں نصیب جوتا ہے۔ وہ دوسری کسی جہاد میں نصیب نہیں جوتا۔ علی رضا قاسم قربا لہ میں جو تیار ہو اٹھا وہی اللہ کا بھتیہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک عجیب چیز ہے۔ لہذا ہر کلمہ کا فرض ہے کہ حصول رضا الہی کے لیے ہر روز، مالی اور وطنی قربا لہ کے لیے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔

ان شاء اللہ ہوا و مستور اللہ تعالیٰ رسول اللہ علیہ وسلم کے ملحق کو ہر ایک غیر سے محروم کر دے گا۔ مال اور اہل مال کے نفع خیر سے محروم ہو جائے گا۔ زندگی کو حصول رضا الہی کا ذریعہ نہیں بنا سکے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے دل کو خیالات پاکیزہ سے محروم کر دے گا۔ اپنی معرفت و محبت اور اپنے رسولوں پر ایمان لانے کی توفیق عطا نہیں کرے گا۔

سورۃ فلق

مصائب میں جائے پناہ

سورۃ فلق کا ربط آیات کا قطع ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ ان پہلے ہتیار جڑوں کے دشمن کے مقابلے میں آتا ہے۔ اسی طرح پہلے پناہ اپنی (احقر رب خلقی) کا

لہ فتن یشال اللہ لہو معاذلہ و معاذ اللہ لکن یشالہ استوی مشکوٰۃ ص ۱۲۱ آیت ۱۲۱

گے۔ رما قرینہ سورہ کو شرمۃ معصومہ حضرت مرقا احمہ علی صاحبہم

تھے۔ سورۃ فلق و صفت حضرت مرقا احمہ علی صاحبہم۔ فیروز سنہ ۱۲۱۵ھ

کی تفتیش ہے۔ اور سوائے انس میں رواج انسانی کو ضرر پہنچانے والی چیزوں کے شرعاً بچنے کے لیے پناہ خداوندی میں آگے کی تعلیم ہے؟

اس پرلے بدترین دشمن شیطان میں سے اسے بچائے گا۔ نعم المونی ونعم النصیر

تشریح مضامین سورۃ عصر

عروج اقوام کے اسباب

ربطیات سورۃ عصر: قوم کو زندہ کرنے کے لیے رب بڑی طریقہ ہے۔ پہلے ان کے اندر جذباتِ مادیہ پیدا کیے جائیں، جن کو بیان کیا جاتا ہے۔ پھر عملی قدم اٹھایا جائے، جس کو عملی صالح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں اپنے خیالات پر فروغ دینا تک پہنچائے جائیں جس کو توہی یا بھنی کہا جاتا ہے اور شرکاء کو برصیت میں استقامت کی تلقین کی جائے، جسے توہی یا بھنی کہتے ہیں۔

اب اعداد میں متعلقہ سورۃ عصر تحریر فرماتے ہیں۔

پھر سورہ کے موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور عروج اقوام کے اسباب کا موضوع تحریر فرماتے ہیں۔ و العصر کی تشریح و توضیح میں مختلف تفاسیر کے واسطے پیش کرتے ہیں۔

اب علوم کی دو قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ مینر و فینر۔ دنیا کے علوم مینر میں تھے تو علم کے علوم ہیں۔ ایک منزر۔ جو انکو عالمین کی جانب سے نازل شدہ ہیں اس قسم کے علوم کی تمام قسمیں دمیود، نصاریٰ، مجوسی، ہندو، سکھ اور سلطان، قائل

تھے۔ تفسیر سورۃ عصر کو مصلحہ حضرت مولانا امجد علی مرحوم

تھے۔ و اقسم عزوجل وقت تک الصلوۃ و روح المعانی ص ۱۱۱، جن الشافعی حلیہ ارجحۃ اللہ تعالیٰ و لعلہ فیصل خیر صدہ السورۃ و نکات انتاس لافہا شملت جمیع علوم القرآن و روح المعانی ص ۱۱۱، ان الاقسام فی خمسہ یعنی جنس و انسان فی خمسہ و انکثر فی خمسہ تھے۔ تفسیر سورۃ عصر کو مصلحہ مولانا امجد علی مرحوم و مینر و فینر لافہا

اور سورہ سے پہنچتی ہیں۔ ان کا اصل منشا جنتِ حدیسی ہوتی ہے۔ اس لیے مقلدوں نے کہا ہے کہ پہلا گناہ جو انسان پر واقع ہوتا ہے وہ شیطان کا احد آدم علیہ السلام پر ہے اور پہلا گناہ جو زمین پر ہوا وہ قابیل کا احد ہابیل پر ہے۔

الاصل: برصیت کے وقت کارساز حقیقی کے دروازے کو کھٹکا نا چاہیے۔

تفسیر سورۃ ناس

سورۃ ناس سورۃ شوریٰ کی تفسیر کی طرح اس سورہ کا پہلے کا معلقہ ترجمہ حاضر رابطات چند عربی تفاسیر کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

سورۃ خلق میں مستعاذ پر ایک تھا اور مستعاذ منر جارتے اور سورۃ ناس میں مستعاذ برین ہیں اور مستعاذ منر ایک ہے۔ شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے۔ مستعاذ منر ہے اور غدا نہ عالم کی شان ربوبیت، ملکیت اور اومیت مستعاذ برین انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بدترین دشمن روحانی سے بچنے کے لیے خدا سے مستعاذ و دعا لاشریک لہ کی مذکورہ تینوں صفات کے واسطے میں پناہ لے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صفت کی بجائے اس سورہ میں تین صفات ذکر آئی ہیں۔ صفات اللہ کے ذکر سے دشمن کا خوف ناک ہونے کا اعلان عام مقصود ہے۔ تاکہ لوگ اس کے مقابلے میں جہاد اور ہوشیار ہو کر رہیں۔

معلقہ سطور کا نتیجہ اس اضافہ پیش کرتے ہیں۔ انسان اپنی غفلتوں میں اپنے مرقی یا بادشاہ یا مسعود حقیقی کی طرف باقد بردار ہے۔ ایک توجہ پرست مرقی بادشاہ اور مسعود حقیقی فقط۔ خدا سے مستعاذ و دعا لاشریک لہ کہتا ہے۔ انہما کی کی وڈ سوائے رب السموات والارض کے دروازہ کے اور کسی نہیں ہوگی اور یہی

تھے۔ تفسیر سورۃ ناس و مصلحہ مولانا امجد علی مرحوم و مینر و فینر لافہا

تھے۔

مجھ کی گردگی ہے۔ وہ قوم جو مردہ قوموں میں زندگی کی روح چوکنے کے لیے دنیا میں آئی تھی آج نیم بسمل ہو کر دم نقد دی ہے جس کے اسلاف کے سینے نورانی سے بھر رہے تھے۔ آج ملامت کا شکار ہو رہی ہے۔ وہ قوم جس کی خلائی پرفیئر سطر سفر کرتے تھے۔ آج وہ غیر سطحوں کی خلائی کوکبڑ بھگتی ہے۔

تھو بر تو اسے چید چید گردان قتلوا

بعد ازاں مسلمانوں کو ایمان عمل صالح، قواہی، بائع اور قواہی، بصیرت پر بندہ متعین فرماتے ہیں۔ مسلمان گردن میں سرفرازی چاہتے ہیں تو دوسری اقوام سے بڑھ کر پیکر عمل بن جائیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کے بڑھادے گا۔ فَاَنْتَعِلُوا طَافَةً بَعْدَ اَبْكَمِنْ مَشْكُوتَةٍ اَفْشَقَ ذَكَانَ اَلْفَ شَاكِرٍ اَعْلَمْتُمْ۔

جانو مزی در تنور سے چوں عسل
کے بیانی نصرت رہب جلیل

درس عام

ہم مولانا احمد علی مرحوم کی مندرجہ ذیل حیات پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ یہاں صفات میں آپ کے مخرج قرآن حکیم کے پہلوؤں پر تحقیقی نظر ڈالی گئی۔ آپ کے باقاعدہ ترجمہ حاشیہ پر ردی آیات اور کلمات کے خلاصہ کا جائزہ لیا گیا۔ بعد ازاں چند اصولوں کی تفسیر پر غور کیا گیا۔ ان فرض مولانا کا آغاز بیان، طریق استدلال اور اسلوب و متنبہ اخراج، مبعصر علم کی نظروں میں برہان سے قابل تین یا گیا۔ جہاں تک جاری رائے کا تعلق ہے۔ مولانا برہنہ کے افراد کے لیے مصلحتی نظریات پر نثار الکلام تھے۔ درس عام جو مضافہ نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد ہوتا تھا۔ اس میں علماء، طلبہ عوام اور گریجویٹ حضرات شمولیت کرتے تھے۔ شائقین مبسوس اساتذہ کی طرف

لے۔ تفسیر سورہ عصر ص ۱۱۱ مصنف مولانا احمد علی مرحوم

ہیں۔ دوسرے علوم مجتہد میں جو عقل انسانی اپنے خود فکر سے تیز کرتی ہے پہلا قسم کے علوم قطعی ہوتے ہیں، دوسری قسم کے عقلی کہلاتے ہیں۔ تیسرا اور عقائد، اقوام میں وہی قوم غالب آئے گی، جو علوم الہیہ کی حامل ہو، لیکن فقط علوم مجتہد اور ستر کماصل ہونا کامیابی کا کنکریٹ نہیں۔ لیکن اصول کو عملی جامہ پہنانا بھی لازمی ہے! اسلام میں یورپیت کی فکر میں یورپیت پاش پاش ہو گئی۔ کیونکہ یورپی قوم دیات آسمانی پر عمل کرنے سے قاصر تھی۔ لہذا اسلام نے تمام دنیا کے قلوب پر قبضہ جگایا۔

مَرَّةً اَمْسَتْ وَحَلَلُوا الصَّالِحَاتِ كَيْ تَكُونَ تَوَاصُوا بِالْحَقِّ كِي رَفَقَ فِي تَحْرِيرِهَا تَعَالَى۔ وہی تحریک زندہ، بارگاہ کاسیاب رہے گی جس کے غرض متا صمد کی اپنے حلقہ اثر میں نشر و اشاعت کی جائے۔

تواصوا یا بصبر کے سلسلے میں مدح الہی اور مارک کے حوالے سے اس نیچے پر پہنچتے ہیں کہ وہی تحریک سرحدی و سرفرازی کے نتائج پیدا کرتی ہے جس کے معاونین اپنے مقصد تک مکمل کے لیے ہر مصیبت میں سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔

الاعتبار والاقول

اصول اور بعد علوم مجتہد کماصل ہونا۔ علوم مجتہد پر عامل ہونا۔ حلقہ، اثر کو ممکن فرماتے ہیں۔ وہی تحریک تکمیل مقصد کے لیے سرفرازی کے لیے آواز دینا کی جاہلیت بیان فرما کر مولانا الاعتبار والاقول کی طرف التفات فرماتے ہیں۔

”بلوڈنی اسلام! انھوں مصلحتوں۔ مسلمانوں کی ذلت کا باعث اپنے حیل

لے۔ تفسیر سورہ عصر ص ۱۱۱ مصنف مولانا احمد علی مرحوم فیروز سنز لیسٹ۔ لاہور۔
لے۔ تواصوا یا بصبر علی الطاعات التي تليق علیہا اداء ما حاط علیہ من قبل الله تعالیٰ بلہ عبادہ من المصابیہ و روح الہی ص ۱۱۱، حق المعاصی و خلی الطاعات و علی یسویہ اللہ عبادہ اذ مارک ص ۱۱۱ لے۔ تفسیر سورہ عصر ص ۱۱۱ مصنف مولانا احمد علی مرحوم

دو فیض مستعدا ہے، آئے جس کا جی چاہے

خدا نے دو جہاں سے لکھائے جس کا جی چاہے

اب درس کے بعد دعا ہوئی، مصلیٰ ہوئے۔ لوگ محبت بھری نگاہوں سے اپنے روحانی مربی محسن کے نورانی چہرے پر دیکھتے اور رخصت ہو جاتے؟

یہ درس کب جاری ہوا؟ مولانا کے دل میں اس کی اہمیت کس قدر تھی؟ آپ نے توفیقی زندگی اس کی کس استقامت و مداومت سے نمایاں؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات میں طبع التفسیر مولانا لاہوری عطا رحمتی کی بابرکت زندگی کے تمام میل و منابر تاریکین کلام کے سامنے آ جاتے ہیں۔

نفاذ الصلوات الفرائض روزی میں دو سال درس و تدریس کے بعد آپ نے قید و بند کے ایام و شہرہ کو نہایت پامردی سے برداشت کیا۔ بالآخر لاہور میں آکر آپ کو اس شرط پر دیا گیا کہ آپ دینی اور سندھ واپس نہیں جاسکتے۔ آپ نے لاہور میں قدم رکھتے ہی دعا دہیوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر مولانا محمد العزیز صاحب اور میاں عبدالغنی صاحب تھے۔ پھر اپنے مکان کے قریب ہی ایک چھوٹی سی مسجد میں درس دینے لگے۔ پھر قریب کی دو منزلہ دکانوں کی چھت پر درس دینے لگے۔ جب سامعین کا جمیع زیادہ ہو گیا تو مری میرزا مفتی مرحوم کی پیشکش میں درس کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس کے بعد سہ لاکھ ستر سو تالیفات میں دس لاکھ تالیفات جاری ہوئیں۔

درس کے مرکز حضرت لاہوری نے اس استقامت سے جاری رکھا، اس کی مثال شاید وہ باید۔ اب مولانا کا درس قرآن مجید تہرہ ہندوستان میں ایک مثالی حیثیت کا حامل تھا۔ آپ کسی حالت میں بھی درس میں تاخیر کا پسند نہیں فرماتے

۱۔ بیاض بابو منظور سید صاحب۔

۲۔

پرسوں پر کراؤ لاہور کے دور دراز محلوں سے پیدل چل کر آپ کا درس قرآن مجید سننے کے لیے آتے تھے۔ محدثوں کی معافی کا باوجود ان کا خلیفہ ہوتا تھا۔ درس عام میں حضرت لاہور تھاکر قرآن مجید کا ایک رکوع تلاوت فرماتے۔ باقاعدہ ترجمہ کرتے اور پھر فرماتے کہ اب ان آیات کا وہ مضمون پیش کیا جائے گا، جو محدود رسالت اور محدود صحابہ کرام میں سمجھا گیا۔ بعد ازاں الاعتقاد و ایمان و عمل کا درس ہوتا تھا۔ آپ کو اپنے مخلصین کے فکر و فضل اور ان پر مشتمل حضرات کی استعداد کا پورا پورا خیال ہوتا تھا۔ آپ اپنے مخلصین میں نہایت سادہ اور غلیظ زبان استعمال فرماتے تھے۔

صبح کا درس بھی دھند پر مشتمل ہوتا تھا، اس میں زیادہ تر تفسیری و روایات ہوتے تھے۔ آپ نہایت آسان اور سادہ الفاظ میں درس دیتے تھے۔ جس سے طالبین اذیتاں لے کر محض فعل من گھڑک کی عملی تفسیر نکال کر جوتی، اگرچہ درس میں علماء اور مفتی عجب بھی جھپٹتے تھے، مگر آپ کا رویہ سخن عام نہ کیا کہ بھڑکاتا تھا۔

راقم اس طور کو مولانا کے درس عمومی میں تقریباً چودہ برس تک حاضر ہونے کا حق ملا۔ ہم نے جس بگڑھی درس قرآن کا انتظام دیکھا ہے، وہ ان ہی دیکھا گیا ہے کہ نماز فجر کے بعد چار سو مولوی صاحب فوری طور پر حاضرین کو درس قرآن سننے میں مشغول کر دیتے ہیں۔ کچھ بعض بگڑے فرائض کے بعد چار سو سنو سنو بھی درس کے بعد ہی مانگی جاتی ہے تاکہ نمازی غائب نہ ہو جائیں، مگر اگر نواز و نواز کے کا درس عام اپنی نوعیت میں بالکل ہی انوکھی تھا۔ نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد درس قرآن مجید شروع ہوتا۔ نمازی پہلے نماز پڑھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے اور درس کے فرائض ہونے سے چند منٹ پہلے دوبارہ درس گاہ میں آ جود ہوتے۔ درس کے موافق حاضرین پر ایک سکوت اور حریت کا عالم ہوتا تھا۔ بعض تنگیوں، الجھناؤں دیکھی جاتی تھیں۔ بعض حضرات مولانا کے تفسیری رموز و نکات کو نقل کرنے میں محو ہوتے تھے۔ درس کے اختتام تک حاضرین کا اذیتاں نہ رہتا۔ ہر تہہ ہر سال کے فرائض میں مخلصین قرآن سے کسی کو رخصت نہ کرتے تھے۔

بلکہ ایسا جو کہ حد پر معاملات کے باوجود درس قرآن مجید کا داخلہ فرمایا۔ ایک دفعہ ۱۹۶۰ء میں رمضان المبارک کے ایام میں اس قدر شدید طویل ہو گئے کہ رات بھر چرسہ میں قیام فرمایا۔ مسائل پوچھتے رہے۔ سیدہ نور کو یہ پیشیاں باندھ دی تھیں۔ لڑکھڑکیاں لے بات ٹھک کرنے سے منع کر دیا۔ اگر جب عمر کی اوقات پر تفسیر نے بڑی مشکل سے اجتماع قلم میں عمر کی نیت سے ہانے کی ادھی چالی نو مشن فرمائی۔ صبح کی نماز کے لیے نماز پڑھ کر کھڑے۔ مگر نماز پڑھتے ہو کر دعا کی اور پھر درس عمومی حسب معمول دے کر کھانے کا کام کے درس خصوصی کو اسی طرح جاری رکھا۔ گو یا حضرت عیسیٰ ہی تھیں روزِ مآب فضل اللہ پر تیرہ دن قیام اور دس کے بعد پھر بیمار ہو گئے۔

مقام احمد کو سو فیاض خدمت میں ۱۹۶۹ء سے تیار حاصل تھے اور مجھے آپ سے علمی تقلید و باطنی فخر دونوں کا شرف حاصل تھا۔ ان دنوں آپ نے تقریباً نصف صدی قرآن مجید کی خدمت و شاعت اور دینی دعوت و اصلاح کا کام کیا۔ اس با سے میں ایسے انہماک خفہ عورت، ثبات و استقامت کا ثبوت دیا۔ جو بغیر اعلیٰ درجہ کی حرمت، یقین و ولایت اور روحانی قوت کے مشکل ہے۔ جب آپ کو سندھ سے لاہور پہنچا یا گیا تو آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن کا آغاز کیا۔ رفتہ رفتہ آپ کے درس کے طے میں عام مقبولیت حاصل کرنی شروع کی اور پھر وہ پنجاب کا سب سے بڑا درس قرآن بن گیا۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے۔ آپ ہی کی وجہ سے پنجاب میں درس قرآن کا لوق عام ہوا۔ اور دیگر جگہ اس کی بنیاد پڑی۔ جہاں تک کسی بڑی سیمہ اور پڑے کے مسلمان محلے کے لیے درس قرآن اہم ضروری کام ہو گیا۔ جس کے بغیر سہارا، خطیب کا سیاب اور مفید نہیں سمجھا جاتا۔

تھے۔ خواجہ میر محمد سوم راوی ہیں کہ ایک صبح آپ حسب معمول درس میں مشغول تھے کہ آپ کے کمرے سے باہر اندر داخلہ صاحب ہند صاحب آئے۔ آپ کے کان میں کچھ کہہ کر چلے گئے۔ دوسری دفعہ اسی طرح ہوا اور تیسری دفعہ بھی آئے اور سابقہ عمل کو دہرا کر چلے گئے۔ مگر درس بدستور اسی انہماک سے جاری رہا۔ دس کے انتظام پر آپ نے اپنی بیوی کی فوریہ کی کے متعلق اظہارِ رنجائی فرمایا۔

آپ کی بیوی بقیہ جس کی عمر تقریباً پندرہ سال تھی قریباً دو بجے رات فوت ہو گئی۔ مگر آپ نے اس کی وفات کی خبر صبح کے پھر اعلان دین قرآن مجید کے بعد دی۔ ۱۹۶۱ء میں جب آپ حج بیت اللہ شریف کے لیے جہاز میں سفر کر رہے تھے تو پھر بھی آپ نے اس قدر ہی حاصل و فیض کو پڑھنے و سنتے و شوق سے سمجھا یا اور ہی حضرت دہم سفر حاجی اے سندھ میں درس کی استعداد عالی تو ان کے لیے ایک وقت سندھی میں اور دوسرے وقت فارسی میں حضرت کے لیے فارسی میں اس قدر فریاد کو ادا کرتے رہے۔ آپ نے سات دن تک جہاز میں سفر کرتے ہوئے جہاز میں تیار کردہ کھانا کھایا۔ یہ کہ جہاز میں ملازمین کا عملہ کھانے لگا تھا۔

کشمیر کی شین کے دوران آپ نے جہاز کو غیر منظم و شکر فرمائی۔ آپ کو دن و رات کو شعل میں نظر بند کیا گیا۔ آپ وہاں درس قرآن مجید کے لیے بے تاب تھے مگر اس حالت میں کوئی مسکن نہ تھا۔ لہذا ایک بندہ کو بھیجا کہ وہ آپ کے قرآن مجید کا درس دینا شروع کر دے۔ جس وقت اس کے سامنے آیا تھا اس نے اُٹھ بھاگی تفسیر بیان فرمائی تو وہ وہیں آگیا اور صداقت قرآنی کا سرفراز بن گیا۔

۱۔ خواجہ میر محمد سوم راوی۔ مردومین ۱۳۸۰ھ۔ جمالیہ رسائل صاحب۔ فیروز سنٹر لیبٹ۔ لاہور۔
۲۔ جمیل کوثر۔ نواسی حضرت مرقہ احمد علی مرحوم۔

۳۔ راوی حضرت مولانا عبید اللہ نور صاحب۔ مولانا احمد علی مرحوم کے تلمیذ خواجہ نور محمد صاحب۔
۴۔ راوی مولانا نور محمد صاحب۔ خادم خاص مولانا احمد علی مرحوم۔

۱۔ راوی مولانا عبید اللہ نور صاحب۔ مردومین ۱۳۸۰ھ۔ مصنفہ مولانا نور محمد صاحب۔ فیروز سنٹر لیبٹ۔ لاہور۔
۲۔ محترمہ دانا معلوم تحفۃ المصنف و المکرر قلم السلام کہ کوثر علامہ جہاں علی غفرلہ مکتوبہ راوی دقل از مردومین ۱۳۸۰ھ۔ مصنفہ مولانا نور محمد صاحب۔

یقیناً حضرت سرخا احمد علی مرحوم ابن مراد بن حق اگاہ ہے۔ جس کی شہادت و مدد
مسلمی جلیلہ اور بے ثبوت دینی خدمات سے دین اسلام کا نام روشن ہے۔ زما نہ خواہ
کتاب ہی پر آشوب جو نیکن منشو الے اکانات و حوادث سے لے کر نیا زہر کا علاج مستقیم پر
کھانن دیتے ہیں، اور باؤ فرما حل مراد تک پہنچ جاتے ہیں۔
نہو ابے گو تند تیز، لیکن چارخ اپنا ہلنا ہے
۵۵ مرحرو دوش جس کو کجی نے دیے ہیں غلا غلا

دورہ تفسیر یاد رس خصوصی

دس عام کے علاوہ آپ کی زندگی میں دورہ تفسیر کا آغاز ہوا۔ آپ نفس دس
کوس محنت چڑھی، اہلیت اور احوال سے جانتے رہے اس کی مثال اس دور میں ہم
مشکل ہے۔ اس کے شرکاء و خواہاں حب ذیل تھے۔

- ۱۔ داخلینے والے طلبہ کسی کسی دینی مدرس کے تدریس تفصیل ہوں۔
- ۲۔ تین ماہ کے اختتام پر تمام قرآن حکیم کی تفسیر فرمادی جائے گی۔
- ۳۔ دس دس میں متعدد جزیل پہلوؤں پر ضرور مدنی ڈالی جائے گی، اہتمامات
اجملی، اخلاقی، اصول، تدبیر منزل، قانون مداخلت، تمدن اسلام اسلامی
معاشرت اور سیاسیات وغیرہ۔ تمام ضروریات کا حل کتاب اللہ سے پھر کر لے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین کے مسلک سے آگاہی یا پرکھی نہ جائے۔
- ۴۔ دورہ تفسیر رمضان، شوال، ذی قعدہ کے تین مہینوں میں طے کر دیا جائے۔
اس کے بعد اہل علم کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تہذیب کردہ ماسط

۵۔ بال جبریل علیہ السلام۔ حاکم اقبال علیہ الرحمۃ۔

۶۔ ترجمہ قرآن از سرخا احمد علی مرحوم عثمانی۔ ایک ضروری گذارش مل۔

الحاصل: ہم نے آپ کی زندگی کے واقعات اور حاضر و ماضی سے یہ معلوم کر لیا ہے
کہ مولانا جو کسی نے قرآن حکیم کی تبلیغ و اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے
سمجھ کر نبھایا۔ آپ دورہ حاضر کے تمام فنون سے دامن چاکر اور فوجی اخلاقیات کو
بالائے طاقت رکھ کر محض رضائے الہی کے حصول کے لیے دین اسلام کی خدمت کرتے
رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ تشریف برسم کے ادبی کو عاقبت کی فکر دامن گیر نہ تھی
تھی۔ ہم اس بحث کو آپ کے ہی ارشاد پر گرائی پر ختم کرتے ہیں۔

میں بفضل ایزد متعال ایک جمعہ اور ایک دس قرآن مجید میں جو کچھ موضوعات
پیش کروں، اگر کوئی شخص ان کو روح دل پر رکھ کر لے جائے تو پھر دس پر یکا حل کر لے گا
بچہ و بزرگ ساری زندگی اس کو قرآن حکیم سننے کا غور و فکر نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل
سے اس کی نجات ہو جائے گی۔ راقم الحروف نے سبب بار بار آپ کے ان فرمودات
کا جائزہ لیا۔ قوفی الواقع آپ کے حلقہ مجید و سرور دس کے مواظبت میں کتاب و سنت
کی تکلیف ترجیحاً نظر آتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں تمام قرآن حکیم اور صحابہ کرام
کا مواظبت کروں تو صرف ایک فقرہ میں سما سکتا ہے۔

واقف کو ہدایت سے اور غلو کو خدمت سے راضی رکھو

انوار گدازش ہے کہ در شب گوی ۱۴۱۰ھ سے شروع ہوا اور تقریباً ۱۸۷ سال
میں اس کا پہلا دور پایہ تکمیل کو پہنچا۔ دوسرا دور پندرہ سال کی مدت میں اختتام پذیر
ہوا اور تیسرا دور حضرت کی وفات تک جاری رہا۔

۱۔ مصطفیٰ داؤد زلفا نے اور غیر۔ نیت و احکام دوسری چیز۔ دگر
تختہ جم پر شہیدہ زہرا بیات۔ فکس و کتابی از مقامات طبقات
دشمنی مسافر علی۔ علامہ اقبال علیہ السلام

۲۔ راقم الحروف۔ مل۔

۳۔ مل۔ حضرت مولانا محمد عباس صاحب خادم خاص حضرت مولانا احمد علی مرحوم

علیؑ کے مصنفہ جنگس کی طرف پیدل جا رہا تھا۔ تو ایک آدمی راستے میں علاءؑ باتوں باتوں میں جب اس کو معلوم ہوا کہ میں لاہور سے آیا ہوں۔ تو اس نے مجھ کو بتایا کہ "مجموعہ بیان میں حضرت مولانا امجد علی صاحب کو مغیرہ قرآن کے نام سے یاد کرتے ہیں کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟ میں نے ان کو حضرت والا شان کے متعلق حسب استعداد واقفیت دلائی۔ لیکن میں حیران تھا کہ ہمارے حضرت کی اعلیٰ عظمت میں ان اقوالی حیثیت کو کتنی ہے۔ علاءؑ کے درس میں آپ کا درسہ سخن انہی کی طرف ہوتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ عام مسیوین اور امام و عقب اصناف کی تعلیمات کا پختہ بیان ہو رہا ہے۔

ابتداء ہی سے حضرت مولانا کو درس قرآن حکیم کا شوق تھا اور اس میں آپ کو ایسا حکو حاصل تھا۔ جو اس میں شاید ہی دوسرے علاءؑ کو حاصل ہو سکا۔ آپ کے اس فضلاء و علاءؑ کے لیے درس قرآن خصوصی جو کرتا تھا میں آپ سے معارف قرآن اور مکتبہ و علمی کے نکات بیان کرتے۔ یہ درس دراصل تمام علوم کے حاصل کرنے کے لیے ایک قسم کا تکنیکی درس ہوتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا حسین احمد علی ندوۃ مرقۃ دندۃ حدیث کے خاتم پر جب تاریخ التخیل علاءؑ کو دستار بند ہوا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے یہ حکیم کی تحصیل نام نے آٹھ سال دیو بند میں رہ کر کی۔ لیکن تکنیک آپ کی لاہور ہمارے حضرت مولانا احمد علی صاحب کے دہلی تفسیر میں ہوگی؟

حضرت کی نگاہ سے فارغ شدہ اکمال علاءؑ فضلاء میں سے جن کی زندگی مٹاؤں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئی۔ مندرجہ ذیل نام خاص طور پر تقابل ذکر ہیں۔

۱۔ مہر مومنؒ ۲۔ عبدالعید خان۔ فیروز سنٹر ٹیوشن۔ لاہور۔

۳۔ مہر مومنؒ ۴۔ عبدالعید خان۔ فیروز سنٹر ٹیوشن۔ لاہور۔

۵۔ مہر مومنؒ ۶۔ عبدالعید خان۔ فیروز سنٹر ٹیوشن۔ لاہور۔

نوٹ۔ ۱۔ مہر مومنؒ ۲۔ عبدالعید خان۔ فیروز سنٹر ٹیوشن۔ لاہور۔

اس کا پتہ کراک سنگ بنیاد حضرت ہی کے استوں رکھا گیا۔ پھر حضرت کے علمی و شائستہ اور دوست و زکاوت نے اسے بنیاد پر طہارت و پاکیزگی کا دھواں عمل تعمیر کیا، جسے وقت اور باطنی لطف کے لیے روح جوہر کے بھی مضمحل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حضرت کی زبان میں ایک لفظی لوح، حسین و جلیل گوئی کا ہائیکس اور دل کشا طرہ واری تھی۔ شگلی و روحانی آپ کی تفسیر کا حقیقی جوہر تھا۔ دوسری جگہ بھی مصنفت نے طہارت لکھی ہے:

"حق تو یہ ہے کہ حضرت لاہوریؒ نے درس قرآن کو زندگی اور باطنی حقائق اور اس درس قرآن نے آپ کو زندہ رکھا۔ چنانچہ بیس طرح قرآن زندہ رہے اور زندہ رہے گا۔ اسی طرح مغیرہ قرآن بھی زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔"

حضرت مولانا مرحوم کے سوانح حیات "انوار ولایت" و "مہر مند بہ ذیل عبارت نقل ہے: "کس کو خبر تھی کہ یہ پیر پوچھ ایک گم نام قہیجے کے ایک فریب گھر لے گئے۔ جمع لے رہا ہے۔ کسی دن آسمان و زمین پر آفتاب عالمیت بن کر چمکے گا۔ اس کے علوم و وحی کے گورہ پلے کن رہوں گے۔ اس کے فیوض و برکات کی نوشیں نزم و کوثر کی آئینہ دار بنے گئیں اور یہ بشرق سے طلوع کرنے والا نیز ولایت مغرب کی وادیوں میں بھی خیر بادیاں کرے گا۔ جیسا کہ جناب علامہ الدین صدیقی سابق صدر مشیر معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور کی شہادت ہے: "میں نے مغرب عالم کی سیر و سیاحت کے دوران حضرت شیخ التفسیر مولانا امجد علی مرحوم کے شاگردوں اور حقیقتہً تئوں میں سے کسی نے کسی مرحوم آگاہ کو قرآن پاک کی درس و تدریس اور تشری و شاعت کی خدمات سراہا نہیں دیتے ہوئے پایا۔ گو کہ حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ کے فیوض کا دائرہ بہت وسعت رکھتا ہے۔"

"چنانچہ سیر اپنا لاہور سے کر پائل ۱۹۴۴ء میں جب میں دہلی پر پورے امتحان سے

۱۔ انوار ولایت و سوانح حیات مولانا امجد علی مرحوم قرآن شریف میں انگریز پیر کا مکتبہ پنجاب بریلی میں

۲۔ پیر کا مکتبہ سید صاحب لدھی جی، جہلم کے قریب کے حالات ان کی زبان میں ان کی زبان میں

ہیں تھے، مسلم تھے، صوفی تھے، مصلح تھے اور اس کے ساتھ ساتھ قوم و ملت کی ہر بکرا چوبابہ ملکوتوں کے غفلت افش، اس میں ایک کئے دلوں میں پیش پیش تھے ان کے بغیر محبت سے جھکوں خاندان بنے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی نشر و اشاعت میں اپنی ساری زندگی صرف کر دی۔

قرآن مجید کا درس ہر عالم دیتا ہے۔ لیکن مولانا رحمہ کے درس قرآن حکیم کے عملی معجزات کچھ اور تھے۔ چنانچہ اس کی وجہ سے جہاں ایک طرف انگریز انہیں اپنا دشمن سمجھتا رہا وہاں دوسری طرف ہندوؤں میں ان عوام نے بھی آپ کی مخالفت کی، جو بڑے بھی تھے شرفاء و رسوم کو جو مذہب مانتے تھے۔ مولانا رحمہ نے ایک دفعہ فرمایا:

"اب تو کھنڈے والے شک ہو گئے ہیں، لیکن ابتداء میں انہوں نے مجھے بڑھتایا، ایک دفعہ تنگ آ گئیں نے ان کو کہا میں قرآن مجید تمہیں ملے

یتیموں تم مجھے دیکھو دے کر مسجد سے نکال دو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔

لیکن ایسا کرنے کی کسی کو جرأت نہ رہی۔"

اب ہم سوچنا کہ وفات پاکستان مخالف گروہ چند اقتباسات پیش کر کے اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔

۱۔

"The Akhbar Farosh union held an emergency meeting and condoled the death of Maulana Ahmad Ali which was described as a serious blow not only to Pakistan but to the entire Muslim world."

۲۔ "جنت مدینہ جہاں شام ۱۶۔۳۰ ۱۹۶۷ء لاہور مولانا رحیم الرحمن، مصلح، معلم، مجدد حضرت مولانا احمد علی، وہ چار بھائیوں کے گھرانے، تعلیمات قرآنی کو انہوں نے عام کیا۔ وہ ایک شخصیت تھیں۔ ادارہ اور تاریخ تھے۔"

۳۔ "دی پاکستان ٹائمز۔ ۲۵۔ فروری ۱۹۹۲ء ص ۱۷۔

فہرست علماء کرام

- ۱۔ علامہ سید ابوالحسن ندوی صاحب: تحفہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لاہور۔
- ۲۔ مولانا محمد پرویز رحمہ قاضی ناٹک معمر دارالعلوم دیوبند۔
- ۳۔ مولانا الحاج عبداللہ صاحب خطیب و مفسر دارالعلوم عثمانیہ دہلی۔
- ۴۔ مولانا کلیل احمد بخاری۔ استاذ مدرسہ انصاریہ گلشن۔
- ۵۔ حضرت مولانا ابوالحسن محمد صاحب۔

جدید تعلیم یافتہ حضرات کی فہرست

- ۱۔ خواجہ محمد امجد صاحب ایڈیٹر الاسلام، انگلش کراچی۔
 - ۲۔ پروفیسر ملاذ الدین صاحب مدنی۔ راکش پائلٹ چناب سیرنورڈی لاہور۔
 - ۳۔ ملک مسند محمد انور شاہ صاحب پرنسپل امیر نیشنل کالج لاہور۔
 - ۴۔ ملک شرف الدین صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر ویال سنگھ کالج لاہور۔
 - ۵۔ محمد علی محمد علی مرحوم ابا علی اہل بی۔ ریشاڑو سمنٹ سیکریٹری سابق حکومت پنجاب۔
 - ۶۔ شیخ محمد علی صاحب ایڈووکیٹ۔ لاہور۔
 - ۷۔ پروفیسر سعادت علی خان ایم۔ اے۔ پرنسپل ریشاڑو،
 - ۸۔ مولانا بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ لدھیانوی۔
- پروفیسر محمد سعادت صاحب کے حضرات کی چند مسودہ ہمارے موضوع کی تائید و توثیق کا پہلو ملے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تاسمک حبیب کچھ تاریخ بھی جانے گی تو جہاں اس کے بہت سے ایسے کاغذات ملے گا کہ جو کہ جنہوں نے دعوت اس شہر کھر سہا روے برصغیر کی قسمت بدل دی تھی۔ وہاں آئندہ کا تذکرہ ایک ایسے بزرگ کے ذکر کی ضرورت نہیں کہ جس نے اس شہر کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک لازوال اثر چھوڑا ہے۔ یہ بزرگ بیک وقت عالم

اب پاکستان کے مایہ ناز علمی ادارے کے بانی اور سربراہ کی اس عنوان کو خیر باد کہتے ہیں۔

The Islamic Studies society department of Islamic studies at a meeting under the chairmanship of Prof; Ala-ud-din Siddique said in a resolution.

"The death of this great religious scholar creates a gulf in the realm of knowledge and spiritualism that cannot be bridged. This sad incident has deprived Pakistan of a pious & holy personality, who rendered great services to the cause of Islam, The Holy Quran and Sunna. His Scholastic and missionary services can never be forgotten

ہم محروم بالا متعلق کی روشنی میں: یہ فقیرانہ اندک لکھ میں کوئی پاک محسوس نہیں کرتے کہ عصر حاضر کے علماء اور لادایا دتہات کے دوجہ و دین اسلام کی صداقت اسلامیہ عالم کے قلوب میں اب بھی نمایاں کر رہا ہے۔ جس دور سے کہ جدید تعلیم یا فطرت ہی مولانا لاہوری کی دینی خدمات کے سلسلہ میں رطب الانسان ہے۔

مولانا فقیر کے انتہائی پر کامیاب چہلے والے علماء کو سندس تہذیب و تہذیب کی جاتی تہذیب تفسیر القرآن کی نقل ابتدائی سمات میں مناسب مقام پر درج کی گئی ہے۔

حضرت شیخ التفسیر علی المرتزق کے ہر دور میں دینی اور علمی کامیابی پر دستور جاری ہے۔ آپ کے فیصلے جہاز سے قاری مولانا عبد اللہ مظلہ العالی ہر دور میں اس کی سربراہی کرتے ہیں۔

"A number of student bodies in Lahore held condolence meetings and passed resolutions lauding the contributions of Maulana Ahmad Ali to enrich the Muslim religious and scholastic spheres. The Islamia College were closed after the condolence meetings as a mark of respect to the memory of the departed scholar?"

مولانا کی دینی اور علمی خدمات کا اعتراف صرف آپ کے متقدمین تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اب عالم و فضل بھی آپ کو عہد حاضر کا ایک بے بدل شیخ التفسیر تسلیم کرتے ہیں۔ ہم چند ایک اخباری مضمون پیش کر رہے ہیں جن سے یہ حقیقت مدد و روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ کی کلاس سال دینی سرگزشتوں نے خواص و عام کو کس حد تک بخیر و شاد کیا۔ اسلام کا کمالی رسول لائسنز کھلائے اپنے دینی خدمات کی رہنمائی و فائدہ پر مبنی انتظام لایا کرتا تھا۔

"The students of the Islamia College, Civil Lines, in a resolution recounted the services of Maulana in reviving the Islamic traditions of selfless & devoted service in the way of God. The resolution said that the teachings of Maulana has helped to rekindle the fervour for Islam in the hearts of lakhs and lakhs of persons."

۱۔ دینی پاکستان ڈائری ۱۰ فروری ۱۹۶۲ء
۲۔ آئینہ نظم

ملک میں قرآن فہمی اور دس حدیث کے چلے جاری کر دیے۔ جن کی وجہ سے غلامی ختم ہو سکی انھوں میں کھٹنگے۔ اس سے بڑھ کر وہ ایک ایسی صالح جماعت کی بنیاد ڈال گئے تھے، جو ان کی اصلاحی تجاویز کو پانچ نکیل تک پہنچا سکی تھی۔

آپ کا شمار اسلام کے عظیم القدر علماء اور عظیم ترین و فرائض میں جوتا ہے۔ آپ ہمیں حالی پانچ شخصیتیں اور یکاثر دہکار مستبیاں بہت کم وجود میں آئی ہیں۔ آپ اس صدی کے جہتہ میں سے ہیں؟

”اگر آپ پہلے پڑھنا میں پیدا ہوتے تو آپ کو انھوں کا امام اہل جہتہ میں میں باعث قرار دیا جاتا۔“

الغرض! اسلامیان عالم کے صحیح العقیدہ مسلمانوں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم کو اپنی صدی کے محمد اور حکیم الامت تسلیم کیا ہے۔ حضرت لاہندی نے اپنی تمام زندگی میں فلسفہ ولی لئی کو کبھی اور اس کی ترویج کا شامت کو اپنا لا تحمل بنایا۔ مجلس دہلوی تقاریر میں آپ کو شاہ ولی اللہ مرحوم کے وفائی ملک کی وضاحت فرماتے تھے۔ مدعہ تفسیر سے غدار ہوئے اور اسلحہ ہر جہت میں تعلیم کا ذوق رکھتے تھے۔ ان کو فلسفہ شریعت اور اسرار دین کے مسئلہ میں شاہ ابوالہد سبقتا پڑھا کرتی تھی۔ یہ درس ۱۳۴۰ء سے شروع ہوا۔

۱۔ عقدہ فیوض القربین ۲۔ از تمام جہاد و صاحب۔

۳۔ غاب صبیحی من خال، مقدمہ فیوض القربین ۲۔

۴۔ آپ کے علمی اور ذہنی کمالات واقعی اس قدر ہیں کہ صحت کے لائق ہیں، کہ آج بھی بہت سارے آپ کو حکیم الامت اور جہتہ تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت شاہ جہاد عزیز قریب دہلی کے استاد اکرم حضرت شاہ غلام غفر صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے، ”یہ سارے ان طریقہ طالبان حقیقت پر مشیمہ ذہانہ کہ جس کی سہارہ دہلی ان فرسہ کامل بلکہ عورت و سارے کافر غرض اسلحہ سے لڑا، وہ از ہنر ہر چارہ خود ساختہ زبان پر نہ جاری ہو۔“

حجۃ اللہ البالغہ کا درس

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم جہتہ اعظم کا تعارف

ہرگز نہ ستر ہی گہر و نصیب

ہم بہ جبر جلی امیں گرد و قریب

امام اکر حضرت شاہ ولی اللہ قدس صغری رحمۃ اللہ علیہ ان مقدس بریتوں میں فتاویٰ ترین بیہیت کے حامل ہیں، جن کو پروردگار کائنات ان کے دین کی دینی مسئلہ دے رہا ہے۔ آپ نے امت مسلمہ کی ہر روش حیات کو نہایت قریب سے دیکھا۔ ان کے حسن و قبح پر غور فرمایا۔ دین حق کے ٹوڑی کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا اور پھر اپنی خود ار جہتہ واد و مسلمانوں سے کام لے کر دین مصطفیٰ کے روشن چہرے سے تمام حیات کو دور کیا، آپ کی تصانیف اسلامیان عالم کے ہاتھوں میں ہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں قدس بھی تھے، امت بھی تھے اور اپنے علم کے علم اور اسلام کے علم کے علم بھی تھے۔ آپ نے اسرار شریعت کے مسئلہ میں جو ان اہل ہذا بھی سارے دین کے علم کی ابتداء صحیحہ پر کام و رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد جاویں سے ہو چکی تھی۔ آپ نے اس نبوی علم کی تمدن کو پانچ نکیل تک پہنچایا۔ آپ کے حافظہ شاہد کائناتہ آپ کی تصنیف ”فیوض القربین“ کے مطالعہ سے بخوبی گنگ سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اہم الشہ شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کا فیض جاری تھا۔ انھوں نے مصطلح یا فقہ ہر نے کا کوئی جہتہ گنگ وھنی نہ کیا تھا، لیکن جمہود اصول کا پورے مسلمان دنیا کر رہا تھا۔ قوم کی اخلاقی اور دہائی تہاتوں کو اپنی تصانیف میں بے نقاب کیا۔

۱۔ شہر ساز و موعظ۔ اسرار شریعت، علامہ اقبال مرحوم۔

۲۔ موعظ کفر ۳۔ از محمد اکرم ایم ماہ۔

غزوہ حاکم، بنو مدلیح، عاتق البیہق، خبیث المدینی، حضور سراپا نور، فدائے الہی دہلی کے محبت بھرے اہل عقاب دلی صفائی کی گزشتوں سے محل کر آپ کی زبان غور کرتے۔ آپ کی تحریرات قرآن حکیم کی آیات اور احادیث خیر الائمہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر بڑا محدود ہیں۔ رسائل خدام الدین جن کی تعداد چونتیس ہے ان میں گلدستہ صحاح احادیث نبویؐ بھی موجود ہیں۔ اس کی تصدی مسطور میں آپ نے دینیہ ذیل عبارت تحریر فرمائی ہے جس سے آپ کی عظمت، زائد اور محدثانہ حیثیت کا پورا پورا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ آپ کی کسی موعظہ پر بھی تفسیر بازار کے ترکیب نہیں جرتے۔ بلکہ آپ سید احادیث نبویؐ کے ہر قول سے اپنے مسودات کو سطر کرتے رہے۔ آپ کی زبان پر یہ ارشاد بار بار درج آیا جاتا تھا۔ ”ہاں وہ ہے، جس کے دامن ہاتھ میں قرآن حکیم اور بائیں ہاتھ میں شعلہ حبیب خیر الائمہ جو اندوہ ان دونوں نوروں کی روشنی میں خلق خدا کی رہنمائی کرے“ اب پھر ضرورت حدیث کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

”قرآن حکیم جو نیکوئی میں ہے اور دوسری زبان میں اس کی وضاحت ہے کہ شیعہ ہی دوسری زبان میں جو۔ لہذا ایک ایک نقطہ کے کئی کئی حصے ہیں۔ اب اس بھر کا پتہ لگا کر اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے۔ اس کے لیے سوائے زبان فیض ترجمان مستند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ لہذا اس آیت کا جو مطلب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں ہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہوگی۔ اس کے خلاف جو سنی بھی لیا جائے، خواہ وہ نسبت عربی کے قضا و درو ضوالہ کے مطابق ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہوگا بلکہ مستور ہوگا۔ لہذا جب تک خادم قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو پیش نظر نہیں رکھے گا۔ وہ جامعہ اعتدالی بن قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن یہ کہ جو مطلب یہ ہے۔ اسے وہ خدا تعالیٰ اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کے خلاف جو۔ لہذا ہر مسلمان کے لیے بالعموم اس تفسیر قرآن کیلئے

سنے۔ رسائل خدام الدین مسطور۔ گلدستہ صحاح احادیث نبویؐ حدیث مستطاب احمد علی قدس سرہ۔

اور میں غلام متین مرحوم کے مکان واقعہ گورنگھ لہ میں نواتیں کے دہلی قرآن حکیم کا مسلسل شروع کیا۔ یہ درس تقریباً دو سال تک اسی جگہ نہایت پابندی کے ساتھ جاری رہا۔ ازل و بدل اس کو مدرسہ اہلسنت کی شکل دی گئی، جس کا تھیں لاکھ پندرہ تھائی مولانا کے تجدیدی کارناموں میں کریں گے۔

مولانا بحیثیت محدث

مولانا کی زندگی جہاں قرآن حکیم کی خدمت کے لیے وقف تھی وہاں احادیث نبویؐ کی نشر و ترویج کا دوا بھی آپ کے دل میں ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ دوسری عمومی میں قرآن عزیز کے ساتھ دوزاد مشکل شریف یاد دوسری کتب احادیث موجود ہوتی تھیں اور آیات قرآنیہ کی تشریح و تفصیل کے لیے احادیث مستندہ پیش کیا کرتی تھیں۔ آپ کی تمام تصانیف کی درجہ گروائی کیلئے۔ شاید یہی کوئی سفر میلے گا۔ جہاں آپ نے رحلی انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو عربی رسم الخط میں نقل فرما کر اس کا باقاعدہ ترجمہ تحریر فرمایا جو۔ آپ کے دینی مسلمانین بولی یا تقریری فرسوط ہوں، ان کی ملوثی اور فروشی پاشی کا انحصار صرف احادیث کے مطبوعات پر ہوتا تھا۔ آپ کے خطابت جبر ہاں مسلمانوں کے سوا غلط حسد پر نظر ڈالیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ قرآن پاک کی توضیحات و تفسیحات کا ہر پہلو فرامین نبویؐ سے متضمن ہوگا۔

آپ کی تمام تحریرات میں جہاں کہیں حضور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آتا ہے تو تفسیق الصفات کے طور پر درج کیے گئے۔ ”اللہ بخیر“

سنے۔ مرحوم مولانا۔ جلد علیہ نقول۔ فیروز سنز۔ لاہور۔

سنے۔ جلد پہلی کی ایک صفحت جس میں ایک وصف کئی اصناف و صفات متحرک ذکر کرتے ہیں مثلاً وہ سچا آدمی صفت درخ و دلدادہ العین۔ وہ لیمان و دش و مونی نکت و صلح اہل (تذکرۃ اہل حق۔ ص ۱۵)۔ مصنف مولوی ذوالفقار علی ۱۳۳۲ھ و ۱۳۳۳ھ کی پندرہ صدی ہجری

بالخصوص لازم ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کا علم بھی حاصل کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں اور خلیق خدا کو پیغام حق صحیح و سالم پہنچا سکیں۔
گلدستہ صدامادیہ کی تفسیر مسعود میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”گلدستہ صدامادیہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سو دینیں مختلف مضامین کی بحث کی گئی ہیں۔ یہ گویا دعوائی پھول ہیں، جن کو نہ بواڑا کھجور کا پتھر کیا جاتا ہے؟ مذکورہ بالا صدامادیہ کا انتخاب ایک مسلمان کی مدد و ترغیب کے لیے شملہ دار ہے۔ ایک ایک حدیث قابلِ غور اور اسلام کی صداقت کی جان ہے۔ ہم تیر کا ایک اور احادیث کو اس موقع پر نقل کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من أخذت فی امرنا هذا ما لیس منہ فهو زندقہ
ترجمہ: حاضر صدیقؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین و مشن علیہ، میں کو کوئی نئی بات داخل کرے گا، جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔“

آجائے مدنی سیخ رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیفہ کائنات نے ایک لاکھ چوبیس ہزار دنیا کرارم کے مناصب عہدہ اور کائنات سستورہ کا مجموعی من و جان عطا کر کے پڑھایا ہے

- ۱۔ گلدستہ صدامادیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر نور اور روزہ۔ لایچہ
۲۔ سیدہ و سرور محمدؐ نور ہاں ۔ بہتر و مہتر شیعین جسٹس
۳۔ بہترین و بہترین انبیاء ۔ بزم مستنیرت دراض و دما
۴۔ انبیاء و اولیاء تفصیلی تو ۔ از کمال حق طرہ تجلی سلی تو
۵۔ اسے ہزاروں جبریل اندر بشر ۔ بہر حق سوئے فریباں یک نظر
(موفق دوم علیہ الرحمۃ)
بدنہ۔ کھوس

حضرت مولانا نے گلدستہ صدامادیہ کے انتخاب میں جس میں تیرہ کثرت دیا ہے ہم اس کے شائق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

تفصیل قرآن سے امر واضح شدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ کی پشت جہاں رحمتہ تعلیمی کے انوار سے مستور ہے۔ وہاں قائم الیقینی کے ثروت و جہت سے بھی فوادی گئی ہے۔ آپ دنیا میں نبوت و رسالت کے لحاظ سے اہل بیت کے علم بردار ہیں کو صلیا کر رہے۔ آپ کا دین غیر الایمان اور آپ کی امت غیر الاسلام ہے شیتہ اندی نے تمام اور دینیات کی رشد و ہدایت کے ہمراہی انوار میں مسطوفی کی شیعہ رسالت میں صحت فرا و دیں۔ آفتخت علیکہ عصمت و زینت لکھو الاسلام دنیا کی قدسی صحت نے اس امر کو بھی اور سفر بنا دیا ہے کہ ہم قیامت تک موجود ہیں جہاں تحریف و تبدیلی

(نقاہت کوشش) مولانا دوم علیہ الرحمۃ آپ کی جامع علمی کی قرآن میں زمرہ پڑا رہا۔

صد ہزاراں طب جائیس برسد ۔ پیش پیچے و دشمن افسوس برسد
صد ہزاراں دفتر استعار برسد ۔ پیش حوت ایضاً اہم عار برسد
قرآن مجید ۔ ستم نبوت و صحت ۔ رہا شائق حق اہل حق باؤد حق پڑھنے دہی
مکتوبہ خیر متکوئی تھا بہت ۔ داؤد خیر خیر حق من الاولی کا مژدہ خاطر اہم آپ ہی لکھے ہیں۔

اگر علی دنیا میں کسی شاعر کو درجہ کلام میں کسی فنکار کی تہذیب کی اعزاز ہے تو علامہ اقبالؒ کو شیعہ حضرت کے شہرت ایک منظر کے تباہ و تار حسمین و آفرین کا استقامت پہنچا ہے۔
شیخ محمدؒ ۱۔ محمدؐ حد مراد کے پاک دا ۔ آنکھیاں داو مشیت خاک دا
اقبالؒ ۲۔ محمدؐ حد مراد رسول پاک دا ۔ آنکھیاں داو مشیت خاک دا
دشمنی پس چہ باید کرد اسے تو ہم شرق سے حد اقبالؒ رحم

۱۔ فقا ارسلاک باؤد حجتہ للعالمین دسورہ انفار ۱۱ آیت ۱۰۶
۲۔ تاکان حجتہ آیا آخیر حق تبارک و تعالیٰ رسول اللہ و خاتم النبیین مکان
۳۔ علی شیعہ حلیما ۔ (آیت ۳۰ پ ۲۶)
۴۔ ایوم الگت کھو دیکھو اتمحت علیکہ و زینت لکھو الاسلام دنیا و کلمہ دیتا
۵۔ باغین نزلت الذکر و ناٹاھت کھظون (سورہ حجر ۱۵ آیت ۱)

اختلافی کثافت کرایا۔ اس حقیقت کو اس جگہ نقل کرنا غلط فرقہ وارانہ و بوجھ۔ مسائل کے مدد سے ہے۔ ایک بدی، دوسرا نفی۔ صحیح طریقہ تعلیم ہے کہ کوئی اقل سکولائے جائیں اور بد کو نفی ہی تعلیم دی جائے۔ کتاب اللہ کے پیہنات آیات نکلتے نکلتے ہیں اور وہی کتاب الہی کی جڑ اور اصول ہیں۔

[illegible]

خود قتل کے پورا ہونے کے باعث وہ بے لگاری کی زندگی بسر کرے۔ ان دونوں میں سے کسی کے قتل کے بعد جو شخص عبادت ترک کرے اس سے بڑھ کر ادا کوں گناہے میں ہو سکتا ہے۔

كَوْنُ قَدَّحٍ وَانْحِتَ لِلَّهِ لَا تَحْشَوْا اِذَا اَنْصَرَفَ وَاقِ كَاهِرُ شَرِّهَا
الہی کا ایک حسین گہوارا ہے۔ آفتاب عالم تاب کی ایک نہری شمع ہے جس کا ایک کانیک عطر بڑھو گا۔ ماہ چاروں طرف سکون آفرین صورت۔ کو سبوں کا گواہیں سکوت۔ مرقاب بحر خیر کی تسبیح غنائیاں، ریگزاروں میں جنوں کی مسکراہٹ اور ہوائوں اور فضا کی صواہل اور بحر میں نمٹنے کے خزانے پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو کون ہے جس کی مدح قدرت کی گوار کے اس نظم وارف نظام حیات کو دیکھ کر حیرت و استعجاب نہ ہو جائے۔ کسی شیدائے ظنرت کی زبان کے الفاظ نیچے ۵

۵۔ فہ چاہے، تو تم کا رہے۔ مجھے صبر رہا کر

دوسری جگہ ۵۔ تو جو چاہے، تو اے سید صوابے صواب

اب ہم ارشاد نبوی پر غور کرتے ہیں۔ آپ کے ارشاد پر لگائی سے جن دونوں میں سے کوئی چلتا ہے، یہی دونوں میں سے حیات ہے۔ یہی وہ جمل الفاظ ہیں، جن کی تفصیل تمام تر نعمتوں کو محیط ہے۔ رحمت اور قانع اہل حیات انسان کے دوا ہے پڑیں، جن کی مدد سے وہ عالم ہمت تک پہنچا کر سکتا ہے۔ عجب زندہ دار سعید مدعی گزبان و فذکی پر دنیا نیل سے آزاد ہوں۔ تو بعض خدا تعالیٰ عبادت گزار میں میں نفس گناہی کی منزل پر پہنچ کر انقطاع عن الخلق اور احتیاج زلی اللہ کے تمام کو حاصل کر سکتی ہیں۔

۵۔ سورہ النحل ۳۸-۳۹ آیت ۱۰۔

۵۔ سبھا ان کی کی نہ ہو چاک ہے پردہ وجود۔ دل کیجئے ہزار سو۔ ایک نگاہ کا زباناں۔
(نعم لائق و شوق۔ بل پر لائق۔ علامہ اقبال روم)

علامہ ابن حضرت مولانا نے طو بہت احادیث کے سلسلے کو تمام زندگی جاری رکھا۔ قرآن حکیم کی اشاعت سے جہاں آپ نے زندگی کے کسی حصے میں بھی تساہل نہیں بنایا۔ وہاں حدیث نبوی کی تردید کو بھی آپ نے ایک لڑکے کیے فراموش نہیں کیا۔ آپ کی سرپرستی میں ایک سخت روز و فطرت میں، کی اشاعت شروع ہوئی۔ آپ نے اس کا سہرا احادیث نبوی کے لیے مخصوص کیا نہ سبب حال مدیونوں کا انتخاب۔ ان کا ترجمہ اور تشریح وغیرہ آپ کے لئے تھی۔

خلاصۃ الشکوۃ

شکوۃ المصابیح تمام صحاح ستہ کا منظر ہے۔ آپ نے پوری محنت و توفیق اور بڑی بڑی سے اس کا ایک خلاصہ مرتب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الشکوۃ رکھا۔ یہ مبارک مجموعہ جمادی الاول ۱۳۹۱ کو طبع ہوا۔ آپ نے اس کو کتب بآفاق سے شروع فرمایا۔ جس مجموعہ احادیث کی بر فصل کی ایک دو مدیونوں کی حلی اللہ مدعانی افادت پر تبصرہ کرتے ہوئے آگے جڑتے ہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الشكوة والضرع ودعا الجاني لحكمة فليد.

کتب القرآن ۱۲۰ مطبوعہ آداب عالم دین، لاہور

الضائق اچھی طرح سے عبادت تب ہی کر سکتا ہے کہ تندرستی کے علاوہ دنیاوی ۵۔ مولانا احمد علی رحمہ اللہ اپنے تحریر شدہ دستاویز تمام علوم کی لائبریری میں حدیث اصولی حدیث پر ۵۰۰ کتب موجود ہیں۔ راقم لغوت لال دین انگہ، ۵۔ یہ کتاب ان باتوں کے بیان میں ہے جو دل کو نرم کر کے دلی ہے۔

۵۔ جہاد بن جاس سے روایت ہے۔ انصاف، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں میں۔ ان میں سے کوئی نقصان اٹھاتا ہے۔ کیساں میں تندرستی ہے۔ دوسری فراغت ۵۔ خلاصۃ الشکوۃ ۵۰۰ حاشیہ ۵۰۰ معتبر مرقہ احمد علی رحمہ۔

اسرار و غوامض اور اعلیٰ و رفیعی کے جامعہ دریافتات سے آپ کی فکر کو فطرت کے سراپے سے قہری طور پر غلام کیا گیا ہے۔ آپ کی مبارک زبان میں اختصار اور عیناً و بقیۃ صحت و بلاغت کے قدر گرامر بکے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کے شعوری اور معنوی محاسن کا بیان کرنا ہر جیسے ہستی کی دھڑکن سے یقیناً باہر ہے۔ مگر حسب استعداد و چند سطحوں کا حوالہ قلم کار ضروری سمجھا گیا ہے۔ ہم حدیث ذہیر عثمان کی تشریح و توضیح کے لیے قرآن حکیم سے شواہد پیش کرتے ہیں۔ خالق کل نے انسانی فطرت کے طبعی میلانات کا راز افکار کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ذُنُوبٌ لِّكُلِّ نَفْسٍ مِّنْ حَبِّ الذَّنْبِ وَمِنْ أَنتِمْ آدَمُ بَنِيْنَ ذِيْ اَنتِمْ لِيْزِ اَلْفُطُوْرَةِ
مِنْ الذَّنْبِ وَ اَلْفُطُوْرَةِ لِيْخْلِيْلِ الْمُسْتَقْدِمَةِ وَ لَوْلَا هَا وَ لَوْلَا هَا لَخَلَّتْ ذُنُوبُ
مَنَاجِ الْخَلْقِ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ ۚ

علم نفسیات (Psychology) کے ماہرین نے بھی مذکورہ بالا آیت کے متعلق کو تسلیم کیا ہے۔ جنسی سرخوشیاں اور سراپے پرستی کے جذبات انسانی فکر کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالہ بالا حدیث میں انسانی فطرت کے تمام لواضع و فاضل اور ان کے نتائج کی خبر دی ہے۔ ان کو ایسے تشبیہ رنگ میں پیش کیا ہے کہ نقصان سی حدیث مندر کے محاسن پر غور کر کے ہی آپ کو غلامانک افصح العرب تسلیم کرنا پڑے۔ انسانی فکر کو ایسا معراج کمال حاصل ہوتا نامکن ہے۔ جب تک تائید از دی و دستگیری نہ فرمائے۔ آپ کے فرمودات کلاموت اور توبہ بابت کا تیر ہیں۔ خواستے فیضانی کے تمام میلانات و روح حیوانی کی حاضی

۱۔ اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ ۚ (سورہ ۱۰۴، آیت ۱)

۲۔ عَمَلَان ۲۔ آیت ۴۱۔

ذلت کا باعث بنتے ہیں۔ بد نظری، اذنا، چوری، قریب دی، جھوٹ و غیبت، شرب خوری، چوسبازی، رشوت خوری، خود ستائی وغیرہ بد فطرت انسان کی شایستہ اعمال کی کھاسی کرتے ہیں۔ وہ لذت حاصل جو ہم کو حق تعالیٰ پر حاصل ہوتی ہے۔ اس کو رضائی اور نافی مسرت و لذت پر ترجیح دیتے ہیں۔ لہذا حبشہ کے عسکران میں جا چکے ہیں۔ آنجک قص و بد اور عصمت سے نہایت نفی ہوئی۔ وہی کا دور مدہ ہے۔ اس سے مدح حیوانی کی پرورش ہوتی ہے اور بدوح سکونی کو مضر پیشا ہے۔ سابقہ آیات میں بھی پروردگار تعالیٰ نے انسان کی نفسی و جسمی کو باطنی اور باہرہ، اندر کی کو خارجہ الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ انسان شہوانی جذبات سے مطلوب ہوتا ہے۔ انسان مال و باہرہ حرص کا شکار ہوجاتا ہے سولے پانچویں کے خواہش، شامان ترک و اعتقاد کی ساریوں اور جاگیر داریوں پر طررتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام چیزیں قریب نظر کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ ان اس دنیا میں ہو کر دنیائے مہذہ (آقعدہ) نیک اعمال کا توڑ کھانے کو توڑ کھانی کے (من الما ب) تمام شرف و عہد پر ناکر کیا جاتے گا۔

اس علوم کی تعمیر رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک حدیث میں بیان فرمائی ہے کہ تمام اعمال بدین کا نتیجہ جہنم ہے۔ کتاب میں ظاہر ہے اور بدعیب لوگوں کو حرم و جہیل معلوم سمجھتے ہیں۔ اس کی مثال آپ نے خوبصورت پردہ سے دی ہے جس کے نیچے بدیوری طرف جہنم کے شعلے لپک رہے ہیں اور اس کے مقابلے میں بہت کو ایسے پردے میں چھپا رکھا ہے کہ ظاہر میں نکاحوں کو اس دہشت کی دہشت پر غلامانک شکار چٹائی سے بچی ہوئی نظر آتی ہے۔ و تکالیف شرعی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد و حقانیت حدیث خلق اور عبادت الہی اس مخلوق جہنم کے طبع قریب خود پر گراں گذشتی ہیں۔ یہ عارضی فیض و آرام میں اپنی قیمتی متاع حیات کو نشانہ کر رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ چند روزہ زندگی کو مستحق اللہ اور حقوق العباد کو حق امن اور انگی میں صرف کرتا لہذا اپنی حاضی حیوانی لذت

۱۔ دنیا کی لذت اور اہل دہم و قہم پر ہے۔ جہان اور دہمائی، جہنم پر جہنم کی لذت ہے۔

(جاری رکھو)

اور اکثر و بیشتر ارباب معنی و جوامع عقائد بھی جوئے ہیں۔ ہندوستان کے عام عقیدتیں اور خصوصاً دل الہی خاندان اور سلسلے کے تمام وہ اکابرین کی تحقیقات اور مطالعات معارفہ اکثر اجتہاد کا دعوہ یا دلاتی ہیں۔ خود اپنے لئے اور اپنے حلقہ اثر کے لیے تقلید معین ہی کو ضروری سمجھتے رہے اور کبھی اس حلقے سے باہر نہیں ہوئے۔ دین کے بارے میں یہی وہ اسرہ ہے جو بطور قوارٹر علماء دیوبند تک پہنچا اور اس پر ان پر امن پروردار علوم دیوبند نے راہ دہی اختیار کی۔

خداوند یان حیدرت کے بعد قادی صاحب نے تمام بانیان دارالعلوم دیوبند کے اسد گرانی کا ذکر فرمایا اور بعد ازیں چند سطروں پر اسی سلسلے میں حوالہ دیکر کرتے ہیں۔ بالخصوص حضرت بانی دارالعلوم دتھم اسلام و انجیلات، علی اپنے مخصوص رنگ سے اہم ہیں۔ حضرت اللہ علیہ کی فکری تقلید بھی کی۔ اور ساتھ ہی محققانہ انداز سے تمام فقرہ اور کام کا اصلی نسخہ بھی اس انداز سے کھول کر دکھایا کہ تقلید ایک مستقل تحقیق نظر آئے گی۔ جس کی بدولت دارالعلوم کے یہ ہزار و فیاض راہ شاگرد عقیدہ بھی رہے۔ اور محقق فی التقلید بھی ہوئے۔ اس طرح ہندوستان کے گوشے گوشے میں ان حضرات نے اسی مسئلہ تقلید کے ذریعے سے لوگوں کے دین کی حفاظت کی۔ ورنہ ایک طرف سے ملک کا جاہل طبقہ جس کی ملک میں اکثریت تھی، فکر و خیال پر اس قدر قید و بند نہ کرنا کہ کچھ شاکر اپنی آباؤی رسوم کو اسلام اور انہیں کی کورڈو تقلید کو چھوڑی، اسلام کچھ کر جس کو ان کی تقلید میں گرفتار تھا۔ جس سے ان میں طرح طرح کی بدعات و مہذبات رچ گئی تھیں۔

تقلید کا صحیح مطلب

حقیقی معنی! اپنے مذہب کو کھینک اور قماشہ نہ بناؤ۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ

۱۔ لا اجتہاد و تقلید ۲۔ مصنفہ علامہ قاری محمد طیب دہلوی

۳۔ اصل حقیقت ۴۔ مصنفہ مولانا احمد علی مرحوم

اس گئے گذرے زمانے میں جبکہ مذہبِ عرب کی پرستاری کا جنون تمام قوام پر مسلط ہو چکا ہے اور کتاب و سنت میں تذبذب و فکر کرنے والے لوگوں میں بھی نہیں رہتے۔ اکثر اسلاف اور مجتہدین اسلام کی تقلید کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ حلقہ اقبال جن کو قدرت نے عالمیان اسلام کی بنیادی کی استعداد دی ہے، ان پر مطالعہ فرمائی ہے۔ یہ درہزادہ انحطاط تقلید اور اجتہاد و اولیٰ خراست کے غفلت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مستعمل گر دو چہ تقریر حیات - علت اور تقلید کے گرد ثبات

راہ آباؤ کو کہ اس وجہ سے است - معنی تقلید مضبوط بقیت است

نقش بر دل معنی توحید کن - چارہ کار خود اور تقلید کن

ترجہ تبار عالمیان کم نظر شد - اقتدار بر رفتگان محفوظ تر

عقل آیت چوس فرسودہ نیست - کار پاکیان از غرض آورہ نیست

نکر شایاں رسید ہے باریک تر - درج شایاں با معنی نزدیک تر

اس کے بعد علامہ موصوف، طبیب بیضاوی، حق اندیشوں کے قضا کا ذکر فرماتے ہیں۔

ذوقی جعفریہ - کاوش رازی ماند

آہوئے بقیت تازی نہ ماند

تنگ بر مارا گنڈا ز دیں شد است

پر نیچے را ز داو دیں شد است

اب علامہ قاری محمد طیب صاحب قاضی کے چند ارشاد ایک گویا ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اشیائے خاصہ تمام اکابر سنت اور برقر کے علاوہ قول جو اجتہاد ہی شان ملک رکھتے ہیں۔ تقلید معین کے دائرے سے باہر نہیں ہوئے۔ جس سے بڑے متاثر ہوئے۔

۲۔ اسرار و دوزخ ۳۔ مصنفہ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ۔

۴۔ * * * * *

۵۔ لا اجتہاد و تقلید ۶۔ مصنفہ علامہ قاری محمد طیب دہلوی

موجود حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد پر نہ کا کیا مطلب ہے؟ چار سے تیار ملنے صالحین احکامات رحمہ اللہ تعالیٰ اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب پر عمل کیلئے لازمی ہے۔ اگر اس کا حکم صریح مل جائے تو یہ کسی اور طرف جاملے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد قرآن و حدیث پر عمل، فقہ متنبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ ہیں۔ جب ان دونوں مقامات سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو اسے قرآن و حدیث سے کوئی کھیا جائے۔ اگر آپ کا یہاں کہنا تو اس میں جس مسئلے پر بحث ہوئی، اور کچھ پایا۔ اگر وہ مل جائے تو یہ خداوند پر شرمائیں اس کرنے کی مہارت ہے۔ لیکن جیسے اس کے ارشادات خود قیاس کرے۔ اگر کسی بڑے عالم، اعلیٰ درجہ کے مفتی، عابد، زاہد اور ماہر علوم کتاب اللہ و سنت علی ما جہا الصلوٰۃ والسلام کے قیاس پر اس شرط سے عمل کرے۔ اگر میرے امام کی رائے اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف ہوئی تو اس کو چھوڑ دوں گا اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ تو اس کا نام تقلید ہے۔ مباحیہ الامام حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ارشاد ہے: **رَأَيْتُ عَمَلَهُ الْعَدِيَّةَ قَدْ مَضَىٰ هَبْنِي** چنانچہ ہمارے فقہاء عظام کے یہاں ہی رسول پر ترجیح ہے۔ **وَالْعَدِيَّةُ بَابُ الشُّرْعِ ثَلَاثَةُ الْكُتَابِ وَالْاِسْتِثْنَاءُ وَالْاِجْمَاعُ وَالْاِسْتِثْنَاءُ قَدْ اَصْلَحَ الْاِقْيَاسُ رَأَيْتُ قَوْلَهُمَا اَمَّا رِكَانُ الْاِسْكَو مَوْجَعًا فِي وَاجِدٍ مِنَ الْمَشْرِقَةِ لَمْ تَخْلُجْ اِلَى الْاِقْيَاسِ**۔

جہاں تک مولانا لاہوری علیہ الرحمۃ کے مسک کا تعلق ہے، آپ محقق مذہب ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ کتاب: **اصول حنفیت** میں آپ نے نہایت وضاحت ملے۔ **لَا اَخْتَارُ شَايَ ۴۸۔** محبوبہ عینہ عصر۔

نہ۔ **تَحَايَ عَمَلَهُ مَحَاب۔** نور الاولیٰ علیہ السلام۔ یہ ایک شریعت کا اصول تین ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع است اور چوتھا قیاس۔ پس جب کسی کو حکم پہلے تین اصولوں میں ملے تو چوتھے اصول کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

سے تقلید کے علوم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے حنفی مذہب ہونے کا اعلان فرماتے ہیں۔ آپ کے نام میں بعض مسلمانین آپ پر غیر متفقہ رد لائی ہوئے کا اہم لگاتے تھے۔

الفقہاء کی عالم دین یا اور جہد شخصیت کے حالات زندگی اور باقی کارنامے نمایاں کا بخور مٹا کر دینے والے مفتی و مفتی کا فرض ہے کہ اس بزرگ برحق کے مسکتہ پہلی طرح واقفیت لکھتے ہوئے اس کا کس کو مقبول ہو جائے کہ وہ جس فرد موصوف کے علم و عمل کا جائزہ لینے کے لیے پیش ہے۔ اس کا مقصد مسکتہ کرم کے مسکتہ ہے کیا ہے؟ اور اس نے کس مسکتہ کی اشاعت و ترویج کو کیا کار عمل بنایا اور اس کے یہ و کار کس دیگر مکتبہ دین میں مسکتہ و اصل ایک دہن کی زندگی کے تمام کارناموں کے لیے محرک ہو سکتا ہے۔ مسکتہ کی حفاظت و میمنت بقدر حرارت سے ہونا چاہیے۔ وہ نہ خفت جائیں اپنی جماعت و دوسرا مستعد کی وجہ سے بدعات و صحیحات کا افکار جو کہ اپنے رنگوں کے صحیح مسکتہ پر لازم قراخی شروع کر دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ ہم نے مولانا لاہوری کے مسکتہ کی وضاحت میں چند اصول طوط سے کام لیا ہے۔

اصلی حقیقت یہ کہ چند مسکتہ کی نقل پر جہاں موضوع کو ختم کرتے ہیں۔
۱۔ تو یہ غیر صحیح علیہ مسکتہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اشاعت و اشاعت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات میں ان کے حدیث شاگردوں و مشاغل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام نضر ابو حنیفہ میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ ان ہی حضرات کا حلیہ بیان ہے کہ کرم قول میں امام صاحب کے پابندی میں۔ لہذا بحیثیت مفتی ہونے کے ہر جن حضرات کے اقوال کے سامنے سر جھکا کر پناہ مانگتے ہیں۔ ان کے سوا کسی شخص کے قول ہم ماننے کے لیے جبر نہیں ہیں، اگر جو حنفی مکتبہ سے وہ جہاں آقا بن جائے۔ لہذا ہمارا یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ ہم کچھ حنفی ہیں؟

دوسرا مسلم اصولیہ لاہوری علیہ الرحمۃ کی توجہ کو مکمل رب العزت نے حضرت مولانا

اکثر فرقہ حضرت محمد ابراہیم علیہ السلام کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ایسی مبارک اور مقدس فرشتہ کی
انامیگی کے لیے مندر خود پر آئے اس لیے غریبانے کارناموں سے اسلام کے دشمن پہرے
پر سے حوادث و بدعات کی تاریکی کو دور کر کے چلے گئے۔

آدم پر برقعاً مکتوبہ بالاتفاق کی روشنی میں ہم کو سنانا اور علی علیہ السلام کی زندگی کے
دینی اصولی پہلوؤں پر نظر ڈالنا ہے تاکہ آپ کے تجزیہ کی کارناموں کی نشان دہی ہو سکے۔
حضرت علیہ السلام کا تعلق عرب و ہندو کا ہزار ہوں سے جس کی تربیت دین پرور و شریف
اور امارت و شرف کے قدرتی گیسو گروں کے اعضاء میں ہوئی۔ جس کی طالب علمی کی
جہیز نیاز پر امام انقلاب حضرت مولانا عبد اللہ سندھی کی استناد تادیب کا ہوا جسوں
کے خوش مراد وہیں جس کی روش حیات دلی انہی منزل کا پتہ دیتی ہے۔ آپ نے پچھریں
صدی کے نصف میں پنجاب کے ائمہ اربعہ میں پہلے کو تقریباً نصف صدی تک
قرآن حکیم کا درس دیا۔ ہزاروں علماء کرام آپ سے وعدہ تفسیر کی سہولت کے کر دینا کے
مختلف اطراف و اکناف میں تبلیغی مشن کے سلسلے میں مدارس عربیہ کے بانی و مقرر بن کر مذہبی
بزرگ رہے ہیں۔ اس پر پتہ یہ کہ آپ کے صاحبزادہ حافظ صاحب اللہ صاحب علی و دلی کو
پہلے عالم نے دینار رسول کی حکمت و فتاویٰ میں جھلکار جو پچیس سال قبل قرآن پاک
کی خدمت کا کام لیا۔ علامہ ابن آپ کا جاری کردہ مؤرخ جدیدہ جنت مدینہ علامہ ابن
ہندو پاک کے علاوہ دنیا کے باقی تمام ملک میں بھی بغیر غرضیاں بیان کر رہے ہیں کہ اس
حضرت و جبرئیل کے فیوضات و برکات کا دارن تقریباً تمام عالم اسلام کو محیط ہے۔

ملہ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ ۱۵۰ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۵۰ میں وفات پائی۔ امام مالک ۱۷۹
میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ میں وفات پائی۔ امام شافعی ۱۸۰ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ میں
میں وفات پائی۔ امام احمد بن حنبل ۲۴۱ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ میں وفات پائی۔ یہ وہ مبارک
زمین کی طرف سے جتنے علماء و غرائب مشہور ہیں۔ ان کا مقام جنت میں ہے۔ ہر ایک کے
مرتبہ تک پہنچتا ہے۔ (تجدید و احیاء دین و ملت مسعود سولہ سوادی صاحب)

کی طرح دین اسلام کی خدمت میں مشغول رہیں گے۔ اگرچہ ان کے سروں پر تہذیب و ملت
کا تاج بگڑ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کا دل استیلا میں افتخار اور امتیاز الی اللہ کے انوار
کا سر زین جاتا ہے۔ وہ اپنی تمام قوتوں کو دین حق کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیتے
ہیں۔ پروردگار عالم کی عطا کردہ دینی مہبت و عزیمت ان میں استقلال و پامردی کے جوہر
پیدا کر کے ہے۔ وہ اگرچہ مصیبت کش نہیں ہوتے۔ لیکن ان کا عزم بالجمہر خلاص و دلوں کو
کاٹھن سے بوند کے منظر عام پر آتا ہے۔ وہ آگے بڑھتے ہیں اور عوارض ارض و سماوی ان
کا رخ روکنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ خواجہ ابٹ و ذیاد شہادت و زبان کے منکر و خرس
پر بزرگ اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ ان کی نگاہ اپنی منزل کی طرف ہوتی ہے۔ امتیاز و یاد دہی
ان کے ہر عملی حیات کی گامزن دہائی ہے۔

وہ جو شخص شعلہ از سوزِ دہلی است
چرخس بود و جان چند وچ است
گفتہ شرح اناطلسی برمت است او

چلے ہر کسٹن کرے گویہ کیوں است
افرض! حضور کر مصلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت برپائی کا ہر جہد میں یا اقتصاد
رہا ہے کہ فرمان بان اسلام اور آئمہ دین اپنی خدا و دیوبند و بیعت اور دست عاقل کے
ساتھ میلان عمل میں آئیں اور لائیت کا یکہ بر کر آجائے جس کے ہمیں کوشش میں حضرت عربین مجتہدین

ملہ حضرت عربین عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ سلمہ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۰ میں وفات پائی۔
اسلام کے چلے جہد ہیں۔ غلامانی امور سے تھے۔ تہذیب شاہیں انہیں غلامانی طریق پر ملا تھا۔
مگر مہبت بے وقت میں عام میں صاف کر دیا کہ اپنی بیعت سے نہیں آزاؤں کہوں تم
گوں جس کو چاہو بغیر منتخب کرے۔ اور جب لوگوں نے مریدانہ طبع کہا کہ ہر آپ ہی کو
منتخب کرے ہیں۔ تب انہوں نے خلافت کی حقان اپنے اہل میں دی۔

(تجدید و احیاء دین و ملت مسعود سولہ سوادی صاحب و ۱۸۰)

رسالہ ضرورت القرآن

مولانا نے ضرورت القرآن کے نام سے ایک رسالہ لکھا، ابتداً مضمون میں مولانا انسان کی حقیقت پر ایک قطرہ سے پیشکش، غلویت میں نجاست غلیظہ سے بچنے کی تیز سے محرومی اور پھر انہماک کلاموت کے وقت اعتراف و اقرار کا جمیع رنگین میں محبت سے کام لینا نہایت عبرت انگیز اسلوب میں بیان فرماتے ہیں۔ اب کلکیت اور ہیٹلٹت Setterself and evilself پر بحث فرماتے ہیں مدد لوگ پیدا کرو اس اور پھر نیک و صالحہ پر مشابہت فرما کر عملی صلاح کی دعوت دیتے ہیں۔

کلکیت کے تمام اہل کمال کے لیے وہی دایہ راستہ کا متبع قادی قادی دیتے جو کڑے مٹے، تمام عل و دلا سب اس امر پر متفق ہیں کہ کلکیت اور ہیٹلٹت کے تقاضا ہائے طبعی نیک ہیں۔ جمہوریت و جمالیات، چونکہ ہمیں سے بنی ہوئی ہے اس لیے اس کو غم سے پریشانہ چیزوں سے محبت ہے۔ لایزالہ شمار کے کھانے پینے سے یہ خوش ہوتی ہے۔ باس ہائے فخرہ کے بچنے میں اسے نفع آتا ہے۔ سریلی آواز اس کو بھاتی ہے۔ بخلاف اس کے کلکیت پر نہ کہ عالم بالا سے آئی ہوئی ہے۔ اس لیے اسے یہاں کی باتوں سے انس نہیں۔ اس کو اپنے دین (عالم بالا) کی باتیں بھاتی ہیں۔ جو خواہشات عالم ہا میں ملا کر گئی ہیں، وہی اس کی ہیں اور ان کی تلاش سخت گوارا ملی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

قولہ کائناتی، اَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطَّيَّبُ الْقُلُوبُ

اب امامی مصلوکی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ مدارس اور کالج میں صاحب بصیرت معلمین کے فقدان پر اظہارِ تاہن اور اس کے اسباب پر تصریح کرتے ہیں۔ تجربہ و راست کسی معلم قرآن سے پڑھنے کی یا فہمیت نہیں ہے یا نفس میں تعلی

۱۔ رسالہ ضرورت القرآن ص ۱۱۱ مسئلہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

۲۔ ۱۹۱۱ء

اور قرآن میں اس کی اہمیت اور عامل قرآن کی غایتیت کا احوال کیا گیا ہے۔ لہذا لہل انسانی کی نجات و رابی کا پروگرام قرآن حکیم کے اوراق اور اسوۂ نبوی کی متابعت میں مصدور کر گیا ہے۔ اداس حقیقت کا اعتراف غیر مسلم دنیا کی زبان پر بھی جاری ہے۔ دین اسلام کے افراط نفس و فاق کی تمام جزئیات پر غور نہیں۔ بلا شک و شبہ و اولا و آدم کے لیے اس کا شک نہ ہوئی اور غری سرزانی کا امن ہے۔ مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ نے قرآن حکیم کی خدمت کے لیے اپنے تمام اہمیت زندگی و دھن کر سکے تھے۔ کچھ ہر ان کے تمام مہلوں پر نہایت کثرت و انصرات سے جو کرکٹیں

۱۔ اَلَيْسَ لِمَنْ اَنْشَأَ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَنْشَأَ عَلَيْكُمْ تُقَابِي (سورہ مائدہ ۱۰)
 ۲۔ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ اَخْبِتُوْا رِيْبًا لَكُمْ وَلٰكِنْ اَنْ تَرْشُوْا لَہٗ وَ تَخَافُوْا
 الْاَيْدِيَّ وَ كَانَ اللَّهُ يَكْبُلُ شَيْئًا بَعِيْدًا (الاحزاب ۷۸-۷۹)
 ۳۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْہِمْ اَسْوًى وَ خَسَفَتْ اَنْ اَنْ يَزُوْجُوْا اِلٰہَ الْاَنْبِيَا
 الْاٰخِرِيْنَ وَ يَنْتَقِلُوْا اِلَيْہِمْ اَللّٰہُ صَوَّ الْحَبِيْبُ الْاَوَّلِيْنَ (المائدہ ۶۰-۶۱)

۴۔

The Saints, reformers, martyrs, Pirs
 Sheikhs and Qutubs will reap untold
 benefit if they will send durood
 (God's blessing) on the Holy Prophet
 The only reason why man is constantly
 restless and goes to hell is that he
 has no regard for the Prophet."

(Gumrah & Tawbeet of the Sufism)
 Mulla Muhammad and Teachings of Quran by
 John P. Davis, M. A., D. D., LL. D.,

۵۔ وَ اَسْأَلُكَ اَللّٰہَ عَنِ اَنْ يَنْزِلَ عَلَیْہِمْ مِّنْ سَمُوْعٍ

بیشتر آیتیں شمس، امرا، معروف، بنی من، انکار اور زکریہ باطن میں ہیں اور صاف حیدرہ کا
عالمانہ حکم حضرت مولانا کے مضمون کی روح ہوں ہے۔

بعد میں مسلمانوں کی موجودہ زندگی پر افسوس کرتے ہیں اور شکست باقران
کو دین کی سر فرازی کا ضامن قرار دیتے ہیں۔ پھر سیدہ عائشہ و انور بن صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحمت سرائی میں ربط اقصاں جوڑتے ہیں۔ یہ بھی یقیناً یاد رکھئے اور
نورج ولی پر کندہ کر لیجئے کہ آج تک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سب جامع صفات
حیدرہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی پیدا نہیں کیا۔ جبکہ حضور پر نور مہیا کر رحمت و سعادت
عالم، الیہ اشباح، زبیرک، اندرس، امالی، اندیش، رفعت و وحیہ، صل اللہ
ظاہر و باطن، کلام اللہ میں اپنی جگہ سے مختلف والا افرش زمین سے عرش عروج تک
پہنچنے والا، اولیٰ بالکونین، بحر معلوم و مستطعم، امن کا بانی، صلح کا حامی اور الیہ متوکل
برکت اللہ اقدس اعلیٰ سے انسان کی دنیوی و دینی کامیابی کا جو رستہ تجویز کرے گا
اس سے بہتر اور کون رہنما کی کر سکتا ہے؟

رسالہ مقصد قرآن

قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَشْفِي بِلِقَائِهِ أَلْفَ مَرَّةٍ

شیخ احمد حضرت مولانا احمد علی مروج کا یہ رسالہ آپ کا علمی شاہکار ہے۔ کیونکہ
اس کے مطالعہ سے آپ کے قلم پر عقائد اہل تکرار، انفاظ میں غلطیاں و تاثر و تشکیک
معلومات میں ایک دقیق درس و تدریس کی باطل انگیزی اور اس پر طویل سے جو حوزہ اعتدال
کا پہلو ہر جگہ نمایاں نظر آئے گا۔ یہ مضمون آپ نے جامعہ مدینہ قبول باغ ولی کے لکچران
میں پیش کیا تھا، لہذا آپ نے اس علمی محفل کے انعقاد کے پیش نظر اصلاحی و
تحقیقی رنگ میں نہایت شستہ انفاظ میں تحریر فرموا۔

تسمیہ میں آپ نے ولی کو اسلامی عقائد و فتنہ کا قدیمی گہوارہ، علما و فضلاء اور

"The Quran is the general code of the Muslims. A religious, Social, Civil, Commercial, Military, Judicial criminal penal code; it regulates everything from the ceremonies of religion to those of daily life, from the salvation of the soul to the health of the body; from the rights of all those of each individual; from morality to crime, from punishment here to that in the life to come." (Muhammad and the teachings of Quran by John Davenport. P. 50).

In the sixth century Muhammad appeared and extirpated idolatry out of a great part Asia, Africa and Egypt, in all parts of which the worship of the one true God remains to this day. (Muhammad and teachings of the Quran by John Davenport. Page No. 50).

اس مؤثر و جیدہ کے اختتام پر نہایت شرح و بسط سے صاحب رسول اللہ کی طرز
معاشرت پر گہور افشائی کرتے ہیں۔ ہم نے غور و اعتدال اس کی غنیمت پیش کر سکتے ہیں۔
صاحب کرام کی سادگی، سہاگرمی، سخاوت، شجاعت، تواضع، خیریت، بہمت
محبت اسلامی، تعلق بائیدگی، استواری، براہ غایتوں سے پرہیز و انیتیں سے نفرت
مخالفت، لہرائی کو عداوت کا ہمراہ لینے کرنا، حقیقت خدا، رحمت علی المسلمین، اتلاف

- ۳۔ اخلاق
۴۔ سیاست
۵۔ معاشرت
۶۔ سیاسیات
۲۔ تمدن
۷۔ اقتصادیات

اس کے بعد اہل عرب کی ہیرت انگیز ترقی و عروج کو قرآنی تعمیرات اور آقائے
انص و جان علی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں لہذا دعویٰ کی تائید کیجئے
غیر مسلم دانشوروں کی رائے سے استہتما و کرکتے ہیں مگر اتنے ہیں کہ یورپ کا سچا
دعوت انصاف مسلمانوں کے علوم و فنون کا مہربون منت ہے۔

ہمارے موجودہ دور تمدن کے ہر شعبہ عمل میں اہل عرب کے اثرات صاف طور
پر نمایاں ہیں۔ نویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک اس عظیم تمدن
طریقہ کی بنیاد پر عمل تھی، جواب تک قائم ہے۔ قسم قسم کی پیداواریں اور پیشہ ہمایاوات
جو قطع کی ہیرت انگیز فعالیت تھیں اس زمانے میں گریں اور ان کا اثر کسی یورپ پر پڑا۔
اس سے ہمارے خیال کو قوت بخشتی ہے اور اہل عرب نے تمام دنیا میں ہماری نہایت
کی ہے۔ ایک طرف ازمنہ و سلی کی تاریخ کہیں ہم بدلنا نہ موار پاتے ہیں مذہب
طرف ہم نے نظیر منسوت و حورث اور انجمنی کے اصول یا عقل و باقہ اور دیگر علوم و
فنون میں ان کے انکشافات کو معلوم کرتے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں ان لوگوں کے کارناموں
کو واضح اور نمایاں نہیں کرتیں، جو بہت مدت سے حقارت اور نفرت پیچھے کیے جاتے۔
عربوں کا اثر مغرب کی زمین پر بھی اتنا ہی جوا جتنا مشرق پر ہوا اور انہیں کی بدولت
اہل یورپ نے تمدن حاصل کیا؟

غیر مذہبوں کا مرکز تسلیم کیا ہے اور ایمان و دینی کی تہذیب انسان کی نفسانی زبان کا دل
سے اظہار کیا ہے۔

اب میں یہ ٹوکا کی طرح عقلی تخلیق پر نظر ڈال کر فرماتے ہیں،
• اگرچہ دوسرے غور سے دیکھا جائے تو آپ پر ایک عجیب و غریب منکشف ہوگی
کہ فراد انسان کی جس طرح مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت دوسرے سے نہیں
ملتی۔ اس طرح ان افراد کی استعداد، منکات، عبادات و اعمال میں بھی آپ
ایک نمایاں رنگ پائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک چیز کی تخلیق کا ایک
جداگانہ مقصد ہے جو دوسری سے پورا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں، • کہ احسن و اشرف وہی چیز ہے، جو اپنے مقصد
تخلیق کو پورا کرے۔ چونکہ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت و غایت رضی اللہ تعالیٰ
انسان خدا تعالیٰ کا نائب اور مقرر ہے، لہذا ہم ہمیشہ و اشرف۔

اب خلافت اور نیابت کی تشریح کرتے ہیں۔ اس کی پیدائش کا مقصد یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جہہ بن کر رہے۔ اپنے عبادات اور ملکات تابع فہمین الہی
بنائے۔ اپنی نقل و حرکت، نشست و برخاست میں منصب عبودیت بھولنے نہ پڑے۔
خود کو ہوشیار رکھے اور تمام محاسن مثلاً توحید و خیر، انکسار و طلاق میں صعب و صحت
سے تجاوز کر کے۔ تمدن، معاشرت، اقتصادیات، سیاسیات میں ہدایت و طبع
کا پابند نظر آئے۔ غرض کہ جس طرح دوسری چیزیں مقصد تخلیق کی تکمیل میں صرف
عمل ہیں، اسی طرح یہ بھی اپنے مقصد تخلیق کی تکمیل میں صرف کار ہے۔

مولانا انسان کی دوزخ و جہنم کا ذکر فرما کر ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید اس کی
منہجہ ذیل شعبہ جات میں، رہنمائی کرتا ہے۔

- ۱۔ اقتصادیات
۲۔ عبادات و بندہ و مالک

۳۔ نقل رسالہ جہتہ، ہندو غیر مسلموں اور انیسویں مشرقی

۴۔ دھاکو گشتی (پن)

۵۔ رسالہ مقصد قرآن، علامہ، مصنف حضرت مولانا محمد امجد علی مرحوم۔

بداد ازل سلا تا قرآن حکم کے فیوض و برکات پر مشتمل و شریح تہذیب کہتے ہیں۔
کرات و قیامت سے تشریح کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے اپنے متبعین سے ساری دنیا کی
بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے بعد اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں اور فتوحات کا تذکرہ ہے جس کے ضمن میں
یورپ، امریکہ، ایشیا، شمالی یورپ اور دیگر ممالک میں مسلم آبادی کے احادیث و شریعتیں
کہتے ہیں جو لوگوں اور بعض جگہ پر گھنٹیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔
کچھ صفحات میں مسلمانوں کی تجارتی دستوں اور علمی خدمات کا نہایت مختصر
تذکرہ ہے۔ قرطبہ، غرناطہ، ازہر اور اندلس کی شہرہ آفاق یونیورسٹیوں کا بیان
آپ کی تحریر میں ملتا ہے اور اس سلسلے میں مشرقی عربوں سے صاحب الزم کے افراد
کی خدمات نقل کرتے ہیں اور تفصیل کئی صفحات پر مشتمل ہے۔

مولا اپنے مضمون کے اس حصے میں بار بار اس حقیقت کو تاریخی شواہد سے
اجاگر کرتا، ایسا فرض سمجھتے ہیں کہ مسلمان مسلمان کے نظام دینی کے تمام کاغذوں کا
موجودہ متنظم اور سرپرست بن سکتا ہے۔ ان تمام ایجادات، انکشافات، علمی
فتوحات اور انماصبہ دوروں کی امتیازی شان و شکرت کو فقط قرآن حکیم کے اتباع
کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

لے۔ حَقُّ الْمَدِينِ اَنْ تَكُنْ لَكَ رِضْوَانُهُ بِالْعُدَىٰ وَبِوَيْحِ الْحَقِّ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ
حَقُّ الْمَدِينِ لَوْ كُنَّ فِي كَيْفٍ الْمُسْتَسْرِكُونَ ۝ (سورہ البعث ۹۱ آیت ۹)
لے۔ موسیٰ و کسانو یا بنی اسرائیل، یہ میرا نصیب ہے کہ میں نے تمہیں رسول مقصد قرآن میں
لے۔ پیغمبر اور رسول بنان، ہمارے برادر و سامان رسول کے خداوند کی طرف سے قرآن میں رسول مقصد قرآن
”مسلمان اور تاریخ، جغرافیہ، ہیئت و جرم“، الجبر و الحاکم، علم و ہر فن و علم، انہی جہوں
علم کی ایک خدمت کا بدلہ کی ایجاد و نظری کی زیادہ تعلیم کا کائنات سازی، عربوں کی حاکمانہ کائنات
اور مسطر و مہتمم، رسول مقصد قرآن مسند مولانا لاہوری، ان جہات میں جو کافر و فاجر
جو کافر و بنی فلسفی، ان کافر و یہودی و مسیحی و کتب کے حوالہ دینے لگے ہیں،

”مَدِينِ عرب مترجم ڈاکٹر سید علی بیگراوی ص ۱۵۳“

"I salute Muhammad as one of the
world's mighty heroes. Islam has
given the world a religion without
priests. Islam abolished infanticide
in Arabia. Islam emphasised the great
qualities of faith, courage endurance
and self sacrifice. Islam moved out
with its message of Allah, the
Rehman, the merciful and became the
torch bearer of culture, civilization
an Africa in India, in central Asia
in Euorpe and in Persia. At a time
when Euorpe was in darkness, the
Muslim scholars in Spain held high
the torch of science and literature.
They taught medicine and mathema-ics,
Chemistery and natural history,
Philosophy and fine arts. And it is
no exaggeration to say that Islam
has made several contributions to
the thought and life of India. Islam
has enriched the arts and architecure,
the poetry and Philosophy of India.
The Jajis perhaps, the most imaginative
architecture in the world."

Madn T.L. Vawani

احقر رحمت ہوگی۔ اس کی ذمہ داری ہوگی۔ اخلاق حمیدہ کو انسانی کمالات پر پہنچانے لگی۔
وردِ شجاعت و زجرت ہوگی۔ باطنی کی علم برداری ہوگی۔ اخلاقِ سوزی کی حامی ہوگی۔
اس ناقابلِ تردید مضمون کی تائید و تشریح اور پورے کی موجودہ ترقی میں ہڈی جاتی
ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ کاشی نے حبش میں کیا کیا مظالم توڑے غلطیوں میں کیا
جور ڈالے ہے۔ سب سلطنتیں جو اس ملک گیری کو بگاڑنے کے لیے کیا کچھ کر رہی
ہیں۔ بنی نوع انسان کو تباہی کے گھاٹ اتارنے کے لیے کس کس قسم کے آفات
حرب و فتنہ پتیا کیے جاتے ہیں۔ وزیرِ جنگیں، مشین گنز، چوڑے توپیں، آہ
و دوزخیں، تاورینڈو وغیرہ۔
درآمدِ مقصد قرآن ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۵ء
ابنِ عمرؓ نے پاک کی رو سے انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام پیش کرتے ہیں۔
جعلیٰ اصلاح، تحقیق، باتھ کی درستگی۔

دوسری اصلاح: قرآن حکیم نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔

وَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَاسِدًا يُنْذِرُ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُخَوِّفُهُمْ يَوْمَ تَحْشُرُهُمُ السَّاعَةُ ۚ وَكَانَ آيَاتِنَا لِلْغَافِلِينَ

سورہ عنکبوت ۱۶ آیت ۲۴

قیس، اصلاح، سلاطین کو دنیا کے پرکار میں رہنا کے الہی مطالب پہنچا رہے ہیں۔
 اَکْبَرُ الرَّحْمٰنِ وَاللّٰهُ کَبِیْرٌ ۙ لَا یَدْرُکُ سِعْدَتُہٗمُ مِنَ اللّٰهِ وَعَذَابُہٗ
 جَعَلَہٗمُ وِیْلًا لِّمُؤْمِنِیْنٍ ۝ (سورہ الزمر ۲۲ آیت ۱۶)

چونکہ اصلاح قرآن مجید کے مسلمان کو تعلیم دینے کے کاربان و مال تھوڑے ہیں۔
 ۱۰۰۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنْكُمُ الْاَنۡفُسَۃَ فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنْ اَنۡفُسِهِمْ وَاٰمَوۡا بِاللّٰهِ
 بِمَا لَہُمُ الْاٰجِزَةُ ۝ (التوبہ ۹ آیت ۱۱)

پانچویں اصلاح: قرآن کے مسلمان کو یہ پیغام دیا ہے: جیسی پیدائش کی عرض و لغایت، جلد پسند، حصول جاہ، تعمیر مکانات، عالمی ہنرمات، حکمے فیس، تو خدا کا بندہ ہے۔ زندگی کے لیے آسان ہے۔

دوسرا نسل کے علمی اور عملی کاموں کی داستان بہت ہی طویل ہے مگر میں اب اسے ختم کرتا ہوں۔ مقصد صرف اس داستان سرائی سے یہ ہے کہ اگر مسلمان محسوس کریں کہ مسلمان ہونے کی برکت سے انہیں تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا ہے تو وہ باہم عروج کے انتہائی ترنہ تک ایسی مسرت سے چڑھ جائیں گے کہ نیز مسلم قوم میں اس کی نظیر ناممکن ہوگی۔

[illegible]

اب تک باقرآن کی دعوت دیتے ہیں۔ مادی ترقی اور شخصیت اپنی اولیٰ ہے
اممال کے غلبہ سے خالی ہو تو اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ مذہب یورپ کی ۱۹۱۴ء
کی جنگ عظیم کی سفابیوں کی روئے اور جس جنگ میں مشہور عالمک کی اموات کے
اعلا و خوار ہیں کرتے ہیں جو کہ تقریباً ایک کروڑ اموات اور چار کروڑ غریبوں پر مشتمل
ہے۔ ان وحشیانہ مظالم اور انسانی خون کی انڈیا کی کاروبار روفت و رحیم صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی کی سچی حوائیوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ جن میں غمرات اور سڑیا
کے متنوں کی تعداد صرف ایک ہزار اٹھارہ بنتی ہے۔

میں نے عدالت کے احکام سے ہلاک شدہ نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ تک پہنچتی ہے۔

”مادی ترقی کرنے والوں میں اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہے تو وہ ترقی سلطت
 ملے۔ جان ڈیون پرورش کی کتاب ”ایسا پوچھی غار محمد بنیہ قرآن“

یہ قول کے اصرار میں ہے ایک مرض یہ بھی شاکر عقیدہ میں باطنی اسانی
کتاب (قرآن) کو سچا مانتے تھے۔ لیکن عمل میں بے اعتنائی برتتے تھے وہی حالت
آج ہماری ہے۔ عقیدہ کے لحاظ سے قرآن حکیم کے ایک ایک مظهر ایمان ہے۔
عمل کے لحاظ سے (پیشوا افراد و عیدہ) قرآن سے غفلت اعراض ہے۔ کیا اس
پاک کتاب کے مطالب سمجھنے کے لیے امتدادِ ناسخ صرف کیا جاتا ہے۔ جتنا دنیاوی
علوم و فنون کے حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

ماہرینِ فن اور تجربہ کار سائنس دانوں کی تلاش کی طرح کیوں علماءِ خیر اور
حفاظانِ قرآن کی تلاش نہیں کی جاتی؟ ہم اس وقت بھی کو چھوڑ کر اسے یہ سب کو بھاری
کر چکے ہیں۔ صورتِ سیرت، وضعِ طبع، فقدانِ معاشرت غرضیکہ ہر چیز میں
ہم خود پ کے نکال ہیں؟

انتقام پر جاسم علیہ کے اباب محل و عقد سے غیاب ہو کر فرستے ہیں،
”آپ کا فرض ہے کہ طبع کو مقتدا اور اعمال میں سلعت صالحین کے
اساتہ حسنہ کا پابند بنائیں۔ وہ قرآن حکیم کے قالب میں اپنے آپ کو ڈھالنا
فرضِ نال کریں اور قرآن حکیم کی طرف توجہ کر کے نہ صرف خود ربیت حدیث بھی محسوس
کریں۔ کیونکہ تمناک بالحدیث کے بغیر اتباعِ قرآن ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
صنوبر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبرہہ تصدیق لگا دی ہے۔ یہاں تک
عن الہدیٰ عن الحق بالحق ہی ہو جاتی۔“

چھٹی اصلاح: قرآن مجید نے ایک سچے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ مسلمان کو دنیا
کا کوئی کاروبار یا دینی کے فرائض سے غافل نہیں کر سکتا اور نہ شہنشاہی دیوار
(مساجد) کی پانچ دیواروں میں داخل ہو سکتا ہے۔ (آیات از سہلہ نور)
ساتویں اصلاح: قرآن حکیم نے اپنے متبعین کو امن دینے کا یا غلوپ بننے کی
جوازیت کی ہے۔ مگر ہر جہاد سبقت میں مشیقت مشیقت کا تھوڑا سا پتہ لگاتا ہے
انتقام لینے کی اجازت ہے۔ مگر غلوپ کا اعلیٰ مہیار ہے کہ برائی کی بجائے
بھلائی کرے۔ (روایت پابلیقی بھی) احسن دوسرہ ص ۴۸ آیت ۴۳

آٹھویں اصلاح: مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا اصلاحی پروگرام، لَیْسَ لَکُمْ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَیُّطِيعُوْنَ اللّٰهَ وَ اَیُّطِيعُوْنَ الرَّسُوْلَ لَیْسَ لَکُمْ اَلْوَلٰی اَلْاَشْیَءُ
مِنْکُمْ ۚ

نویں اصلاح: اقتضائات اور قرآن مجید، قِیَاسِیَاتِ الْاَعْمَالِ فِی حَقِّکُمْ
فِی الْمَنَاصِیْخِ وَ اَبْنِ الْمَسْئِلِیْ وَ کَیْفَیْطِیْعُوْنَ فِیْہَا ۚ
دسویں اصلاح: قرآن حکیم کا سیاسی نظام (میدانِ جنگ میں اپنے
اشرک و اعداء، میدانِ جنگ میں باہمی جنگوں سے بچنا۔ فرضِ منصبی کے
ادار کرنے میں کسی قسم کی خیانت نہ کرنا۔ لَیْسَ لَکُمْ اَلْوَلٰی اَلْاَشْیَءُ مِّنْکُمْ اَلْوَلٰی
اَلْوَلٰی فِی الْمَنَاصِیْخِ لَکُمْ اَلْوَلٰی اَلْوَلٰی اَلْوَلٰی ۚ (دوسرہ اذکار ص ۸۸)

اسلام میں ہمارے ہر دعویٰ کی صداقت کا مہیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کا طرزِ عمل ہے۔ جہادات، معاملات، تمدنِ معاشرت، اقتضائات
اللہ سیاست میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سا رنگ بھٹکا تو
ہم مسلمان ہیں۔ مگر یہ نہیں تو ہمارے زبانی دعویٰ سے کچھ نہیں بن سکتا۔
اب اس کے بعد اجتماعی زندگی کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ ہر روز زندگیوں
کے قوانین کا اثبات قرآن حکیم کی آیات سے مستنبط کرتے ہیں۔ انجیل
مسلمانوں کی موجودہ تباہی کا باعث بیان کرتے ہیں۔

رسالہ مٹا

خلاصہ اسلام

خلاصہ اسلام و سادہ بھی مولانا ابوزری کے سلسلہ نشر و اشاعت کی ایک ضروری کوشش ہے۔ اس میں آپ نے نہایت حقیق و مختص سے دین اسلام کے تمام پہلوؤں پر نظر غائر ڈالی ہے۔ ہم بخیر اختصار اس کے عنوانات کو درج ذیل کرتے ہیں۔
بر عنوان کی تفصیل و توضیح کے لیے مولانا نے آیات قرآنیہ اور احادیثِ مقدسہ کا حوالہ دیا ہے۔

- ۱۔ خدا کے اسلام
- ۲۔ کتاب اسلام
- ۳۔ محاسبہ اسلام
- ۴۔ احادیث اسلام
- ۵۔ اخلاق اسلام
- ۶۔ نبی اسلام
- ۷۔ مبیع اسلام
- ۸۔ تصوف اسلام
- ۹۔ نو ابھی اسلام

یہ مختصر حریہ اسلامی قیامات و کتاب و سنت کا چھوڑ ہے اور حضرت کی رفیقہ دینی اور جہر ملی کافی مواقع بہت بڑا شہکار ہے۔

چونکہ تجدید و احیاء دین کا جذبہ مولانا کی روح پر غلبہ و استیلا رکھتا تھا۔ لہذا رسالے کے انجام پر اپنی بیسی گئی ہوئی چٹکوں اور نہایت الحاح و زاری سے نظرِ جودیت میں سرشار ہو کر حضورِ باری تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اے نبیِ جاوید سے سچے مالک اور سہی تو ہم تیرے سید المرسلین، خاتم النبیین، شیعہ المذہبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو کماتے ہیں۔ جو اسی لقبِ مبارک کے باعث ہی ہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔ تاکہ تیری رستہ دہری اور حفاظت کے ذریعہ سے اس دورِ فتنہ و فساد میں اپنی متابہ ایمان پینا نہ جائے اور اسے سلامت کے کر قبر تک پہنچ جائیں۔ آمین یا اللہ!

رسالہ

توحید مقبول

اس رسالے کی ابتداء قرآنِ مجید مع اللہ اللہ! آخِرُ تَشْكُونِ مِنْ الْمُعَذِّبِينَ کے لے گئی ہے۔ ہر انسان کے دل میں فطری طور پر تعلقِ باہت کا جذبہ موجود ہے۔

جبلِ حدینِ حدین! جس انسان کے دل کو فطرت کریمیں، خواہ وہ کورہ و رشت کا رشتے والا ہو یا مستندِ ممالک اور مذہبِ شریوں میں چنے وار ہو۔ ہر ایک کو آپ ایک ایسی جتن کا غمٹے والا پائیں گے جس کو نہ دیکھا جاتا ہے نہ نہ گناہ گناہ جاتا ہے۔ اس کی آواز کے روبرو پردہ لٹوں سے کان آشنہ ہیں اور نہ ہی اس وجودِ باوجود کو فلسفی کی جاوداثر تقریر نے منوایا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ اس مبیعِ جود و تقدس کے وجودِ باوجود کی آشنائی فطریہ انسانی کا خاصہ ہے۔ یہاں بات ہے کہ اس کے اسرارِ حسی ہر ملک کے باشندوں نے اپنی زبان میں اگلی اگلی متذکرہ کیے ہیں؟

مولانا کا دعویٰ ہے کہ ہر مسلم غفرتِ ان و رضائے الہی کا طالب ہے؟
صحتِ جہانی کے لحاظ سے انسان تندرست ہوتا ہے یا مریض ایسی طرح صحتِ روحانی کے لحاظ سے بھی انسان تندرست ہوتا ہے یا مریض۔ اب اگر صحتِ جہانی یا روحانی میں بگاڑ ہو تو ان کے عوارضاتِ موجودہ ہوتے ہیں۔

The creed of Muhammad is free from the suspicions of ambiguity and the Quran is a glorious testing to the unity of God.

"(Gibbon) Muhammad and teachings of Quran

P.107 by John Danepoort."

قرآنی تعلیمات جو توحید کے علاوہ حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ میں رہنما ہیں۔ ان کی سماعت تک سے ہی انکار کرتے تھے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم کی زبان میں ان کو حزب الشیطان کہا جاتا تھا اور انعام کا سبب بد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملتا ہے۔ **فَاقْتُلُوا الشِّرْكَیْنَ حَتَّیْ لَا یَعْبُدُوْا شَیْءَ سِوَا اللّٰهِ**۔

اس کے بعد مرنے والے شرک کے معانی بیان کرتے ہیں۔

نذرت میں شرک کے معنی حصہ داری کے ہیں اور صلاحتیں ترشح میں یہ ہے کہ جو حق خیریت میں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا گیا ہو وہی حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بھی دیا جائے۔ مثلاً سجدہ عبادت اسلام میں فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے اس کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔

نذرت شرک

شرک ایسی بدترین چیز ہے کہ ہر قسم کے اعمال صالحہ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کسی کے اعمال نیک میں موجود ہوں اور شرک بھی موجود ہو تو تمام نیکیوں کو شرک

It contains a complete code of morals, as well as laws based thereon. It also lays the foundation for every institution of justice, for Military organization, for the finances, for a most careful legislation for the poor, all built upon the belief in the one God, Who holds man's destinies in His hands."
"Muhammad and Teachings of Quran by John Davenport's page No. 102).

"مرضی وہ ہے، جس کے واسطے میں ذکر میں زمیند آتی ہو، مانع غراب ہو، جھوک نہ گنتی ہو، مصلح کام نہ کرے، ایسی طرح اگر خدا سے روحانی سے نفرت ہے۔ چاہے کسی کو شکر کی جائے تو چار کو دھکے دیتی ہے اور پلانے والے شفیق کو بڑا بھلا کہتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ انسان کی روحانی صحت بگڑی ہوئی ہے؟

اب دونوں قسم کی اعلیٰ خداؤں کا ذکر کرتے ہیں:

"جس طرح جسم کو عالم جسمانی کی سب سے زیادہ لطیف اور اعلیٰ خدائیں مثلاً گیہوں، انگور، سیب، انار، ناشپاتی اور آم وغیرہ چیزیں بناتی ہیں، اسی طرح روح گیہوں، عالم روحانی کی سب سے عمدہ لطیف اور اعلیٰ چیز پسند ہے۔ عالم روحانی کی سب سے اعلیٰ، افضل اور اللطف چیز تعجیباتِ الہیہ میں اس لئے پریم الطہرات انسان کی مدح کا یہ تقاضا ہے کہ مجھے تعجیباتِ الہیہ سے مستفید کر کے ان کا معجزہ بنایا جائے؟

اب خدا سے روحانی کو افضل اور اس کے طالب کو مستدرست اور عقل مند ثابت کرتے ہیں۔

اب کفار کہہ کہ عقائد توحید کی قربت میں مل کر رہتے ہیں:

"وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق، مالک، ماسکے جہاں کا بادشاہ، ماسکے جہاں کا ملائے والا، ماسکے میں کام آئے والا تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو یا اِنَّمَا الْإِنْسَانُ لَكْفَرٌ اور اَلَّذِیْنَ اَشْرَكُوا اِنَّهُمْ اِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ سے یا کوڑا ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ توحید تو ظاہراً شرک تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے غاص اور مقبول توحید پیش کرتے ہیں۔ اور دونوں ایک ہی چیز توحید توحید مقبول کے لیے نہایت ضروری دیتے ہیں۔

هُوَ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاعْبُدْهُ وَخُذْ مِنْ حَبْلِ الْإِیْتِیْهِ
اَلْحَسْبُ بِلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورہ انعام ۱۶۰: ۱۶۱)

دوسری جگہ **إِنَّمَا إِلَٰهَكَ مُتَشَبِّهٌ**۔

مکین وہ لوگ اپنی سبب و حرمی سے اصلاحت بنوی کو بھلا کر دیتے ہیں اور

کی محنت کھا جائے گی ؟

اس رسالے کی غرض دعائیت یہی ہے کہ مسلمان جاہل پیروں کی صحبت میں اپنے حقیقہ توحید کو طوطا بھوک نہ کریں۔ کیونکہ مشرک کے لیے ذنبات ہے نہ نہایت اس رسالہ پر بعد ہر مہر کی توفیقات موجود ہیں۔ ہم صوف ایک نقل پر کشف کرتے ہیں۔
”الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفٰی تَحْسُلًا عَلٰی عِبَادَةِ الذِّہْنِ اَصْلًا“۔ آخر نے کس رسالے کو اصل بنا کر دیا۔ مؤلف نام لفظ نے جس طرح توحید فی العبادت اور توحید فی الاستقامت اور ساتھ ہی توحید فی الاطاعت کو کیا بات نہایت سے واضح کیا ہے اور پائے نبوت تک پہنچا یا ہے کہ تنہا توحید فی القذات یا توحید فی بعض الصفات مشرکین عرب بھی عقائد رکھتے تھے لیکن ہم ہر وہ مشرک ہی رہے اور اس ضمنوں کو بھی توحید سے ہی ثابت کیا۔ ایسا کوئی رسالہ اب تک اردو زبان میں شائع نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ مؤلف کو جو عظیم عطا فرمائے۔ اس کے بعد صرف ایک مسئلہ توحید فی الاعمال باقی رہ جاتا ہے جس کو علامہ کلام نے ضعیف افعال عباد میں ذکر کیا ہے۔ اَلَا اِنَّ اِلٰہَہٗ تَعَالٰی اَمَّا سِوَاہٗ فَاَمُوٰدٌ (تقریباً انہیں المذہبین حضرت مولانا سید ابوالخیر رحمہ اللہ)

عبادات

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ مفسرین حضرات نے مذکورہ آیت کی تشریح و توضیح میں اسلام کی سبب انواع عبادت کو شامل کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ جس انسان میں خلقت ہے یہ استعداد موجود ہے کہ اگر وہ چاہیں تو خدا تعالیٰ کی عبادت کر سکتے ہیں۔
ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے۔ اسی لیے ان میں خلقت

ایسی استعداد رکھی ہے کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں۔ یوں ارادہ کو نہ قدرت کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم کو نبی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیق قیام کی اس غرض شرعی کو پورا کر سکیں گے۔ بہر حال آپ بھاتے رہے کہ کھالے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے ؟

مذکورہ آیت پاک میں عبادت کا وہ تنگ معلوم نہیں جو عام عبادت سمجھا جاتا ہے بلکہ وہ تمام تنگ اعمال اور اچھے کاموں تک وسیع ہے۔ جن کے کر کے کا مقصد خدا کے سامنے جتنی بندگی کا اظہار اس کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کی طلب ہو اس وسعت کے بعد فرقان کی ہماری زندگی کے کام شامل ہیں۔ جن کے کسب و خوبی انجام دینے کے لیے اس کی خلقت ہوئی۔ یہ یہ عبادت کا وہ دائرہ جو صرف محسوس و معلول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے دنیا کو معلوم ہوا عام طور پر مشہور ہے کہ شریعت میں چار عبادتیں فرض ہیں۔ یعنی نماز، عذہ، حج، زکوٰۃ۔ درحقیقت یہ چاروں فرضیہ عبادت کے بیسیکوں وسیع معنیوں اور ان کی جزئیات کے لیے پایاں دیکھ کر چار مختلف اہل میں تقسیم کر دیتے ہیں :

پہلا ہم عبادت تمام انبیاء کرام کے ذریعے سے مولانا آدم تک پہنچا دیا۔ یہ حضرات طہارت اور وحی کو عملی جام پہناتے رہے۔ ان کے اعمال میں اسوۂ حسنہ کے انوار موجود تھے۔ لہذا طلبین دین الہی کو پیغام خداوندی سن کر اور قبولان الہی کی زندگیوں کا نمونہ دیکھ کر منزل مقصود تک پہنچنے میں آسانی پیدا ہو جاتی رہی۔ لیکن مسلمانین اور مسکرتین ہوتے ہی سب دھرم کی بنا پر رسالت و دین سے محروم ہی رہے ۔

اب ہم حضرت مولانا ابراہیم کے بنی مسائل پر نظر ڈالتے ہیں جن کے اخلاق میں شرعی عبادت کے تبادر مولیٰ دیکھ رہے ہیں اور جن کے مطالعہ سے ہر فرد ان کم گشتگان

وہ رشہ و جلدی حاصل کر کے خوشنودی پروردگار کی فرودس کے وارث بنے۔

رسالہ

فلسفہ نماز

قوله تعالى: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَشْغِي عَنْ الْفَحْشَاۤءِ وَاَوْنَ السُّخْرٰى

مولا! اس مختصر رسالہ کے شروع میں اسلامی انقلاب کا نہایت جامع تعارف کرتے ہیں۔

”ہم دین اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے ہم پر سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وحی کی ہے۔ یہی وہ انقلاب ہے جو اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں۔ پچانوچھ صدیوں کو عالم ظالموں کو عادل، وحشیوں کو مذہب و پادشاہوں کو باطلوں کو بادشاہ، گناہوں کو پاسبان اور غیر متدینوں کو متدین اور مذہب بنا دیا۔ آقا ہی نہیں بلکہ ان خیر میں سے بن کو ساری دنیا کا امام مقرر کیا اور خلافت کے تحت پر مشروط کیا“

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ صَدَقَ گوہر نماز

قلبِ مسلم را چچِ اکبر نماز

در کتبِ مسلم اشہلِ خیر است

قابلِ فشا و بلی و سکر است

یہ نماز کا مطلب نہایت سادہ مگر شیخ الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔
نماز میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے۔ تبارک اس کی نعمتیں کا شکر بخالائیں، ہاتھ جوڑیں، سر جھکا لیں، سجدے میں گر لیں، اس کی عظمت کے

۱۔ اُسرار و رموز ص ۱۱۱۔ از قلم علامہ اقبال علیہ الرحمۃ۔

۲۔ فلسفہ نماز ص ۱۱۱۔ مصنفہ حضرت مولانا احمد علی رحیم۔

گن گناہیں اور روحانی لذت پائیں۔ اس کے علاوہ اپنی نعمتوں سے توبہ کریں اور شکر اپنے حقیقی سرچش سے غلامی کا تعلق تازہ کر کے لیں؟

مولانا اب نماز کی وہ فلسفیانہ افادیت پیش کرتے ہیں، جو اسلامی دنیا کے اکثر شعبوں پر محیط ہے۔

”مشکلوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کرنا (مسجد، ہجرین آدمی کا اشیاء کر کے صحبتنا دہام، اہم کے طاقت چٹنا دھڑا، امام کے طاقت برتن ادب کا جھرمٹ جانا اور کھانا پینا جونا کا خودیاد زندگی سے اشتباہ و طاعت اس تمام فرمانبرداری میں کی جوت کا خراباں نہ ہونا۔ مساوات کا جذبہ پیدا کرنا، تاکہ کام کے وقت شاہ و گدا ایک صفت میں کھڑے ہو جائیں“

۱۔ میں کہتا ہوں کہ نماز روحانیت کے فضائل اور عین حصول طہارت و اخبات کا زبردست ذریعہ ہے اور نفس میں تقویٰ پیدا کر کے اس کو عالم حکومت کی طرف متوجہ کرتی ہے نفس کی یہ خاصیت ہے کہ جب کوئی وصفت اس کے اندر متکثر ہو جاتا ہے اور اس کے بغیر میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو وہ اس کی متضاد صفت سے ہٹا ہو جاتا ہے اور اس اسلام ہوتا ہے گویا یہ صفت اس کے اندر ہے ہی نہیں۔ اب جو شخص نماز کو اس طریقہ پر ادا کرتا ہے جس کی انصاف صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے، دائمی طرح وضو کرنا، وقت کی پابندی، رکوع و سجود صحیح، آئینہ آلودہ رویت، خشوع و خضوع میں کوتاہی نہ کرنا، وہ نماز کے قاسب ہیں، جس کی روح کا قاسب ہے، صورت کے بجائے سعی کا خراباں ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ رعیت اخفی کے دیار کے عظیم میں غور نظر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رعیت و فانیات اس کوڑھانک لے گی جس کی بدولت اس کے سب جانے گئے۔ اِنَّ الْحَقَّ مَعَ الصّٰدِقِینَ

وَجَعَلَ اللّٰهُ اِلٰهَ جَدِیْهِمُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم

یہ ایک مجدد جھنگران کھتا ہے۔ ہزار سچ سے دیا ہے۔ آدمی کو نہایت دُعا پر کھڑا۔ علامہ تہا۔ علی

۲۔ رسالہ فلسفہ نماز مصنفہ مولانا احمد علی رحیم۔

man. All military successes of Islam were due to the qualities which were now for the first time brought forth and developed among the Arabs discipline and contempt for death."

"Joseph Hells "Arab Civilization."

در حقیقت مسلمانان است مسلمین میں عبادت الہی و نماز کی روح کو دوبارہ زندہ کر
کے ان میں بغیر عبودیت، مساوات، انتشار، اطاعت، ہیر، مہوس و قدرت فکری و فکری
اسلاف کرام کے تمام صفات پیدا کرنا چاہتے ہیں، انکار کو پھر سے عظمت و قدر حاصل
ہو سکے۔

"Islam presents a nice practicable constructive programme. The Islamic system of holding congregational prayers several times a day, at any place where some believers happen to be, is the nicest method of realizing the spiritual brotherhood of men. The deals which the league of nations has set before us can be more conveniently realized by the Islamic institution of Hajj pilgrimage to Mecca. The Conception of a living personal God is the unique achievement of Islam." (Mrs. ST Clair stobart Muhammad and Teachings of Quran P.110)

ہائیکورٹ کے جج، ریسٹریٹ لاء، پی۔ ایچ۔ ٹی، ونگل، تھو، بلڈار، کانن گو، پولیس اور
فریج کے تمام مسلمان انٹرنل موجود ہیں۔ دیہات کے نبردار اور ذلیل و رنجی مسندیں
جیسے میں شامل ہیں، تاکہ جو حکمرانیں بستیوں میں جا کر اسے عملی جامہ پہنائیں اور
اہم مسجد میں مسندیں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشین ہو۔ جس کے
خفیہ میں جان ہو۔ ایک ایک نفع میں زندگی کا پیام ہو۔ حاضرین کے دلوں کا تار
اس کی پانچ انگلیوں میں ہو۔ جب دہستے جو آواز چاہے نکالے۔ پھر دیکھئے کیا
ہوتا ہے۔ تمام طاغوتی اور مادی طاقتیں اس خدا کی طاقت سے لڑ کر بے اثر نظر
آئیں گی۔

اب علامہ اقبال مرحوم کا شعر نقل فرماتے ہیں اور قرآن حکیم کی آیات اپنے
دل کی ترجمانی کیسے پیش فرماتے ہیں۔

و استے ناکامی متابع کاروان جانا را

کاروان کدلی سے احساس ناپاکیاں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اَلِیِّہِ الطَّیِّبِہِ

اَللّٰہ۔ اے اللہ! تجھ سے دعا ہے کہ

بہداریاں غیر مسلم کی شہادت میں کرتے ہیں،

"Whoever has seen the Muslims assembled at prayer in rows, carrying out the observances with astonishing uniformity, order and dignity will not fail to recognize the educational value of this disciplinary prayer. The regular meeting of all the faithful at this common prayer warnished the spirit of solidarity, implanted the feeling of the quality of

رسالہ فلسفہ روزہ

قرآن مجید کی سادگی، سوجھ بوجھ سے قرآن مجید کا نعلی وضاحت ہر ایک میں پھیلنا
قرآن مجید ایک ہی جہت پر آسان و نیا بننا نازل ہوا۔ میں میں عاشور کا روزہ جیسا بیوں میں
نعلی نامہ آسانی کا دن اور مسلمانوں کے لیے قرآن مجید ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس
لیے اس کی سادگی وضاحت ہر ایک میں بننا چاہی ہے چنانچہ مسلمان رات کو قرآن مجید میں
قرآن مجید کا نشانہ اور دن کو روزہ رکھنا فکر و غور کے اظہار کے طور پر سابقہ امتوں کی
فرح و خور کی سمجھتے ہیں۔

مولانا س کے یہ کتاب بدستوریت کی روشنی میں روزہ کی صورت اور روح پر ایمانی فوہ
تبصرو کر کے ہیں۔ وہ بار بار رسالت کا فیصلہ نقل کرتے ہیں۔ من لکھ یندخ کوئی المنہد
والعمل بلکہ خلیس بلکہ جامعہ ان یندخ طعامہ و خورابہ
تعلیم و تہذیب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر مطلق حسن و برائیوں صفات
حیدہ سے پاکر آستہ ہو۔ بلا خلافی سے اسے نفرت جو عواضات نفسانی پر قابو پائے

۱۔ رسالہ فلسفہ روزہ، مسند مولانا احمد علی مرحوم ص ۱۰۰

۲۔ ہم کو صاف بتا گیا کہ اگر بدستوریت صیام رمضان اس لیے ہے کہ ہم جس عمارت موسیٰ
قرآن و وحی و قرآن پر خدا کا شکر کا لیں اس کے نام کی تصدیق کریں پس کون مسلم ہے
خدا کے اس احسان کو بدستوریت ظہیر کے شکر کے لیے تیار ہو اور اس کی قدر میں کے لیے
آدھ۔ میں کی قدر میں خود کو فروش کر۔ اس کے کام کی عظمت کو یاد کر کہ میں
ختم مسیٰ۔ روزہ تو ہم کی تہذیب سے کیا۔ جو ہم کو کھینچ کر پیش ہوگی۔ میں ۱۳۴۳ ہجری میں
توحید کی آگاہی سے میں میں میں کی جو کچھ کہیں مجھے کہ میں نے خدا سے رب رب غیر الہی
مکمل ہو گئی ہیں ان کے۔ رشتہ انصاف میں۔ مولانا احمد علی مرحوم، مکتوبہ ۲ اگست ۱۹۴۵ء

۳۔ رسالہ فلسفہ روزہ، مسند مولانا احمد علی مرحوم۔

خبر نفس اور عقل کا مرکز ہو۔ خدا کی عبادت سے باز آئے شراکت کر کے پائے۔ ان تمام چیزوں
کے پیدا کرنے کے لیے بہترین مولا ہی ہے کہ انسان کے سرکاری لبر کو نکال دیا جائے۔ اس
لبر کو نکالنے کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ اللہ ہی کریم نے روزے کے اندھے سے اپنی
۱۔ جو کہ خدیجہ بیٹہ اس کا حکم کھیت کے طور میں آئے ہے۔ مال ہے۔ اس کے طور و مکتوب کہ
چلیا وہ سفیدہ قرآن کا نام ہے۔ بیٹہ کو قوت دینے اور عظمت دینے کے لیے تو ہی اسباب
کا کرنا اور شہوت نفس میں ٹھیک ہونا ہے۔ بیٹہ کو حضور و مکتوب کر کے کہیں طریقہ کہ
ان کا اکل درخبر کے اسباب میں تعلیم کی جاتے اور ہر شہوتوں کا اس طریقہ سے خارج ہے کہ آدمی کی
بیٹہ میں اس کی کھیت کے لیے اعلیٰ درجہ پر جاتے۔ کھیت کو اس کے طور میں جو بڑے کہ بیٹہ کے
اچان میں کو قبول کر کے اور اس کے غرض دینے کھیتوں میں کہ نہ ہو نہ پائیں۔ کھیت میں انظار
انہماک کا احساس پیدا ہو اور بیٹہ میں انہماک کا۔ کھیت آتش یا مکتوب درخبروں کی عبادت
صحت اور قطع البیوت و ہر حال بگاڑ و نفس کی طرف توجہ، روزہ لینا اس چیز کا نام ہے کہ کھیت
کی خصوصیات کو حاصل کرنا اور بیٹہ کے اختصاآت کو رکھ کر۔ (۱) اور (۲) روزہ ۱۳۴۵ء جلوسم مسند
شعوبہ درخبرہ دہری مرحوم، دوسرا شلحد۔ پیڑ بڑا تار یا کنگن ہی اصول میں سے ایک
یہ ہے کہ جب اپنے اکل انہماک کو پہونے کو فیتن نہ ہوتے کہ قبول اور مستحکم کا اختیار
کر کتب توحید ایک ذلت تک کے لیے عالم انسان ہے۔ ایک جو کہ کھیت کی خصوصیات میں ہونے
ہو ۲۔ اسی وقت سے اس کے دل و دماغ میں وہی الہی کا سرچشمہ میں مارنے
گنا ہے۔ کہ وہ مینا کا پر جہان پیغمبر حبیب توارہ لینے جاتا ہے تو پاس میں شہادت روزہ جہاں
پاسا متنا ہے و فرغ ۲۳۔ ۲۴ کو کہ میر کا قدس آئے والا درخت جھیلی اس سے
چھکلاں کے قد میں جس کی زبان گریا ہو وہ پاس میں روزہ و مکتوب ہو کا پاسا متنا۔ اسی
طریقہ نازل کا انشیں شریعت و قانون قرآن سے ہیں۔ ایک مینا جہاں نام کو کہ ایک خار
میں برقر کی عبادتوں میں مصروف۔ (۱) اسی میں ان میں ناموں کی اکبر اقدار باسب و دلالت
اللہ کی خلق کا طریقہ یا فخر لے کر توارہ ہوتا ہے۔

(۲) توحید و ۱۳۴۵ء مسند سید سلیمان ندوی مرحوم

یَعْلَمُ مَنْ يَخْتَصِبُ (۱۰۲) پھر فرماتے ہیں کہ وہ اپنے خاص بندوں کو نعمتِ حکمت سے بھی سرفراز فرمائے گا۔

وَمَنْ يَكُنْ مِنَ الْيَسَارَةِ فَقَدْ أَتَىٰ حَيْثُ كَثِيرٌ (۱۰۲، ۲۰۱)

مولانا فرماتے ہیں کہ یسارہ کی ابتدا سے قرآنی کلام ایک ہماری داری ہے۔ پھر سینہٴ ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قرآنی یادگاریات ہیں۔

لَعَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (۱۰۲) وَلَقَدْ يَأْتِيَانِ لَمْ (۲۰۱)

لَعَلَّ اور سب سے آخری اور صحیح حقیقت اسلامی کی سولی چکرائیں آنا مثل کہ وقت آیا تو وہ اسلام ہی تھا، میں نے ابراہیم کے ہاتھ میں چھپی دی۔ تاکہ قرآن پر نہ کر دے کہ وہ اس کی زبان کرے اور وہ اسلام ہی تھا جس نے سامعین کی گردن جھکا دی تاکہ جان حریر کر اس کی رہیں قرآن کرے۔

حیکاس نکلو گیا۔ یا یحییٰ اخی اخی اللہ المات لہی اذ حجتہ فاعظم ملامتہ۔ قرآن و جوہر ابراہیمی کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صلاحیت اور پھر حبیب اس کے جواب میں سامعین نے کہا، یا یحییٰ اخی اخی ماما ماما مستحبتہ فی بنی شاعر الماتہ میں اخصا جوہرین۔ قرآن ہی سامعین کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صلاحیت ہے۔

فائل سرور کہتا ہے بیت اللہ عظیم۔ صمد منزل است منزل اولیٰ علی امت امت

دجہا اور اسلام صمد۔ صمد اور اسلام صمد۔

دوسری جگہ، یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں، جن میں ایک دعا بھی تھی، اپنے جذبات اور اس کی قرآنی کہیں تھا خدا اور دوسرا اپنے جان و نفس کی۔ دونوں نفاختیں محبوب ترین مہمان کو زبان میں شہد تھا۔ ایک نے قرآن کو اور دوسرے نے اپنی جان و عزت کو۔ دونوں ہی مافیٰ میں آتے تھے اور اس وقت دونوں ہی تھے۔ خدا نے اپنی دونوں کی دعاؤں کو اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے ہر مذہب پر اس کے حورث و انقباضات میں ان کی قبولیت کی صداقت کو دیکھ کر گھٹے۔ کہ چند پھر قرآن سے چھٹی ہوئی چاہے۔ دونوں ہی کے چاند عین انسانی سہی کی گلا غلامت دہی گلوں مٹانوں کی پیش گاہ اور قبول و جود بنی اور خدا کے جہاں انقدریت سے مقام عالم صرف اس کی چھت کو پہنچیں تھایا۔

دوسرا ابراہیمی صمد۔ صمد اور اسلام صمد۔

اور اس کے نتائج پر یوں کوہر افشاں کرتے ہیں۔

۱- جب حصولِ رضا الہی کے لیے رٹا نہ کرے کو تیار ہو گئے تو اہل جان قربان کرنے میں انہیں بھرتی اولیٰ دریغ نہیں تھا۔

۲- جب جان اس قربان کرنے کے لیے تیار تھے تو ان کی قربانی کا ایک ہزار ہرکتہ تھا۔

۳- جب ان کے ان جان، اولاد اور دامنِ رضا الہی کے محتاج تھے میں کوئی چیز نہ تھا۔ تو وہاں شہد جانِ حقیقت، اہل کاکب تھا ہر حرکت ہی تھی؟

۴- جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو احوال و اقوال کے قصبات انہیں اور جوارہ ہی سے کب بچا سکتے ہیں۔

۵- جب جان، اولاد اور عزت و قربا اس درجہ رضا الہی پر ان کے قربان ہو چکے ہیں تو شہدِ لقیہ کا جواب دینا انہیں کب یا دینی سے غفل کر سکتی ہے؟

۶- جب رضا الہی انہیں جان، اور اولاد سے نہ وہ عزت ہے تو کوئی تجارت و زرعیت یا صنعت و حرفت کمال کب لیا سکتی ہے۔

سینے لافریں علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل نعمتِ بزرگی کے مجتہد ہیں آپ نے بھی اپنی نعمت کو حصولِ رضا الہی کی خاطر قربانی کی اذکارہ کو ان کی ناکاراستہ محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کراہی کو فدیہ ایمان و ابراہیمی نور سے شہر ہو؟

مولانا فرماتے ہیں، اگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ قرآنی کرتے وقت جذباتِ ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ دل کے شہنشاہ یا کثیرہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔

لَعَلَّ۔ رسالہ صمد، عید قربان، صمد اور اسلام صمد، احمدی سرچرم و ملاحظہ۔

لَعَلَّ۔ تو جاحد کی افی اللہ حق جہاد۔ شہو۔ جہنم کو فنا جہنم عظیم کو فی اللہ میں خدجہ جہاد عظیم کو ابراہیم کو دھنسی سبکتہ سبکتہ عظیم۔ (۲۰۱، ۲۰۲)

لَعَلَّ۔ قرآنی کہ حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ حق و نفی و نفی جان و روح کے گناہ کا ایک سر لقیہ ہے اس کا گھر اور دونوں گناہ نہیں ہوتا۔ اس کے چہرے سے نور و نور نکلے گا جاسے۔ خدا و معرفت خاص بیتوں اور پاک رعات و لوگوں کو دیکھتا ہے۔ (عاری۔ گلامط)

ابتداء میں رہتا اور کہتے ہیں۔ اگر انعام عالم پر منحصر کر کے دیکھا جائے تو ہر چیز کی ایک نفس ذاتیت نظر آتی ہے۔ لیکن کی پیدائش کی بھی ایک مصلحت اور حکمت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے غفران کرم میں بیان فرمائی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ اَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِ شَرِیْقَتِ وَرِیْالَتِ، وَیَسَاتِ وَنِیَّاتِ اِسی حکمت اور مصلحت پر پہنچی جاے گی۔ اگر فرض نفس وجودت کو کرتے ہیں تو کلام ہے۔ سرکشت اور بوشیا رہے تو من۔ شریف اور پتھار کہہ گئے گا۔ اور ان کے خالصت اللہ کا خلاصہ صفا بن جاتے گا۔
اب رسالہ کی تصنیف کی غرض ذاتیت بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے جلالی اور جلالی اسما حسنی کی فرست اسے سنائی جاتی ہے تاکہ خدا کے قدوس و وحد لا شریک لکے کو صحیح طور پر پہچان لے۔

جہاں تک اسما مضافہ الحسنی کے تعلق تعلق کا تعلق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر اسما حسنہ حضرت امام خوالی کی کتاب "مقتصد الائمہ فی شرح اسما مضافہ الحسنی اور مقتصد اصحاب مولانا محمد باقر محدث دہلوی کی شرح مشکوٰۃ شریف سے پورا پورا استفادہ کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے ہر سب سے پہلے اسما مضافہ الحسنی کی شرح کی گئی ہے۔ بعد ازاں بتایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسما کا نظریہ بنایا جائے تو کس طرح اپنے آپ کو ان خصوصیات سے متعلق بنائے اور اگر اپنے ملک غنیمت ایشیہ و جبلت جہدہ کی اس صفت کے سامنے حق وجودیت اور کو تپا جائے تو کس طرح اور کرے۔

۱۔ رسالہ شرح اسما مضافہ الحسنی و مقتصد حضرت مولانا احمد علی مرحوم

۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱

کہنے کے سبب روکنا ہوتا ہے کہ اس سے بہتر اور مزید نقصان دہ
 نہ ہو۔ لیکن یہ خدا کی صفات میں مندرجہ اور تخلیق و تہذیب کا راز اور
 حیات و حرکت ہے۔

کاش! مسلمان اس مکتوب صید کو بار بار پڑھنے۔ اس میں متہربہ فکر کرنے اور اس کے قدسی نیومات سے ہر لحاظ سے ملنے کی سعی کریں۔

لائیہ دارہ ندائی بغداد تاخشی۔

رسالہ بہشتی اور دوزخی کی پہچان

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں متنوع اقسام کی چیزیں پیدا کی ہیں اور ہر چیز کی صورت، بہریت، خاصیت علیحدہ علیحدہ بنائی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ شکل، ہمیشہ کی ہو اور اندر میں بکری جو یا لٹا ہو کر آئے جو اور اندر میں گدھا ہو، ایسی پریشان کو بھی قیاس کر لیجئے۔ مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں۔ نیک و بد، اچھا و برا۔ جھلناؤں اور جھٹکناؤں کا مل کر لونا نقص و قانون اسلام کا پابندوں کی طرف؟

اس تہیہ کے بعد مولانا رسالہ کو گورنر لایکالاب باب بیان فرماتے ہیں: یہ چھوٹا سا رسالہ اس لیے بنایا گیا ہے کہ غریبوں کو جو رسالہ دے دیا جائے وہ اسے پڑھ لے اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اس سے فائدہ اٹھائے۔

ابہ قرآن حکیم سے ہستیوں کی علامات بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِي يَخْتَلِفُ أَلْوَانُهُ فَالْوَلَدُ أَلْوَنًا
وَالَّذِي يَخْتَلِفُ أَلْوَانُهُ فَالْوَلَدُ أَلْوَنًا

ملے - روسالہ ہشتی اور دوزخی کی پہچان سے۔ مصنفہ حضرت مولانا احمد علیؒ

۵ - سورہ زمر ۲۹ آیت ۱۷ -

یہ رسالہ ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مولانا نے اسلام کے ان اہم اصول و معارف کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے۔ جن کو تصوف و اہل حق اور کفر کے قلوب کی دھج رول کھینچا ہے۔ امام غزالی جیسے فلسفی اسلام اور فکر قرآن کا تبحر علمی تمام فرقہ و امت پر ہندو دشمن کی طرح عیاں ہے۔ مولانا لاچل نے اس رسالے میں معرفت کو لا۔ کی دعوت دی ہے۔ کیونکہ جب انسان عہدیت کی صف میں کھڑا ہوگا اپنے ملک و مملکت کی خدمت کا احساس دل میں رکھ کر اپنے سر نیاز کو جھکا جائے گا۔ تو اس کو کسی عارف و اہل حقیت کی احتیاج پڑا جاتی ہے۔

مثنیٰ از طریق نیرسم رفیق سے جو کم
کر گشت انداختہ ہیں رفیق و باز طریق

اس رسالے کا مقصد اور کہنے والا ہر شخص یقیناً سمجھتا ہوگا۔ افسانوی اور منہات البلیہ کے اس دور و خواہش تک بعد از مستعد و درجہ دار رہنما کی حاصل کر کے گاہ اور پھر جس اسم ان کی کو در زبان بنائے گا۔ بغض و ایذا و متال و دعائی لغت سے فوہ زبان کا گاہ اس رسالے میں طلباء و حقوق کو یقیناً قریب و برابریت اور رشک و عیبت کو استوار

رحمۃ، بچپن، صغر، اگرچہ اس علم میں چھوٹا اور مشارکت صورت میں چھوٹا، اِن اقلہ فلسفی
عین اخصصین۔ برطوف اسد وصفات کے کہ عالم کے ساتھ جیسی نسبت رکھتے ہیں۔
اور صدی مشارکت ان کے درمیان ثابت ہے۔ یہی جس طرح اللہ تعالیٰ میں علم ہے۔
مکن اور جو دین بھی اس علم کی صورت ثابت ہے۔ جس طرح وہاں قدرت ہے۔ یہاں بھی
قدرت کی صورت ہے۔ برطوف ذات کے کہ ممکن اس دولت سے بے نصیب ہے اور اس
کو قیام بذات خود حاصل نہیں ہے بلکہ ممکن جو کونجی حق تعالیٰ کی صفات واسطہ کی صورتوں میں
مخلوق ہے۔ اسے یہ سب کاسب عرض ہے اور اس میں جو بہرہ تیری نہیں۔ اس کے
قیام حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے۔ تمام کائنات کا قیوم حق تعالیٰ ہے؟

(مکتوب نمبر ۴۵ صفحہ ۱۳۲ فقرہ دوم مندرجہ ذیل عبارت پر)

۱۴۹۔ زبیر عجمی، مطبوعہ مقبول عام پریس، لاہور۔

عقوبتِ خدا نہیں، تبارک سے معلوم ہے اس کی بندگی کا حق، اور اس کے کاشیوت نہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تبارک کی کوئی قدر و قیمت نہیں، جس طرح دنیا کے بادشاہ کسی خوبصورت کی خاطر نہایت ہار و روت وغیرہ کا لٹاؤ نہیں کر سکتے، جو ان کے قوانین کی خلاف ورزی کرے۔ اسے جیل خانہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے ہاں بھی قانونِ الہی سے وفاداری کا حق، اور اگر نہ باعصیتِ عزت ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ اس مختصر رسالے میں صرف ایک آیت اور ایک حدیث شریف پیش کی جائے گی۔

[illegible]

سابقہ آیت شریفہ سے مولانا دس شرطیں نقل فرما کر اللہ تعالیٰ کا وعدہ و وعظ اور
نجات یاد دلاتے ہیں اور ان شرائط کا نہایت اختصار سے لیکن جامع تعارف
بجائے دینے فرماتے ہیں۔

اسلام، اسلامی شریعت جو حکم دے۔ اس پر عمل کر کے دکھانا اسلام ہے، شریعت شریعت، کلمہ توحید پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا ضروری قرار دیتی ہے۔ لہذا اس پر عمل کرنا اسلام ہے۔

مسلم دنیا ہے کہ مسلمانوں کی حیات مستحکم کہ سنو گئے میں کیات وادوچہ
چش فرما کہ شقی، اور دوزخی کو ایک دوسرے سے مختار اور جدا کیا اور قرآن عز و جبر نے
بھی اس امتیاز کو اپنے نزیم الفاظ میں یوں پیش فرمایا ہے (لا یستوی اصحاب
الانار و اصحاب الجنة کما الفاعلون) مسلمانوں کو جنت کی طرف رہنمائی کرنے
اور دوزخ سے بچانے میں یہ رازاتضرر راہ بہت بگرا ۔

رسالہ خُدا کی نیک بندیاں

نقلہ تھانی، باب نمائندہ ایمین اعلیٰ امینا انکسٹیکوٹ لایف کڈ نارا (۱۶-۳۲)
اس رسالے کے شروع میں مولانا نے اسے اپنی کا ذکر فرما کر سلطان بنوری کو شرم حق
کے شعور پر عبادت کی ترغیب دلاتے ہیں پھر دراصل جلیل مقصد میں بھی احسان مندی کو مثبت
طریقہ کی احمدات کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

ہزار ہا آدمی ہیں جن سے ملنے سے انسان پیدا کیا۔ آسمان سے نیز برپایا۔ کھلنے کے لیے ہزاروں قسم کے میوہ جات، ترکاریاں، آج اور چربی کی خدمت کے لیے قسم قسم کے جانور پیدا فرمائے۔ خوشکھ غذا کا سب سے بڑا قسم رکھنے والا، شہر، ترسباب و ذخائر کے بار بار اپنی عورتوں میں امن کی قدر کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کئی سر کے ٹکڑے کھا کر اپنے ملک کے سامنے دم دلاتا ہے۔ نئی گھر والوں کے ڈاؤن میں بھرتی ہے۔

اس سے آگے مولانا مسلمان عورتوں کو اطاعتِ الہی اور اطاعتِ رسولؐ کے قانون کی اہمیت بایں الفاظ پیش کرتے ہیں۔

میرٹی بہنو! روکی کا اعلیٰ خاندان میں سے ہونا، سلیقہ، شمار ہونا، فضل و کمال، کلہاڑی میں اپنی ہر جڑیوں سے اخص ہونا، خدا تعالیٰ کی نظر میں پہنچ ہے۔ اگر تمہارے دل میں

۱۰۰۔ تقریر پر سزا، مذکورہ بالا فرمودہ عبداللہ بن ابی امام سید شریعہ سمجھا دیتا ہے۔
 ۱۰۱۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ وَلَا اِلٰى هٰذَا الْقَوْمِ يَكْفُرُ وَلٰكِنْ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ اِلٰى شَيْءٍ بَاطِلٍ
 وَاقْبَاسُ الْكُفْرِ وَحَدِيثِ شَرِيعَةٍ

جہاں تک معنی خیز اور کارآمد ہدایات بیان فرمائی ہیں، لہذا ہم ان کی تحفیں کر کے پیش کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

”مردنکر معیشت میں باہر جاتا ہے۔ اولاد کو گھر میں اس کے پاس رہتی ہے۔ ماں اور جھوٹ نہیں ہوتی۔ گھونٹیں کرتی، نماز کی پابندی، مہذبہ گفتی ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے، گالی گلوچ نہیں دیتی تو بھول اور پھیلوں کے اندر بھی اس قسم کے اوصاف جمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر ماں جھوٹی ہے، گھر کرنے والی، بد مزاج، فضول خرچ اور ابلے دین ہے تو بچوں کے اندر بھی وہی بُری صفیں پیدا ہوں گی اور یہ بچہ کن دنیا میں آخر تک رہے گا جس کے سانچے دنیا اور آخرت میں جھٹکتے پڑیں گے اور یہ سب نفاقِ ماں کا بیج بڑا ہوا ہے۔“

مرفقا اس کے بعد شکایت کرتے ہیں کہ نائیں چھوٹی کی تربیت اور دینی تعلیم کا کوئی خیال رکھتی ہیں۔ ان کو کچھ بچے پشیمان، چھٹا چھٹا، پانا، بیمار جو جانے تو حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کروانا اور دل پر کس کسب گھر مٹھانے کے قابل ہو جاتے تو قادی کر دینے سے بچتی ہیں کہ جس نے فرض ادا کر دیا۔ اس کا معلق تیار نہیں کرتیں کہ بھول کو اس خدا تعالیٰ کی پہچان کر لیں جس نے انہیں پیدا کیا، اس کی زندگی کا حق ادا کرنے کی باتیں کریں۔

اس رسالے پر چرچہ جلد کراچی کے تصنیفات موجود ہیں، جو بر لحاظ سے قابل
تعمین ہیں۔ ان لوگوں نے نہایت بے لوث طریقے سے رسالے کی دینی مفادیت کو
اجاگر کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ چونکہ مولانا نے عورت کو دینی فرائض و حقوق سے
آگاہ ہی دلائی ہے۔ لہذا اس منفع کی رہنمائی کو تمام حضرات نے نہایت پسندیدگی
کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

ہر شخص حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہر شخص اسے بے حیا، بدعاش اور کین خیال کرتا ہے۔ یہ تو دنیا کی ذلت ہے۔ آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔

کثرتِ فکر: اللہ تعالیٰ کی نیکیاں بندوں کی دوسری نعمت اللہ تعالیٰ کی رحمت یا کرمیت ہے بہت زیادہ یا باقی کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ، غصے بیچنے۔ سبھن اللہ و الحمد للہ۔
 قَوْلِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ایسے کلمات کا ورد کئی مرتبہ ہیں۔

حضرت مولانا نے ابتدائے مضمون میں فرمایا کہ اس رسالے میں ایک آیت اور
ایک حدیث کی تشریح پر کرتا ہوں گا۔ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال کلمہ راع وکلمہ مسئول عن رعيته وکلمہ راع
والرعی علی اهل بیته وامرأه وراعيته علی بیت زوجها
تکلیف وکلمہ راع وکلمہ مسئول عن رعيته۔

اب نہایت اقتصاد سے اس کی تشریح کرتے ہیں۔ پھر خلافتِ مال پر قیاد اٹھاتے ہیں۔ مگر کونسا مال جو ان عورت کے پاس امانت ہے بعض عورتوں کی عادت ہے کہ گران کے اپنے رشتے دار آجائیں تو وہ دھوا، ملائی، پھل، حلویہ، گوشت، میوے اور چڑ وغیرہ دل کھوں کی پکائی ہیں۔ مگر اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیساً کہ زانیہ امانت ہے۔ کھلانے والی گندگیاں اور کھانا شرعاً حرام ہے۔ جسمانی سنو! مرد کی مرضی کے بغیر اس کے مال سے کچھ خرید کر اور بہن کو کھانا بھی خرید کر تو قبول نہیں ہوگی۔

حفاظتِ اولاد: مولانا نے نہایت سادہ الفاظ میں حفاظتِ اولاد کے مسئلے میں

عورت کا حق، مرد کا حق، اولاد کا حق، رشتہ داروں کا حق، بے جا کا حق، مال کا حق، دنیا کا حق، آخرت کا حق۔

خدا تعالیٰ کا حق

خدا تعالیٰ ایک ہے۔ سارے جہاں کو خلق کسی نے بنایا ہے۔ سارے جہاں کا فقروں کا مالک ہے۔ سارے جہاں کا انعام فقط اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ رزق کا انعام کسی کے قبضہ میں ہے غیب میں دن فقط اللہ تعالیٰ ہے اور دنیا فقط اللہ تعالیٰ کا مال ہے فقط اللہ تعالیٰ کو سب سے کلام ہے۔

مولانا نے سچے اللہ تعالیٰ کا حق نبیوں پر ثابت کیا۔ توحید، حقیقت، پوشائیت، بطرح کے انعام کی باگ ڈور و رزقیت، وحدت اور علم میں غیر کی شرکت کا شائبہ بھی تسلیم نہ کیا جائے اور یہی نیز عقیدہ توحید کی اصل ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق

قوله تعالى: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا وَبِطَلْعِ الْبَاقِرِ الطُّيْهِ

سہ۔ وَابْتِغَاءَ مَقْصُودٍ مِّنْ رَبِّهِ ۚ (سورہ صافات ۲ آیت ۲)

سہ۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالْجِبَالُ وَالْبَحَارَ (سورہ انفصاف ۲ آیت ۴)

سہ۔ قَوْلَهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورہ آل عمران ۲ آیت ۱۸)

سہ۔ إِنَّ الْخَلْقَ لَرِيقٌ (سورہ صافات ۲ آیت ۲)

سہ۔ وَفِي السَّمَاءِ بِضُكُوفٍ وَمِنْهُ مَعْدَنُ سُدُقٍ (سورہ النور ۱۵ آیت ۱۵)

سہ۔ قَوْلَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورہ صافات ۲ آیت ۲)

سہ۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ آدَمَ وَنَادَاهُ مِنِّي رُفُوفًا فَلَمَّا كَمَتْ بِهِ السَّاعَةُ قَالَ اضْمِمْ إِلَيْهَا فَنَافَسَتْهُ فَكَفَّرَ

فَلَمَّا كَمَتْ لَهَا (سورہ النور ۱۵ آیت ۱۵)

سہ۔ (سورہ نعام ۱۵ آیت ۱۵)

اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں مسلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نود بیانیں اور غیب و روز کے اوقات کا وہی دستور العمل بنائیں۔ ہر شے کا حق۔ جس طرح آپ کی ساری زندگی کا مقصد رضائے الہی تھا اسی طرح ہر شے کی زندگی کا مقصد فقط اسی کی رضا طلبی ہو، اسلام کے انسان ہر عمل، ہر عیب، ہر بدی، شغف، برحق، حق کر دار اور جہنم میں احوال و عیش تمام کر کے مسلمانوں کو دھار دہوں یا عورتیں یا کافر عین ہے کہ ہر معاملہ میں رسول اللہ کے نقل قدم پر چلیں۔ تاکہ رضائے الہی کا قسط پائیں۔

قُلْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورہ آل عمران ۳ آیت ۳)

قرآن حکیم کا حق

قوله تعالى: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلْبَاسِ حَقِّهِ أَتُفَكِّرُونَ (سورہ ۱۱۱ آیت ۱۱۱)

قرآن پاک ہدایت ہے۔ مسلمان کافر نہیں ہے کہ شائبہ شایعہ حقیقی ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فرمان و قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے تاکہ دنیا اور آخرت کی خوشی سے بے جا نہ ہو۔

اسلام کا حق

قوله تعالى: وَابْتِغَاءَ مَقْصُودٍ مِّنْ رَبِّهِ ۚ (سورہ صافات ۲ آیت ۲)

ہر شخص علی غور پر اللہ تعالیٰ کا تابع قرآن میں نہیں جتنا اور مسلمان کہتا ہے تو اس کا

سہ۔ (سورہ نعام ۱۵ آیت ۱۵)

سہ۔ (سورہ نعام ۱۵ آیت ۱۵)

سہ۔ (سورہ نعام ۱۵ آیت ۱۵)

محوریت مولا کو اپنا حاکم سمجھے اور حاکم بھی وہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا حاکم جو بڑی کیا ہے۔ ایسے حاکم کی نافرمانی گویا خدا کی نافرمانی ہے۔ ایک بیبیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبرداری کریں اور خداوندوں کی بھی تابع فرمان رہیں۔ ان کی عزت، مال اور اولاد کی تربیت کا پورا حق ان کا کریں۔ محورت کا فرض ہے کہ مرد کی ہمیشہ بھلائی اور غیر خرابی کرے۔

اولاد کا حق

مولا نافرمانی میں: باپ کے زمر فرض ہے کہ اولاد کی جسمانی تربیت کرے اور پھر ان کو دنیا کی آگ سے بچائے۔ ان کو کتاب و سنت کی تعلیم دلائے۔ بھلاؤں اس پر سختی سے عمل کرے اور یہی اولاد قیامت کے دن لعنت کر دی گئی ہے۔

رشتہ داروں کے حقوق

يَسْتَأْذِنُ بَدَلِهِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ وَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهُ جَنَّاتٍ خَلِيلٍ يَلْبِسُ
وَالَّذِينَ يَلْبِسُونَ فِي الْمَسْكِينِ وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
تَحِيَّاتٍ مِّنَ اللَّهِ يَلْبِسُهُ عَلَيْهِ ۚ
(سورہ البقرہ: آیت ۴۵)

مولا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رضا حاصل کرنے کے لیے جو مال خرچ کیا جائے اس میں والدین اور رشتہ داروں کا بھی حق ہے۔ لہذا اپنے محتاج رشتہ داروں میں خرچ کرنے سے گناہ ثابت ملتا ہے۔ البتہ ان کی خوشنودی کے لیے یہ فطری خرچ کی اجازت نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَا خَلَقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَلْقِ.

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کو قطع رحمی نہ کہو۔

۱۔ رسول خدا کی مرضی سے: ۲۔ مستثنیٰ مولا: ۳۔ صلہ رحمی: ۴۔

۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

دعویٰ نہائی ہے۔ جو شخص چاہو، جو مردہ برائی، کتاب کی نہائی تحریر کرتا ہے۔ کیا اس کا بیٹ بھر جائے گا۔ بزرگ نہیں۔ یہی حال بد عمل اسلام کے مٹنے کا ہے۔

والدین کا حق

اب اس ضمن میں مولا کے ارشادات گنتی ہیں:

”اَلْبَآپ سے ہر طرح کی نیکی کرو۔ خواہ کافر بھی کیوں نہ ہوں اور غصے میں آکر ان کو کسی قسمی برا دینی نفع نہ ہوں“ کا بھی ذکر اور ادب کے لحاظ سے ان کے دیوتاؤں ان کے حقیر خیال کرے اور ان کے حق میں ہمیشہ دعا و نیکر کی جائے۔“

محورت کا حق مرد پر

محورتوں کو ہر طرحی سے اکرنا۔ محورتوں سے اچھا سلوک کیا جائے۔ ان کو تنگ دینے کی نیت سے اسے مزاح میں نہ بند رکھو تا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ اور محورتوں کا مردوں پر زیادتی حق ہے۔ صیحا کہ مردوں کا محورتوں پر سب اور مردوں کو محورتوں پر ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے۔ مولا فرماتے ہیں: باوجود ان کی تشریح شایع ہوئی ہے۔

مرد کا حق

قَوْلُهُ تَعَالَى: اَلَّذِينَ يَلْبِسُونَ عَنَى الْبَسَاءِ رَسُوْلَةُ الْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
وَالَّذِينَ يَلْبِسُونَ فِي الْمَسْكِينِ وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
(سورہ البقرہ: آیت ۴۵)

۱۔ رسالہ نما کی مرضی: ۲۔ مستثنیٰ مولا: ۳۔ صلہ رحمی: ۴۔

۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: اَلَّذِينَ يَلْبِسُونَ عَنَى الْبَسَاءِ رَسُوْلَةُ الْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
وَالَّذِينَ يَلْبِسُونَ فِي الْمَسْكِينِ وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
(سورہ البقرہ: آیت ۴۵)

۱۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: اَلَّذِينَ يَلْبِسُونَ عَنَى الْبَسَاءِ رَسُوْلَةُ الْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
وَالَّذِينَ يَلْبِسُونَ فِي الْمَسْكِينِ وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
(سورہ البقرہ: آیت ۴۵)

۱۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: اَلَّذِينَ يَلْبِسُونَ عَنَى الْبَسَاءِ رَسُوْلَةُ الْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
وَالَّذِينَ يَلْبِسُونَ فِي الْمَسْكِينِ وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْمَسْكِينِ ۚ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ
(سورہ البقرہ: آیت ۴۵)

عزیز چیتھو: اس چھوٹے سے رسالے کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے دوتر چور کھس
 ہیں۔ ان سے آپ کو بچاؤ کیا جائے۔ بلکان پر عمل کر کے بچاؤ یا فنی میں عزت یاؤ۔ خیر یا فنی
 سے بچ جاؤ۔ دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرو۔ قبر میں جاؤ تو وہ تمہارے لیے بہشت کا
 بارش بن جائے۔ میدانِ مشرق میں جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حق کو شکر سے پانی
 چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مسرت تمہارے شامل عالمی موبائل مروجہ سے صحیح و سلاست پائے
 کہ بہشت میں پانچویں۔

خدا انصاف کی اجلی فرستے گا، اللہ تعالیٰ کا حق، رسول اللہ کا حق، ماں باپ کا، دوست کا، اور اس کا حق، اولاد کا حق، خاوند کا حق، چڑھی کا حق، باقی لوگوں کا حق۔
مراؤ گا، اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفات بیان فرماتے ہیں۔ اس سطح میں ہم خدا کی قربت رسالہ کرم میں تفصیل سے تحریر کر چکے ہیں۔

مولانا اس شخص میں ایک حدیث نقل فرماتا ہے: عن معاذ قال قال رسول الله - اجبر في العمل يد غلبت الجنة وتهاعد في من النار قال نعم سأفعله عن امر عيسى - انك تيسر علي من يسر الله تعالى عليه فبسم الله ولا تشرك به شيئا فقبول العملية دوني، انك لا تقصرون وضمان وقبيل البيت (الحديث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بیان کہتے ہوئے بھی مولانا نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے جس کا لقب دراب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و امین مان کر آپ کی ممکن شہادت کرتے جاتے۔

ماں باپ کا حق

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ہمسایہ کا حق

[illegible]

پھر اس کے بعد مال کا حق، دنیا کا حق اور آخرت کا حق بیان فرماتے ہیں۔

”مال کو تمہارا حق، آخرت سے امتا جائے اور نیک کاموں میں خرچ کرے دنیا کے عیش کو تمہارا حق نہ سمجھنا۔ بلکہ اسباب دنیاوی کو آخرت کی اصلاح کے لیے صرف کرے۔ دنیا تکمیل مٹا دیتا ہے اور آخرت بہتر ہے۔ لہذا مسلمان کو فرض ہے کہ بے ممانہ اور دھنی دھار آخرت کو قربان نہ کرے۔ ورنہ اس سے بڑھ کر کوئی جاہل جبرائیل اندیش نہ کرنا نظر انداز نہیں ہوگا۔“

رسالہ مسلمان عورت کے فرائض

قَوْلُهُ قَالُوا... مَنْ عَبْدٌ صَالِحٌ مِمَّنْ ذَكَرْنَا أُنْشِىْ وَهَوِّ مُؤْمِنٌ فَلَا خَيْفَةَ
خَيْرُكَ طَيِّبَةُ ۝ (سُورَةُ الْأَنْعَامِ: ١٠١-١٠٢)

موجود دنیا اور آخرت کی زندگیوں کا فرق نہ دے رہا ہے۔ وہ جو جس کے اسباب
لاحت و آدم پر تبصرہ کرتے ہیں، جنہوں کو فرضاً یہ کہہ کر کے ان کی شاہنہ زندگی کے فضائل
سے، آہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی عشقِ عزت و آخرة کی کھڑائی کا دار و مدار عملِ صالح پر
قرار دیتے ہیں، نہایت بخوبی اہمالِ مسندہ و نہضائی ستودہ کے فیضِ ممکن ہے۔
موجود کی زبان سے محوہ اور سلائی کی عرض و دعائیت حسبِ ذیل ہے۔

”ہزار ہوں غور کرو تو حدیث کی حد سے لے بیٹیاں بخت میں وہ کام آئیں گی کہ بیٹے سو بھی کام نہیں، کہئے۔ اس سے بھر کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا کہ قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھیں بہشت میں جگہ ملے۔ لہذا یاد رکھو کہ بیٹوں کی خدمت کا اسادت خیال کرنا کہ وہ بیٹے کا حق صرف کھانا، چائہ، پینا، جوتن بوجاسے تو بیاہ کر دینا ہی نہیں، بلکہ تمام اغراض جہ کہ مطوریات دین کی تعلیم دینا۔“

اس لحاظ سے کہ ہم یہ تعلیم نسوان اور اس ماحول پر بنائے کہ کسی تنقید فرما سکتی ہیں۔
 "ہیری سوس" یا "پبلک ٹرسٹ سروس" میں لوگوں کی تعلیم کی طرف بڑی توجہ ہے۔ یہاں
 سکولوں کا کوئی میں تعلیم ہاں نہیں ہیں۔ وہاں وی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اس میں تعلیم جدید کے
 مضامین سے خوف خطا، غلطی، فکر، عاقبت، بھابھا، آخرت کے ذرائع ہیں۔ ان
 پر عمل کرنا، حریف غلط کی طرح شادی کیا ہے، بیکان کو گانا بجانا، سکول بجانا ہے۔ غلط
 سنیا، عورتوں کی تعلیم کا جو بنیاد ہے جا رہے ہیں۔ خود ہی اماندہ کہ کو کراس تعلیم کے
 کیا نتائج نکلیں گے۔ لہذا چھٹا کر تعلیم کو ترک کرنا غلط ہے۔ ہیری سوس ہاں ہی ہے۔
 مسلمان عورت کے فرائض وہ مسلمانوں، مسلمانوں، مسلمانوں،

خاوند کلاحتی

عَنِ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا
صَلَّيْتَ خَمْسَهَا وَصَامْتَ ثَمَرَهَا وَأَحْسَنْتَ فَلَاحُهَا وَأَطَاعْتَ لِقَاضِيَهَا
فَلَمْ تَدْخُلْ مِنْ أَيْبَى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاعَتْ

یہی بنو! مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے سے تمہاری نجات نہیں ہوگی، بعض عورتیں مردوں کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہیں کہ مرد جو کہے ان کی پیروی کر لیں۔

445

اَللّٰهُ كَرِيْمٌ اَعْلَمُ. قَبِلْ مِنْ يٰ اَيُّسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ مَنْ اَهْلُ الْاَهْلِ قِي اِيْلِيْجُوْ
يَنْدُ. الْكَبِيْرُ اَخَذَ حَتَمًا اَوْ كَلَامًا. ثُمَّ كَذَبَ بِدُخْلِ الْيَمِيْنَةِ دِيْمَا سَلَمُ
”میری جھٹھلو! اچھکی تھڑو سا کا دھندل رہا ہے۔“ خرم رحا رخصت ہر
مہر میں۔ ماں باپ، اس اس اور شکر کا ادب نہیں دیا۔ عام طور پر آپ کے گھمبیر گی کہ
بیشیاں اپنی بوٹھیں ڈاؤں کو اس طرح ڈال دیتی ہیں جس طرح خادمہ کو دینا چاہتا
ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر ماں دین سے کوئی فعلی ہر جائے تو اسے نہایت
کو اسے بڑی برہنہ ہو گی، وہ جو ماں باپ جیسے شفیق مہربانوں کو راضی نہ کر سکیں
اور غم میں رہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنَا مِنْ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ :

رشتہ داروں کا حق بیان کرتے ہوئے احادیثِ معتبرہ سے استنباط کرتے ہیں۔ مَن جِبْرِائِلَ مَظْعُومَةً۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِلُكَ الْجَنَّةَ طَائِفٌ۔ (مکملۃ شرحین باب البر والصلاۃ) وشتی علیہ السلام اور اس کے بعد عام ہدایت کے کلمات آپ کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ دنیا کا اکثر شیروں کو تحارک کے نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب مبلغ پیدا ہوتی ہے تو غرض نہیں ہرتے ماس کی خدمت کو حتمی خیال کرتے ہیں۔

نہیں توں مر جائیں، انہیں توں ٹوٹ جائیں، امیں توں مگروں ہو جائیں؟
میری بہنوئی! سارے فقر کے پتہ دے رہے ہیں کہ تمہیں چوٹی کے پیدا چلے
پڑوسی نہیں چوٹی۔

رسالہ

پیر اور مرید کے فرائض

مَا كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يُنَبِّئَهُ اللَّهُ بِالْكَذِبِ وَالْكَفَرِ وَالنَّبُوَّةِ ثُمَّ يَقُولُ
يَا مَنْ كُنْ لَوْ أَحْبَبْتَ إِلَى مِنْ ذُنُوبِ اللَّهِ ۝ (سورہ اعراف آیت ۴۹)

برادران اسلام! سید عالم علیہ السلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر
پار فرض عائد کئے گئے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ يَوْمِ تَنْزِيلِ
الْكِتَابِ لَغَرِبًا ۚ وَأَنْ لَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَنْ يَسْمَعُوا ۚ (سورہ الحج آیت ۵۲)

اس آیت کے نقل کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں۔

”ما حاصل یہ نکو کہ رسول اللہ کی محبت سرِ پاکِ سرِ حق جس کے باعث جاہلِ زیرِ علم
سے کوہِ سرِ جاتے تھے اور ان کا باطنِ کدورتِ بشری کے غبار سے پاک ہو جاتا تھا۔ ان
کی زبان پر خالقِ اللہ تعالیٰ کے اوصاف و احوال غور و فکر کے ذریعہ آیت و احادیث
زیرِ علمیں احمد، بعض اور کتب سے تعلق نہ آتا تھا۔ آج کل کی اصطلاح میں جس کو
حق کو تصدیق کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ اسی کو توفیقِ حق کا تبدیل شدہ نام ہے۔
یہ کانِ اللہ، ایسٹون، اہل الدین و العلماء (فقراء و غنیہ) غلّ فیہم العلماء
قاصدہ شوقِ حدیث بعدِ ذاتِ احمد، علویہ و بعض دیگر۔
مولانا اس کے بعد احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ مریدِ اکرام کی بیعتِ بدعت نہیں۔

”رسالہ پیر اور مرید کے فرائض“ ص ۱۰۰ حضرت مولانا اسماعیل مروج۔

”معاذ اللہ“ جن واپار الرحمن و ولایہ الشیطان۔ دہلاہن نبیہ۔

”معاذ اللہ“ جن واپار الرحمن و ولایہ الشیطان۔ دہلاہن نبیہ۔
انعامِ الصلوٰۃ و ایثارِ الزکوٰۃ و التَّوْبَةُ بِكُلِّ مَسْلَمَةٍ (مستحق علیہ)

اب حضرت مولانا اپنے بیان کی تصدیق کے لیے مندرجہ ذیل احادیث نقل فرماتے ہیں۔

شریعت اور شریعت کی نسبت

شریعت کے تین درجہ ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک ان تینوں کی تکمیل
نہ ہو، شریعت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اور جب شریعت کا حق ادا ہوگا، تو اللہ تعالیٰ کی
رضا حاصل ہوگی جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے اعلیٰ ہے۔ یہ رضوان
مِنَ اللَّهِ ہے۔ لہذا شریعتِ مطہرہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کا فیصل ہے۔

شریعت اور حقیقت

شریعت اور حقیقت جن سے مولانا کو کام ممتاز ہیں۔ یہ دو شریعتِ غفران کے
علوم ہیں۔ ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزِ اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔
اس لیے ان دونوں کے حاصل کرنے کا مقصد و جدِ شریعت کی تکمیل ہے۔ دوسرے
حوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیاء کو کم کو راست میں پیش آتے ہیں۔ یہ تمام
میں داخل نہیں۔ ان سب چیزوں سے گذر کر تمام رشتہ تک پہنچنا چاہیے۔ جو مقامات
سلوک کی انتہا ہے۔ کیونکہ شریعت اور حقیقت کی نسبت میں اس کے ساتھ اخلاص کے
سوا کوئی دوسرا مطلب نہیں۔ اور اخلاص، رضا کو مستلزم ہے۔ تجلیاتِ سرگازادہ
مشاہداتِ عارفانہ میں سے ہزاروں کو گزر کر کسی ایک کو نہایت اخلاص اور تمام رشتہ
تک پہنچانے میں سلی نیالی کے لوگ حوال و مواجید کو مقاصدِ غیال کر رہتے ہیں اور
مشاہدات و تجلیات کو غلط سمجھتے ہیں۔ ایسے آدمی اپنے دھرم و نیالی کی قید میں نہیں
کہ لاپتہ شریعت سے محروم رہتے ہیں۔ (۱۰۰) (۱۰۱)

”مکتوبات حضرت مجددِ انصاف فی قدس سرہ العزیز جید اقل مکتوبات ص ۱۰۰
نقل از رسالہ پیر اور مرید کے فرائض“ ص ۱۰۰ حضرت مولانا اسماعیل مروج۔

علا درآئی، اور صوفیا پر کہا کہ ساتھ مولانا نے ملا ستر کی بھی نشانہ می فرمائی ہے
کران کی زندگی کا نصب عین محض مولانا کی تفتیش سے جینا، مسلمانوں کو طہارین
موسے فٹس کے خیرنا ہے اور میں اس جگہ ایک لطیفہ نقل کرتے ہیں۔

جعلی صوفی

جعلی صوفی سے مراد غانا ساز فقیر ہے۔ جسے بعد صوفیا دردم کے خلاف قیام
سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ ان کا سیاہ، جڑی باس ترک لذات کی وجہ سے نہیں۔
بلکہ یہ لوگ ہلے دہلے کے حریص، طماع اور عیاش واقع ہوئے ہیں۔ واصل کوٹے
پر اور جعلی صوفی دین کے دشمن جوستے ہیں۔

سچے پیر کی پہچان

مولانا سچے پیر کے صفات حسب ذیل نقل فرماتے ہیں۔

پتلی خود : اسے کتاب و سنت کا علم ہو۔ بی ضروری نہیں کہ پورا عالم ہو، بلکہ کم از کم
تفسیر مدارک، جلالین یا ان جیسی کوئی تفسیر کسی عالم سے پڑھی ہو اور حدیث میں
سے۔ جزیری شیخان عین راہ پر کرنا رنج کست است و از تحصیل و اخوار خاطر جمع بخشد
آں عز و سزاں پر سید۔ عین گفت کہ ملا رسول اس وقت دین کا کار با من خود مدعی علم کلام
و ملا اس محمد راجع مفسدہ سوا حق دین زبان پرستی کو دینے کے دلاور شریعہ واقع شدہ است
و پڑھنے کے کر تہ پخت دین نظر کر گشت است مہر و علوم میں علامہ است و قبا و نباتات ایشان
آرے حلاوت از دنیا ہے رفعت اند و از حب جاویا بیست و مال و رفعت از آلودہ اند ملا کثرت
مند و در دنیا اند مہم الصلوٰۃ و التسلیمات و بحرین طلاق ایست مند
دکھتو نمبر ۲۲۔ حوالہ، مصنفہ حضرت مجدد امت ثانی مرحوم،

سے۔ رسالہ پیر و مرید کے فضائل ص ۱۱۰۔ مصنفہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم
سے (رسالہ قولی الجلیل مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اب مولانا حقیقت اور حقیقت پر تبصرہ کرنے کے بعد خاص احسان کا عنوان
قائم رہنے ہیں۔ ان ارجح کر کار کی تمت فوری کسی شخص میں فطرۃ پھیلائی
و احیت فرما دے اور اس پر بلا غلب و جبہ کو کھٹے خوں کی راہیں کھل جائیں۔ تو
پر تادیر لڑا لہلہ کا خاص احسان ہے۔

اب شریعت حقہ کے خلاف چلتے والوں کا ذکر کرتے ہیں۔

حقیقت و طریقت کے دونوں مسلک شریعت اسلام کے غلام ہیں لہذا
اگر کوئی شخص ایسی چیز پیش کرے جو شریعت کے خلاف ہو اور اس کو تصوف اور غیر
سے منسوب کرے تو وہ مردود اتنا جہل التفات ہے۔

تقسیم عمل

حضرت مولانا خیر العابدین شمس الدین کے دور سید سے مل کر جب کے دور کا
تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سیدہ سلیمین صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و توحید دونوں کے نام و مقرر تھے حضور باور
کی صحبت میں صحابہ کرام کے سینے نور و علم سے منور ہوتے تھے۔ ان پر توحید نفس کا ایذا نگ
چڑھ جاتا تھا کہ ان کا سینہ صمد، کینہ جاہ لابی، اندیشہ کی اور نور پسندی کی کو دوروں سے
بالکل پاک ہو جاتا تھا۔ پھر صبر کا کلمہ نے اپنے شاگردوں کو باطنی کو علم حاصل کی تعلیم
دی۔ ان دو مبارک قرون کے بعد جب رحمت و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاہلوں
کو زیادہ بھد ہوا۔ تو لوگ ثبات و استقلال کے سہرے عاری ہوئے گئے تو فطرتوں
کی ہنسی لڑائی پھیر ہوئی۔ اب ہم دیکھ کر دیکھ کر غریب قرار پائیں۔ عملی خدمت
کرنے والے علمدار کرام کلام کے اور عملی رنگ پر چھانے والے صوفیہ و عظام کلام کے۔

سے۔ رسالہ پیر و مرید کے فضائل ص ۱۱۰۔ مصنفہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

۱۱۰

بائیں میں آفاست کسنی چاہیے۔ اس کے بعد حنفیہ کو مستحب ہے۔

حقیقہ کے احکام

احادیث نبویہ سے حقیقہ کے احکام بتاتے ہیں اور پھر باقی ضروری امور کی وضاحت بھی احادیث مقتدرہ سے ہی پیش کرتے ہیں۔ گویا عبدعزیز بن عبدربیع کی یاد کو زندہ کیا جا رہا ہے۔

اب علما و احناف کے اقوال ضناً نقل فرماتے ہیں۔

مقتدرہ کے احکام

مقتدرہ کا مسطور کا مذہبی شمار ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ مِنَ الْفِطْرَةِ الْإِسْلَامِ
 وَالْمُتَنَانِ وَفَقِنَ الْمُشَاوِبَ وَفَقِنَ الْأَبْلَى وَتَقْلِيدِهِ لَا خُطَاوَةَ
 اس موقع پر دعوت کرتا۔ اگر غیر مشرک کا مسلم ہو گا، ایمان، سوری قرضہ اٹھانا،
 تمام قرضوں کے لیے دعوت کرنا، سے بھی کرنا چاہئے، تو کوئی موانعہ نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَاتِلُ بِالْحَبَشِيِّينَ كَيْفَ بَشَرٍ لَمْ
 عَلَيْهِمْ وَتَحْتَ كَهْمُهُمْ رَمَادُ بَاهٍ سَلَّمَ قُلُوبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَابَ
 مِنْهُمْ حَقِيقَةً يَذِجُ عَنْهُ يَوْمَ سَالِحٍ وَيَسْتَبِي وَيُخْلِقُ عَنْ عَدُوِّهِمْ شَتَائِنَ
 عَنْ الْهَابِيَةِ شَاوَةَ رَمَادُ بَاهٍ سَلَّمَ وَحَقَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
 الْحَسَنِ بْنِ أَبِي قَالَةَ عَالِقُ الْحَلِيقِ دَامَلَهُ وَفَضَّرَ قِيَّةً مَشْهُورَةً فَيَقْتَدِرُ

گاہ حقیقہ مستحب ہے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چھویں دن، اگر اس دن بھی نہ ہو سکے تو گیسویں دن
 حقیقہ میں پھر بکری، اونٹ وغیرہ زہر یا زہر سب یا زہر میں۔ خوشنکاح عظیم میں تھک کر میں، ایک سحر فخر

و درمیان کو دو گھنٹہ پہلے یا پچھلے صبا میں اور دس گھنٹہ وار دن پر فخر کرے (رمضانہ صا)

سے۔ رمضانہ صا۔ مقتدرہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم۔

مثال رکھتا تھا۔ اس گیا رحیم مدنی کے الاطرح میں قاضی شوکانی کا لین میں بطور اور ایسا
 سنت اور رائج بدعت کے لیے سختی منگوا دیا۔ مذکورہ بالا کی پیش گوئی کے پیک
 زندہ مثال کا حکم رکھتا ہے۔

سابقہ مسطور کے مطابق اور تفصیل کی مدد میں اب ہم حضرت شیخ التفسیر مولانا
 احمد علی لاہوری علیہ الرحمہ کا اصلاح رسوم اور احیاء سنت کا عمل قدرے شہید وادگر
 سے پیش کرتے ہیں۔

رسالہ

تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ

اس رسالے میں مولانا نے ابتداً تحریر میں آیات قرآنیہ سے اتباع رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کی، بہتیت اور مخالفت کرنے والوں کے انجام بد پر روشنی ڈالی ہے
 اور اس کے بعد اس تحریر کو بڑے سلیس کرنے کی غرض دعائیت پیش کی ہے۔

بلکہ دین حنیف: آپ کو اس مذکورہ انصاف مقام سے بجا کر لفظ خدا پر
 سرخورد کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیچھے تابع فرمانوں
 کی رسوم صالحہ کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مستعدی ہوں کہ مجھے اور
 آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ قیامت کے دن دربار الہی میں
 سرخورد ہو کر پیش ہوں؟

پچھرا پیدا ہونے کا دن

پچھرا پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے نماز رکھ کر دائیں کان میں اذان اور

لے۔ وَمَنْ يَشَاقِبِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا يَبَيِّنُ لَهُ اللَّهُ الْهُدَى وَيُضَيِّعُ حَيْسَرَ
 يَبْلُغِ الْإِلَهِيَّةَ يَوْمَئِذٍ مَا كُنَّا وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ كَيْسَ مَا كُنَّا مَعَهُمْ وَنُصَلِّهِمْ
 (۵۵/۲)

نہ۔ غصہ و نفقہ و دوسرے انگوٹھ پہنچا کر دیکھا، جو وہ صوبہ ہے اور یہ
 وہم ہے۔ مرکب ابن افعال قیود و حرکات شیعہ کے کہ ریب قاسق و قاجر مرکب
 کبائر و مورد غضب جبار و متحق غلاب نامیں۔ نیز سب و دست ہونے میں شک
 نہیں ملتا، بلکہ قرآن حکیم اخوان الشیعہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ مسئلوں کو
 اعمال حسنہ و اعمال محمودہ کی توفیق دے اور ان کتاب منہیات سے بچائے
 و حفظہ و تحلیہ و تبحرہ العبد المذنب ابو البرکات حضرت مولانا سید سید محمد صاحب
 الحسنی الحق البزوی الدروی المصنفی القدر فی بدو اکبر آباد

مسئلہ مزامیر کے متعلق جو کہ عجیب تحریر فرمایا ہے، بالکل صحیح ہے چنانچہ
فکرانِ حمید میں ہے: لَوْ جُزِلَ رُفْدُہُمْ اَوْ اِیضًا قَادُوا مِنْ حَیثُ اَسْمَاعُ
الْمَلَاسِی حَصِیصَہُ وَالْاِہْدِی عَلَیہَا فِی سِقِّہِہَا کَفَرٌ مُتَقَوْلٌ ہُوَ۔ جس
سے مزامیر کی حرمت صاف معلوم ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا عبدالحق دہلوی صاحب مسیحی لاہور)

فَقَالَ وَجَلَّ مِنْ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَحَقِّي ذَاكَ قَالَ لِمَ أَظْهَرْتَ
الْقِيَانُ وَالْمَعَادِفَ شَوَّبَتِ الْخُمُودُ - وَتَزِيدُ ٢٢٦ عَنْ مُرْزُوقِ بْنِ حَصِيبٍ

وَمِثَالُهُ

اسلام میں نکاح بیوگان

اسلام کی بنیاد شیعوں کے باوجود بعض غلامانوں میں جنتی کی تہذیب کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ لڑائی جیتی جاتی ہیں کے رائے جوئے پر کسی کے عقیداتی میں اثرات قابل وقعا سے کام لیتے ہیں۔ بجز غیرت اور اس پر پوری کی محبت کا لکھنا کہتے ہیں کہ اس کی دو بارانہ ساری نہ کی جاسکے جس کے نتیجے میں ہزاروں طرح کی گناہیں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام دینِ فطرت ہے۔ لہذا اس کا تقاضا ہے کہ سوسائٹی کی

جہانگیر نے باجوہ کو تاملو ہے۔ علاوہ انہیں دنیا کے نفع کی بجائے مرام و خصال ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنی حلال کی گمانی میاںوں اور مہاشوں کی نذر کرنی پڑتی ہے اور نفوس کامر کو کہتے ہیں جس میں ترسین کا فائدہ نہ دینا سکا۔

اس سلسلے میں مولانا کے اہم اشارات ملاحظہ ہوں۔

بندہ کہہ رہا ہے، اتنا بندہ بن کر دکھاؤ۔ حکم شاہی کے آگے سر جھکاؤ۔ اور
 اعتراض نشانہ کی پورا کرنے کے لیے جو کرکشی کر رہے ہو۔ اس سے باز آ جاؤ۔ جیسے
 یوم الحساب میں کیا جواب دو گے کہیں ایسا دہو کہ اس دنیاوی فرحت اور دنیاوی
 پروائی رحمت کو قربان کر چلو؟

اب مسئلہ مذکورہ بالا کی تائید میں اعداد و شمار نبوی اور اقوال فقہاء سے استنباط فرماتے ہیں اس رسالہ کے اختتام میں علماء بمعصر کی جو یہ تصدیقات موجود ہیں۔

١ - مَثْوَانِ مَلْعُونَتَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ مَآلِ عَيْشِدُ نُحْمَةُ وَرِثَةُ عَيْشِدُ

مُصَيَّبِيَّةٌ (حافظًا للحديث عليه السلام الذي يروى في رواية أنس بن مالك)

فی هذه الامة عسفت وفسخ عقدت (میری امت میں بفس و فسخ کے جبب میں غرق ہوں گے اور ان کی موتیں بھی سب ختم ہو گئی۔ یہ عذاب تب ہوں گے جبب گھسنے والی عمر میں اعدائے ابورساج کا ظاہر ہوں گے (تحفہ شریعت)

ع۔ استماع الملاہی والبعثی کتبہ ہراٹھ (مبسوط)

التغنى والتصفیق والطبوع والبرلک والدک وما أشبهه فإبک
حرًا أم رهنًا.

لَكُمْ - رِسَالَةٌ هَذِهِ، وَالَّذِينَ لَا يُشْهِدُونَ النُّبُوَّةَ فَإِنَّهُمْ

وَمِنْهُمْ

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَأَاهُ ۖ فَسُوفَ يَشْكُرُ الْبُحْرَانُ
فِي يَوْمِهِ ۖ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مُسْكِرًا ۖ

رسالة موسومة بتحفة معراج النبي

قوله تعالى: «سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ» كَيْفَ لَا يَسْجُدَ لِلْمَسْجِدِ الْعَلِيِّ
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَوْفَا الَّذِي أَمَّ
(سورة غافر: ١٥٤)

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۱۴)

آقا بقرہ میں خلاصہ کتاب اسرار فرقتہ تاجیہ کی رو میں پرورش یافتہ ہیں۔ چھ دنوں
چند عوامات تجر زوکران پر با ترتیب تبصروں کرتے ہیں۔ آپ کی عبارت میں کتاب و سنت
کے حوالے اور دوسرین حضرات کے اقوال بطور غلو پر مروجہ ہیں۔

برائے دینی، اسلام، ختم فرمائے قدوس وعدہ وشریک کے بندے میں اور نہ اس طریق
پر اسلام کی امت ہیں۔ مذہب کا راسل اسلام ہے جس کا مجبوراً حکم قرآن ہے۔ اس
کی شرعی حدیث بخیر الخلق ہے۔ سرور کائنات کا فرمان ہے کہ آپ کی امت میں تفرقہ
ہوں گے۔ بہتر دفعہ میں جائیں گے اور ایک بہشت میں جائیں گے نہایت پائے والے
فرقہ کی راہوں وہی ہوں گی، جس کا ذکر غصہ، عقاب اسلام میں آچکا ہے۔ وہ اس راہ سے
سے باہر نہیں جا سکتے پہلی طرف سے کوئی ایسی چیز ایجاد نہیں کرتے جس سے قصد اسلامی فوت
ہو۔ خصوصیات اسلامی ہی ہوں اور طرز جو شان اسلام میں افلاس آئے نہ ان فرقہ وارانے۔

چند عنوانیات

معارف جہانی سہا یہ خانہ بعضی خلاف شرح رسومات

معراج کا عقلی ثبوت حدیث المعراج

ہدایات معراج میں مہموں کا اقبال کفر معراج

تیمہ اختلاف و جدید تاریک تفسیر معراج

۷۔ رسالہ نفع بہ معراج نبویؐ: معتمد حضرت مولانا احمد علی بروم

.....

جن میں اس مبارک مسجدِ اقدس کے فضائل، اسرار و غیثہ، احوال اور مسودہ عبادات کا ذکر کیا ہے۔

احادیث کی نقل اور احادیث منقولہ کے مطالب و مضامین کو باہر ترتیب دلچ فرماتے ہیں، لہذا احادیث و مضمون اللہ تعالیٰ کے اقوال مستعملہ بطریق برآء بھی شامل مضمون کرتے ہیں۔

رسالے کے شروع میں ایک سوال ہے۔ اب اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں۔
اب شیبہ برأت پر پڑھاں اسی تشبہازی کو اسراف سے تعبیر کر کے اسراف کے معنی
بیان فرماتے ہیں۔۱۔

”مگر افسوس! غنت میں بے انداز اور لاف و زرافات کے طو پر خرچ کر کے کو کتے
 بن جائیں جن خرچ میں نہ عزت کی بجزی و متصور ہو اور نہ دنیا کا کوئی مصلو ہو نہ کسٹا وافی
 حاصل اور نہ کسی انسانی ضرورت میں صرف ہو۔ یہ نقص شب براء کے پورا خاں اور
 آتش بازی میں ہو پوسے طو پر موجود ہے۔ خدا کے بندو! ان اذکار و حرکات شریف کی
 سورہ تکو میں فرماتے ہیں: **لَا تُشْرِكْ بِرَبِّكَ ذِكْرَ اللَّهِ الْعِزَّةِ**۔

واصل مولانا نے بدعت والافنی رسومات کے خلاف پیش قدمی کرنا اور احیائے سنت کو اپنی کمال سعادت سمجھنا۔ اس فقرہ کے زمانے میں خود آپ ہی زندگی و شہادت کے لیے ایک زندہ جاوید مثال تھے۔ آپ اپنے اوصحاب و متبعین میں اسی سبب سے ان کی حیات کو ایمان کے کارزار کرتے تھے۔

۳۔ شعبان کی چند خوبصورت رات جس کو مسلمان شہباز رات کہتے ہیں، اس کے متعلق اسلامی حکماء کا کہنا ہے کہ ہمارے سورج و مہر و قمر کی چوکی مسلمان کرتے ہیں، دن کو صوابی رات کو چاند غافل اور آفتاب نامی۔ کیا ان چیزوں کا بھی جو شمس و قمر و مہر جتنی ہی ہے۔

۷۔ سوال کے پہلے حصے کا جواب گزشتہ سطور میں دیا جا چکا ہے۔

سمی - رسالہ احکام شیعہ برائے مسلمانان ہند - مصنفہ مولانا محمد علی مروتی۔

ہے کہ سال کے بارے میں اور پر مینے کے تیس دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹے اور گھنٹے کے ساتھیوں میں حکمت میلاد النبی کو اپنا حال بنائے۔ اور دوسرے بنی نوع انسان کو اس نعمت ظہنی کی شرکت کے لیے دعوت دیتا رہے۔ رسالہ کے اختتام پر موجودہ جاس میلاد کی چند رسومات کی نشاندہی فرما کر ان سے اجتناب کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حکیم شریعت اور اختیارِ رواج کی سزا

مولانا: حرکیت میں شرع محمدی سے انکار کر کے رواج کے مطابق مال تقسیم کرنے والوں کی شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کیا سزا ہے؟ بیٹا تو جڑا۔

الجواب: مولانا نے مذکورہ بالا سوال کا جواب باسباب دینے سے پہلے مذہب اسلام مسلمان، کافر اور ناسق کی دینی نقطہ نگاہ سے تعریف بیان فرمائی ہے۔

۱۔ وہ غیر مسلم جس میں تمام وہ احکام الہی میسر نہ ہو جو اسلام کے واسطے ضروری ہیں اور نہ وہ احکام الہی کو تسلیم کرے کہ مذہب اسلام کے جوہر احکام الہی کو سامنا ہیں اور اس کی زندگی کا دستور ان کے ہاتھوں کا ہے، جو شخص جوہر کو تسلیم کرے اور شرائط نبویہ میں ضروری تبدیلیاں کرے، یا بعض احکام الہی کے انکار یا ان کو بدستور عمل کرنے کا منکر ہو اس کو کافر کہا جاتا ہے۔ وہ جو شخص زبان سے احکام الہی کی تصدیق دے اور عمل جاری نہ کرے کہ منکر نہ ہو لیکن حرم مال یا عتبات یا عیال یا عیالات یا عیالات میں فرق ہونے کے باعث احکام الہی کو عمل میں نہیں لانا یا اس کو ناسق کہا جاتا ہے۔ (رسالہ میراث و معتق مولانا محمد علی رحمان)

کر چھنے والا اگر ایک کروج کی تعداد کر لے تو وہ حلقے سے دلوں میں غلامانہ تھلے اعلیٰ درجے کا پیر میز رہن جاسے گا۔

۲۔ قتل کیے کے متعلق صرف طریق اربعہ مذکور ہیں، قادی، سرور دی اور چشتی کے ذریعے سے جوڑ کر لایا جاتا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ زنا کے دل میں محبت الہی کا روشنی اسی طرح غالب ہو جائے جس طرح غلبہ و محبوب کا تعلق ہوتا ہے۔ ۳۔ غرضی موسم، قیامیہ، الکتاب، مطہر قرآن میں اس استعداد کا ہونا ضروری ہے جس سے متعلقین کے شکوک و شبہات رفع ہوں اور ان کا دل کتاب اللہ کے معانی کے علاوہ مصاحف و حکم سے بھی روشن ہو۔ اور ان کے قلوب میں تب اللہ کے حقائق و معارف سے منبہل کتاب جلی عہدنا وحق و حلال کی عظمت و رفعت کا سرچشمہ بن جائے اور اس کتاب پاک کی تعلیم دہانی کا وہ نشان پر چرے کہ جب تک ساری دنیا کو پیغام حق پہنچا نہ لیں، چین نہ آئے۔

۴۔ غرضی چھ مدام قویہ حکمت، حکمت کے معنی دانش ہے معنی مقاصد قرآن حکیم پر عمل کے بعد رسالہ نبوی سے صحابہ کرام کو فہم و دانش اور عقل و شعور سکھایا جاتا تھا کہ وہ دنیا بھر کے ہمارے جرنیلوں سے جوہر کو بدستور پھیل گئے۔ دنیا بھر کے علماء سے بڑھ کر وہ جسے عالم تھے۔ دنیا بھر کے معنویوں سے بڑھ کر انی دانش و صنعت تھے۔ دنیا بھر کی نظم و نفعیوں سے بڑھ کر وہ نظم و نفعی تھے۔ سہا بیوں سے بڑھ کر فراں بردار سپاہی تھے۔ دنیا بھر کے معنویوں سے بڑھ کر وہ مبلغ تھے۔ اب آخری عرضداشت کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں، ہرگز کوہ کا فرض

۵۔ رسالہ تحفہ میلاد النبی: معتق حضرت مولانا محمد علی رحمان

۶۔ رسالہ میراث و معتق مولانا محمد علی رحمان

عذاب کے تصور میں کھینچنے والے میں (رداء الفہدی) باب عذاب مصلوبین پر امتیاز ہے
خود سید المرسلین کے حکم سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام
کی تصویریں کو حضرت عرش نے محفوظ کیا۔

مشتبہات، مثلاً مرقع کے یا نوٹ پر تصویر ہے۔ غن و کثرت یا انجمنی میں
تصویر پانے والے خطبہ کے لیے تصویر کشی کی تعمی مشق لازمی ہے۔ اور بھی مجبوری کی
صورتیں ہیں۔ جیسے پاسپورٹ۔ لٹران مجبوریوں میں حرمت توان، استیفاء کی ویسی
ہی رہے گی، البتہ اضطرار کے باعث حلو کی ہر تدبیر ہے۔

ترسار نوٹوں کا شرعی فیصلہ ٹپر پر یوں فرماتے ہیں کہ یہ ایسا خلق ہے جو
فطرت انسان کا خاصہ ہے، بالکل بڑے بڑے شہروں میں شارع عام اور کانوں
اور گھروں میں دیواروں پر ایسے گندے، فحش اور بے حیائی کے عمل پر پھیلنے والے
والے نوٹوں اور فنر ہوتے ہیں۔ نکل حروٹ کی تصاویر، اور اصرطری بھائی کی کوشش
سے دیکھتے ہیں۔

جیسے داخل سلطانہ قہر کے کسی سو جا کہ تہا کی تفریح طبع سے سدوستان
کا گناروپر پر اور پڑتے ہے۔ بدوستان، بونوں کے بیٹ لاکٹ کو غزنی ملک میں پینا قہر
نوٹ کی شین، رنگ، فادہ، شیشہ، بلکہ چمکے کی ٹڈی بھی اہر ت آتی ہے، خدا کے
لیے اپنے شکست، فاقہ رست، مصیبت فودہ بیخیزوں اور ان کی مصوم اور انفس نودہ
صورتوں سے حق تہا کی روشن خیالی اور بیاد غزنی میں اضافہ میں ہوتا ہے۔

انفصر۔ مولا نے قرآنی دلائل اور حشر زکرم کے استہابی فرم میں پیش کر کے
بہت رسا کے کو مدخل بتایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ مرض آخر مشرک میں جا کر ختم
ہوتا ہے۔

اس رسالے پر کچھ تصدیقات میں ہم غلط و کوئی غلط نظر کرتے ہیں۔

۱۔ تصویر کا کچھنا، دکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی
کو تصویر کھجوانی تھی اور امتلاں کو تصویر بنانا تھا میں اب غلطی سے استہ۔

جو کچا ہوں۔ (مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کا۔ ترسار نوٹوں کا شرعی فیصلہ سدوستان اور
لے۔ انھوں نے رسالہ دیکھا، الحمد للہ اگر جناب مولانا نے ایک ضروری مسئلہ جو
مذمومہ پیش آئے اسے اور اس میں ہر طرح سے تہادین ہو گیا ہے، اور واضح اور درست
اور اناویت صحیح سے تصدیق حاجت ثابت کر دیا۔

(آئوہ القشتین حضرت مولانا نور شاہ کاشغری، رسالہ نوٹوں کا شرعی فیصلہ علامہ)

آخری عثمانی پیغام بیداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورتی چاہتا ہے اس
کو دین، اللہ، بیت فرماتا ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کھلم کھلا دست و زبان
منصوب بنت ہیں۔

ان احادیث دار زہرہ کے باب اللہ کا ہے، کسی شغل پر نظر فرماتے خاص ہوتی
ہے اور وہ تدبیر الہی کے تصور میں آنے کا آلہ کار ہوتا ہے تو ان میں حالات صورت
حکمت بالذات، اقتضایہ ہوتا ہے کہ وہ شخص ہر طرح سے رحمت الہی کا مورد ہو۔
اور نوٹوں کو اس کے ساتھ محبت رکھنے اور اس کا احترام کرنے کا حکم دیا جاسکے
جیسے کہ اس حدیث میں ہے، جس شخص دوڑوں میں سے کہ جب کبھی بندے
پراس کی شگوا تلفت ہوتی ہے تو یہ وہ جہیز علیہ السلام کو حکم و تاسیت کو تم بھی
اس سے محبت کر۔ اس کی تعلیم میں دوسرے نوٹوں کو اس سے محبت کر کے رکھتے
ہیں جس کے بعد اس کو تو میں میں قبولیت عام حاصل ہوتی ہے۔

اگے علامہ دین کے فرائض کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حیات کی یہ فکر نہ ہو آپ پر بندوں رستی تھی، حفظ غلت
کی غرض سے حاملین دین میں اس کے مستحق قرار دے گئے۔ جو آپ کی پناہ سے کو

رسالہ پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا آغا زبیر علی خاں دہلوی فرماتے ہیں :-

"برادران اسلام! آج ہم مسلمان ہندوستان بن کر جان گئے ہیں مصائب و آلام کا لشکارہ ہو رہے ہیں۔ بنا فرض ہے کہ مذہب اسلام میں ان کا علاج تلاش کریں۔ جس کے متعلق جانا ایمان ہے کہ وہ کامل اور مکمل ہے۔ ہرگز اور کارہنہا ہر معلوم کا غم خواہ ہر منت مجروح کے لیے خفا و غم ہے، ہر قوم کے لیے ترقی ہے، ہر ایک کا فرائض ہے۔"

مسلمانوں کی بد حالی اور غیر اقوام کے چلنے کیسے شدی کی آنکھیں مل رہی ہیں کبھی سجدہ سوجھنے میں پڑے ہیں اور دھڑکنے کی جند نواز حکومت جند سے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھی کہ تم نے پیاس روپے دے کر تین سو کمائے سے کیا ہے؟ مولانا جی بدستوری کا سبب یہ بتا سکتے ہیں کہ راجہ و صاحب و قلم کا ہلکا کرنے ہم باہمی مناقشت اور فرقہ بندی کو ہوا دے رہے ہیں جس کا نتیجہ واضح ہے کہ ہماری

۷۔ ان جنگوں اور داخل تنازعوں میں مصروف ہو کر انہوں نے ان علوم کے کوچ کو چھوڑنے سے کوتاہی کی جو اچھے نیک انسان کے واسطے ہیں، ہر وقت، صرف یہ کہ حاصل کردہ علوم و فنون کے مطالعہ کرتی کو کھڑے کرنے سے تھک کر ان کا سبب آج بھول گئے۔ ان حالات میں غربت و افلاس کا یہ جو ناگوار حال انہوں نے دیکھا وہ اس قدر بڑا ہے کہ ان کے خیال میں انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ان کے وطن کے باہمی تنازعات نے مسلمانوں میں اختلاف و تفریق اور تشدد و انتشار کتنا بڑا کر دیا ہے۔ وہ آپس کے جنگوں میں مصروف ہو گئے خود غروب کو ان پر دست درازی کرنے اور ان کے حقوق کا مال کرنے کا موقع مل گیا۔ اور ان کا یہ حال کہ ان کے ایمان میں ان کا ہر جرم جہل و غفلت کا

نوگوں تک پہنچانے کی ذریعہ ہیں۔ اس سے بڑے بڑے خاتمہ سے غور میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو توبہ تازہ رکھے جس نے میرا قول سنا، اس کو اچھی طرح سمجھا اور یاد رکھا اور پھر اس کو دوسروں تک پہنچا دیا، اسی طرح پہنچا دیا جس طرح کہ اس نے سنا۔"

تھوڑے بالا جہالت اور ادا دیتے مقدس کے پیش کرنے کا مقصد جدید ہی ہے کہ علماء ربانی مصائب بڑے تمام امور کو شام و صبح پوری تہذیب سے ہر جگہ اور ہر زبان میں سونپنا دیتے رہے ہیں، اور قیامت تک یہ مسئلہ ابلاغ و دعوت اصلاح احوال اور ترقی نفس باہنی رہے گا اور اس کے ذریعہ کوئی سے تائید پزیری حاصل ہے۔

۱۔ ہم جنس۔ مولانا احمد علی مسٹر قرآن کے مخصوص دائرہ عمل پر نظر ڈالتے ہیں آپ اپنے عہد میں ہر جیسے مرکز تہذیب و تمدن میں حکام قرار آئے اور اشتکات مصطفویہ کی نشر و اشاعت کے لیے ایک منظر و ادارہ کی حیثیت رکھتے تھے اور اپنی خواہید قوم کو پیغام بیداری دیتے رہتے تھے۔

دوسرے مدرس کی شہانہ روز صوفیات کے باوجود آپ غلویت میں علیہ کہ مسلمانان ہند کی بد حالی، افلاس، زوال پذیرئی و تھکوت و محالیت اور اکثر پستی پر غور کر کے خون لے آئیں ہاتھ رہتے تھے۔ آپ کی نظروں کے سامنے مسلمان گروانا و مشاعرہ نیوگی و کتاب و سنت، کو ضابطہ حیات تسلیم کرنے سے علی طور پر انکسار تھے۔ ہر موقع پر دعوت پرستی جو تمکب القرآن کے جذبہ کے سرسبز صلابہ ہے: جانوں کا شہادہ بن چکا تھا۔ آنت مسلمہ کا قہر، سیر سے یہ عرض آتا، دوسری داغ دہی بدو، برقعہ جوڑنا اور چھٹے مسلمانانہ اسرار، اپنے سرکار میں ہی تفریق تو ان کو پیغام بیداری دے رہے تھے۔

اندری اور اجتماعی اور دینی شان و شوکت کلیتہً ختم ہو جائے گی۔

مولانا فرماتے ہیں کہ شیعہ کی تردید اس شکل میں ہوتی ہے کہ اس میں ملیج زندگانی استعمال کیا جاتا ہے۔ موقوف مسلمانوں کو دو چار سو دو سو چار سو کا مصداق کر دیا اور ان کے بال بچوں کو شہدہ کر دیا۔ یا گاؤں کے بڑے بڑے بددیوبار کو بڑی رقم کا لالچہ دے کر شہدہ کر دیا۔ ان کو کھینچا یا کہ تم تو ہمارے بھائی بند تھے مسلمانوں نے بھیکار کو تم کو اسلام میں داخل کر دیا ہے۔

اب مولانا شیعہ کی دہم تیز رو سے بچنے کی ضابطہ عارفانہ پیش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس تحریک شیعہ کو مضبوطی سے ڈالنے کے لیے کیا بہترین حربہ ہے جس سے بآسانی ان کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور وہ عرصہ سیدھا سبیل میں ملے نہ دھیر و ستر کہ فقط ایک شیعہ فرمان کی تعمیل ہے:

اے گے فرماتے ہیں: ہاں اگر ایک وہ مسلمانوں کا بہترین و جوان، جاہل و عالم، عالم و خاص، شاہ و گدا، انجمنی و استبداد کے مطابق اس فرمان مطہری پر سمجھتے رہتے رہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک مہینے کے اندر اندہ شیعہ کی رو کے سامنے سب سے کمزور کھڑی کی جا سکتی ہے۔ یاد رہے قرونِ اولیٰ میں تبلیغ کی بدولت اسلام کو عالمگیری کا قہر اختیار کیا تھا۔

تحریک انگلیشن سے ہندوؤں میں نظمیں روح چھوٹی جا رہی ہے۔ ہندوؤں نے آج اس قوی ہندو کا قدم اٹھایا ہے۔ لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال قبل دنیا میں آتے ہی مسلمانوں کو انگلیشن کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلامی انگلیشن میں ہر ہندو

عن حدیثہ عن ابن النبی صل اللہ علیہ وسلم قال ی اللہمی نفسی بیہم لاسم و ان بالمصروفہ تنفعون عن الشکر آملی شکر اللہ ان یبعث علیکم حللاً با من جندہ ثم یقتلہم و لا یتنبأ ملک و روحہ التریقی

پانچ دفعہ جاری ہو چکر گیا ہے۔ دنیا تو دنیا اور اصول کو بھی اس مرکز سے خارج کر دینا کی اجازت نہیں۔ اس لئے اس موقع پر کہہ چکا ہوں کہ فرما کہ استعمال کیا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی تخلیق صدا پر غلام بیک کے اندر دھڑلے پانچ وقت صبح و شام اس اجتماع کی میں شریک نہ ہو وہ ہے۔ جلسہ دنیا تزلزل کی اجازت میں شمار ہوئے کے قابل نہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں اس کی تصریح فرمائی ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ اسلامی انگلیشن کی تعریف و توصیف بیان فرماتے ہیں۔ باجماعت غار کی ہر گیری پر گورہ افشاں کرتے ہیں، جس کا ایک ایک فقرہ اسلام کی اجتماعی زندگی کا جیول فلسفہ پیش کرتا ہے۔

اس مسئلے میں مولانا کے الفاظ پر غور فرمائیے: ہندو قس و فخر مسودہ قس و فخر اردو سماجی برصوبہ جدید میں مسلمانوں کو یکے در یکے پر غور رکھ کر اپنے بعض متروکین سے سب کے کلمات کو ڈھونڈنے ستانی مسلمانوں پر گھیر کر ڈھونڈنے پر غور تمام کا قہر ہے جس کا سودا نہیں ہر سال چندہ کر ڈھونڈنے دینا پڑتا ہے جس قوم کی جیب سے اتنا روپیہ ہر سال بیدہ جڑنا نکلی جاسکتا ہے اور ہر گھیر کر ڈھونڈنے قرض ہو، صلا ایسی مصیبت زندہ قوم کو کب چین و آرام نصیب ہو سکتا ہے۔ یہ قوم دوسری قوموں کی نظر سے گرجاتی ہے۔ فاحشہ، یا اولیٰ انصاف

اب اس طرح کی مرضی ممکن کا سبب اور علاج بیان فرماتے ہیں: انسان کے اندر قوتِ ارادی کی کشمکش ہے۔ انسان کی اصلاح و فساد کا دار و مدار نقطہ قوتِ ارادی پر ہے۔ جو انسان کی قوتِ ارادی سوبھنے اور دینے سے حشر ہو جائے۔ دنیا کی چڑ و نشیں آئیں۔ گلے رسائیں اور بدایاں اس پر نازل ہوں۔ لیکن سو کی محنت کو اپنے حق میں بدترین محنت قرار دے۔ خدا تعالیٰ اور رسول خدا کی محنت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا عزم باہرام کرے۔

عن حدیثہ عن ابن النبی صل اللہ علیہ وسلم قال ی اللہمی نفسی بیہم لاسم و ان بالمصروفہ تنفعون عن الشکر آملی شکر اللہ ان یبعث علیکم حللاً با من جندہ ثم یقتلہم و لا یتنبأ ملک و روحہ التریقی

پہلے، تاثر و ذائقہ غرضیکہ تمام خصوصیات جدا کر لی گئیں۔ حیوانات پر غور کیا جائے تو اور بھی حیرت بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح انسانوں کے احساں و شکر کا فطران ہے، لیکن قدر کا امت و فیض کا قطع و عداوت و انحراف و عدم و بیزاری، اقتصادیات و سیاسیات و وطنیت و قومیت، خوراک و پریشاں و غیرہ بالکل ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔

۱۔ ایک دھتکے کا پھل توڑ کر پتے بھاڑ دیئے جائیں، شیشیں اور تے کاٹ دیئے جائیں، بڑا ٹکڑی دا بنے۔ ایسا کونو دھتکے نہیں کھتے۔ اسی طرح اگر کسی قوم کی خصوصیات قومی فائبر جائیں، مگر جس کے اجزائے منتشر و دنیا میں موجود ہوں انہیں اسی کو زندہ قوم نہیں کہا جاسکتا۔

مسلمانوں کے حق میں القرم نقصانات پر تہذیب کو تہہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں
مختلف اقوام و مذاہب پارسی، جیانی، ایوری اور مسلمان ایک ہی ہیں۔ مسلمان ہندوستان
میں آٹھویں صدی عیسوی کے ابتداء میں آئے۔ انہیں پانچویں صدی کے درمیان میں چھوڑ دیا
گیا۔ آخر بار سترہ گیارہ سو سال انہوں نے اس ملک پر حکومت کی۔ اب ہندوستان نقصان
میں، نقصان مسلمان کا ہے۔

مولانا مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کو دیکھ کر فرماتے ہیں: ”وہ اصل سہم خدا کا ہی
میں گرفتار ہیں۔“

مسلمانانِ حند کو چار عہدوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے نیل و شمار اور ان کے حسن و قبح پیش کر کے ان کے اعمالِ شنیعہ پر کڑے ہیں۔ عہدِ نبی اور عہدِ رسول کو کٹ غل کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۷۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ لَّوْنِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ
الْجَنَّةِ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا يُّمِيزُ بَيْنَ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضُهُمْ أَوْسَىٰ
بِأَخِيهِمْ مِنْ الْآخَرِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّزْجُونَ

جے۔ الطبقة العليا۔ ۲۔ طبقة جدیدہ تعلیم یافتہ۔ ۳۔ طبقة اہل دولت و ثروت۔ ہم۔ عوام

ابن عربیؒ کا تمام سلسلہ بہنہ بند کو اسلامی اتحاد کا پیغام دیتے ہیں۔ آپؒ کو پیغام میں
مطالعہ اجمالی المدینۃ النور کی روح کا رفرانہ آتی ہے۔

مسجد رسالت کی تائید میں، اضر حجتہ اہل قلم علماء کرام نے تقریبات لکھی ہیں۔ ہم بنظر اختصار ان کی نقل سے احداثت خواہ ہیں۔

رسالہ اسلام جہنم خطرو میں

حضرت مظلّمؑ اسے اس زمانے کا آقا و کائنات ارض و سماوی کی فوج و قائم و بار
ان کی مشورہ و سرور تھے۔ ان کے گونا گوں خصائص اور قلوبوں و فائد کی طرف اشارت کرتے
ہوئے فرمایا ہے۔ صلوات ہو تا ہے کہ انسانوں کی اقسام کا تذکرہ آپ کے پیش نظر ہے
اور اس عالماء اور عقائد غیبیہ و طبعیہ سے تشکیل ہونے پر ایک نہایت صحت خیز قیاس
کرتے ہیں۔

بزرگ رہن اسلام! نظام عالم کے اجزاء میں مختلف ایٹمز، نغزاتی ہیں، مختلف جہادات، نباتات، حیوانات اور ہر ایک جنس کے مختلف انواع، پودوں کے رنگ و بو، شکل، پھول

۷۔ ان کی طرح میں ایک دوسرے سے متصل ہیں اور وہ قرآن و شریعت کی ایک وحدت کا جامی ہیں مشک اور قند العقیقہ ہیں۔ تصور میں وہ پانچ گروہیں شیعہ امت اور یہاں میں ہیں عربیوں اور اقلیتوں میں ہیں۔ پھر کاربن کا نام نہیں کر دے گی اور قوم کی طرح یکساں ایک زبان ہو کر ہر ایک کے اندر ایک ہی نوع کے تقاریر کے لیے اقدام پر اتفاق رائے کریں یہاں سے اس قسم کا اتفاق کا سلسلہ چرنا کوئی اور امکان نہیں۔ اتفاق ان کے اصول دینی کا اہم ترین ہے۔ کیا ان میں ہر ایک کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو زندہ رکھنے کے قول و فعلاً المسخوفین اخوة کی تلقین میں دیکھے اور اتفاق و گفتگو کی ایک مضبوطی چاہیں اور ہر ایک کو کوشش کر کے ان سیلابوں کا سدھ بنیں ہر جہت سے ان کو گھر سے باہر میں دفینا چاہیں یہاں میں اتفاق ہی موجود ہے اتفاق

علاج خطی

- ۱۔ ہرگز گمراہ و باعورت، ایچ بی و پڑھا، اسلامی تعلیم کا دعویٰ مصداق نہ کیجئے۔
- ۲۔ اس کے بعد تاہم سید یا ملازم یا ملازمت پیشہ بنے، اپنے اقوال و افعال میں اس خرابائی کی مخالفت نہ کرے۔
- ۳۔ کلہوگرا مسلمان بھائی کی حمایت فرض اور اس کی مخالفت گناہ عظیم یقین کرے۔
- ۴۔ علامہ اہلسنت اور دین مہدیان قوم خود بھی عامل ہوں۔

رسالہ موعودہ اسلام اور اختیار

سوال: مشعل الانوار انقلاب سورج ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

”سولی اینڈ مٹری گزٹ“ نے شیخ خاوند طیف گاہا کے بیان پر تبصہ کرتے ہوئے ”عالم دین“ بننے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ اسلام نے کہیں مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ چاہے خیالی میں رسولؐ اور دوسرے غیر مسلم انبیاء کا شریعت اسلامی کے متعلق کسی قسم کی غلط بیانی کرنا صریح مداخلت فی الدین اور قرین ذریعہ ہے۔ علماء اسلام کہ چاہیے کہ شعور کے متعلق تمام دینی احکام، قانون، غیر مسلموں اور حکومت کے خدو خدوں کی اطلاع کے لیے شیخ کر دیں۔

اس ضمن میں مرقا فرماتے ہیں: ”قرآن کی تعلیم قطعاً نہ دیں، بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے

۱۔ راجعاً علیہ صنف مولانا امجد علی دہلوی۔

۲۔ رسالہ اسلام اور سنیہ صنف مولانا امجد علی دہلوی۔

لَا تَقُولُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا إِنَّهُمْ قُلُوبُ بَشَرٍ لَقَوْلُكُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا كَذِبٌ عَظِيمٌ إِنَّهُمْ قُلُوبُ بَشَرٍ لَقَوْلُكُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا كَذِبٌ عَظِيمٌ إِنَّهُمْ قُلُوبُ بَشَرٍ لَقَوْلُكُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا كَذِبٌ عَظِيمٌ إِنَّهُمْ قُلُوبُ بَشَرٍ لَقَوْلُكُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا كَذِبٌ عَظِيمٌ

جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی بے زمین طرز زندگی پر اظہارِ تاہمت فرماتے ہیں یہ تعلیم یا فتنہ طبعہ میں جاہل فی سبیل اللہ بھی ہیں۔ وہ اگرچہ قلیل بلکہ اقل ہیں۔ ان کا جو کھوکھلے لیے غار پرچم ان کی تقریریں کفر کے حق میں پیغام موت، ان کی نقل و حرکت کفر کے دعویٰ میں نشر ہوتی۔ کثیر اللہ! اُخیا فہم و یا کثرت فی انھا لہم۔

”مسلمانوں کی حکومت گئی، عزت گئی، مذہبی وجہ بھی ختم ہوا، مسلمانوں کے مذہب کی شاعت میں انحطاط آیا۔ اسلامی تشنہ سیرت متقدم پر کالی ضرب لگی، انقلاب جدید سے غیر مسلم اقوام سے اسلام کا رعب اٹھنا تو لازمی تھا۔ چہاڑی شامت و اعمال سے خود مسلمان اسلام سے متنفر ہو گئے۔ مسلمانوں کی طبیعت سے خصوصیات اسلامی ریاست امانت، کفایت شعاری، وحدت، خوف خدا، فکرِ عاقبت، شرم و حیا، صورتِ اسلامی، جذباتِ اسلامی، غیرتِ اسلامی، حمیتِ اسلامی اور جوش کی عزت، بھائی رہیں، غرضیکہ ہر عربی مسلمانوں سے کوسوں دور پوری ہے۔“

دانتے ناگامی متابع کارواں چاہتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ نیاں باقار

اسرارِ الٰہی کی گنجی، یہاں کا لباس، خوشامد کی نوٹری، غیبت ان کا شغل، باہمی تخاصم ان کی عادت، مقدس بازی بن کی دم، جھوٹی شادیاں و دہان کی بڑاؤ نہایت، آگے تیسرے اور چوتھے طبقے کے متعلق فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کا دولت مند طبقہ عموماً زبردستی ہی خود تعیش کا دلدادہ اور ضرورتِ مذہبی سے ناواقف، محروم طبقہ کا انعام ہے۔ ناان شیعہ کا فتاح، جس کے ہاتھ پر گیا، اسی کا ہار رہا۔“

مولانا مسلمانوں کی اسلام سے اور قوانین اسلام سے خشک شعاری اور دم واقفیت کو آئندہ نرس کے حق میں ہلاکت غیر محسوس کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں اگر یہی دلیل و شمار ہے تو تجارتِ سبھا کی طرح و مذہب کی کوئی ضرورت نہیں، چند ستانی مسلمانوں کی آئندہ بود و بود تو حیدر سے بھی تا بلد نہ پاس گئی۔

۱۔ راجعاً علیہ صنف مولانا امجد علی دہلوی۔

کو بزدلی، بے بہرہ، بے حیثیت بنا لائیں چاہتا۔ بلکہ وہ اپنے پیروؤں کو غیرت،
حیثیت، حفاظت نفس کی تعلیم دیتا ہے اور سختی نہایت بلند پایہ شرافت، انسانی
کے آداب بھی سکھاتا ہے۔

اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پیش کرتے ہیں: **ہن**
عقبۃ بن علیہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حق علی
المنیر یقولی اعدت لہم واما استطعت من حقہ اذ ان الحق
الرحمنی - الا ان الحق الرحمنی اذ ان الحق الرحمنی وراہ سمی حاکمہ شریف
عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من علم الحق لثقتہ فلیس منہ - وقد عہدی عن ابن
ہدیۃ مائل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حق حبیب
حق ما فی سبیل اللہ ایما تا بالیوی لقد یقارب عدم فابن شیبہ
قد یحکم فی روضۃ یقول فی فیض اللہ بن عمر اقامۃ روضۃ شریف اب ابدالہ بن ابدالہ
نکیر بالہ امارۃ کے بہت پر انداز کرتے ہیں یہ کیا ان ارشادات نبویہ علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام کے معلوم ہونے کے بعد کہ جو شخص کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے متبعین کو مجتہد رکھنے کا کوئی حکم نہیں دیا کہ اس طرح سربراہان اور ائمہ گرامی

ہے۔ **ولا تقعدوا ابن اللہ لا یحب المعتدین کے ضمن میں اسلام کا فیصلہ دیا غلطی نہ**
تقعدوا ولا تفسدوا ولا تقعدوا ولا تقعدوا ولا تفسدوا (رواہ مسلم)

نماز کی راہ میں خدا کا نام نہ لے کرنا، خیانت نہ کرنا، بھروسہ نہ کرنا، دشمن کے ہاتھ پاؤں
ناک، کان نہ کاٹنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، اذیت نہ پہنچانا، باوجود اللہ کی علی علیہ وسلم اللہ
لا تقعدوا شیخنا فانما یقول ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل
انما یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل ولا یفعل
نورث۔ مولانا راز پر اشارہ علامہ حق کی تصدیقات موجود ہیں۔

کہ اپنے وقت کے تمام مجتہدوں سے صلح نہیں۔ ہندو، ثوب، ہونو، جہاز، ابدالہ
کشتیاں، وغیرہ تمام سامان جنگ اس لیے تیار کرنے سے مراد مندرجہ بالا
اسباب دنیا کی ناسالوں کا فرض ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے وجوب کے معنی نکلے ہیں۔ نماز کیوں فرض ہے
زکوٰۃ کیوں فرض ہے۔ قرآن کیوں نہیں، ایسا انصاف اور اقا المذکورہ کا
میں آتا ہے۔ بعینہ اعدت لہم واما استطعت من حقہ میں اعدت
امرا کا منہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اسے سالواں تیار فرض ہے، اگر
فرضوں کے لیے مجتہد اور غیر تیار رکھو۔

مجتہد۔ بند ہونے سے اسلام کا قصد دشمنان اسلام پر عیب و آفات قائم
کرنا ہے۔ ہاں ٹوٹنے والوں سے لڑنا بھی فرض ہے کیونکہ اسلام اپنے فرائض پر لڑنا

لے۔ حق کی جندی اور اس کی مصلحت اور حفاظت کے لیے ہر قسم کی جدوجہد، قربانی وغیرہ
ایشانہ گواہ کرنا اور ان تمام جہانی و ملی و دماغی قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہندو
کوئی ہیں۔ اس میں موت نہ کرنا، اپنے عزیز و اقارب، اہل و عیال، خاندان و قوم کی
جان و مال قربان کر دینا اور حق کے مخالفوں کی کوششوں کو توڑنا، ان کی تہذیب و
راہنما کرنا ان کے حملوں کو روکنا اور اس کے لیے جنگ کے میدان میں لڑنا سے
لڑنا پڑے تو اس کے لیے ہر چیز تیار رہنا، یہی جہاد ہے اور اسلام کا ایک
دکن اور بہت بڑی عبادت ہے۔

دسیرۃ النبی جلد پنجم۔ مصنف سید سلیمان ندوی مرحوم،
اعظمی نے مسلمانوں کو صلح ہونے کا حکم دیا کہ جس میں کسی شخص پر شہر نہیں، بلکہ
صلح ہونے کی گھنٹ بربیان فرمائی ہے۔ **شرعیہ یقولن حدک اللہ فی حدک**۔ ہر لوگ
مسلمانوں کی جان، اہل و عیال، اور اسلام پر حملہ آور ہوں، ان کی مصلحت کرنا اس کا مذہب و حق
قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: **قل فی سبیل اللہ الذین یقاتلونک و لا تقعدوا**
واللہ لا یحب المعتدین (رواہ ترمذی)

کاظم جہاد پیغامِ رحمت تھا اور مولانا اس ضمن میں دلائل و براہین سے اپنے قصد کی توضیح فرماتے ہیں۔

غیر مسلم قومیں اپنی ہوس گیری میں بعض اوقات خون کی ندیاں بہا دیتی ہیں، ہر مرد و عورت، ہر بچے اور ہر بوڑھے پر تیغ بے نیام چلا دیتی ہیں۔ حال کا واقعہ و شوق اس منہ کی کاہن ثبوت ہے جس میں فرانسسینوں نے بے گنہ شہری آبادی پر گورنر باری کی اور پچیس ہزار سے زائد ماس پسند شہری آبادی کو قتل ان کے دود و دلوں پر جو زمین کر دیا۔ لیکن حضور و اکرم کاظم جہاد بلند کرمین رحمت الہی تھا۔ آپ نے جہاد و صفت میدانِ مقابلہ میں آنے والے کفار کے ساتھ کیا ہے اور وہ بھی صفت مجبور ہو کر یہ کہہ ان کفار کو بھی شمشیر سے دل کے ساتھ تبلیغ کی جاتی تھی۔ تاکہ وہ لوگ حلقہ جو کوشش اسلام جہاد میں۔ یا اپنے حکم میں کہ اسلام کی عظمت کو مان لیں۔

مولانا اب قرآن پاک اور سیرۃ نبوی کے واقعات سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ حارب سے کیا سلوک روا رکھتے تھے۔ پیغمبر سالوں کو رحمت و ایثار و دینیت میں حوام سے گزر کر علماء اور زائر کو بھی یہی دعوت (بقایا پھیلا سطر) واقعات ہم کو ایک عظیم الشان جنگ کی شکل دے رہے ہیں جب تک رحمت موجود ہے۔ جب تک غیر مسلم غلام پر غلامیہ یا فخر میں سلطہ نبوی پر آباد ہیں۔ اتفاق و اتحاد ناممکن ہے۔ ہم کو خدا پر ہر دور کے بارود و خشک دیکھنا چاہیے۔

دوسرے پڑھ کر ان "الحرب فی القرآن" (سلام)

پانچویں شہادت: عرب کی تمام ان نیک نیتی و انتقام و جنگ و صدمہ و کشت و زبا و سخت لاجبہ ہوئی تھیں اس بار در حقیقت اسلام سے پہلے جنگ کا پیکر غریب اور غصہ سے خالی اور دنیا کے اہل میں کشت و خون کے بعد نہادمت کے سوا کچھ نہیں آتا تھا۔

(الحرب فی القرآن) مصنف ابو القاسم آزاد

۱۔ رسالہ خلق محمدی ص ۵۸ مصنف حضرت مولانا احمد علی رحمہ

دی جاتی ہے اور خدا کے ان سرورانی اور سرورانی کا حفظ ایک ہی درجہ جانتے ہیں کہ جہاد محمدی کو نہایت تن کر۔ دود و دیار الہی سے ذلیل کر کے بٹاتے جاؤ گے۔

انتقام پر شائقین کے ساتھ حضور سرسبز رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن مروت اور مریدانہ سلوک کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد از ان مسامتہ تاکید سے ہدایت فرماتے ہیں کہ مسلمان کا مسلمان کے متعلق بیگناہی رکھنا جرمِ عظیم ہے۔ مسلمان کو گالی دینا گنہ ہے مسلمان پر غصہ میں اگر بستیاد سے اشارہ کرنا حرام ہے۔

خیر حارب کا فرسہ سلوک

وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ فِي قُرْآنٍ ذِكْرٍ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَتْلُوهَا إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۹۹)

اسما ربیت ابو بکر سے روایت ہے۔ قرآن میں ہے میرے اہل میری ماں آئی۔ وہ شرک تھی جس وقت آئی جبکہ مکہ معظمہ پر کفار قریش کا قبضہ تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں میرے اہل آئی ہے اور وہ اسلام سے متفرق ہے۔ کیا میں اس سے صلہ رکھی کروں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس سے صلہ رکھی کا حق ان کا ہے۔

منافقوں سے خشن سلوک

- ۱۔ منافقین کو بال غلیظت کا حصہ دیتے۔
- ۲۔ حضور و اکرم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے ان کو روکنا نہ جاتا تھا۔
- ۳۔ مسجد نبوی میں نماز سے نہیں روکا جاتا تھا۔
- ۴۔ چند انصاری کی مجال میں ان کو شریک جوئے کی اجازت تھی۔
- ۵۔ مسلمانوں کی طرح ان کے مال، جان اور عزت کی حفاظت کی جاتی تھی۔
- ۶۔ مسافر شہر تھے ان سے کسی قسم کا قطعِ مفسق نہیں کیا گیا تھا۔
- ۷۔ علویوں کا وہ بار رحمت تو اس قدر وسیع تھا کہ بعد از ان کی رخصت انہیں

يَقْرَأُ فِيهَا هَذِهِ الْحِكْمَةُ الْمُسْتَعَارَةُ فِي رَأْيِ الْكَلْبَةِ هِيَ
كَأَنَّ الْقُرْآنَ

والله اعلم

مَنْ كَانَ يَرْيِدُ الْعَاجِلَةَ حَبَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا لَشَاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ مُدَّةً
جَعَلْنَا لَهُ جَنَّةً يَصْرِفُهَا مَدَامَا يَشَاءُ مِمَّا كَسَبَ ۖ

دعوتِ مسیحی، دعوتِ خداوند

[illegible]

د افغانستان د ولسي جرگې غړي

فَمَنْ أَرَادَ الْإِسْلَامَ فَلْيَسْعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ فَرِحًا

۵۹. علی اسرار کی زندگی

وَمِنْهُمْ مَنْ يُقُولُ قَوْلًا لَا يَبْتَغِي فِيهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي آخِرَةِ
حَسَنَةً قَوْلًا تَعَذَّبَ النَّارَ أَوْ قَوْلًا لَهُمْ لِمَ يَكْفُرُ الْإِسْلَامُ
سُورَةُ الْحَاقَّةِ

سورة الفرقان: ٢٥

جو لوگ آخرت کی زندگی کو مستحسب وادھو و محبوب بنائیں گے۔ ہمیں ان کے اعمال و اعمال کی برکت سے آخرت میں حصہ ملے گا۔ ان کی کوشش مقبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان کی برکت سے بہشت میں پہنچائے گا۔ اب طالب آخرت کا فرض ہے کہ وہ ولی و رابطہ فیض اللہ تعالیٰ سے رکھے، اسی کو حاجت و معائنہ کرے۔ اسی کا شکر ادا کرے۔ اس کے فرشتوں، کتب سماوی، اعدی، انوار مان کو اپنا مستند بنائے۔ قرآن مجید کو خدا کی آرزو کرمان جائے۔ تہذیبِ ابراہی پر ایمان اور سُننے کے بعد، شے کو صحیح مانے۔ ان احقادات کے بعد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض جائے۔ ان عبادت کو پوری پابندی سے نبائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے احباب سے مل سکے۔

دارالرحمت، دارین، صحت مرزا، لاہور

جب تک انسان کو تعظیم دی جائے۔ وہ ایک طرح کا حیوان ہی ہے کیونکہ کھانے پینے، دھوئے، لٹونے کا وہی کمنے اور چھوٹوں پر سزوت کرنے کی تیز نئس رکھتا۔ ہوا زات، انسانیت سے آگاہ کر نے کے لیے تعظیم ضروری ہے۔ سلطان کو

کا جنازہ خود حضورِ اکرمؐ نے پڑھا، اپنا پرچم مبارک کفن کے لیے دیا، اپنا مبارک کھاپ دین اس کے منہ میں ڈالا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلانِ فساد کیا کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ منافقوں کے لیے سیرتِ فساد میں پیش و پیش جائیں تو جی اللہ تعالیٰ نہیں ہرگز نہیں جائے گا۔ تب بھی حضورِ شافعِ دین اللہؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے توقع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میرے ستر بار سے زیادہ بخش جائے گا تو میں ان کے لیے پیش و پیش جاؤں گا۔ رسالہ شوقِ محمدیؐ و امامتِ حضرت موعودؑ و احمد علیؑ علیہم السلام

نوٹ: اس رسالے کے اختتام پر بھی جید علماء کرام کی تقریقات مستحسنہ ہیں،

رسالہ
نجات داریں کا پروگرام

قَوْلُهُ تَعَالَى: أَلَمْ يَأْتِ شَيْءٌ رَصَدًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَكُنْ يَآءٍ بِسَخِيطٍ مِّنَ الْمَلَأِ ۖ

برقیہ، حضرت مولانا نے کس جمعۃ الیوم کی تقریب سعید پر برشا و فرمائی ہے۔

آغازِ فقر میں دنیائے دُور اور آخرت کی حیاتِ ابدی کا تسابلی نقطہ پیش کیا گیا ہے۔ آخرت کی تیاری کو لازماً مقصودِ حیات قرار دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی کسبلِ تماشہ ہے۔ چند مہینے ادا، آخرت کی کھنٹ ہے اور وہ لوگ جو مجازات پر یقین نہیں رکھتے ان کو سونے کے بعد رافیل جتھر کیا جائے گا۔

پھر نیک اعمال اور صالحہ فطرت افراد انسانی کا ذکر کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ سے استشعار کرتے ہیں۔ بعد ازاں غائب آخرت کے فرائض و ایامات حوالہ دے کر کہتے ہیں۔
فکرِ غایت اور مبالغہ جسنکی ترغیب کے بعد جوہرِ عظیم میں۔ اناج و طبعی رکاشہ ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

” وَمَا هَذِهِ التَّخَبُّرَةُ الدِّنْيَا إِلَّا أَنْهَارٌ تَجْرِي فِي الْوَيْبِ هَارٍ ۖ وَإِنِ الدِّنَارُ إِلَّا خُجْرَةٌ

تَهَيَّئِ الْحَيَوَانَاتِ مِنْ نَفْسٍ أَلْفٍ يَعْلَمُونَ ۝ (العنكبوت ١٠٩-١١٠)

والعقود ٩٠٠٠٠٠

پیش کرتے ہیں اور وہ تریاق قرآن مجید کی تعلیم ہے۔

اس غلام ابن خدام ابن خدام
حسرت اندیشہ اور احوال
کتب از دستہ خیرہ دین مدہود
از و جوشش اس قدر کم کہ بود
ہیں ز خود بیگانہ دین مست و گنگ
تان جوئے خواہد از دستہ فرنگ
(خوشی میں چہ پایہ کردے اقدام شرقی و غلامی حلاوتیں مرحوم)
گلا تو گھر نشانی بل مدہود ترا
کمان سے آگے صلا لا و لا آئند

و بال جبرئیل علیہ السلام ساقیاں مرحوم
چشم دینا ہے جانی جو حوں
علم حاضر ہے دیں زار و زوین
و بال جبرئیل علیہ السلام ساقیاں مرحوم
پڑے اس جاہان تاثیر منت جانیں سکتی
پے اس جا کر آواز نازاں بھی آئیں سکتی
یوں قتل سے بچوں کے وہ پناہ نہ جتنا
انسوس کر فرعون کو کالی کی دوسجی

دیکھو لا؟ یا دی مروجہ

عورتوں کی تعلیم

مولانا نور جانوں کی جدید تعلیم پر نقادانہ نظر دینے کے بعد مستورات کی تعلیم کی غلط متوجہ ہوتے ہیں۔

= عورت کے لیے تعلیم بھی ایک اشد ضروری چیز ہے۔ البتہ مردوں اور عورتوں کی تعلیم میں امتیاز زوجہ نا چاہیے۔ عورت کے لیے وہ تعلیم مناسب ہے، جو اپنے فرائض حیات سے گاہ کرے اور وہ تعلیم کی بدولت خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں نبھا ہے اور دنیا میں حرمت و آرام پائے۔

بعد ازاں مولانا مردوزن کی تاجرانہ زندگی پر تبصرو کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مردوزن کی فطرت میں باہمی کشش رکھی ہے۔ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں رہ

و دگر کی تعلیم کی ضرورت ہے تعلیم ساش میں تجارت، زراعت، صنعت و تحریہ شامل ہیں۔ تعلیم حیرانی ضروریات کو پورا کرنے کی کفالت کرتی ہے۔ کھانا دینا بچے بیٹا اور ان کی بڑا کلام و انبیاں جوانی پیدا کرے دوسرے حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ انسان قدرے متحرک و انداز میں اور حیوانات کفر سے طریقے سے کھاتے پیتے ہیں۔ حالہ کلکیشن جانور اور حیوانوں میں بھی متحرک جانور موجود ہیں۔ بچے کا گھوٹلہ صنعت فطری کا جیت نا شاہکار ہے۔ باکرہ کو سے سے زیادہ پاکیزہ نظر آتا ہے۔

لیکن انسان کو انسان بنانے والی تعلیم نقطہ انبیاء علیہم السلام دیتے ہیں جس سے ذہن کو تنویر ہوتا ہے کہ اسے انسان بننے کے لیے نیا یا اس دنیا میں کیوں جیسا کہ کامیاب زندگی کا سیار کیا ہے، ہر مرنے کے بعد کیا حالت پیش آئیں گے وہ خالق کی انفرادی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

موجودہ تعلیم کے نقائص

موجودہ تعلیم کے طرق اور نتائج دشوار عقب پر مولانا کی تنقید ملاحظہ ہو۔ سرکاری مدارس کے موجودہ نظام تعلیم کا نصب العین نقطہ سرکاری نظام کے مرنے کے لیے ہر قسم کے اٹنے اور داخلی کارکن مینا کرنا ہے۔ سرکاری درس گاہوں میں تعلیم یافتہ نوجوانوں سے علوم و شریعت کی تعلیمات، انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق و تہذیب و تمدن اسلامی کے عملی احیاء کا روحی اور اسلامی کے حفظ و بقا کے لیے وہ دوسروں کی توقع رکھنا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں، جن طرح ایک شخص سڑی سے آب کی توقع رکھے، جگر اسٹی اتفاق پیدا ہو جائے تو دیکھو، مفلوجہ تعلیم سے دکانوں اور دکانوں کے اخلاق کے کھڑے کا سخت غصہ ہے۔

اس کے بعد باقی تین نکتہ نظام اسلامیات و اسلام علامہ اقبال مرحوم اور ان کے اصول و قواعد کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ مذکورہ تین نکتہ کے علاوہ دیگر بھی آپ کی نظر پر جاتی ہے اور بعد ازاں تعلیم جدید کے فہرستہ اثرات کو دور کرنے کے لیے تریاق

”کسبِ معاش کے میدان میں حوریت کے قدم رکھنے کا لازمی تقویر یہ تھا کہ گھر میں زندگی تباہ ہوگئی۔ رشتہ رشتہ حوریت کے فطری مشاغل اس سے چھین گئے۔ جب گھرانہ کی توہم رومنین دونوں نے اس کو خیر باد کہہ دیا اور اس طرح گھر کا دعائن و چین جو دس ہزار سال قبل قائم ہوا تھا، ایک ہی سلسل کے ہاتھوں برباد ہو گیا۔“

”در افتخارِ اصطفیٰ کھنڈوں کو ستمبر ۱۹۳۹ء۔ ول دورانت امریکہ کا مشہور مصنف“

”برہن ۴ ستمبر۔ گیسٹ ہاؤس کے چیف جملہ نے جو سنی کی تمام حوروں کو مکرم دیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں۔ خواہ ان کی شادی ہوئی ہو یا نہ۔ احکام کی خلاف ورزی کرنے والے کو غداری کے جرم میں سزا دی جائے گی!“

(خیارِ ملاپ۔۔ ستمبر ۱۹۳۱ء)

”یعنی امر ہے کہ امریکہ میں اب بھی بہت بڑی تعدادی نوجوان کی ہے جو سمجھتے ہیں کہ حوریت کا دائرہ عمل گھر کے اندر ہے، وہ عجیب نہیں کہ مشنل اور مسولینی کے بن حکم کرنے کو حوریت کے لیے کوئی مقام بیک زندگی میں نہیں، بلکہ صرف خانگی زندگی میں ہے۔ امریکہ کی باہر کے دنیا کو بھی چمکے چمکے ستارے کر لیا ہے۔“ (صدق، یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

”یہ بات بار بار میرے قلم پر آئی ہے، آپ کی ہے کہ جو حوریتیں زیادہ بچے پیدا کرتی ہیں وہ یہ نہیں کرتی زیادہ سمجھدار ہیں، بلکہ عموماً کمین زیادہ ملین زندگی رکھتی ہیں، اور کمین زیادہ کمین معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً برطانوی حوروں کے جو بے اولاد اور جنہیں دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہتا ہے۔“ (ڈاکٹر میگزین، ایسی میگزین، ہندو، ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء)

بعد ازاں انٹونی ایم یوڈووی کی کتاب ”یونین کی جہارت پیش کرتے ہیں اور اسی ضمن میں ایک ہندو پایہ بند دغاوتوں مضمون نگار ایم اے راجو نے انگریزی مضمون شیش میں تعلیم یافتہ بیویاں کے تحت ایک مضمون لکھا ہے۔ اُس کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ بیوی سے جب ایک گھر چلائے گا تو عاقلانہ رہتا ہے، تو وہ اپنے آپ کو بالکل بیکار پاتی ہے۔ جب وہ امتحان پاس کر لیتی ہے تو رسوائی اور پراس کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ باقی حور پر چھپوری اور فاشنش پسندین جاتی ہے۔ ڈگری حاصل

کئے۔ اس سے نسل انسانی کی افزائش کا نظارہ بڑھتا رہتا ہے، حوریت کا ایام حمل میں بڑائی طبع اور پریشانی میں مبتلا ہوتا۔ کمزوری اور روزہ کی چاکنی، کوٹھل کے بعد بڑائی عورتوں اور ثقافتیں، ان تمام تعلیمات وہ اور جوش بہا حلوں کے بعد بچے کی پرورش اور دو سال رضاعت کی گھڑیاں اور پھر رشتہ تعاطے کو منظور ہو کر دوسرے بچے کی آمد شروع ہوجاتی ہے۔ سابقہ دستور کے بعد فرماتے ہیں کہ ان سمیتوں کے بعد گھور حوریت خود باہر جاتے اور اپنی ضروریات کے لیے خود کفالت کے لوازمات کرے تو یہ سراسر غلط ہے۔ لہذا حوریت کا سلیقہ شمار ہونا، کفالت شکاری سے تعلق آمدنی میں گزارنا، مینا پر دنیا دکھانا، یگانا، بقدر ضرورت کھانا پھرین سکین، روین کی مبادیات اور فرائض اور ان کی تعلیم حاصل کرنا ہی کافی ہے۔ مگر حضرت مولانا، اس تعلیم پر معترض ہیں، بلکہ مستورات کو ابکل دی جاتی ہیں۔

سکولوں اور کالجوں میں ابکل تعلیم دی جاتی ہے، خلافِ طہارت ہونے کے علاوہ منکس نتائج پیدا کرتی ہے، جس سے علماء کرام تو بیز اور ہیں ہی، خود مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ بھی چلا اٹھا ہے۔

ایسی ہے، جو تعلیم سوال تمہاری	یہی ہے، جو ایسی کی پاسداری
وہ ہنساں جلوہ گری کالجوں کی	مسلمان روکی، چندی کالجوں کی
نمائش کی خاطر وہ صرخت چپا	وہ مصلحتی انداز میں خرم کھاتا
نگاہیں ڈھاننا، اور انیں دکھانا	یہی ہے، نئی روشنی کا نانا
نفیس لیلی، لی اے۔ لہر تری	

علاقہ اتریں مولانا بولا لڑتے حقیقت جاننے والے تھے اور سامان العصر اکبر (از آبادی کے اشارہ بھی نقل فرماتے ہیں۔)

مولانا لکھنے موضوع کی تقویت کے لیے دنیا بھر کے چند جدید دماغوں کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔ جس سے آپ کی ایک طرف وصحت ملے اور دوسری طرف اصلاحِ حقیقت کے جذبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

کی کج رویاں تھیں۔ دوسرا سبب تمدن یورپ کی فزیکل ترقی ہے۔ دوسرا یہ ہوا تو وہ
ہو یا کچھ جزا۔ ہوا رستی ہو۔ دونوں ضروریات زندگی جو اڑھو سولے کے بائیس اسیہ طاہر
رہے ہیں کیونکہ یہ حضرات مستقل تنخواہ پانے کے بعد گراہی وضع قطع تمدن و معاشرت
سابقہ ہندوستانی طریقہ پر رکھتے تو کوئی زیادہ خرچ نہ کیا مگر یہ لوگ جو جوں زیادہ
تنخواہ پاتے تھے۔ یورپ میں تمدن اختیار کرتے جاتے ہیں۔

مگر تیسرا سبب تمدن کی ترقی میں ہندوستانیوں کا پیشیانا، ملازمین کے انزوا پر چین
خوراک، بدعادت، مسلمان تیش، کربلا، میز پر وغیرہ اوس طرح باقی اشیا وغیرہ کی کا
ہندوستانی اسلام کی سادہ زندگی کے کفایت شعارہ و ادوات سے متاثر ہو کر رہے ہیں۔
آگے چل کر تمدن یورپ کی بدترین چیز "کھیت کھیت" کے متعلق نہایت شرح و
بسط سے تحریر فرماتے ہیں۔

مگر تیسرا سبب تمدن کی ترقی میں ہندوستانیوں کا پیشیانا، ملازمین کے انزوا پر چین
خوراک، بدعادت، مسلمان تیش، کربلا، میز پر وغیرہ اوس طرح باقی اشیا وغیرہ کی کا
ہندوستانی اسلام کی سادہ زندگی کے کفایت شعارہ و ادوات سے متاثر ہو کر رہے ہیں۔
آگے چل کر تمدن یورپ کی بدترین چیز "کھیت کھیت" کے متعلق نہایت شرح و
بسط سے تحریر فرماتے ہیں۔

۱۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۲۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۳۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۴۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۵۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۶۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۷۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۸۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۹۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۱۰۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔

کرنے کے بعد زیادہ تو جو خواتین کو زندگی کے حقائق سے دور اور سطحی ذہنیت کی کپڑوں میں
میں سے جا رہی ہے؟

افسوس، حضرت مولانا ابوالفضل و آفتابا سات سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ساری قوم
دنیائیں عزت پانے کے قابل رہے گی، آخرت کی نجات حاصل کرنے کی سستی۔ تعلیمی
فکری کے بعد علم و دست کی خواہش عورت کو مرد کی پابندی سے آزاد کر دے گی۔ لہذا انکی
بہتر و رہنما پسند کریں گی، جو کہ قانون ابھی کا سراسر عفت و دلی ہے، جس کا نتیجہ بہت
ہی خطرناک و راجد ہو گا۔ اگر کج طرح بھی میں تو علم و دست کی وجہ سے بیوی کیس اور میاں
کمیوں اور۔ یعنی شہر عظیمہ مکان، خوراک عظیمہ، لباس عظیمہ، جہاں خاص، نہ پاپ، نہ
خودمانہ نہائی، اس زندگی کو کوئی شریف مل، باپ اور غیر خود غلام و شہر و دست نہیں کر سکتا؟

قوم کی اقتصادی بدعالتی کے اسباب

مولانا کے خیال میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔

۱۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔

۲۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔

ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۱۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۲۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۳۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۴۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۵۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۶۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۷۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۸۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۹۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۱۰۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔

تمدن یورپ کی دلدادگی

برادران اسلام! مسلمانوں کی اقتصادی بدعالتی کے اسباب تو تمدن ہندوستان

۱۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۲۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۳۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۴۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۵۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۶۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۷۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۸۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۹۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔
۱۰۔ ہندوستان میں صرف دو چیزیں مسلم کی بدعادت کی ذمہ داری ہیں۔

فرماتے ہیں۔ لاہور میں ہیں منیہا گھر ہیں۔ ان میں تختہ پچاس پر مرید پر فرج ہوتا ہے۔ اخبار صدقہ کے خوار سے رقم لے لیں۔

صدقہ ملا میں منیہا کا ذکر ہے۔ اب ایک اور مصیبت کا تذکرہ کیجئے۔ وہ یہ کہ میں تقریباً میں منیہا میں۔ ان میں سبکی ایک نے ایک شریفیت میں عورتوں کے لیے وقت کر رکھا ہے۔ سہ پہر کے وقت اس کو سینی شرفکتے ہیں اس کا وقت م سے ۶ بجے شام تک ہے۔ ان اوقات میں سینکڑوں میں ہزاروں ہی مسلمان برقع پر شرف عورتیں منیہا دیکھنے جاتی ہیں جس وقت تم م شوخ ہو جاتا ہے، عورتوں کا وہ جرم عکسوں پر ہوتا ہے کہ شریفیت آدمی کے لیے راستہ چلتا دشوار ہوتا ہے اور لاہور کا مسلم پریس ہے کہ شرف سے سن نہیں ہوتا۔ یہ سیلاب جو چار گھروں تک پہنچ گیا ہے۔ لاہور ہی تک محدود نہیں ہے۔ چھوٹا بڑا ہر شرف اس کی زد میں آچکا ہے۔

سیاسی رہنماؤں کے لیے صحیح راہ عمل انتخاب کا غلط طریقہ

امیدوار برادری کو برادری کا واسطہ دے کر ووٹ لینا ہے۔ برادری اس کی قابلیت اور عدم قابلیت کو نہیں دیکھتی۔ امیدوار ووٹ خریدتا ہے جسوں پر برادری روپے خرچ ہو گئے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ یہ برادری وقت ضائع و دشواری میں باہمی منافرت، عیب جوئی اور سب سے بڑھ کر یہ چیز کہ ایسے امیدواروں کی فتنہ انگیزی مدد نہیں کرتا۔

اب مولانا آیات قرآنی سے انتخاب کا صحیح طریقہ اور دیگر کے اوصاف بیان کرتے

۱۔ رسالت نہایت دین کا پرگرام ہے۔ از مولانا محمد علی رحمان

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسافروں میں کوئی عہدہ مانگ کر کہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔

ہیں اور مشورہ دیتے ہیں کہ۔

لوکل چورٹوں، ایئر سپل کیٹوں، اسمبلیوں یا دوسرے موقعوں پر اپنے نمائندہ اعلیٰ درجے کے عقل مند، قائل اندیش، اور اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو سمجھنے والے ہمارے شیخ اسلام کے جانباز سپاہی، نامور ہیجوگی کے جان نثار نذاتی منتخب کیا کریں، تاکہ اسلام کا پول باقی رہے۔

اَللّٰهُمَّ قَرِّ اَمْرًا لِّمَنْ بَنَى اسرائیل من بعد موسیٰ الذّا قائل منسجی لَقَدْ رَاجَعْنَا مَعَكُمْ فَقَالَ بَلٰی سُبْحٰنَ اللّٰهِ اَمَّا تَعَالٰی کَیْ نَعْلَمَ کَا اَخْتَابَ کَیْ۔ وَ قَالَ لَقَدْ نَبِیْتُکُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَکُم طٰوِیْتَ مَبِیْکَ۔ دُور یا ساری قوم یا قوم کی نمائندہ جماعت سیاسی راہنما کا انتخاب کرے۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَکُوْنُ لَکَ اَمْلٰکٌ حَلِیْیَہ۔ وَ تَحْصِنُ اَخْبَیْ بِمَلٰئِکَ مِنْہُ وَ تَعْلُوْکَ سَعۃً مِّنَ اَعْمَالِ (رسایہ و امور کے خیال میں رہنما کے لیے رسایہ وادی شرط ہے)

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰکَ عَلَیْکَ وَ نَادٰکَ بِطَلَقَ فِی الْبَلَدِ وَ اَنْجَسَکَ دُور یا راہنما کے لیے سب سے زیادہ عقل مند، پرستیار و مہمانمیز کلی اندیش ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ وہ ہمارے ہی ہو۔ خدا داد برکات و شجاعت رکھتا ہو۔

استحکام پاکستان

تَوَلَّی تَعَالٰی۔ اِنَّ تَنْصَرِفُوْا اللّٰہُ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَمْرَکُمْ۔ حضرت مولانا پاکستان کے دہر کا دنیا کے نقشے پر پھرتا پروردگار عالم کے احسان علیہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔

عالم کی ریاست علی خاں مرحوم نے جو قرارداد پاکستان، ۲۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو منظور ساز اسمبلی میں پیش کی تھی اس کے متعلق مولانا کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

۱۔ (سورہ محمد پارہ ۲۹ آیت ۷)

بلے ایمان، خبیثیت، آنا و پاکستان کی قیمت کے مسئلے میں ہم سے چین کر سکتے ہیں۔
دلی کے شہر میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا اور لوگوں کو چالیں بڑا کر قتل چونا یہودیوں
میں مسلمانوں کا قتل عام، مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمانوں کا قتل اور ساٹھ ہزار
عورتوں کے اغوا ہونے کے علاوہ ۹۵ لاکھ مسلمانوں کا اپنے وطن و دیار سے بلے غافل
ہو کر محدود پاکستان میں آ جانا بھی ہے۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے، جس کی مثال تاریخ
میں کم ملے گی۔ درسا استحكام پاکستان ص ۸۰ مولانا احمد علی مرحوم
آگے مسلمان پاکستان کے عروج و ارتقاء کے وسائل پر تجرہ کرتے ہیں۔ ان کو
دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک مادی اور دوسرے روحانی وسائل۔

مادی وسائل میں غنہ، پکڑا، چہرہ، اوڑھنے، پوشش کی پیداوار، اہران، اسٹیل
کا ضروریات زندگی کی کفالت کرنا سہیت و صافیت سے بیان کرتے ہیں۔
دوسرے غیر روحانی وسائل و ذرائع پر نظر ڈالتے ہیں تو قرآن اولیٰ کما سعادت
کے نزول کا باعث روحانی ذرائع پر منحصر یقین کرتے ہیں۔ یہ روحانی وسائل لغیبہ تعالیٰ
پاکستان کے لیے مخصوص ہیں۔ نہرو اور ٹیل کی حکومت کے لیے یہ وسائل معقول
ہیں۔ یہ روحانی وسائل اگر ہاتھ آجائیں اور مادی وسائل کمزور ہوں تو بھی مسلمان
سلطنت مادی وسائل والی سلطنت پر یقیناً فتح پاتی ہے۔ یہی وہ وسائل تھے
جنہیں مینا کے عرب کا بانی نشین بدھ کسریٰ اور قیسریٰ تربیت یافتہ فوجوں کے
مقابلے میں جاتا تھا اور اپنے سے پچاس گنا فوج کو شکست دے کر ہڈیاں اٹھائی
گئیں گیت گاتے ہوئے چالیں آتا تھا۔

”وہ دراصل میرے دل کی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں پر سے طور پر اس
کا مؤید ہوں اور میری معروضات کا عنوان ”استحكام پاکستان“ یہی اسی قدر
کی تائید ہے۔ اب قرآن و کون و عن نقل کرتے ہیں اور وزیر اعظم کی حق علیٰ روح
کی تقریر کے اعتبارات نقل فرماتے ہیں۔

اس کے بعد مبارک باد کے عنوان سے چند سطروں پیش کرتے ہیں:-
”میں وزیر اعظم پاکستان ڈاکٹر یاقوت علی خاں صاحب کی خدمت میں مبارک باد
پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح راستہ سمجھا دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں
کہ انہیں ان پاکیزہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ وہ عظمت
پسندی اور رجعت پسندی کے طعنوں سے دو گھبراہٹ اور اللہ تعالیٰ ان کی ان
پاکیزہ خیالات پر قائم رکھے۔

”پاکستان کی گران قیمت کے عنوان سے ۱۹۴۷ء کے خوشحال امیر کا لفظ
نسایت مانگد اور اسلوب سے پیش کرتے ہیں۔

”لیکن اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے جو قیمت ادا کرنی پڑی ہے اس
کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو آ جاتا ہے۔ سانچ پکڑ
جاتا ہے اور بدن لرزہ برائیم جرتا ہے۔ دس لاکھ مسلمان مردوں اور عورتوں کی
تختی ہوئی لاشوں کا تصور کیجئے، جو خون میں لت پت ہوں۔ ان کے لیے کو روغن
لاشیں، جھگی درندوں کی عواک، پٹا دی جائیں، عجز سیدہ، ڈاؤں کو موت کے گھاٹ اتار
کر جوان عورتوں کو لعین جبراً بیکار کرے جائیں۔ ساٹھ ہزار جوان مسلمان مردوں، وہ

لے۔ درسا استحكام پاکستان ص ۸۰ مولانا احمد علی مرحوم۔

لے۔ درسا استحكام پاکستان ص ۸۰ مولانا احمد علی مرحوم۔
لے۔ خالد بن ولید نے جنگ موتہ کے موقع پر اپنے سے پچاس گنا فوج کو جو سلطنت
روما کی تعداد ان اور اپنی فوج اپنے رضا کاروں کی سمیت و معاونت سے شکست
دی تھی (دور السالین، جلد سوم ص ۸۰) مفید شیخ غلام علی۔ مفتوح قاضی، مسلمان مفید شیخ

لے۔ پاجانزت علامہ صاحب۔

لے۔ پاجانزت علامہ صاحب۔

لے۔ درسا استحكام پاکستان ص ۸۰ مولانا احمد علی مرحوم۔

وہ حراسے نکل کر مادی دنیا پر چھا جاتی ہے۔ منافقین کے جہاد سے ایسا دستورِ عرب کے روئے تو اس کو روک پا لے ہیں۔ روم و ایران اس وقت دنیا کی دوبا جڑوں میں سے ایک جڑ تھی۔ شاہنشاہِ بیاں تھیں۔ یہ دونو اپنی پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھیں، انکار سے نہ ہٹتے ہوئے سیلابِ کور کو روک دیں۔ لیکن شنگے کی طرح بے گہر تھیں۔ تادیب کے میدان میں ایران کے سلطنت و جہاد سے آفتابِ غروب ہو گیا۔ یروشلم کے کھنڈے سے مدی منہ کوہ و قنطار کا ماتم ہو گیا اور قیصر و کسریٰ کے تخت پر آئے عزت و جلال سرنگوں ہو گئے۔ عرب کے جھنڈ نے حکومت و فراز وانی کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور نوبانِ گنجانِ عالم اور چوپانِ جہانیاں کے فرائض ادا نام و دینے لگے۔

قرآن حکیم کے مجرہ فہرست و کتابت کے بعد مولانا کی کچھ ہی دستک پاکستان کے سسٹم میں چرچے اصول پر مبنی ہیں۔ ہم سابقہ اوراق میں مولانا کے رسالہ فلسفہ نماز کے فروغ کی جہوں کی خوشیوں سے اپنے شام نام معطر کر چکے ہیں اس جگہ بھی آپ نے چند اشاعتیں منرو۔ کے ساتھ اس مقدس قرآن کے خاص حصہ خواجہ اسرار خواجہ مصطفیٰ اور اسلام کے تمام عناصر و دکان میں اس کی روحانی توقیت کو ضابطہ پر عظمت العالیٰ میں بیان فرمایا ہے۔

مسلمان کی اقتصادی، سیاسی، تعلیمی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی بکمال خودی
فیروزمندی کی ضمانت نماز کی ادائیگی کے صلہ میں ہی میسر آسکتی ہے۔ مومنوں! ملے

۱۷۰۰ء۔ شوکت و مہبت کا یہ عالم تھا کہ جیسی غلیظی کی زبان پر ایک شدید بیز کھڑے تھے، اور فنونِ چین کا سرور نہ چھوٹتا ہے اور اور یورپ کا عظیم ترین بادشاہ نے برائدم ہوتا۔ اسی میں محمود غزنوی، ملک کشمیری اور صلاح الدین ایوبی نے گورقروں میں متوسط کتاب تاریخ میں مرزا کی حیثیت کے نامک ہیں، مشرق میں میر تقی میر کا قول

مغرب میں سلطان محمد فاتح، سلطان سیدان عثمانی، سیدہ راجہ شانتھن ہوں کے خطاط بھی کا قول

میں گھنچ گیا کہ درجہ میں مسلمانوں کے نام کا بغیر شہر ہے جہر یعنی برادر اور دیگر زمین مندود

تھوڑے کے نامک رک ہے۔ (امضائیں جمال الدین افغانی، سلام علیہ)

مولانا فرماتے ہیں: ”اے پاکستان کے مسلمان! عظیم اور جم گمان احکاموں کے بعد تیرے لیے ہرگز نہیں لیا کہ تو اس بنائی کے لیے کا بل بل کر اس مبینہ اور شرعین کے دواؤں سے کو کھٹ کھٹا سے۔“

حکومتِ خدا اور پاکستان کا فرض ہے کہ وہ پرائمری سے تہذیبِ کرام - اے مکہ
قرآن مجید کی تعلیم کو لازماً کر دے ۛ
اب آپ قرآن کی تعلیمات کے سبز نمائندے کائنات کے یہ کائنات شہاہ و پیش
کرتے ہیں۔

قرن مجید کی تعلیم کے بحرِ حلال پر مردِ ثنائوں کو خدا تعالیٰ شاکستے ہیں جو اسلام نے دنیا میں جو عظیم نشانِ انقلاب پر کیا۔ اس کو کوئی نظیر اقوامِ دواہان عالم کی تاریخ میں نہیں ملے۔ تہذیب و تمدن کے مرکزوں سے دور ہر سب کے آب و گیاہ سرزمین میں ایک قوم آباد تھی۔ اچانکہ اس میں ایک جنبشِ نظرائی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے

۵۰۔ رسالہ نمبر ۳۵۰ - محنت منور ان احمد علی حرم -

تھے۔ غضب کا کیا عرصہ تو فی جواب کے ارشاد چلا کر تھا اور میری باپ کی سخت و درشت خوی کے سہمے رہتا تھا۔ ایسی عداوت کے انجام میں باپیں لاکھ مربع میل پر حکومت کرتے تھے۔ اس کی مصداق گنہ گری اور ہل پروری اور عداوت نوری اور دین داری کا درجہ ہمیشہ ہر ایک کے لیے موجب قہر و اہم اور کدو گنہ گری کا یہ ثابت اور گنہ گری کی یہ ثابت گردنہ کا تین پڑے ہر عالم اس کے زیر نگین تھے۔ اس قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کا نتیجہ ہے۔
(رحمۃ سالیین علیہم اجمعین) مسند قاضی سوانہ مسعودی، ری، داغوز، نیرا الاستقامت، پکتیا،
۱۰۔ لاکھو۔ قرآن مجید زندہ ہے کہ جب کسی میں ملے گی جس کو گنہ گری کا مادہ کہہ سکتے ہیں۔
موراد ہے تعریف ہے۔ جہاں قرآنی حقائق کی مدد سے کسی درجہ میں بھی حق غضب ہو گا۔ وہی درجہ میں حق غضب ہے۔ فلہذا کتاب میں مسودہ نہیں ہوئی اس کی طرف سے ڈاؤن لیس کر دیا گیا۔
اوپر یہ کیفیت پر بیان کرنا اور وہاں دنیا میں مل جاتوں رضائیں حال میں ان ہی افراد میں سے
تھے۔ مسودہ الاستقامت پاکستان ۱۰۰۰ مسند مولانا محمد علی رحمان۔

أَذْخِ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحَلَةِ وَالْوَغْلَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّهُمْ لَبُرْدُوكَارُكَ عِبَادَتِكَ دَعْوَتِكَ نَهَيْتَ مَكْرَتَهُمْ خَيْرٌ لَكَ
سَ وَدَّعَ بَابَ انْ سَ شَازِخِ اَمْرِ بَاسْتَكْرَبَ ۚ تَوَاقُفَ نَهَيْتَ عَمَهُ وَنَظَقَ سَ كَرَبَ
كُشَى كَى اَكْهَمِ بَابَ وَدَّعَ تَرَى زَبَانِ مِ بَ ۚ

فِنْ خَطَابَتِ

فِنْ خطابتِ انسانی کمال کا دوسرا نام ہے۔ مذہبی مسائل ہوں یا سیاست کے میدان میں نگرہ عمل کی جولانیاں ہوں، نفع و کمزائی کا سہرا ہمیشہ فِنْ خطابت کے سر پر سجتا ہے۔ احساسات و مہمات، جذبات و عواطف اور گرد و پیش کی کیفیات و فرائض کی عکاسی کا انحصار شعور اور عقیدے کی خدا واد استعدا پر رہتی ہے۔ ہم نے جن حکم کے سامنے کو بار دیکھا ہے کہ وہ ہر موقع پر اپنے بلند و فصیح انداز میں سامعین کو وجد میں لے سکتے ہیں۔ مگر چون ان کے پیش کردہ دلائل و براہین کو فلسفہ و منطق کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو وہ چٹان و قلعہ نہیں چوستے۔

انہی کے لئے اسلام کا قرینہ، تاریخ بھی خطابت سے شروع ہوتا ہے اور ان کا حسین کردار، نیابت الہی کا منصب، امانت الہی کا شرف ان کے قول کی تصدیق میں سونے پر سناگر کا کام دیتا ہے۔ تمام کائنات کے سامنے دان مل کر بھی قیامت تک انسان کی تخلیق سے قاصر رہیں گے کیونکہ ہر لمحہ نئے سے نئے احساسات و وزارت کی ترجمانی کے لیے زبان کا کون حرف انسان کا غار ہے۔ گویا تمام حواس ظاہری و باطنی کے دھکات کو، الفاظ کا جابر پہناؤ۔ اور کلمات و جی کو من و عن بیان کرنا صرف انسان کے ساتھ مختص ہے۔

نہایت اختصار سے خطابت کے ضمن میں چند ایک عبارات پیش کی جاتی ہیں۔
فرخہ مصنف موسیٰ و اکثر لیبان کی کتاب جن کا عربی میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اس کا نام روح الاجتماع اور انگریزی میں اس کتاب کا نام CROWD ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ

بِحِثِّتِ خَطِيبِ

چاہیے جو قیاسات بدل اور قیاسات عقلی میں کیا فرق ہے، خطیب جو استدلال
میں کرتا ہے، اس کی نوعیت ہوتی ہے۔ تحلیل اور استقراء میں کسی کا کچھ حجت پر
زیادہ اثر ہوتا ہے، تفسیرات و استقراءات سے مجمع کی طرح اثر پذیر ہوتا ہے۔ حد و
درجہ یا رغبت و نفرت کے نسبت پیدا کرنا ہوں، قواس کے لیے خطیب کی کیا تیار
اختیار کر سکتا ہے؟

اب جو خطابت پر تبصرہ کرتے ہوئے، ان قدسی الاصل آداب خطابت پر بھی
طاہرانہ نظر ڈالتے جائیں گے، جن پر ہمارے اسلاف کرام اور اخلاف عظام غفل
کر کے اپنی بے فائدہ زندگیوں میں کامیابی حاصل کی۔ وہ آداب قرآنی اور اُتی کے چند
مقصود میں تلاش و تفتیش سے مل سکتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کو کجرات سے میں کر کے دھوکہ
کے پاس جانے کا حکم دیا جاتا ہے، اور موسیٰ علیہ السلام اپنی بے بضاحتی کا احساس
کرتے ہوئے بے ساختہ خود ڈٹا ہو جاتے ہیں۔ ان کی دعا انشراح صدر، فرغضہ
لہ۔ فی انظر لیسان فرنیس کے نزدیک جماعت کی تفسیر فی نقطہ نگاہ سے حسب
ذیل تصویر ہے۔

• چونکہ جماعت کیفیت نیم شعوری کا متحمل منظر ہوتی ہے، اس لیے حالت اجتماعی میں
کے افراد کی عقلی خصوصیتیں اندر چلی جاتی ہیں اور حالت اجتماع میں دوسلو کے جوش و دھار گم ہو
جاتے ہیں اور عام افراد کی طرح ایک پہلی باتیں کر لے گئے ہیں، اثر پذیریری جماعت عقل
تھوڑی مزاحی، مبالغہ پسندی اور غیظ و غضب سے تمام اوصاف جو ناقص العقل افراد کی خصوصیتیں
ہیں، حالت اجتماعی میں گہری سب اوصاف تمام افراد میں پیدا ہو جاتے ہیں اور چونکہ جماعت
میں اگر عقل کند ہو جاتی ہے، اس لیے جماعت میں استدلال کرنے کی صلاحیت باقی
نہیں رہتی :

رد المحتار اجتماع فی الفصل ۱۱ ص ۱۱۱

ثم قال دیت اشترک فی مسند و فی قدس فی آخری فی ولعلہ عہدہ بین

تسانی فی یفہموا حق فی وظل ۲۰ - آیت ۲۰ ص ۱۱۱

عربی زبان میں فنی پاشا زغلول نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں جماعت نے
انسانی کے اصولی تفسیر پر بحث کی گئی ہے۔ دنیا کے ٹکڑے میں یہ کتاب اپنی نوعیت
کے اعتبار سے نامورات کی فہرست میں ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر یسبان سے پہلے اس علم
و فلسفیات کی حد میں نہیں پہنچی تھی۔ اگرچہ ابن خلدون کی منتشر حد میں اس علم کی
بعض جزئیات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ڈاکٹر یسبان صاحب خطیب کی کامیابی کے وسائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے
ہیں، جو شخص جماعت کو اثر پذیر کرنا چاہتا ہے، اس کو چاہیے کہ جماعت کو اثر پذیر
کرنے کے لیے حسب ذیل وسائل اختیار کرے۔

(۱) استدلال سے گریز کرے۔

(۲) تشکیل بیانی میں کسی واقعہ کو تشبیہات یا استعارات کی صورت میں بیان کرے۔

(۳) بعض خاص الفاظ کا جو جماعت کے نزدیک پسندیدہ ہیں، ان کو زیادہ
استعمال کرنا اور جو الفاظ اور جملے جماعت نا پسند کرتی ہے، ان کے استعمال
سے حتی الامکان احتراز کرنا۔

(۴) جماعت کو زیادہ عمل اور اثر پذیر کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے
ذہنی عقائد یا مروجہ خیالات سے زیادہ استدلال کرے۔

(۵) عیادہ اور تھکنہ کی طرح خطابت۔

(۶) الفاظ اور معانی کی تکرار۔

اسی وجہ سے کہ چند مروجہ بھی درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۱ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان سب سے بڑھ کر خطیب جماعت پر نہایت زور سے
تصریر کرے۔ وہ کہتا ہے:

• خطیب دیتے وقت خطیب مکرکون سے الفاظ اور کس قسم کے جملوں کا استعمال کرنا

لہ۔ رد المحتار اجتماع ۱۱ - مقدمہ مترجم۔

لہ۔ رد المحتار اجتماع ۱۱ - فی انظر لیسان فرنیس مترجم۔

ہے۔ جب بیمار کے مقررہ دوا پر بھی آگاہ نہ ملے، اپنے غلطی منظم کے اقتضا سے سفیر لسانی کے مقابلے میں اسے انکار نہیں کیا۔ تاکہ اتمام حجت کا کوئی پہلو نہ ٹھیکس نہ مل جائے۔

اب ہمارے پیش نظر حضرت سیدنا احمد علی علیہ الرحمۃ کے انداز خطابت ہیں۔ سوائے انچار سے نزدیک وہی طور پر اپنے اکابر کی تربیت کے نتیجے کے وجہ سے یا پچاس سال کی درس و تدریس کی عمارت و وزارت کی نذر پر محو بالا آداب خطابت پر بڑی دیکھ بھال دیتی تھے۔ آپ کے سامنے مختلف ادوار حیات میں مختلف اثرات کے لوگ آتے رہے۔ وہ بھی آتے، جو آپ کے درس قرآن کے حلقہ کو، بلکہ آپ کو قیمت واپس کرنے کا تہیہ کئے جھکے تھے اور وہ بھی آتے، جو آپ کے پاؤں تلے آنکھیں سمجھاتے تھے۔ مگر زمانے نے پوری نعت صدی آپ کو بے لاف و استغاثت مرتبہ و سورت و مدارت اور سیکر لیتیت بن کر اپنے مقصد کو نبھاتے ہوئے رکھا۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ خطیب جمعہ کے لیے اس شخص کو ممبر رسولی بر مبعوث خطاب کرنا چاہیے، جو اپنے سامعین کے روحانی امراض کی بنیادی تشخیص کر سکے اور پھر کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے لیے صحیح علاج بھی پیش کر سکے کی اعلیٰ ترین صلاحیت رکھتا ہو۔

دوسری چیز جو متعدد دفعہ راقم الحروف نے سولہ ناک زبان حقیقت ترجمان سے سنی وہ یہ ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ ایک جمہور کی تقریر اور ایک درس جمعی میں جو کچھ کہے کہنا دے سامعین میں سے جو کوئی میرے معروضات کو بوجہ دل پر لکھ کر لے جائے اور اس پر صدقہ جذبہ سے زندگی بھر عمل پیرا رہے، اگرچہ امرگ دوبارہ کتاب و سنت کا وظیفہ نہ لے گا اس کو حق شہر مشرور، اللہ تعالیٰ دے و سجاوے و ارباب حاصل کرے گا“

سیدہ - اَوْحِ اِنِّیْ سَبِّیْلُ رَبِّکَ بِالْکَمۡلِ وَالْمَوۡعِظَةِ الْمُنۡتَبٰہِۃِ وَبِاٰیۡہِہٖ
بِاٰتِہِہٖۤ اَحْسَنُ ط (سورہ الضحیٰ ۱۰ آیت ۳۹)

ایمان حق میں غائبانہ اعانت اور اس منظم کے کلمات حاصل کرنے کے علاوہ کمالی قَدَّ اَوْحِیَتْ شَیْءٌ کَلَّمَ یَا مَوْحِی کے مقام پر تک پہنچ جاتی ہے لیکن اس کے باوجود فرستندگان الہی کو حکم ہوتا ہے کہ میرے ذکر میں مرکز ہرگز نہ بل مرتبہ اور فرعون سے خطاب کرتے ہوئے، مرسلا و شفقت اور نواح خلق کا اعلان اور سرگیمان جذبہ پیش نظر رہے۔ تاکہ فرعون کو قبول حق و دعوت، میل ہی شکست و اہانت کی بجائے سرسراہزی اور عزت کا احساس پیدا ہو۔

قرآن حکیم نے کائنات ربی کے منبع اکبر سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت باس الفاظ کر یا۔

”فَیَمَّاۤ اَشۡہَبَ جَمَۃً مِّنۡہِۭ یُّنۡتِہٰی لَہٗٗمۡ ۭ وَفَیۡ کُنۡتَ فَلَظًا عَلَیۡہِۭ اَلۡعَلَبِ لَا تُفۡشِیۡۤ اَمۡرًا حَتّٰی یَاۡکُ ص (سورہ ال عمران ۲۰ آیت ۵۹)

معلوم ہوا کہ نرم گوئی کا سحر حلال پتھر دلوں کو بھی موم کر سکتا ہے اور اس کے برعکس خصلت کی درستی سے تابعت و امتداد کا تصور بھی ناممکن ہے۔ گو سر پر تاج ختم المرسلین چمک رہا ہو، لیکن اگر بنی تمناط میں وہ کھوئی تاثیر نہ ہو، جس کے اجزائے ترکیبی غفور، نرم گوئی، شفقت اور سورت لطفیت ہوتے ہیں۔ سامعین میں متغیر و متحرک پیدا ہونے کا عنصر باقی رہتا ہے۔

دعوت و تبلیغ کو حکمت مرسلا اور موعظت حسنہ سے وابستہ ضرورت لگائی

سیدہ - پارہ ۱۴ - سورہ طہ آیت ۳۲ -

لَہٗ وَ اَوۡحِیۡۤ اِنَّا نَخۡفِیۡہِ (سورہ طہ ۲۰ آیت ۳۲)
تَہٗ فَمَنۡ کَانَ کَفُوۡرًا لَّیۡسَ اَعۡلَیۡہِۭ یُنۡذِرُکَ ۭ وَ یُنۡفِیۡ (سورہ طہ ۲۰ آیت ۳۳)
لَہٗ لَعۡنَۃُ عَادَۃً کَہٗ وَ شَٰوۡلَۃً ۭ اِنۡ لَّکُمۡ عِندَہٗ عَلَیۡہِۭ مَا عِندَہٗ
عِندَہٗ عَلَیۡہِۭ کُمۡ بِالۡمَوۡبِیۡنِ وَ لَکُمۡ عِندَہٗ (سورہ طہ ۲۰ آیت ۳۴ -

یٰۤاِسۡرَآءُ لَا تَعۡسٰی وَ شَٰکِیۡۃً وَلَا تَمۡتَعِۡ وَ اَسۡتَغۡنِ عِندَہٗ عِندَہٗ بِاَلۡعَلَبِ

تہذیب صحابہ کا نعیم، اہل بیت میں قرآن حکیم، چوتھ میں سنیہ گنگی کے انوار، زبان کھلتے تیری میری کے آئینہ دار اور حاضرین میں ہر ذوق کا آدمی اور کسی حضرت امیر شریعت سپہ سالار شاہ بخاری مرحوم اور کسی خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد مرحوم جیسی عظیم المثل شخصیتیں۔

فکر عاقبت، مذہبی حلال طبع قرآن پر زور، علماء کی محبت، اور دینار امت سے عقیدت، امت کو نبوی پر نہایت دین دار اور باقی مسائل حاضرہ کے مختلف ابواب کی تشریح و توضیح آپ کے پسندیدہ موضوعات (خطبات جمعہ) ہوتے تھے بغیر نصف خادمہ الدین کے بارے کے بعد حضرت کے خطبات ہر شام کے میں چھپ جاتے تھے اور جزاروں گھروں میں شعلہ بابت کا کام دیتے تھے بعض عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱۔ دنیا میں سوشل سے انسانوں کی دو ہی قسمیں رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ان کے نام ہیں حزب اللہ، حزب الشیطان۔

۲۔ مرتے دم تک مسلمان رہنے کا حکم۔

۳۔ اسلام نظام رحمت ہے۔

۴۔ ہر فرقے کے علماء کرام اور ہر فرقہ کے دیندار علوم سے ایک درویشانہ اپیل۔

۵۔ انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم۔

۶۔ قرآن مجید سے فیض حاصل کرنے کی شرائط۔

۷۔ دربارہ اجماع سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمتہ العالمین کا لقب عطا ہوا ہے۔ رحمتہ العالمین کی نشان کے شواہد۔

یہ خطبات رسالہ خادمہ الدین میں چھپ کر پاکستان کے مختلف مشہور اور بیرون ملک لندن، کویت، مدینہ منورہ اور باقی ممالک میں علم و عرفان کے مادی برساتے رہے۔ ان کی تعداد تقریباً تین سو ہے۔

اگر حضرت شیخ انصاری کی حیات کا غائے کے آخری چھ سال، تفسیری مرکز موم کا آغاز، لگانا مقصود ہو تو آپ کے خطبات جمعہ کا بنظر توفیق مٹا کر لیجئے، ان کا

ہم نے آپ کے حکوہ بالہ دعویٰ کو بر خلاف سے جانپنا آپ کے ارشادات نہایت جانتے ہوئے تھے۔ کتاب دست و پا چڑھ اور احکام وغیرہ کے اکثر و بیش تمام اجزاء کی تشریح آپ کی نگاہ میں پائی جاتی تھی، آپ فرمایا کرتے تھے: ”پورے قرآن حکیم اور صحاح ستہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو عبادت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو۔“

آپ کے جذبات میں صدق و صفا، انداز حکم میں بزرگانہ تشویق و ترغیب، مصلحت و نیت، سادگی اور عاجزیت کے انوار سوکتے تھے۔ عام میدان مقررین کی طرح سادہ سادہ اور سادہ کے اشعار سے خوش فرمیں کہنے کے لیے کئی اہل علم و ادب کی گروہی کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی میل سفر کر کے آپ کے فرمودات سننے کے لیے حاضر ہوجاتے تھے۔ آپ کے خطبہ جمعہ میں علم، کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت ہوتی تھی تقریباً ہر جملہ مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوتا تھا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد اور اکثر حقوق العباد میں حقوق والدین اور حقوق اولاد پر اکثر نظر پڑتی تھی۔ اصلاح احوال کا پسندیدہ موقع پر نمایاں ہوتا تھا۔ توجید رسالت اور معاش و معاد کے مجملہ مسائل پر عام فہم زبان میں نہایت مؤثر طریق سے تبصرہ ہوتا تھا۔ آپ جب تک تقریر فرماتے تھے، حاضرین کا ذوق سماعت طرہ پر محترمت سے ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

قوم کی بد حالی، بد فہمی، کرب باطنی، بے راہروی، فرنگیانہ تہذیب کی کھلانہ تقلید، دینی تعلیم سے محرومی، حوام اور حکام کا باا لیا ذہن، رسوا قیصری مصلحتوں میں تہ کی اور عقائد باطلہ کی تعلیم پر جب لب لث کی فرمائے تو بعض نفروں پر ایک لمحے کے لیے خاموش ہوجاتے تھے۔ اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ شاید پیش میں اگر بدعکس گئے یا کسی آنے والے غذا پالہ کی پیش گوئی فرمیں گے، مگر آپ جب دوبارہ زبان کھولتے تو رشہ و بدایت کے پھول آپ کے منہ سے جھڑکتے تھے۔ اصلاحی ہمارا ایک ناقابل فراموش درس ہوتا تھا، ہم نے سادگی میں انہی جاذبیت کم ہی دیکھی ہے۔ ایک کھد پرورش، بزرگ صورت، سید و دلش،

ہیں۔ مجھ میں اور آپ میں صرف یہ فرق ہے کہ میں میں قرآن مجید تائید کے لیے آیا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ سننے کے لیے لایا ہے۔ آپ یسویٰ اور کائنات کے لیے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ (مستحق علیہ) پر ہر کوئی نگاہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی۔ آپ کی مجلس میں قرآن فی، ترکِ سعیت، صحتِ عمل، ذکرِ الہی اور فیہ بہت نفع کا جذبہ بیدار ہوتا تھا۔

دینی کمالات

قریباً بیست ہزار میں حضرت مولانا لاہوری نور الدین قادری کے دینی کمالات اور متابعت سنت کے واقعات کا خاکہ پیش کیا جائے گا لیکن یہ مختصر خاکہ ہے جو تمام حقیقت پر مختصر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اعلیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کے اگر کوئی شخص سمجھنے کے سامنے آجائیں۔

مقامِ سنت

۱۔ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ اِذَا دُعُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَقُولُوا رَبَّنَا اطعُوا مَا اَمَرْنَا لَكُمْ بِهِ نَحْنُ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا كُنَّا لِنَعْتَصِدَ عَلٰى اَمْرٍ اِلَّا اَنْ يَكُنْ مِنَ الْاَمْرِ ۝ (سورہ انفور آیت ۵۸)

دوسری جگہ اعلیٰ حضرت رسول کی تاکید انھیں قرآن میں بائیں، اطاعت دار و سبیل ہے۔

فَمَا كَانَ يَنْتَظِرُ اَنْ يَخُوفَ مِنْهُمْ اِذَا قَضٰى اِلَهُمْ وَرَسُولُهُ اَمْرًا ۝ اَنْ يَكُنْ لَكُمْ اَمْرًا ۝ اِنْ يَكُنْ لَكُمْ اَمْرٌ فَلْيَقُولُوا هُوَ مِنْ اَمْرِ رَبِّنَا ۝ (سورہ الاحزاب آیت ۳۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول خدا کے تمام فیصلے منصفانہ ہوتے تھے اور

ہر طرح میں حضرت والا جہاد کے خونِ جگر کی پاشی ہے۔ بلا شک و شبہ آپ کی پیروی میں خدمتِ دین کے یہ زندہ جاوید شاہکار ہیں۔ ان کو کئی صورت میں شائع کروایا جا چکا ہے۔ ان کے مطالعہ سے ہر طالبِ حقیقی کتاب و سنت کی تجویز کر دے پاکیزہ زندگی کا سراغ لگ سکتا ہے۔

جہانے را در گون کر یک مرتبہ خود آگاہے! (ذیلِ علمت)
واقفِ احواف کا ذاتی مشاہدہ ہے کہ نیکو نیک کی جامع مسجد میں رحمت للعالمین کے عنوان پر آپ کو ہر افشانی کر رہے تھے۔ دورانِ تقریر آپ کی زبان مبارک سے نکلتا۔ افسردہ دل افسردہ کندہ اچھے را۔

اللہ! اللہ! وہ کس قدر اندیشہ ناک جذبات تھے کہ جن کے بغیر واستیو سے حضرت مرقدہ کی مجلس بند ہو گئی اور ان واقعہ میں ہزاروں انسان ابدیدہ ہو کر رہ گئے کسی طرح شریفانہ کی جامع مسجد میں واقعات کی بلا موضوع تقریر بتا غلط وقت سے آپ چپ ہو گئے۔ چند لمحات کے لیے سانس لین بھی اٹھکا دیں آپ کے ہم نوا رہے۔

حضرت ابی رک کا آخری مجید شیراز اور دروازہ سے باہر جانے کے موقع دھرم صحن میں ہوتا تھا۔ شامیانوں کا بڑا پر آشوبہ انتظام کیا جاتا۔ چاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین اور متقدمین ہزاروں شہر سے حاضر ہوتے۔ شہر کی کئی شہریت بھی بڑی ہوتی تھی۔ ان علمی اور روحانی ہماروں کو دیکھ کر یقیناً ایک صاحبِ دل کا اظہار تھا۔

اللہ! اس سینا کی دنیا لاہور میں قرآنی تائوں کو کون ابھاری تھی سے جلد کر رہے، جس کی آواز سے آیت سلسلہ کا بھول بھٹکا کاروں پیر سے خشک گیا ہے اور ہر تن گوش ہو کر اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام سن رہے۔

اکثر و بیشتر آپ کی زبان پر دعوتِ الہی تھا اور آدم کی خورشیدی دعائیں ہوتی تھیں بعض اوقات فرماتے کہ آپ مجھ سے اچھے ہیں۔ میں نے کتاب و سنت اور اس کے متعلق علوم و معارف کی ہر سبیل میں کیا ہوں۔ آپ نے ان اعلیٰ علوم کو حاصل بھی نہیں کیا، مگر آپ مسجد میں نہایت شوق سے تشریف لائے

کو علی حاصر دینا ہے اور قوم کو اپنی منہ بستی کی دعوت دے بنی نوع انسان کی ساری تاریخ میں یہ سنت اللہ جاری و ساری رہی ہے۔ حتیٰ کہ رب سمنوت و راض نے منشاء خلق عالم کو طوکر ادرارہ مسرید کیا۔ یہ وہ بارگہ سعادت علی جس میں تمام حور و گدگدہ کی سعادیت قدس اور عارف و علو میں ابدی و مجرئی شجیت سے کزہ طر کے قدیم کے دل پر تامل کرنے شروع ہو گئے۔ تجوت و رسالت کا یہ آخری جہد تھا۔ جس کے مطلق سے آفتاب ختہ تجوت طلوع ہوا۔ جس کی شعاعوں نے عالم عوی اسفل کے تمام گوشوں کو رحمت و دایت کے انوار سے منور کر دیا۔

اب تمام دنیا کو ایک پیغام دیا گیا اور جو نصیحت کیا یہ سب اس کا وہم و گشام نہ رہے۔
 گا۔ ختم نبوت کے تاجدار میں اللہ صمد و دم نے اپنے مبارک انعام میں بھی نبی کے لئے دعا فرما دی۔
 ہے۔ قرآن حکیم نے اپنے تئیں سارے نازل میں محمد مصطفیٰ (ع) پر منحصر صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تائید میں حال اور مستقبل کی تمام نعموں کو فرمایا، کہ فرمائیے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّكَ أَرْسِلْنَاكَ**
فَعَدَّ مَوْعِدًا لَكَ عِندَهُ فَأَشْهِمُوا ذِكْرَ اللَّهِ يَوْمَ هُمْ مَحْشُورُونَ اور دوسرے مقام پر بھی
يُطِيعُ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔

الفنہ! رسوبِ انس و جانِ مقصودِ تخلیق اور محرابِ خدا ہیں اور آپ اسوۂ حسنہ کے حامل ہیں۔ لہٰذا آپ کی حاجت ہی عین رزقِ اسرار ہے۔

۱۰۔ قَاتِلَةُ نَزَلَتْ عَلَى تَحْلِيدٍ ۔ (پانچواں رکوع ۱۲، شوریح)

ۛ۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا فِي حُبِّكُمْ إِلَهُهُ فَإَتَّبِعْتُمْ أَتَتَّبِعْتُمْ وَلَكِنْ
ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ مِّنْهُ (سورة آل عمران ٣ آیت ٣١)

لَا يُؤْمِنُ مِنْ أَجْدَلِكُمْ حَتَّىٰ أَكُونُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَقَلْبِهِ

واللہ اعلم (بخاری شریف باب ثلث کتاب ایمان اسم شریف کتاب ایمان)

۴۹ - پاره ۲۸ سورہ الفرائد -

ان کے فیصلوں کی تعمیل میں حکم خدا کی اطاعت منفر سے رہا۔ قرآن مجید کی وصالت کے لئے
 ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے اور ان کے فیصلوں کے لئے اور منصفانہ فیصلوں
 ہونے کی برائی ضروری ہے چاروں وقت اور سلطان رہنے کے لئے نہیں۔ یہ انبیاء کے لئے
 خاص ہے۔ اور ان کے لئے یہی جہان فیضی مقدمات کے فیصلوں کے لئے اور ان کے لئے
 جہان فیضی کے لئے ضروری نہیں کرتا تھا۔ بلکہ رسول کے فیصلوں کے لئے فیضی حکمت، شریعت، صمد
 تیسوں حقیقت اور اراعات دیکھا نا اہل سوچا گیا کہ ان کے فیصلوں کے لئے فیضی حکمت کی
 حیثیت سے وہ یقیناً وحی قرآنی کے مطابق ہوتا تھا اور ان حکمت کے مطابق بن جزیات
 لا فساد عودا تھا۔ آپ کو سوچا تھا۔ آپ کے ان فیصلوں اور فیصلوں کی وضاحت
 اطاعت پر مصلحت پر قیاس نہ تھی۔ آپ کے فیصلے حکم خدا، فاعل سے
 پاک، نظم سے بری اور بے انصافی سے منفر تھے اور دنیا میں رسول کے سوا کسی
 کو اس لئے کسی اور صحت کا درجہ اور ترجیح حاصل نہیں تھی۔

سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ نے دوسرے مقام پر سوال پاک کے درجہ مسودہ اور آپ کے کھل کی بحیثیت کو اجاگر فرمایا ہے۔ سابق آیات و روایات سے ثابت ہوا کہ صحافت سازی کے ساتھ انبیاء کرام عیسیٰ السلام کے وجود مسودہ کا جڑنا اس لیے ضروری ہے کہ مشیت الہی کی ترویج و اشاعت کا مقصد تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب افراد قوم میں سے دُیْنُہُ و دُیْنُہُ ۛ اِک بیک برگزیدہ الہی احکام خداوندی

۷۰. مہر: ابنِ عصفہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ جلد چہارم۔

۱۰۔ وکیف نکشروں وانتھتقن علیک است اللہ وبعیدک وسوئلہ آیت کے
 ہنری نکشروں سے ثابت ہوا کہ کفر سے پانے والی دوستی چیزیں ہیں آیات الہی اور غیر الہی
 کا مستقل رجوع اگر صرف کتاب الہی اس کو نہ ہو تو کفر سے کتنی قدر مسئلہ کے دیگر کی حاجت جبکہ
 خود مثبت کیا ضرورت تھی اس سے واضح ہوا کہ ان کی کتاب پر ماست قرآن اس کی کتاب
 معلق رہوں، عمل کر اپنے فریضہ کا انجام دیتی ہے اس لیے اللہ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم

حق خدا کو خدا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی سادہ اور سفید لباس پہنا۔ آپ کھدر کا کرتہ، کھدر کی خنجر، کھدر کی ٹوپی اور اس پر کھدر کا عمامہ بنا کرتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متفق ہے۔ لیکن قمیض رسولی، اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الشیخ رضی اللہ عنہ کے مبارک کرتے کی ستینیں کلائی تک جوتی تھیں، حضرت مولانا کا ساری زندگی آپ کے متعلقین نے عیسا ہی کرتہ زیب تن کرتے دیکھا، جس کی آستینیں کلائی تک جوتی تھیں مولانا حمزہ انصاری کا اور انشال پیکر تھے۔ اور شاہ مصطفویؒ کا خلد ہو: ”جو شخص باجوہ و رت کے عاجزی کی وجہ سے کسی بیڑ کپڑے یا قمیض لباس کو ترک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز تمام مخلوقات کے سامنے ہائے گا اور اس کو احتیجہ۔ دے گا کہ ایمان والوں کے لباس میں سے جو لباس چاہے وہیں ہو۔ تم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبری لباس ترک کیا۔ اب جنت کے بہترین لباسوں میں جو پسند کرو! پہنو! شیعان اللہ واللہ الحمد۔“

”سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ سب سے اچھا لباس ہے اور اسی سفید کپڑے میں اپنے رسول کو کھنڈا کرو۔“

مولانا ابوہریرہ نے تمام زندگی سفید مولیٰ کھدر پہنا اور اسی مشابہت اور متابعت میں سات کو دیکھ کر سیدہ لاہور سے عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے فرمایا تھا: ”مولانا ابوہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم میں؟“

میرسات کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی ترجمان الفاظ میں: ”فایضا فی البس اقل منکم“ (تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۸۳)

”تاریخ شریف آداب لباس باب ۱۰، ج ۱، ص ۲۲۲۔“

”۱۸۳۔“

”باب ۱۰، ج ۱، ص ۲۲۲۔“

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آئینے میں حضرت مولانا احمد علی نورانی مرحوم کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں۔ اتنا ج سادہ آپ کا حال تھا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں آپ اپنے برقعہ نیات کو حضور اکرم کی سیرت مبارکہ کے سامنے میں ڈھاننے کی فکر میں رہتے تھے۔ ہم واقعات اور بیانات سے اس عنوان کو زیب و داستان بناتے ہیں۔ ہم حضرت مولانا محمد شعیب صاحب کے قدون اور مشورے کا اس مسئلے میں توجہ سے احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ اس موضوع کی طرف انہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی۔

”آداب لباس“

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ درمید جبین نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو رضاء خوشنودی، اہل کلام و سید تقیوں کی مدد و مشورہ کر کے خیال شخصیت کے اثر و نفوذ نے ان کی رد و قبول میں اسلام و ایمان کی ایسی نظم ریزی کی تھی کہ وہ اتنا ج رسالت کی جی جین دین جیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سادہ اور مولانا لباس پہن کر فرماتے تھے۔ آپ کا لباس چادر قمیض اور تہ بند ہوتا، پاجامہ کسی متعلق نہیں فرمایا لیکن امام احمد اور صاحب متین ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے منی کے بازار میں پاجامہ خرید لیا تھا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ پناہ بھی جوگا۔ موزوں کی عادت نہ تھی۔ لیکن نباشی نے جو پناہ موز سے بھیجے تھے، آپ نے استعمال فرمائے۔ عمامہ کا ٹکڑا کبھی لوٹش مبارک پر کبھی روزہ خانوں کے بچے کیچے ٹوپی کا التزام تھا۔ ارشاد ہوئی ہے: ”یصل اللہ خب و عید و لیل و نزل و من اشدی و حرم“

۱۸۳۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب دیوبند کے تخلص میں اللہ حضرت مولانا احمد علی کے مت زلفا میں۔ آپ کا شمار جوتا ہے۔

۱۸۳۔ سیرۃ النبی جلد دوم ص ۲۳۱، مصنف سرسبز اہل لغوی مرحوم۔

۱۸۳۔ قرندی شریف آداب لباس ص ۲۲۲۔ فنی نوکثور۔

جہ دوسری جگہ اپنی اتباع اور فرامی کو خدا تعالیٰ کی امانت اور فرامی سے تعبیر فرمائی۔
اب جبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے آئینہ میں مومن، احمد علی علیہ السلام
کے اعمال و حیات کا ماخذ بن گئے۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

كُلُّكُمْ رَاعٍ لِبَلَدِهِ فَيَسْأَلُ اللّٰهُ عَنْ رَاعِيهِ فَمَنْ رَاعَىٰ رَعِيَّتَهُ بَالِغًا
دوسری جگہ:- وَ تَشْرِيفًا فِيْ اَنْبِيَاۡهِ الدّٰهَبِ وَ الْفَنَاءِ وَ تَاْكُلُوْا فِي
صَحَابِهِمْ فَاَنْتُمْ لَهَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآٰلَةِ فِي الْآٰخِرَةِ وَ تَزُوْرُوْا رِجَالَهُمْ فَيَسْأَلُ
اَكْلًا وَ شَرَبًا كَسَلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ رِجَالٍ نَّبَوِيٍّ هِيَ:-

لَوْ اَنَّكُمْ اَحَدَكُمْ جَسَدًا لَّكَ فِى سَبِيْلِ رِجَالٍ نَّبَوِيٍّ بَقَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ
بِشَاۡلَهُ وَ يَشْرَبُ مِنْهَا:- (مسلم، ابواب، اسی باب، اکل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت)

حضرت مولانا اکثر چند و نصائح کی مجالس میں حاضرین اور مسٹر شہین کو رزق
حلال کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ اکثر کہا کرتے کہ رزق سے جیسا کہ تو میں مشغول رہا ہوں
میں اور اعمال و افعال کا مصدر ارادہ اور قوت سے و تفرغ پذیر رہتا ہے۔ بلکہ
رزق حلال سے پیدا شدہ قوت نیک اعمال کی طرف مائل ہوتی ہے۔ جو ارادہ شدہ
مال کے استعمال سے ذکر الہی کی لذت سبب ہر جاتی ہے۔ بلکہ قدرت علیہ السلام کے انوار
بجھ جاتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ پروردگار عالم اویہ کریم کا اگر چاہے تو وہ
نور فرستے اور چشم بصیرت عطا فرماتا ہے۔ جس سے وہ حلال و حرام سے علی ہونے
اشیاء کو کھنڈا حلال و کھنڈا حرام کے مکمل مدار رکھتے ہیں۔

مولانا کو ہمیشہ سنت نبوی کے مطابق کھانا کھاتے ہوئے پایا گیا۔ سادے
پرتوں میں کھانا۔ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرماتا۔ بھر اندر سے شروع کرتا۔ ہمیشہ
کرکھانا، ہاتھ صاف کرتا اور قبضہ از طعام ہاتھوں کو صاف کرتا۔ اور اسی طریق سے

سے۔ سیرۃ نبوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آدھار سمنڈ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
اَوْشَوْهُ قَبْلَهُ وَ لَوْحُوْهُ قَبْلَهُ دَامُوا وَ دَامُوا

نَبِيٍّ:-
وَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ يَجْهَرُ اِرَافَهُ يَحْلُوْا:- مولانا جوہی ماری
زنگل اس مبارک سنت پر عمل پیر ہو چھ بزرگوں حقیقہ مندوں اور تلافیہ سننے آپ
کی روش کو عین سنت نبوی سمجھ کر اس پر عمل کیا۔

مولانا عیسا اور پائوش کی سنت پر ہی عمل فرماتے تھے۔ سرور میں متعلقین
جرازیں پہنا کرتے۔ ایک چمچے کا چھوٹا سا سیتلا اور شیشاں (روہاں) آپ کے
پاس ہوتا تھا۔ آپ کی سادگی میں جا ذہبیت تھی۔ ہر وقت ستر شہین کی نگاہیں
آپ کے روئے پر رہا۔ اِستغفر ربی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ انصاری کے حضور کریم کے سامنے حاضری ایمان
اخلاق حمیدہ کی تنگیوں نظر آتی تھیں۔ آپ عاشق سنت تھے اور آپ کے گرد یہ
حضرت آپ کی اسی محراب کی بنا پر آپ پر عیان تک چھوڑ گئے تھے۔ علامہ اقبال رحمہ
نے آقا کے مٹی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کی امتیازی شان باری اظہار میں کی ہے

عاشقانِ او تر خواہں خوب تر

خوش تر و تر یا تر و محبوب تر

کھانے پینے میں اتباع سنت

ہمدرد عالم نے رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوبیت کے سانچے
میں ڈھالتے اور سب راہ بند تخت انساں جو محبوب خدا کے افعال، اقوال اور
رسالت، اتباع کر کے، محبوب خدا بن جاتے گا۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ہی پختہ ایمان کی علامت قرار دیا

۵۔ مَرْكَزُ اِيْمَانِكُمْ اَدَبُ اِيْمَانِكُمْ اَدَبُ اِيْمَانِكُمْ اَدَبُ اِيْمَانِكُمْ

سے شَرِّ اَنْ يَكُوْنُ يَحْيٰى بِنَ اَللّٰهِ فَاَنْ يَكُوْنُ يَحْيٰى بِنَ اَللّٰهِ فَاَنْ يَكُوْنُ يَحْيٰى بِنَ اَللّٰهِ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورۃ الاحزاب آیت ۳۱

فرماتے۔ اگر کھانے کوئی غامی بھی ہو تو آپ ذکر و فروغ دے۔ ایک دن نماز پڑھا کے بعد آپ نے کھانا کھا۔ اُن دن جان کے علاوہ افسر اور غلاموں کے لئے تقریباً دو دن بعد پتہ چلا کہ آپ کو جس برتن میں سامن ڈال کر دیا گیا تھا، اس میں پاسبان لٹک تھا۔

اماں جان کی چار پائی پر بیٹھ کر کھانا کھا جاتا۔ بچے بھی ہمراہ ہوتے۔ اور آپ غرض غیبی سے فخر دیکھ کر کہ ہم آپ کی چار پائی پر اس بچے کو کھاتے ہیں اگر چیتویشیاں آپ کی سیلیاں میں، بعد میں کہ آپ کی چار پائی پر ہی آجانا چاہیے۔ کھانے کی چیزوں کو کھانے کے لئے نکال دیتے۔ پانی حبیب بیٹے کر پیتے اور کھانے کے بعد دعا بھی پڑھتے۔

مذکورہ آداب طعام کے اثرات تمام افراد کنبہ اور شاہکار طعام پر نہایت احسن نتائج پیدا کرتے۔ دراصل آپ کی زندگی کے یہ پہلو مثبت معنوں پر عمل کرنے والوں کے لیے ہزاروں برکات کا باعث تھے۔

آداب ملاقات

ہمسایہ یا ب کے شروع میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ان کی روشنی میں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کرتے ہیں۔

عالم ربانی فضلی یزید متعال پیغمبر وقت کی متابعت میں نماز پڑھتا ہے اور نیت کے سوا اس میں اسے جیسے کسپ نہیں کرتا ہے۔ صبر سحر کے متعلق فرماتا ہوئی ہے۔

۱۔ راوی حیدر کوثر حضرت مولانا احمد علی اعظمی رضی اللہ عنہ کی فرمائی۔

۲۔ الحمد لله الذی اطلعنا من ضلالتنا و جعلنا من المسلمين۔

۳۔ سیرۃ نبوی - جمادی شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۷۹

بیٹھا جو سوزہ نشست ہے۔ کھانا کھانے کے بعد برتن کو انگلیوں سے صاف کرنا۔ اور انگلیوں کو منہ سے اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے۔ پانی طہر طہر کر لینا سانس میں پینا چاہیے۔ پانی کے برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے۔

مذکورہ بالا آداب طعام کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین بن سہیل پر عمل پیرا تھے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو غامی سے پڑھنا ہے کہ مل کر کھانے میں برکت ہے۔ کیونکہ یہ عادت تمام افسر اور غلاموں میں تالیف و موافقت کے جوہر کو چمکاتی ہے۔

مولانا بیہوش اپنے صاحبزادوں رسولنا حبیب اللہ اور حافظ حبیب اللہ مرحوم، اپنے پوتوں محمد اجمل، محمد مکمل، اور ابی پوری رقیہ کو بچپن سے ہی شریک طعام فرماتے۔ حافظ حبیب اللہ واپ کے بڑے ملازم کا بیان ہے کہ کوئی معطر میں آپ پانا اختیار فرماتے اور جب سب اکٹھے ہو جاتے تب کھانا کھاتے۔

کھانے میں شیب نہیں نکالا چاہیے۔ کیونکہ اس سے گھروں اور کام کرنے والوں میں تفریق پیدا ہوتی ہے حضرت امیر المومنین کا نہایت رغبت سے مشاغل

۱۔ لا آکل منکھنہ، ذخیرۃ شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۷۹

۲۔ عیسیٰ شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۷۹

۳۔ جمادی شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۷۹

۴۔ کتاب الاطعمہ - جمادی شریف کتاب الاطعمہ باب ۲۷۹

۵۔ قالوا، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ، ان کلّی و لا نشبع، قال منکم تاکنون قنقروں۔ قالوا، اے! قال فاجتمعوا علی طعامکم وادعوا، سبقتہ یبنا زنتہ نائہ۔

۶۔ باب ۲۷۹ جمادی شریف کتاب الاطعمہ

۷۔ سیرۃ نبوی - جمادی شریف کتاب الاطعمہ - باب ۲۷۹

ہوا تھا کہ حضرت نورانی نے میرے ساتھ خصوصی حرارت و مطلق کس سوکھ کیا ہے حضرت کا
 اخلاق آپ کی تعلیمات کا ہم نوائی کرنا اور میری غمناک اور فرحانہ گریہ کی گواہی بخشنی۔
 دروازہ چٹانیں پر گر کر کسایت ادب سے بیٹھتے تھے اور ان سے نہایت خوش گوئی
 خندہ پیشانی، نرم بخشنی اور بے کج آہنگی سے پیش آتے تھے۔ وہ لوگ جو آپ کے ساتھ
 محبت کے ایسے کرتے وہ بوں محسوس کرتے تھے، جیسے کوئی خوش نصیب بچہ ہر شوق
 کی خوش حالت میں سرور ہو۔

آپ پر نالی کے اثرات دیکھتے ہیں۔ جسم مبارک میں تکیاں اور عضلات میں درمائی کا احساس ہوتا تھا۔ نو جوان مریدین آپ کے پاؤں، شانے، پنڈلیاں، ہاتھ، بازو اور گردن بانے کے لیے قریب ہوتے، تو ان کو ہدایت فرماتے کہ جب تک کسی مریض کے پیٹے، منہ، گردن یا کمر میں شعلہ نہیں رہتا۔

حواطات کے اوقات تحقیق نہیں تھے۔ آپ ہر نماز کے بعد مل سکتے تھے۔ آپ ساری نمازیں جماعت پڑھتے۔ تکبیر سے پہلے مسجد میں تشریف لے آتے۔ نشیمن پڑھتے۔ بابا قائم الدین مرحوم نے ساری زندگی آپ کے شانہ بشافہ واپس بنے طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

۱۔ انکلمۃ الطیبیۃ صدقہ (مجموعی قرآن باب ۵۹) کتب الارباب
عہدہ ابن اللہ تحب الرفیق فی الامور الخ (.....) ۵۹۱
در پہ بیٹھے ہیں ترسے بے زنجیر
کس طرح کے = پابندی ہے

۱۱۔ بلکہ حبیب ہم ذکر قبلی میں غفلت کرتے تو حضرت ایک دفعہ چہرے سے اٹھ کر فرمادیے کرتے۔ (واقف المرحوم انکھ)

ہے۔ ایک بہرہ مند کو نوٹ مزید جوگس چکر گذشتات کو تھا۔ اس نے مسجد میں رہنا شروع کیا۔ یعنی کا اہتمام حضرت کے گھر کے کیا گیا۔ شخص کا وجود اپنی فطری کرداریوں ، دینی زبان ، بہرہ میں ، کے مزید عطا۔ کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ کرنا (تقریر اور لکھنا)۔

وحدیث ترمذی، بخاری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «يُرَى اللَّهُ تَبَاهُكُمَا وَتَعْلَمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ السَّعَادَةَ لِمَنْ جَلَسَ إِلَى عِيرٍ أَظْهَرَهُمْ فِي الْفَلَاحِ»
یعنی لا ظلم ولا غش۔

(در علم کلام بحوالہ کتاب فی التفسیر، ج ۱ صفحہ ۴۳)

مطلع کبر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَمَتِكَ اِنِّي وَجَدْتُ لِحَيْكَ بَلَدًا
 صَدَقَ

ترجمہ: شریف باب (۱۲۷) الفصل ۲۲

دوسرے مقام پر فرمایا: "اپنے بھائی کے ساتھ یہ اسکا نامی عقد ہے۔"
 اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ زور بھی ہیں اور تشدد۔ مگر
 گھاس مرتبہ کی وجہ سے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا۔ نبی اور
 شہید ان پر شکرمی گئے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بتا رہا ہوں۔ وہ کوئی منکر
 ہیں۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ وہ
 ان کے اندر کوئی قرابت داری ہے اور مالی و دولت کا لین دین نہیں۔ خدای تعالیٰ قسم
 ان کے چہرے سراپا نور۔ وہ خود نور علی نور ہیں گے اور جب لوگ قیامت کی
 جہنمیوں سے خوفزدہ ہوں گے تو ان کو کوئی حرف نہیں برآگا اور جب لوگ اپنے
 اعمال کی وجہ سے غمزدہ ہوں گے تو ان کو کوئی تحسین ہوگا۔

حضرت مولانا، بڑی اپنے آشنائوں اور آستانہ نادری سے نہایت عمدہ اطلاق سے پیش آتے تھے، آپ کی ملاقات کے لیے علماء کرام اسے ملے کر برطانیہ مانگ جاتے۔ لیکن چند مشنوں کی سمجھت کے بعد حبیب واپس جاتے تو اس کو بھی گماں غالب

[illegible]

اس مبارک تہذیب کے بعد چار اقصیہ چند مسطور میں اختتام پذیر ہوتا ہے۔ حضرت مولاؑ ارحمٰلی نور اللہ مرقدہ جی بہت اللہ کے لیے بارہ دفعہ تشریف لے گئے۔ اکثر آپ کے اہل و عیال آپ کی محبت میں ہوئے۔ ان کو مکہ معظمہ کی روحانی کشش نے قہراً کھینچ لیا۔ آپ بیت اللہ شریف کے دیوانوں میں سناٹا کسب پوزتے۔

حضرت حاجی علی احمد کو ایک دفعہ مکہ معظمہ سے جہت شریف کو سفر پر لے کر آپ کو جہت شریف میں پہنچ کر دن قیام کرنا پڑا۔ آپ نے اسی وقت دایم کا پیر گرام بنایا اور مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ فرمایا میں اسی قد خمار سے میں کیوں رہوں۔

ابا جان مرحوم کو مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفہ کے تپ مہم فوائت کبر کی کثرت فرماتے اور جب شک جاتے تو بیٹھے یا بیٹھے کے وقت بھی اپنی نگاہیں حرم پاک پر رہی عمارت دیکھتے تھے اور جیسے فسوس دیا کرتے تھے کہ بیت اللہ کو دیکھیں بھی عبادت ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اکثر روزے رکھتے، باگ بول و برزاق تکلیف نہ جو، یہ منورہ کی طرف سفر شروع ہوتا تو دو دو شریف کی کثرت فرماتے اور اس سے ہزاروں کو بھی بھی

ہم اس مکان کو ہر لحاظ سے مکمل کریں۔ لیکن جوامکن ہے کہ اس میں چند ایک ستائیاں مل سکیں۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس کو شرف و جلالت عطا فرما۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب مکان اللہ کا پیرہن خشک ہونے سے پہلے ہی ہدیہ الہامی اور راہبیل سے پہلے ان کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اپنی منہدی باگیں لٹھا ان دونوں باپ بیٹے نے دیکھ کر پکڑے جو کر پت کعبہ سے وہ گھر کا گداز میں ماسمان کی تمام تر نعمتیں دنیا کی نعمتیں اور ایشیوں بشت اور عرش و کرسی کے فضائل و کرام اگر لکھوں ہار بھی ایک پڑے میں رکھ دے جائیں تو پھر بھی وہ نعمت اپنی عظمت و رفعت میں متاثر نظر آئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول و محبوب بندوں سے اپنے گھر کی پاسبانی اور صفائی کا عہد بھی کیا۔ آیات و امارت سے کعبہ اللہ کے فضائل سے خوار ثابت ہوتے ہیں اور ان نعمات کا پتہ چلتا ہے جہاں بندوں کی دعا میں مقبول ہوتی ہیں۔

۱۔ وَبَنَّا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۲۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۳۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۴۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۵۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۶۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۷۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۸۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۹۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۰۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۱۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۲۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۳۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۴۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۵۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۶۔ وَبَنَيْنَا لَكَ بُيُوتًا مِّنَ اللَّيْلِ وَنَارٍ لَّكَ أَتَمَّ مِمَّا بَنَيْنَا لَكَ يَوْمَ تَبَايَعْنَا

۱۔ کعبہ وہ مقام ہے جو مسلمان خزانے کعبال کے مطابق حرمش الہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا ہمتیہ مقدم ہے۔ وہ ان سراسر دنیا کا جہاد و خدا پرستی کا مرکز و قبا۔ سب سے بڑے شہر خیر و برکت اس کی زیارت کی اور بیت المقدس سے پہلے ہی جنتی جہنم کی سمت اس کو قرار دیا۔ اذنیٰ تبت فی ضیاعہ دین۔ درویش۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہے۔ حضرت مولانا عیساؑ اور جابرین حضرت مولانا ارحمٰلی علیہ السلام (رحمہ اللہ)

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کی ایک مہربان رحمتیں وہ ذات جس گھر پر نازل ہوتی ہیں، میں اس ساطع طواف کرنے والوں پر چالیس دن نازل پڑھتے وہی پراورد ہیں بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر

۳۔ (مستقل لفظ اس جگہ علامہ مسند حضرت مولانا رحمہ اللہ)

۴۔ (مستقل لفظ اس جگہ علامہ مسند حضرت مولانا رحمہ اللہ)

۵۔ (مستقل لفظ اس جگہ علامہ مسند حضرت مولانا رحمہ اللہ)

(نوٹ)

شہادت کا انگریزی متن کتاب ہذا کے صفحہ ۲۹ پر درج ہے
اور اس کا اردو ترجمہ آخر میں ضمیمہ میں لاشکر کریں

مٹھی راہ پا فی ربی۔ ہوا پرست پیشواؤں نے تجلیست حق اور کتاب حق سے اپنی
وہابی مفرات کو پورا کیا۔

مسیحیت کو دیکھ لیجئے۔ وہ جیسے علیہ السلام جو انبیاء و ائمہ مریم صدیقہ کبیا کیزہ
مظن سے پیدا ہوئے ہیں۔ "یا فی حبیب اللہ" کا اعلان فرماتے ہیں۔ ان کی امت کے
احبار و رہبان نے ان کو الوہیت کا استحقاق بخشا اور ہر پردہ گار عالم کی توہین سے
بھی زد و زد۔ جبکہ حضرت علی علیہ السلام کو الوہیت کی گدی پر لا بٹھایا۔

حضرت خیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا گیا۔

میزو دیوئوں اور عیب نیوں کو چھو کر خاص عرب کے لوگ اللہ نام ایک ہستی سے
مزدود واقف تھے۔ مگر اس کی عبادت کے مضموم سے لینے پھرتے۔ لات، عجل، عزی
اور اپنے قبیلہ کے جن بتوں کو عبادت رہا سمجھتے تھے، ان پر جانور قربان کرتے،
اپنی اولاد کو بے نیٹ پر جھانکتے۔ میلوں میں خرمک پرستے۔

بہت پرست زانی اپنے بادشاہوں، ہر روز کے مجے اور ستاروں کے میکل پوجتے
تھے۔ روم، ایشیائے کوچک، یورپ، افریقہ، مصر، بربرہ حبشہ عیسائی مکوں میں حضرت
عیسیٰؑ، حضرت مریمؑ اور سینکڑوں دیویوں اور شہیدوں کی سورتیاں پوجی جا رہی تھیں۔
زراست کی مملکت میں گنگ کی پرستش جاری تھی۔ ہندوستان سے لے کر کابل ترکستان
چین، حجاز، مہدک، بودھ کی سورتوں اور اس کی جلی ہوئی جڑیوں کی رانگی پوجا پڑی
تھی۔ ہندوستان میں سورج دیوتا، لنگائی، اور اوتاروں کی پوجا ہو رہی تھی عراق

۱۷۔ یا اھل الکتاب لہ تلبیسون الحق یا ابا اھل ذنکتمسون الحق و انتھ
قصصون۔

۱۸۔ سورہ مائدہ پارہ ۲۱ آیت ۳۰

۱۹۔ سورہ بقرہ پارہ ۲۱ آیت ۲۱

۲۰۔ سورہ بقرہ پارہ ۲۱ آیت ۲۱

اسلام سے پہلے عبادت کا مفہوم

حضرت مولانا جوری علیہ الرحمۃ کو بحیثیت پیر طریقت متعارف کرانے سے پیشتر
پروردی ہے کہ چند امور پر تبصرہ کیا جائے۔ مثلاً، اسلام کی آمد سے پہلے عبادت کی
کیا تعبیر تھیں؟ اسلام نے ان کی اصلاح و تفسیح کے بعد عبادت کا کیا معیار پیش
کیا؟ ان کا انداز کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ کشف و کرمت کا کیا مصداق ہے؟ نبات و
احوال طریقتوں میں کس کو کہتے ہیں اور پھر نبوت و ولایت کا اہم باب ۱۷، سنحادہ
اور احسن ناسخ۔

یہ کچھ امر کوئی ہے کہ مرد بزرگ نہیں ہر ایک آسمانی مذہب میں بھی تعریف و تعلق و

۱۔ یحییٰ یحییٰ عن حق اضیعہ۔ (پارہ ۱ سورہ مدہ آیت ۱۷)

عروج مقام روح تک اور بعض کا ستر تک اور بعض کا خلق تک ہے اور یہ درجہ ولایت عامہ کے درجوں میں گراوہ اعلیٰ ہے۔ لیکن نزول کی طرف میں اس وجہ سے کہ وہ اپنے محمدیہ علیہ السلام کے جسموں کے لیے اسی ولایت کے درجوں کے کمالات سے کچھ حصہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراج کی رات حمد کے ساتھ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، اسے کرائی ہوئی جنت اور فخر آپ کو پیش کئے گئے اور اس کی طرف وحی پہنچی گئی۔ جیسے کہ حق تعالیٰ اور اس وقت رویت لہجری سے مشرف چمکے اور اس قسم کا سراج حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مخصوص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مل تابع قرآن اولیاء کرام اور اب کے نیر قدم سالکوں کے لیے بھی اس ستر تک موصوفہ ہے کچھ حصہ ہے۔ ولایہ رضیٰ من کا سبب الکرہ نصیب دے گا ستر کلام سے حصہ نہیں گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا میں رویت کا واقعہ بننا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مخصوص ہے اور وہ حالت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیر قدم اولیاء کرام حاصل ہوتی ہے وہ رویت نہیں ماس رویت اور عبادت کے درمیان وہی فرق ہے جو حاصل اولیاء کے درمیان ہے۔ جو حاصل اولیاء فرج اللہ فرج اللہ نفل کے درمیان ہے۔ اور ایک دوسرے کا عین نہیں ہے۔

ولایت عامہ اور خاصہ کے مرتبوں اور ولایت خاصہ کی بعض خصوصیتوں کے بیان میں مخلص محمدیہ صاحب کی طرف لکھا: دستکوب ۳۱۱ از حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ روحہ

”جاننا چاہیے کہ ولایت خدا اور بقا سے مراد ہے۔ اور وہ عام ہے۔ یا خاص۔ اور عام سے ہماری مراد مطلق ولایت ہے اور ولایت خاصہ سے مراد ولایت محمدیہ ہے۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ کہ جس میں فنا آئمہ اور بنیاد اکمل ہے۔ اور جو شخص اس بڑی نعمت سے مشرف ہو، اس کا بدن الماعت کے لیے نرم ہو جاتا ہے اور اس کا سینہ اسلام کے لیے کھل جاتا ہے۔ اس کا نفس ملکہ: جو کہ اپنے مولیٰ سے راضی ہر جاتا ہے اور اس کا مولیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اس کا دل دونوں کے پیوستہ والے کے لیے صحیح و سالم ہر جاتا ہے اور اس کی درجہ پورے طور سے حضرت صفات لاجوت کے کما شرف کی طرف پڑا کرتی ہے اور اس کا ستر شیعوں و اعتبارات کے علاوہ کے ساتھ مقام شاید تک پہنچ جاتا ہے اور اس مقام میں جمیاتی ذاتہ برتر سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس کا خلق کمال اختراہ اور تقدس اور کبریا کے باعث متغیر ہوتا ہے۔ اور اس کے اخطا کو جو تعلیم و بلا شال انصاف ہوتا ہے۔ اس وقت بلا شال اس کے حق میں مساوی ہوتی ہے

هَلْ يَشَاءُ لَا دِيَابَ الْغَيْبِ لَيْسَ بِهَا

مبارک شعلوں کو مال و دولت

اور وہ بات کہ جس کا جاننا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام عروج و نزول کی دونوں طرفوں میں ولایت کے تمام مرتبوں سے تمیز ہے۔ لیکن عروج کی طرف اس وجہ سے کہ اخطا کا فائدہ لیتا دونوں ولایت خاصہ سے محقق ہیں اور باقی ولایتوں کا عروج فقط تنفیہ تک ہے۔ ان کے درجوں کے اختلاف کے بموجب یعنی بعض ولایتیں والوں کا

حاصل کلام یہ ہے کہ تمام ولایت، تمام نبوت کا نقل ہے اور ولایت کے کمالات
کالات نبوت کے ماحول ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حصہ الامت میں نہایت شرح و
بسط سے نبوت و ولایت پر تبصرہ فرمایا ہے۔

اس موقع پر تاجی محمد طیب صاحب کی جارت کی چند مسطورہ روی معلوم ہوتی ہیں:-
 ۱۔ اگر گندہ جل و زکڑ کو دھوا لے اور کدو کے لکڑیوں کے کتب سے اڑی ٹینڈر
 الیٰ قرابا تا ہے، اصولی نقطہ نگاہ سے تین نروں پر غور کرتے ہیں۔

- ۱- کمالاتِ علم و ادراک
- ۲- کمالاتِ وصف و اخلاق
- ۳- کمالاتِ صنعت و افعال

۱۔ کمالات و صف و اخلاق۔

۳۔ کہا لایت صنعت و افعال۔

اس لیے قدرتی بات ہے کہ انسان اللہ کا نائب یا خلیفہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا نہ کمال اسی کے طرز کمال کا نمونہ بن کر نہ دکھائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (مشہد آخر عمر کرام کا مقام رسول اللہ کے نزدیک بیت بنی سعد پر ترجمہ :-

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اعتراضات کی تردید کرنے کی اجازت چاہی، جو مغلہ دشمن نے بعض صوفیائے پر سکے ہیں۔ ترجمے میں چڑکی اجازت نہ ملی اور میں نے علحدہ ہائیں کر دیکھا کہ جن کا حکم متفقین تصدیق کے موافق ہے۔ اور نظم مدح کرتے ہیں اوصاف کو غلط ہیں۔ ان صوفیوں سے آپ کو گویا ہیں۔ اگرچہ یہ اپنی کتاب کا ادباً سادہ ہے جس قدر کہ صفت رکھتے ہوں۔ جو کہ بعض ناظمین سے ظہور کرے گا کہ اصل توحید جبرو سے ہوں۔ جو صوفیہ کے اہل عقلیات میں ہے۔“

۱۳۶- مکتوبات مجددت ثانی علیہ الرحمہ مکتوب نمبر ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳

۴۰ - ایس قرآن - مصنف تاجری محمد الیٹیب صاحب.

آئی ہے وہ چلے بیوی سے ہے جس کو میں ڈر کہیں نگر و حق و باطل میں میرا حال کدہ کہیں
 حکمت و دانائی کہیں شرع و حد کہیں غصہ کہیں قلعہ کہیں رذالت و کدہ دینا مروجہ
 دنیا کا کیا گیا ہے۔ اس سبب خلافت انعام کا خدوم امی ہے نیچے اور قتل بشری سے اوپر
 عقوبت نبوی کے سوا اور کیا ہے۔ ان سے مراد وحی ہے۔ اس لیے نہیں کہ ان کو فکر وحی سے
 الگ ہوتا ہے اور قتل بشری اس لیے نہیں کہ قتل بشری خاص نبی پر کوئی اہم نہیں کہ
 نبوت تو ہر انسان کو کچھ دکھائی ہے۔ اس بنا پر اس سے مراد چلے بیوی اور حکمت
 نبوی کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کرام کی تعلیم کا امتیازی عقیدہ توحید ہے اور وہی نبوت کے سوا کا اصلی اور انہی قرار دیتے ہیں۔

ولایت

اسی موضوع کی تنظیم میں ولایت کے تمام کی اہمیت اور عظمت کو اظہار بھی ضروری ہے۔ لہذا اس موقع پر بھی چند عرفائے امت کے اقوال ہی نقل کرتے ہیں گے۔ گھر کے کراس بلکہ مضمون نگار کی کوششیں بل پر کر رہے جاتی ہیں۔

١٠ العَارِفُ إِذَا كَمَلَ انْتَبَهَتْ رُوحُهُ بِالْمَلَأَةِ وَهُوَ عَلَى

« اسْتَدْرَجْتُهُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَا أَوْزَدَهُ عِلْمًا وَخَدَّيْتَنِي عَلَى أَعْيُنِ الصَّوْفِيَةِ فَلَمْ يَأْذَنْ لِي بِكَ رَأَيْتَ اسْمَهُ وَالْعَالِمِينَ وَقَدْ هَلَسَهُمْ لِمُسْتَخْلِينَ مَخْرُجٍ مِنَ النِّصْفَةِ لِلشَّامِ لِنَسْلِهِمُ وَالِدِينَ الْقِيَمِ الْيَدِ وَأَكْبَرُ نَكَبٍ عَدَدَهُ مِنْ هَوٍّ وَأَوَّ الصَّوْفِيَةِ وَكَانُوا مِنْ هَلِ الْعَفَا وَابْقَالُوا وَبَدَأْنَا مِنْ صَبِيهِمْ نَفْسُكَ مِنْ خَلْقَةٍ الشَّوْخِدِ فِي غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ لِقَاءَاتِ الشَّامِ خَلَّةً عِنْدَ الصَّوْفِيَةِ -

۵۔ فیوض الحرمین لکھنؤ ۱۳۵۸ مشاء۔ نمبر ۲۵۵ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔

۱۰۰ مشہد فیوض الحرمین ص ۱۰۰ . . . (باقی الامتی)

اولیائے امت کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں۔ خداوندِ عالم اپنے بندوں کو کس قدر رحمت و رافت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

عَلَّامٌ فِيهِتَهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ وَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ ذُلَّكَ فَاجْبُدْهُ لِيُحِبَّكَ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يَوْمَعُ اللَّهُ الْقَسْرَ ۚ وَكَذَلِكَ

حدیث قدسی نے بندگانِ الہی کے تقرب و تعلق (بإتلاق اللہ) کو ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لَا يَزَالُ يُتَّقَرَّبُ عَبْدِي بِلِقَايَ غُلَّيْهِ أَجْبَدَ مَا خَافَا أَجْبَدَ مَا كُنْتُ
مُسْمَعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِمَا وَبِصْرَةِ الَّذِي يَرَى بِمَا وَكَيْدُهُ الَّذِي يَغْطِشُ
بِمَكَارِهِ عِلْمُهُ الَّذِي يَمُشِي بِهِمْ - وَلَوْ سَأَلَنِي بِوَعْدِي لَهُ وَلَوْ سَأَلَنِي
لَا حَيْدَ تَمَلُّهُ

عزیز قدسی۔
مَنْ عَادَى دِي كَرِيْمَةٍ فَقَدْ
يَا زَيْنِي بِالْحَرْبِ

جس نے میرے دوست سے عداوت کی۔
اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کر دیا

۷۔ مولانا امام مالک دہلویؒ کی "الفتاویٰ فی الشریعہ"

[illegible]

حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے دوسرا کرم کا تعارف کرایا ہے۔
 بنندہ مومن سرفاںی کند
 ہانچ او ہر کند را بر ہم زند
 بنندہ صاحب نظر چہر آئم
 چہم او بنائے تقدیر آئم
 روز از روزیہ آں بنندہ کار
 حادثات اند بطون زندگار
 خدا قیاس سعادت بنشے۔ تم پر واضح ہو کہ لفظ حق باعوم مشہور ہے کہ
 کتاب وسنت بھی اس کے لیے گواہ ناقل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
 اَلَا اِنَّ اَوْفِیَّاءَ لِلّٰہِ لَکُنَّ مِنْ عِندِہٖ وَ لَا ھُمْ یُحْزَنُوْنَ۔
 چنانچہ مبراصلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَعِبَادًا لَا يَتَذَكَّرُونَ إِلَّا بِنِعْمَةِ اللَّهِ الشَّهِيدِ -
قِيلَ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقِيلَ هُوَ مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ
تَحَاوٍ وَبِرَّوحِ اللَّهِ بَنِي عِيسَى مَوْلَى كُنْتُ كِتَابِي فِي حَقِّهِمْ نَوَافِلُ
عَلَى صَنَائِعِهِمْ مِنْ نَوَافِلِ مَا كَانَ مِنْ إِذَا خَافَ النَّاسُ قَوْلًا يَمْزُقُونَ زَا
هَذِهِ النَّاسُ ثُمَّ تَوَاتَرَتْ أَوَّلِيَا عَالِدَهُ دَخَلُوا عَلَيْهِمْ وَلَهُمْ يَمْزُقُونَ

ذکر اللہ کے برکات و ثمرات

اس باب میں چند مخصوص قرآنہ اور احادیث جو یہ کہ جیسا کہ تفسیر میں ہے تاکہ
ذکر الہی کی تفصیلات واضح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں کہ سات کی سید
روح کو اپنے قریب کی دعوت حسب ذیل الفاظ میں دی ہے۔
فَإِذَا كُفِرْتُمْ فَتَأَذُّوا لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لِكُلِّ كَافِرٍ لِّمَا كَفَرُوا
پس تم میرا ذکر کرو کہ وہ تم پر لعنہ لگا دے
اور فرمانِ نعمت ذکر کرو۔

۱. - مکتوبی مسافر و ۳۰ - علامه اقبال عبد الرحیم - برادر حضرت محمد شاہ بابا حیدر خان
۲. - حضرت علی گجر مرید عبد الرحیم کشف الخویہ و ۲۰ - مطبوعہ طبع قدیم علی ایضاً مندرجہ سورہ
۳. - مسودہ بقدرت آیت و ۱۵۲ - ۱۵۳

[illegible]

چند عادیہ مقدمہ کا اس نمونہ میں شام متاخر کن موضوع زیر بحث کی توثیق و تحمین کا باعث ہو۔

عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يُحْتَسَبُ أَهْلُ الْخَلْقَةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ قَوْلُ يَسْرُو اللَّهَ فَقُلْتُ فِيهَا»
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا جُزْءُ كُلِّ عَبْدٍ يَتَذَكَّرُ بِي وَأَنَا مَعَهُ وَهُوَ ذَكَرِي فِي ذِكْرِي فِي نَفْسِهِ وَذَكَرَتُهُ فِي نَفْسِي وَذُنُوبُ ذَكَرَتِي فِي مَرَاكِبِ ذَكَرَتُهُ فِي
 مَرَاكِبِ حَيْسِلٍ مَقْشُورَةٍ وَابْنُ تَعَرَّبَ بِي فِي شَيْءٍ تَعَرَّبَتْ إِلَيْهِ ذُرَايَا
 وَابْنُ تَعَرَّبَ إِلَيَّ ذُرَايَا تَعَرَّبَتْ إِلَيْهِ بَابُ ذُنُوبِي أَنَا فِي يَمِينِي أَمْسَيْتُهُ
 هُوَ ذُنُوبِي -

علاقہ انری بزرگانِ وقت نے بھی قصاص و بیاں فرمائے ہیں۔ مشہور عالمِ مذہب و فاضل
ابن تیمیہ کی تصنیف «الاولی العصبہ» میں فضائل و ذکرِ قصاص و سزا کا یہ ہے۔
اب جہر حضرت مولانا محمد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا بحث ہے۔ یہ برطریقہ دیکھنا چاہئے ہیں۔

١٤ - أَخْرَجَهُ الطَّيْرَانِ وَالسَّيْفِي -

جے۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول ط ۱۱۴ مطبع سعیدی کراچی۔

فَوَاحِشٌ مِّنْ ذُنُوبِهِمْ كَثِيرَةٌ ۖ فِي
مَجِئِهَا الْعَذَابُ ۖ فَأُولَٰئِكَ يَكُونُ

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو محکم ہوتا ہے۔

وَرَدَ نَظَرُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْيَمَ عَزَّ وَجَلَّ
 زَيْهَوَاتٍ بَعْدَ دَوِّهِ وَالْغَيْبِ
 يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ دَوِّهِ

اور جو لوگ اپنے رب کی سچ و شام
 پکارے ہیں ان کو اپنے سے دور نہ
 کر جو اللہ تعالیٰ کی رضا پا جتے ہیں

وَدُعُوهُ مَخْلَصِينَ إِلَهُ الْحَيِّينَ

اس کو سب سے بڑے غمے والے پسند ہے۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارے۔

المُضَيِّدِينَ وَكَانَ تَقْصِيْدُهُ فِي

اَلْوُضْءُ بَعْدَ اِسْتِحْضَا
اصول کے بعد فساد کے اور اسے

وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۖ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ هَادٍ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ

کے لئے جو کہ وہ اپنے لئے لے کر گیا تھا۔

١٢٢

پس منجانبی،

کے پاس ملوثوں کی بددیسی
جسے سب ایساں والے دہی ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

وَاِذَا قُلِيبَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا

نَدَّ قَهْقَرُهُ بِمَعَادٍ رَاقِلَةً
جانی میں تو ان کا یہ بیان نیا رہ جاتا ہے

وَيَهْدِيكُمْ سَبِيلَكُمْ ۝ اور وہ آپ کو سیدھے راستے پر لے جائے گا۔

سورة بقره ۲ آیت ۱۵۲ =

سورة اہل عمران ۴ آیت ۴

سورة الانعام ركوع ٦ آية

سورة الاعراف آیت ۴۴

حضرت مولانا بحیثیت مدیر طرقت

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کرکے اب تک سب سطر میں یہ لکھ سلیجیا ہے
ماری سے کرکے خیر کرام اپنے عہدت مندوں سے بیعت لیتے ہیں۔ تجرہ حسب و نسب
فی مخرج تجرہ حسبیت کا یہ روحانی نظام پورے حرم و اعتبار سے محفوظ و مصدق ہے۔
علماریاتی نے نبوت سے مناصب اربعہ کے اجزاء و امیاء کے لیے جہاں شریعت علما و
کے علوم و حکم پر لاکھوں کتب مختلف زبانوں میں لکھی ہیں اور وہی تعلیمات کے لیے
اسلامی درسگاہ میں قائم ہیں۔ وہاں انہی پاکیزہ، شیکو فخرت علما کرام کے فیض صحبت
سے تزکیہ نفوس اور تصفیہ قلوب کا کام زندہ و تابندہ ہے۔ اگرچہ یہ گرکہ اب نہایت
فعلی ہے۔ لیکن ان کے وجود سے انکار کرنا بغیر شریعت و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے
فیوض نبوت سے شرف غنی کے مترادف ہوگا۔ حضرت ابوجبرؓ فرمایا کرتے تھے۔
”کہ اللہ دانے یا پنبیں میں، کیا پنبہ شور میں اور ان کی صحبت میں وہ
موتی ملتے ہیں، جو حشاشوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے“

ہر اکٹھ واسے نایاب نہیں ہیں، کیا سب ضرور ہیں، اور ان کی صحبت میں وہ
موتی ملتے ہیں، جو غنیمت محض کہے تاجوں میں نہیں ہوتے ۛ

بیعت کا طریقہ

حضرت مولانا مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے مریدین سے بیعت لیتے تھے بیعت
مولے والے حضرات آپ کے ساتھ ساتھ یہ فقرات کہتے۔

”توبہ کی باتیں نے شرک ہے، کفر ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ!

میں تیرے دروازے پر آیا ہوں، تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما۔ اپنا نام

۷۔ آخر حضرت کو ۹۳۷ء میں حضرت مولانا تاج محمد اور مولیٰ علیہ الرحمۃ کے علم فرمایا۔

محمد علی بیٹا، تم خلق خدا کو بیعت کے لیے دو دروازہ کا سفر طے کرنے کی تکلیف نہ دیا کرو۔

مفتی لاہوری سے میں خود معیت لے لیا کرو۔ (دائم الحروف لائل بن اظہار)

۱۰۰ - مردمان صفت - معتقد عبد الحمید خاں صاحب - مطبوعہ فیروز سنز، لکھنؤ - لاہور

تعییب فرما اور مجھ سے وہ کام کروا جن سے تو راضی ہو۔ میں آپ سے رحمت کرتا ہوں، اس بات کی رائدہ تھانے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم آپ بتائیں گے، اس کو مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا اور اس بات پر میں اللہ تھانے کو گواہ کرتا رہوں۔

ان الفاظ کے بعد آپ نہایت شفقت سے مصافحہ کے لیے اپنے دونوں ہاتھ پرین کی طرف جڑھاتے۔ اب ذکر قلبی کا ہر تین تین فرماتے۔ آپ اپنے دست مبارک سے ان کے قلوب کی نشاندہی فرماتے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تلاوت کرتے۔ اب اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ فرماتے اور یہ دین کو بھی اپنے ساتھ لے کر لے کر فرماتے اور اکثر ارشاد فرماتے کہ دل پر اللہ کی خفیت سے ضرب بھی لگائی جائے۔ پھر فرماتے کہ اللہ جو کلام خواہ مخواہ سے کہے۔ جو کلام سے شام تک ایک نرادر اللہ ذکر کی تائید فرماتے۔ علاوہ انہیں چاہتے پھر سے اور دینی کا دبا۔ کہ وقت ذکر قلبی کی ملاومت کی خفیت بیان فرماتے۔ آپ کو فرصت کم ہوتی یا زیادہ۔ بجیت کے طریقہ کی وضاحت نہایت اعلیٰ میں سے کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جاہل سے جاہل آدمی بھی آپ کے سرور شایع گرامی زمین نشین کرنے میں وقت محسوس ذکر کا خفا بعد از حاجت کی فرض دعا نہایت اختصار سے بیان فرما کر باقیہ ملاطنت اور استقامت کی دعا کرتے، جس میں تمام حاضرین شامل ہوتے تھے۔ جاہل بول یا عالم ہوں بریت لینے کے بعد یہ دین کو خواہ طلب کر کے فرماتے تھے کہ ہماری جماعت میں پانچ وقت نماز پڑھنا اور کسی کو نہ دینا شرط ہے۔

ذکر قلبی کی تکمیل کے چند ماہ بعد باقی اقسام کی اعانت مرحمت ہوئی، چاکر لفظ

٤٤- أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْفَةً إِذْ صُنِعَتْ صَلَاحٌ لِّجَسَدِ كُلِّ وَاوَد

فَسَدَتْ قَسَدَ الْجَسَدِ كُلُّهُ الْأَوْحَى الْقَلْبِ

رسالة بخرى كتاب الايمان باب ٣٩ (فصل في استبراد من)

- ۴- مولانا حاج عبدالحزیز علیہ الرحمۃ خلیفہ چلانی شریفی میاں شیخ نور الدین قادری صاحب دہلی روضۃ الدعوات
- ۵- الحاج حضرت مولانا عبدالحزیز مرحوم و مشہور جامع مسجد سپرہ رو، میانکوٹہ۔
- ۶- جانشین حضرت شیخ التقریب حضرت مولانا قاری عبداللہ انور مظاہر الدعوات لاہور
- ۷- مولانا حافظ عبدالحزیز علیہ الرحمۃ خلیفہ ارشد حضرت لاہوری۔ نامہ
- ۸- حضرت مولانا محمد شعیب صاحب (میاں علی شہر پورہ)
- ۹- قاضی زابد اسمعیلی صاحب۔ جامعہ مدینہ کبیل پورہ۔
- ۱۰- حضرت مولانا محمد اعظم صاحب (کوئٹہ)
- ۱۱- سید احمد شاہ بخاری مرحوم و مشہور جوگ پورہ سرگودھا۔
- ۱۲- مولانا ابرار صاحب تحریک چائی سکھڑ۔
- ۱۳- حضرت مولانا گل محمد صاحب (ایران)
- ۱۴- حضرت مولانا محمد حسن صاحب (غانیوال)
- ۱۵- مولانا قاضی حیدر اللطیف صاحب (جہلم)
- ۱۶- حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب۔ شریک اسماعیل خان
- ۱۷- جناب قاری عبدالحکیم صاحب ترکستانی۔ عالی کراچی۔
- ۱۸- حضرت مولانا محمد علی صاحب سرگودھا۔
- ۱۹- مولانا محمد امجد مجید صاحب۔ میرٹھ یا رٹھان۔
- ۲۰- مولانا احمد شاہ صاحب دیوانی (دستدہ)
- ۲۱- حاجی میر محمد صاحب۔ پونا نگل۔
- ۲۲- حضرت مولانا امین الحق صاحب۔ شیخ پورہ۔
- ۲۳- حضرت مولانا نور محمد صاحب۔ شان
- ۲۴- حضرت مولانا محمد حسن صاحب۔ سندھ۔
- ۲۵- حضرت مولانا دوست محمد صاحب۔ غوث پوری۔
- ۲۶- حضرت مولانا احمد انور صاحب۔ دین پور (دستدہ)

تفریحی امراضی روحانی کے اسباب و اس اور مناسب علاج و پرستار بنایا جائے احوال و کیفیات کلی کا احساس رکھنے والے حضرات کو دینی طور پر اعتراف تھا کہ حضرت مولانا روحانی معالج ہیں یہی وجہ تھی کہ لوگ بہترین اشتیاقی جن کران مجالس میں حاضری دیتے تھے مدد حاصل حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ تھے اس دورِ ہلاوت و مذہب میں روحانیت کے پختہ کی کوئی ماری نہ کر سکا خان بنہد پاک پر بہت بڑا احسان و امتنان فرمایا کیونکہ اگر خلیفہ کا وہ ایک لاکھ جو جس بڑا انبیاء کرام علیہم السلام کے، وہ ان توحید کا ایک جامع اور کمالی نذر ہے۔ اگر ملت اور ملک اس اسم نے اس مبارک کلمہ توحید کو نہایت پسندیدہ اور پختہ حسین و جمیل الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ مجالس اور کے بعد کے حضرات اکثر پختہ ہیں جوتے تھے۔ ذوق حلال، صفت متقی، ذرا انی کی بہت، اخلاص، خشیت، الہی نیت، ذکر پر موقوف ہے۔ باطن کی بصیرت حاصل کرنے کا طریقہ، حمد، تفسیر، کلام، چالشی، نظمی، غیبت، بد نظری، بدینی وغیرہ روحانی امراض پر نہایت بصیرت افروز تجربہ ہوتا تھا اور مابین شاعر کے لیے مجالس ذکر بہت مست ہوجاتی تھی۔

شجرۂ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام

مندرجہ ذیل حضرات حضرت مولانا شیخ الشیخ علیہ الرحمۃ کے خلفاء ہیں۔

- ۱- الحاج مولانا حافظ محمد شعیب علیہ الرحمۃ حضرت مولانا محمد علی کے خلف کبر و کرم
- ۲- الحاج مولانا عبداللہ قاری خلیفہ ارشد مدظلہ العالیین حضرت زین الدین پوری صاحب (چاند)
- ۳- الحاج مولانا ابوالحسن ندوی مہتمم دارالعلوم خدیوۃ العلماء کھنڈ
- ۴- شیخ مسعود الدین، الشیخو حکون، علی بن سککات، الموت۔ دینا، حبیب بن انور، جانا
- ۵- کذرتینا قمرہ، حبیب واجعلنا ملت تقی، رما، الخلفۃ فی قضا، ملتا، محب وقوی
- ۶- وحصل احمرت حبیب بن الادی، دربر من ۱۲ مصنف عبدالحمد بن مرحوم
- ۷- ملکا توحید، خلص، کز قادی، کز علیہ، عروۃ الوثقی، رما، الخلفۃ فی قضا، ملتا، محب وقوی

یہ تمام خلفاء و علماء و علمائے اسلامیات اسلاف میں عبادتِ تاسر رکھتے ہیں اہل ان گھوں نے حضرت شیخ اشراقؒ کی چادری کے مطابق رہائے الہی کی خاطر عشقِ تہد کی فوج و سپہرہ کوزت و ان پیش نظر رکھا اور اپنی اپنی جگہ و علاقے کلیتہً اللہ اور اصلاحِ احوال میں نہایت مستعدی کے کوشاں ہیں۔

حضرت شیخ المتزید معمولاً تہ تہ روزانہ تکمیل فرماتے۔ آپ اس وقت تک چارپائی پر ستر اٹھتے نہیں فرماتے۔ جب تک آپ کے کارواؤں کا ختم نہیں ہو جاتا تھے۔ معمولاً تہ تہ سے کبھی زائد ہڑے شگے ادا کر رہے ہوتے تھے۔

- ۱ - استغفار - ۱۲۵۰۰ یار
۲ - سبحان الله ربك و سبحان اسماء اعظم - ۱۲۵۰۰ یار
۳ - اهل القادس - ۱۲۶۰۰ یار
۴ - رب اغفر لي خطيئتي - ۱۲۷۰۰ یار
۵ - یا مستشار یا غفار - ۱۲۸۰۰ یار
۶ - یا رحمن یا رحیم - ۱۲۹۰۰ یار

مولانا ابوالحسن علی کی کثرتِ فعالیت اور محنتِ پوری سے موانعت کے ساتھ سرگودھا کا دارالافتاء کی مصروف کار کشاکش کا رقیق نمونہ ہے۔ ہر نئی اپنی آنکھوں سے دیکھا کر بڑھتے بڑھتے صاحبِ ثروت اور اعلیٰ علم و فضل آپ کے پاس حاضر ہوتے لیکن فرطِ ادب سے ان کی گائی میں جھک جاتی تھیں، سب آپ کے کوئی چہرے پر نہ نظر پڑتے تھے بلکہ ساتھ خدا کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور علم و دولت کے سارے نشے بربن ہو جاتے تھے۔

اپنے دنیا دار کام کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے۔ نبوت کا دوا نہ بند ہو چکا ہے لیکن کمال تہ نبوتی کے حائین قیامت تک رہیں گے۔ ان کی صحبت میں اصلاح حاصل ہوتی ہے۔

مے۔ رادوی حضرت مولانا حبیب اللہ نور صاحب الجہن حضرت شیخ التفسیر۔

میں نے یہ کہیں نہیں سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اپنا پیارا بنالیا ہے۔

۷۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب خلیفہ مجاز حضرت لائبریری۔

اللہ والے لوگوں سے بھی گراں قیمت ہوتے ہیں۔ موقوف خیراتیں، لیکن اللہ والے ملنے گراں۔ ورنہ بانی نہیں ہیں، کیا یہ ضرور ہیں۔ اگر کامل مل جائے تو اس کے قلعہ سے ادب، اقدار اور اولیٰ نعمت کی تین باتیں جوڑنے سے نہ کہہ سکتا ہے۔

کشف و کرامت

تورق و کرامت کا ظاہر ہونا ولایت کی شروعات نہیں کیونکہ ولایت قرب الہی سے وارد ہے جو ماسوی کے نسب ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائے تھے۔ یعنی کہ قرب عطا فرمائے ہیں لیکن غائبانہ حالات پر اطلاع نہیں بخشتے اور بعض کو قرب کچھ نہیں دیتے لیکن غائبانہ حالات پر اطلاع دے دیتے ہیں۔ یہ میری قسم کے لوگ اہل استدراج ہیں۔ بعض کی صفاتی نے ان کو غائبانہ کشف میں مبتلا کر کے گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ جیسے کہ:

أَفَلَمْ نَعْمَلْ شَيْئًا وَلَا نُنْذِرُ هُم مَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا عَلَىٰ شَيْءٍ غَافِلِينَ
فَأَنذَرْتُهُمْ نَارَ اللَّهِ أَوْ كَذَّبُوا بِآيَاتِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۚ أَلَمْ يَجْعَلْ لِّلنَّاسِ قُرْآنًا مِّنْ ذِكْرٍ لِّمَن يَرْجُو ۚ وَلَمْ يَجْعَلْ لِّلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۚ

(المؤمنون: ۱۶) (سورہ المؤمن: ۱۷-آیت ۲۹)

پہلی اور دوسری قسم کے لوگ جو دوستِ قرب سے شرف میں، اولیاء اللہ ہیں۔
 قاضیا نہ سو کہ کشت ان کی ولایت کو چرتا ہے نہ دم کُشت ان کی ولایت کو کشتا
 ہے بلکہ اوقاتِ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دم کُشت والا بے غٹ نہادِ قرب کے جو اس کو
 حاصل چرتا ہے۔ کُشت دانے شخص سے افضل و پیش قدم چرتا ہے۔

حکیم اہمست حضرت مولانا اشرف علی شاہ و علیدار حضرت تاج الدین علی گشتیہ میں اور یہاں
کرام کی اقسام پر مریع حاصل فخر فرماں ہے : ”جانتا چاہیے کہ اوساے دانشگر کی دو قسمیں ہیں ایک
تو وہ جن کے حقائق درست اور ارشاد و ہدایت اور اصلاح کلوب اثر بہت نفس فہم پر طریق امور

ملہ - کتب و فروع امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام کے مکتوبات ۴۲

۷۔ اکشف ملا۔ مہندہ حضرت پیدا شرف علی تھانوی حکیم الامت عیدار رحمتہ

جس کو میں پہلے سے بھی جانتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ حضرت! یہ دروازہ آپ کا ہے اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا کیا یہ دروازہ میرا ہے تو پھر بھی اس کا جوابی جواب تھا۔ بعد ازاں میں نے استفسار کیا کہ حضرت فرمائیے یہ دروازہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی ذات گرامی تقدس منسوب ہے، تو میں نے دیکھا کہ اس مرد حق آگاہ کے چہرے پر شہادت کے نواں دیکھنے لگے اور وہاں شہادت کے انداز میں سکڑنے لگے۔

دوسرا خواب :- میں نے خواب میں ایک نورانی چہرہ جگمگا دیکھا جس نے ان سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک حضرت شیخ التھیر کا روحانی مقام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ قطب عالم ہوں گے۔ لیکن میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ تو یقیناً ہے کہ حضرت لاہوری جابر سے عہد کے قطب الاقطاب ہیں میری یہ بات سن کر وہ مثبت اور صریح گیس طریق سے سکڑنے لگے اور خاموش ہو گئے۔

تایید ایزو متعال

حضرت مولانا محمد انور علی ایک دن نماز مغرب کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ تو راقم الحروف کو فرمایا کہ آ جاؤ۔ میں جیڑی سرت سے اپنے آٹاٹے روحانی کیپ کیپ پیچے چلے دیا۔ آپ کی دروازے کے پوئیس اسٹیشن سے کچھ آگے ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ قریب ہی میں باب ایک مسجد نظر پڑی۔ حضرت نے ایک آدمی سے پوچھا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ حافظ صاحب بیمار ہیں۔ آج نماز تھک کر لیوان کو گھر لے گئے ہیں۔ حضرت نے یہ اطلاع سن کر واپس چوسنے۔ اب حضرت نے بازار میں پہنچ کر حکم کو ساتھ ساتھ چلنے کا اشارہ فرمایا۔ سبب میں قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن سوچ دس قرآن مجید کے بعد ایک سادہ پوش آدمی مسجد میں ایک صف کھڑا پایا گیا۔ میں نے اس کے قریب جا کر سلام کے بعد پوچھا کہ کہ آپ کو میرے ساتھ کوئی کام ہے؟ وہ اب میرا زور پڑ کر تقدس اور عظمت میں سے لے گئے اور فرماتے گئے حضرت مولانا آج میں آپ کے درس میں تمام وقت پیشاں رہا۔ اس سے

قرب و قبول عطا ہوتا ہے۔ اور یہ حضرات اپنی اہل اہل و کسالت کے ہیں اور ان میں سے اپنے نصیر میں جو مکمل و فضیل ہوا اس کا فیض، تم و اہم جو اس کو قطب الاقطاب دیکھتے ہیں اور یہ نامہ حقیقی ہو گئے ہیں۔

دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت و اصلاح معاش، انتظام امور دنیاوی و دینی حیاتیات کے اپنی بہت باطنی سے بڑی اہل ان امور کی روشنی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکون کسالت ہیں۔ ان میں جو اعلیٰ و قوی اور درویش پر عالم ہوتا ہے۔ اس کو قطب الکنون کہتے ہیں؟

اب ہم حضرت مولانا کے واقعات زندگی پر غور کر کے ان کے احوال و مقامات کا جائزہ دینا چاہتے ہیں۔ جن سے آپ کا مقرب باطنی ہوتا اعلیٰ اور سطح طور پر ثابت ہو سکے۔ یہ باب واقعات پر مبنی ہے۔ اس میں نہایت نقد اور حقیقی روایت کی شہادت کو حسب استطاعت حرم و حقیقت سے درج کیا جائے گا کہ یہ سچا ہے نہ پر زندقہ و بدعتی ہے یا نہ نہ غبارت اس کے جزئیات کو ہر طرح محفوظ و معصون رکھا جا سکے۔

فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ساکن کوٹلی کے دروایا

پہلا خواب :- میں نے خواب میں جواب کی شکل کا ایک دروازہ دیکھا جس پر عربی حروف سے "قطب الاقطاب" کے الفاظ تحریر تھے میں نے اپنے پاس ایک جگہ کو دیکھا

۱۔ حضرت سید عبدالغفور صاحب کوٹلی سے شیر نواز تشریف لائے۔ یہ دروایا آپ نے میرے سامنے بیان فرمایا ہے۔ میں نے ان دونوں حضرات لاہوری حیدرآباد کی سیرت کا دوسرا حصہ واقعات و روایت طور پر تھا، موز، افزا کرتے تھے کہ ان حوالہ کا سبب یہ معلوم کیجئے کہ چند دنوں سے میں حدت لاہوری حیدرآباد کے روحانی مقام کے متعلق حکم و کلام اور صفیہ نظام سے سوال کر رہا تھا۔ جس کا اصل پروردگار عارف نے اپنے لطف خاص سے دیدار کے عطا کر دی صورت میں ہر انداز نام پر شہادت فرمادے اور لفظی زانک (واقعہ راقم الحروف انکس)

کشفِ قلوب

پروردگار عالم کے اطاعت کرنے نے حضرت شیخ الغزالی کو نور بصیرت اور وحی
الہیہ سے لایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت انس علیہ السلام، مصلحین ملت اور ائمہ کرام
آپ کو نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مجالس و کلام کی نشر و
جائع و مانع تقریروں میں صاحبِ دِل سادین کو حقیقتیں ہمک احساس ہوتا تھا کہ ہمارے
قلب کا تزکیہ و تصفیہ ضرور ہے۔ ہر چند ایک واقعہ کے درجہ ذیل کرنے سے
پہلے حضرت کے اپنے فرمودات کی پیروی نہ کرنا ظاہر کرتے ہیں۔

”میں نے بفضلِ ایزدی سندھ سے بڑی تپش حاصل کی ہیں۔ ان میں سے
ایک دل کی بصیرت ہے۔ یہ اعلوی ہے کہ چار سال کا خرچہ بیوی بچوں کو دے
کر میرے پاس آجائے۔ مہیلاؤں والی میں نیم کپڑے کے نیچے بٹنوں کا اور صرف
چیزیں کھانے کو دوں گا۔ جو حال ہوں گی۔ ورنہ کھانے سے یہ نور حاصل نہیں ہوتا
میں نے خود چالیس سال صرف کیے ہیں۔ لیکن کم چار سال میں بفضلِ ایزد متعال
سکھا سکتا ہوں۔“

اگر ایک قطرہ خون داری اگر شربت پرے داری
بیابانِ باقو آخروزم طریقِ شایبازی را
ایک دو ایک شخص بیت ہوئے کے لیے۔ ضرر ہوا۔ تین دن تک رات
اور بیت ہوئے کی درخواست کرتا رہا۔ مگر حضرت مولانا انکار ہی فرماتے رہے۔

۱۔ موری جہد و اعدائیک۔ خادمِ خاص حضرت دہلوی۔

۲۔ علامہ اقبال علیہ الرحمہ، زبور مجسم ص ۱۱۱۔ مطبوعہ مقبول عالم پریس۔ لاہور۔

پرورشِ دل کی اگر قدر نظر ہے، چھوڑ کر

مرد مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس

کی زندگی و اخروی زندگی میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکے۔ تاکہ اولادِ آدم و نوح میں
کامیاب ہو سکے۔

قرآن حکیم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

لَا تَحْسَبُ أَنَّ كَثِيرَ أَهْلِ الْوَدْعَةِ إِذْ يُنَادِيهِمْ لِيُخْرِجْ أَتَانًا مِنْ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِآذَانٍ دَغِيصَةٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

انقرض! مولانا جی! اپنے علم کے ایک ممتاز عالم ربانی تھے۔ علمِ ہدایت
اپنے حلقہ اثر کے مردوں کو نفع و شرک اور بدعت کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام
کے نورانی ماحول میں لاتے رہے۔

”بہشتِ مدینہ غلامِ دین“ کا اجراء ہو چکا تھا۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے
ایک دن فرمایا: ”اگلے دن ایک آدمی مجھ کو ملنے کے لیے آیا۔ مسجد کے حجرے
میں علیحدہ وقت دیا۔ ملاقات کے ساتھ ہی اپنی بغل سے رسالہ غلامِ دین نکال
کر میرے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا: حضور! میں کفر ہوں اور ہمارا کنبہ ستم
افراد پر مشتمل ہے۔ ہم چند بیعتوں سے اس رسالے کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔
جس کے نتیجے میں ہم تمام مردوں اور عورتوں سے بدکاری سے توہر کر لی ہے۔
اب ہم اپنا مکان چھوڑ کر دوسری جگہ جا رہے ہیں۔ حضرت! آپ ہمارے لیے
استقامت کی دعا فرمائیے۔“

ہم نے راتِ درگاہوں کو ایک مردِ خودِ اگاہ

۱۔ سورہ ابراہیم خرداد پارہ ۱۲، آیت ۷۷

نہ چھوڑے تو رہو۔ اس کی اذیت ہو تو چھوڑ دو

یہ سبنا لے بیٹھے ہیں، اپنی آستینوں میں

چلا سکتے ہیں، مٹکے کشتہ کو کوچِ نفسان کی

الہی! کیا چھپا ہوتا ہے۔ بس دل کی سیول میں

(عقار اقبال) ”ہنگامِ روز“ ص ۱۱۱

کشف حالات

ایک دفعہ آپ نے کسی کے ہاں کھانسی دھت قبول لکرائی۔ کھانے کے بعد پھل کے ساتھ چٹوڑہ لکریاں بھی دیکھ گئیں۔ آپ نے ان سے زیادہ شوق فرمایا صاحب خانہ جو پہلے سے ہی حضرت کے کشف حال کا قائل تھا عرض بردار ہوا: حضرت! آپ کو دوسرے پھلوں کی نسبت پلٹوڑے زیادہ پسند آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں نورانیت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ دراصل یہ گریباں صاحب خانہ کی چھریاں بڑی نے دھوکہ کے اندر داخل پڑنے کے بعد ذکرِ قلبی میں مشغول رہ کر تیار کی تھیں۔ ایک دفعہ حج و عمرہ سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: اس سال تمام حجاج کرام میں میں کاستام سب سے زیادہ ارفع تھا۔ وہ بزرگ جوش کے رہنے والے تھے۔

قطب التکوین

واقف الحروف کے مجدد ویرنہ مولوی حیات محمد صاحب سکین رحمانوار ضلع شیخوپورہ کا بیان ہے کہ میری زمین میں من زرع محمد کا باؤڑ تنگ کرتے تھے میں نے جوش کوشش کی کران سے نہایت بے تکلف کوئی صورت بن ڈالی۔ ایک دن میں حضرت علیہ الرحمہ کی سیمت میں آپ کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ دل میں بار بار خیال آتا کہ میں حضرت سے دعا کے لیے عرض کروں، لیکن ہر بار طبیعت رک جاتی تھی حتیٰ کہ آپ اپنے جہالت پر پہنچ گئے۔ میں نے حضرت سے سوچا نہ مصافحہ کیا حضرت پر دے کے انہد قدم رکھے ہی باہر تشریف لائے۔ میں ٹھہر گیا۔ میرے قریب تشریف لا کر فرمائے گئے: آپ نکو ذکر میں کام لے کر گیا ہے، اہلینان سے جائیں۔ میں نے حضرت سے یہ بھی پوچھا کہ کونسا کام کر گیا ہے۔ ہر صورت آپ کے ارشاد میں ایک روحانی سرشت کا پیغام تھا۔ آنوشام تنگ میں اپنے گاؤں میں پہنچ گیا۔ میری بیوی غلامت معمول خوش تھی۔ روٹی وغیرہ میرے سامنے لائی اور الحمد للہ کھ کر تپانے لگی کہ آج ۵

کہ حضرت! جو کوئی آتا ہے، آپ اس کو سیمت کر لیتے ہیں، لیکن مجھ کو انکار کرتے ہیں۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا؟ آپ نے میں کراس کو اندر لے گئے اور پوچھا کچھ تازہ، تم کس لیے سیمت چوتے ہو۔ اس نے عرض کیا: حضرت میں ایک آدمی سے رشتہ مانگتا ہوں، مگر وہ لوگ آپ کے مرید ہیں۔ رشتے کی شرط یہ ہے کہ میں آپ کا مرید ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: میں نے بار بار تیرے دل کی طرف توجہ کی ہے، مگر اس کو انکار کرتے ہوئے پایا۔ اگرچہ اندھا ہوتا، تو مجھ کو سیمت کر لیتا؟

ایک دفعہ راقم الحروف (لال دین انگر) نے ارادہ کیا کہ میں حضرت سے پوچھوں گا۔ اگر کسی مرید کو خواب میں اپنے روحانی پیشوا سے کچھ ارشادات غیبی سننے کا موقع ملے تو کیا اس کی اطلاع میر صاحب کو بھی جوتی ہے۔ میں نے یہی سوال ہی نہیں کیا تھا کہ رستے میں پہلے مجھ کو قریب بلا کر فرمانے گئے: یہ خواب میں اگر کسی کو اپنے مرشد کامل کی زیارت ہو اور کوئی اطلاع و بشرت کی صورت بھی وقوع پذیر ہو تو اس کی اطلاع میر صاحب کو ہونا بجز ضروری نہیں مدخل خدا تعالیٰ کی طرف سے صحیح خبر کا القاء مرید صادق کے دل میں کیا جاتا ہے اور یہی صورت میں اس لیے ظہور پزیر ہے کہ میر سے میر صاحب جب بیملی میں بہرات پہنچ کر تھے میں تو خواب میں بھی صحیح اطلاع دے رہے ہیں۔ حضرت لاہوری علیہ الرحمہ کے متوسلین اور مجاہدین کے پاس ایسے واقعات کی کمی نہیں، لیکن خوفِ خداوند سے ان کو روچ نہیں کیا جا رہا۔

۵۔ حضرت مولانا محمد مبارک صاحب، ساکن کوٹ عبدالمک (دھام خاص)

ہی عاجز رہے۔ بابا قاسم دین مرحوم محاسن فروخت کے کہ اپنی روزی کھائے والا مزید تھا۔ اب ہر مہینے سال سے حضرت کی مسجد میں روزانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ہر دو گھر حضرت کی صحبت میں انفرادیت سے دیکھتے رہے۔ یہ چند ایک ایسے لوگ تھے جن کی دوستی پر اصحاب صفی کی حریت کا گمان ہوتا تھا۔

ایک دن حضرت اپنے گھر سے کھانے کے لئے تشریف فرما تھے۔ اتنے میں بابا قاسم دین حاضر خدمت ہو کر اپنی قوی زبان میں کہنے لگا، مولوی جی! دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ جو کوئی کرے گا۔ حضرت نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دم دلو کا نام لے کر گھر کی دعا فرمائی حضرت کی دعا جاسے حق میں صرف بھرت قبول ہوئی۔ ہر دو گھر کے سال ایک ہی بٹنی جانا میں حج و زیارت زمین و آسمان کے لئے کہ سطر اور دینہ منہ حاضر ہوئے۔

”غلام ذہیر احمد مرحوم حضرت ہجرتی کے خاص مریدین میں سے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے بھائی خواجہ لطیف اکبر صاحب فکر و عیسوی میں ملازم تھے۔ ایک دفعہ ان کا تیار ایسا عیش پر ہونے والا تھا، جہاں تین عیشیوں کو قتل کیا جا چکا تھا۔ بھائی صاحب حضرت کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور کچھ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد کیا۔ بھائی صاحب اب متعلقہ افسر کے پاس حاضر ہوئے۔ بہت عرصے کیا کہ یہاں تبادلہ دیا گیا جاتے ہیں۔ اس نے ایک مہینے کا ٹنڈہ کھنے شروع کر دیے۔ کھنے کے بعد دیکھا کہ کسی اور آدمی کا نام لکھا گیا کا خدا سناڑ محالہ اس کی طرح دعا اور کاغذوں پر آٹنڈہ کھنے کی بات کو کوشش کی۔ بار بار کسی اور آدمی کا نام لکھا جاتا۔ آخر کار کہنے لگا۔ بھائی صاحب! جا بیٹے آپ اسی عیشیوں پر کام کریں، جہاں پہلے سے کام کرتے ہیں۔ آپ کا مرشد بڑا کامل معلم ہوتا ہے۔“

برادر میکہہ آئی مرید قلندہ ہاشمہ

کوستانند خود چند تاج ششفا ہی را

لے۔ مولوی سرفراز محمد صاحب ادب کوٹ جھلا ملک میں مقیم ہیں۔

کے۔ مقامات ولایت ۱۳۵۲ء ص ۱۲۰ ص ۱۲۱ حیات مولانا احمد علی علیہ الرحمہ

میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرات حنین رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضور اکرم چار پانی پر یونانی، افروز ہوتے اور صاحبزادگان بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا نے جو کچھ خواب کے دوران فرمایا کہ حکیم صاحب! یہ اہم سن میں اللہ یہ امام حسینؑ ہیں۔

حضرت کی تفسیر از قوت کے واقعات دیکھنے ہوں تو آپ کے سوانح حیات کے دیگر صحیفہ مقامات ولایت کے کتب پر سلطان بابا شکشا عابد و عابدہ بیگم صاحب بیڑی قادی کے واقعات زندگی کا مطالعہ کیجئے۔

حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب (ذہیر احمد) صاحب غلامی، مولانا لاہوری کے تلمیذ عزیز ہیں۔ حضرت کے پاس تربیت باطنی کے لیے حاضر رہتے۔ مجاہدہ میں حافظ صاحب کا قدم بہت اٹھے تھا۔ زہد و ریاضت سے جو سوکھ کر لگا ہوا تھا، ان کی تمام نقیصہ کی کیفیت ظاہر ہوئی۔ حضرت کے گھر میں مالک رہے۔ حضرت نے فرمایا، مولانا کوئی کام سے عرض کیا۔ حضرت میں تباہ ہو گیا۔ تین دن سے انقباض کی سخت شکایت ہے۔ حافظ صاحب کا بیان ہے کہ میری بات سن کر حضرت نے دعا فرمائی۔ نے میری بھائی پر اپنے دامن دعا کی انگی پھیری ایسی حق میری کیفیت ٹھیک ہو گئی۔

قبولیت و دعا

بکثرت اند و کلمہ سے پرہیز وادھ

بکثرت اند و نماز و سجدہ و دعا خوشنقد

اولیاء اللہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ ان کی برکات دعا مانیت سے بھر و بھر بھی متوقع ہوتے ہیں۔ استجاب دعا، اطمینان و غیر اور تقریب اللہ کا شہرہ ہوتی ہے۔ حضرت مولانا کی زندگی کے ایک دو واقعات اس ضمن میں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

”مولانا محمد صاحب حضرت لاہوری کے دامن شفقت سے لوگوں سے

لے۔ عنہما قبائل علیہ الرحمہ۔

بانی بیت کے ایک نامہ عامل کے متعلق وہاں کے ایک تلمذ نے اس علاقہ کے
حاکم اعلیٰ کو لکھا تھا کہ

باز گیر آن عامل بہ گھر ہے
دور خادم ملک تو با دیگرے

حضرت شیخ انصیر رحمان علیہ نے ۱۹۵۸ء کو منظر میں غلاب کعبہ کو تمام کر
کسی قرآن مجید کی طباعت کے لیے دعا گئی تھی جس کو رب العزت نے نہایت پرکار
طریق سے قبول فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے گھر سے میں بیٹھا تھا۔ اسے
میں دو غیر حضرات میرے پاس تشریف لائے تھے ان سے واقف نہیں تھا۔ انہوں
نے انجمن خدام الدین کے کسی کاروبار میں معاضد کی پیش کش کی میں نے ان کے سامنے
کسی قرآن مجید کی طباعت کا ذکر کیا۔ وہ حضور نبی کریم پر ہرچہ کہ چلے گئے۔ چند دن کے
بعد آئے۔ پچاس ہزار کی رقم خلیفہ طاعت قرآن کی خاطر میرے ہاں لے کر گئے آپ
اس واقعہ پر اپنی مسرت محسوس کر رہے تھے۔ آپ کا دلنگل روٹھا تو فکر معلوم تھا
تھا حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت لاہوریؒ متحابہ العوات تھے اور توکل علی اللہ تھے
اکثر دین میں فرمایا کرتے تھے۔

خدا خود میرا سہارا است اور ہر توکل را

کشف قبور

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے کشف قبور کی نعمت سے نوازا
تھا بلکہ آپ کے بعض متعلقہ کو بھی یہ روحانی دولت میسر ہے۔

حضور کی ایک سرمدہ کے دو بیٹے فوت ہو گئے۔ اس نے حضرت سے دونو
لے۔ سوڑی جدا لیا بعد یکس صاحب مدنی و راوی، ایک صاحب حضرت ملا شان
کے بڑے مقرب اور آپ کے دفتر میں بطور محرر کام کرتے تھے۔

حضرت مولانا عید اللہ انور صاحب راوی

چیلوں کی قبروں کا حال پوچھا۔ آپ نے مشکافہ کے بعد فرمایا کہ ایک جاتی ہے اور
دوسرا دوزخ میں۔ اس وحدت نے عرض کیا حضور! آپ نے شیک فرمایا۔ ایک
یشامہات کی موت جاں بحق ہوا۔ دوسرا خود کشی سے مرگ

مولانا سید گل بادشاہ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ڈیرہ اسماعیل خاں میں
حضرت سیدنا محسن الحق صاحب افغانی کی موجدگی میں حضرت لاہوریؒ سے پوچھا
حضرت! آپ مولانا اسماعیل شیدہ اور مولانا سید احمد بریلوی کے مزارات پر
تشریف لے گئے تھے۔ کیا وہاں کچھ باتیں کشف معلوم ہوئیں؟ آپ نے فرمایا وہاں
میں نے مولانا اسماعیل شیدہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر براہ کھ کیا تو یہ فی الواقع الہی کا مکر
تھا۔ لیکن جب سید احمد بریلوی کی قبر پر مراجعہ کیا تو صاحب قبر نے بتایا کہ میں
سید احمد بریلوی نہیں ہوں۔ گوگ غلطی سے کچھ سید احمد بریلوی کہتے تھے انہوں
نے اپنا نام سید احمد بتایا۔

راقم الحروف نے خود حضرت لاہوریؒ کی زبانی مبارک سے سنا۔ آپ فرماتے
تھے کہ میں نے سفینۃ الاولیاء معتمد دارا شکوہ میں پڑھا کہ حضرت علی جوہری علیہ السلام
کا مزار لاہور کے قلعے کے اندر دفن کو لے میں ہے۔ میں نے اپنے چوتھے ہاتھ کے
حافظ حیدر علی صاحب کو ساتھ لیا اور قلعے میں چلے گئے۔ وہاں جا کر اندر داخل ہو کر
کیا مگر کہیں مزار کا سرخ نہ ملا۔ آخر کار مجھ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ شاہ جہاں
کی مسجد کے دروازے سے باہر چلے کھڑا کئے خود اللہ کے فضل سے انوار ولایت
نظر آئے اور اب میں اس جگہ کہ حضرت علی جوہری علیہ السلام کا سر مبارک
کہاں ہے اور ہاتھوں مبارک کہاں ہیں، لیکن عامۃ الناس میں فتنہ پھیلنے کا اندیشہ
ہے اس کے بعد حضرت مولانا نے صاحب قبر کے ساتھ جو کاشفہ و مراجعہ میں گفتگو
ہوئی۔ اس کو دہرایا چکر صاحب دلی ہے۔

لے۔ راوی۔ حضرت مولانا محمد رابع صاحب۔

حضرت مفتی حسن محمد صاحب کے ارشادات گرامی

مفتی صاحب نے میری عرض سن کر فرمایا:-

میرا ادب کرتے ہو۔ اس سے وہاں حقوق سے ہٹاؤ۔ لیکن ادب ملحوظ خاطر ہے عینا تم مسئلہ کا یہ تادیب کا کوئی طریقہ اور ایسا طریقہ دیتے نہیں ہیں پر زندہ انسانوں میں جو وہ نہیں۔ جیسے مولانا احمد علی صاحب میں تمہاری باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے جیسے تمہیں ان کی باتوں کا یقین نہیں ہے۔ تم حقوق سے ان سے سوالات پوچھو مگر ادب ملحوظ خاطر ہے۔ مولانا احمد علی صاحب کی آواز سے فرمانہ اونچی آواز بھی مت نکالنا۔ تم انگریزی خواں انسانوں میں میں نے ایک کمی دیکھی ہے کہ جب کوئی شیخ پکڑتے ہو تو اس کا ادب تو بہت کرتے ہو۔ لیکن دوسرے سلاسل کے بزرگوں کا ادب کماتر نہیں کرتے ہوتے۔

میں نے مفتی صاحب سے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت! مولانا صاحب کی جوتوں کی خاک کو بھی اپنے سے افضل سمجھنا ہوں۔ آپ اہلستان رکھیں۔ احقر پڑھے ہی ادب سے گفتگو کرے گا۔

احقر! احقر ناز عصر کے وقت شیرالوارہ دروازہ کی مسجد میں حاضر ہوا اور حضرت سے پانچ منٹ تک عرض بات کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب میں نے آپ کی خدمت میں سوال کیا تو آپ نے جواب دیا:- غلو میں قانون بزرگ اور بائبل گیٹ میں دفن شدہ بزرگ دونوں ایک ہی نام، ایک ہی شمار اور ایک ہی جملہ کے رہنے والے ہیں اور ان میں دونوں کو اہل اللہ سمجھتا ہوں۔

میں نے سمجھا۔ حضرت اس کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے بھانپوں نے اہانت چاہی۔ لیکن حضرت نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میری بات پر اعتقاد نہیں آیا کہ ایک اور علی جوہری بھی غلو میں دفن ہیں۔

اصل علی جوہری مہتمم، ازغزنی آمدہ بودم۔ انجیل پر آپ دریا شستہ بودم۔ باس جاتروم و اس جادفن کردہ شدم۔ اوچم کوشد و راست۔ چنانچہ من ست و از شربت تھلکہ بالا واقعہ کے بعد ہم جناب احسان قریشی صاحبی پر سپنل گورنمنٹ کا کی کرشل فرنگنگ انیشیوٹ میں کھڑک کا اپنا بیان قدرتے اختیار سے نقل کرتے ہیں، جو کہ آپ نے مولانا حضرت علی جوہری علیہ الرحمۃ والہ واقعہ کے ضمن میں بہت دفعہ خدام الدین میں ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں شائع کر دیا تھا۔

سر خدا کا عارف و سادک بکس گفت

در حیرتم کہ بارہ فرخش از کجا شنید

حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ علیہ کا کشف قبور از احسان قریشی صاحبی

شمارہ بہت دفعہ خدام الدین ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء

خلاصہ:- (اقرم الحروف احسان قزوین) کہ حضرت شیخ التفسیر سے میری معرفت ایک ہی دفعہ ملنے کا اتفاق ہوا اور وہ ملاقات ہی ایسی ملاقات تھی جس پر ہزاروں تعلقات قربان کی جاسکتی ہیں۔ چھ سات سال ہونے کے بعد حضرت نے انہماکات میں یہ خبر پڑھی کہ حضرت شیخ التفسیر نے اپنے کشف کی بنا پر فرمایا ہے کہ حضرت علی جوہری کی قبر لاہور کے قلعہ میں ہے۔ میں اس خبر کو پڑھ کر بظاہر یزان ہوا اور دل میں پٹھان کی کر کسی جملت کو لاہور جا کر حضرت مولانا احمد علی صاحب سے ضرور ملاقات کروں گا۔ حضرت کی زیارت بھی ہو جائے گی اور اپنے دل کے گلوں کی بھی فریح کروں گا۔ چنانچہ اگلی جمعرات کو لاہور روانہ ہو گیا۔ حضرت اقدس مفتی محمد حمید الرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ احقر ان کے ہاتھ پر سبیت تھا۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ مولانا احمد علی صاحب سے ملنا ہے۔ اور انہوں نے بات کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔

بزرگ گنگہ کبریا کش مراد
فرشتہ صید و پایہر شکار و زندان گیر

نہایت العارین حضرت میاں شیر محمد شر قوری نورانی مدد کی خدمت اقدس میں
عوض انحرصا صاحب دل مرید حاضر ہوا آپ اس وقت حریت کے عالم میں تھے۔ اور
مستعد بذیل شعر آپ کی زبان مبارک پر جاری تھا کہ

اولیاء را بہت قدرت ازلہ
تیر خستہ باز گر واند لڑاہ

اور بار بار ازلہ " ازلہ " ازلہ " فرماتے جاتے تھے۔

حقوق و فرائض

تمام آسانی شرائط کے دواظفم ترین امکان میں "حقوق اللہ اور حقوق العباد"
ان امکان کی تشریح و توضیح کے لیے اعتقاد و ازمنہ کے مطابق انبیاء و مرسلین کو
مجبور کیا گیا۔ حقیقہ اور حقیقت کے انحصار کو ہر عمل حیات کی روح رواں بنا گیا
موجود انکسار کو جدیدیت کی سوانح کمال حاصل کرنے کے لیے سب سے لیاہ پائیدہ
طریق یقین کیا گیا۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ میں اخلاص و ولایت کے جذبات
کو ہر شرطیت میں سرا گیا۔ سب کے آئینہ خاتم الانبیاء و صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہ وحدت تیار کی۔ جس کے برقرار (مردوزن) نے جنسی کار کا وہ غلبہ پیش
کی کہ ان کے خوش نصیب اخلاص و ایمان اور تبع تابعین ان کے خوش قدم
پر عمل کر تمام دنیا کے پیشوا و امام بن گئے۔

جہنم کو نہ بانا ظاہر و لہذا کی روشنی میں ہر حق زور کا سبب شخصیت سکون انما
کا چکر لے گئے تھے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز کی زندگی جاگ
متاثر کا موضوع ہے۔ حقوق العباد کا جہاں تک تعلق ہے مولانا کی حیات طیبہ
کے سابقہ صفحات اور آئندہ اوراق آپ کے جدید تب، مشبہ بیدار عالم باطن

میں نہ صرف کیا۔ حضرت اگر میں ان میں جواب دیتا ہوں تو سوادب ہے۔ جس
سے میرے مرشد نے مجھے منع فرمایا ہے۔ اگر تو میں جواب دوں، تو کوکب بیانی ہے۔
فرماتے تھے۔ آپ کس کے مرید ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت متقی عن محمد صاحب
سے اذات رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ آپ کے شیخ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ان کے طرح
بجائے بڑے بلند ہیں۔ پھر فرمایا۔ میری بات حق ہے آپ کو میری بات میں شک
ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت سوادب کی شامت کی امان پاؤں کو عرض کروں؟
فرمایا۔ نہیں نہیں۔ عاف صاف بات کریں۔ اس میں کوئی سوادب نہیں؟ اس میں
نے عرض کیا کہ کچھ شک ہے کہ میں جو میری نانی کی قدر بزرگ مجھ میں حضرت
نے فرمایا کہ "آپ نے کچھ اور اپنے دل کی بات بھولی کر کہی ہے۔ اب آپ
اس طرح کریں کہ دو تین منہ ہر ماہ میں بیٹھیں اور دل میں اس بات پر غور کریں کہ
میں جو میری نانی کوئی بزرگ لاہور کے قلعہ میں دفن نہیں ہیں۔ چنانچہ اصرار آگئیں
بندر کسی اور واقعہ میں چلا گیا۔ ناگہان کیا دیکھتے ہوئے کہیں گھلا ہو کر میں بیٹھا ہوں
ایک قمری ہوئی اور ایک سپہ سالار نورانی صورت بزرگ وہاں سے نمودار ہوئے
اور فرماتے تھے۔ یہ علی جوہری میرے ہم نام ہیں۔ ہم شہزادہ ہم وطن ہیں۔
انکا مکہ وہ بزرگ غائب ہو گئے اور میں نے انھیں کھول دیں۔ میں نے اب
حضرت کے اتھو چرے اور بائیں اگلی۔ فی الواقع حضرت کو کشف کمال تھا۔ حضرت
کا کمال تھا کہ بیلہ میں ہی اصرار کو قلعہ والے بزرگ کی زیدت کراہی؟

سکے دامن مہربان آشتنا آدمی
زیار اگر گنگہ مراد سے خواہی

یہ اعلیٰ کریم اگر کہ ہے۔ یہ نامی و کثر نون کے کھانا زندہ ہیں۔ ان کو جہنم میں حق
کی دیں ہے۔ ان کی صحبت خوف مریدوں کو در شاہراہ کی تابانی عطا کرتی ہے۔

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے۔ ہر جانوں میل

(اقبال علیہ السلام)

اور اخلاص کا پیکر ہونے پر شاہد مطلق ہیں اور یہی طرح حقوق العباد کے کیا ہوتے
جب آپ کے اعمال زندگی کا وزن کیا جاتا ہے تو آپ کی ہیبت کا برہنہ اسلامی
معیار پر پورا اترتا ہے۔

حقوق والدین

حقوق العباد میں حقوق والدین کو اولیت حاصل ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ
مہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت لاہوریؒ کو اپنے والدین کی جڑوں کو بوسے دیتے
ہوئے تو نہیں دیکھا۔ لیکن آپ کی زندگی کے واقعات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں
کہ حقوق والدین کی ادائیگی میں آپ کا مقام انکھوں، سنوں میں بھی بتا دیتا ہے۔
کسی کی ایام میں مولانا عبدالحق علیہ الرحمۃ آپ کے اولین تابع ہونے
کا شرف رکھتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی طبیعت میں فرزند تسلیم و انقیاد کے
جو بروں کو بچا دیا اور آپ کو اپنے گھر پر اپنے بچوں کے برابر قلم و تربیت
حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت دین پوریؒ کی طلبِ عالم تھی۔ انہوں نے پہلی نظر ہی آپ کو اپنے حلقہٴ ارشد
میں شامل کر لیا۔ حضرت امروہی علیہ الرحمۃ کے مدرس میں قیام کے دوران آپ کی مشین
خدمت نے حضرت موصوف کی غرضِ ولایت آثار کو آپ کے لیے خالی کر دیا۔

ابتداءً عرصے کے گزرنے پر جتنے تک مولانا کو حضرت سندھی کی سرپرستی میں
رہنے کا موقع ملا، آپ اس عرصہ دوران میں آپ فرزند کی ایک حسین و جمیل رفیق
تھے۔ حضرت سندھی کے کپڑے دھونا، گھر کی ضروریات کے لیے سر پر اٹھنا، باہر سے
پانی اور کھانے کی اشیاء لانا اور لاہور کے خود حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے دس قرآن
میں اپنے کانوں سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: میں اس وقت سندھ فراغت حاصل
کر کے مصلیٰ کے فرائض ادا کر رہا تھا کہ ایک دن حضرت مولانا سندھی کی والدہ ماجدہ
نے۔ انوار ولایت علیہ السلام حیات حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ۔

دیکھ کر سب کی ہر دھڑکائی نے میرے غلغلے شکایت کی حالانکہ میں اس معاملے میں
حق بجانب تھا۔ لیکن موصیٰ سندھی نے مجھ کو جو قوں سے مارنا شروع کر دیا۔ یہ
دیکھ کر ایک شخص شریفانہ طور پر آگے بڑھا۔ تو میں نے اس سے عرض کیا کہ آپ
حاضرت کریں۔ وہ میرے باپ ہیں اور میں ان کا بیٹا ہوں۔ یہ اس کا پہلا جذبات
کا غلغلہ و متبادل تھا جس نے آپ کو اس قدر غریبی آزمائش میں مبتلا کر دیا کہ آپ
نے حضرت سندھی کے اس رویہ کو صرف چھ دنوں کا دورانی سے تعبیر ہی نہیں فرمایا بلکہ
آپ پورے غلوں میں رب لکھا کما مریضانی صفیٰ کا دور میں کر رہے تھے۔

مجھ کے خطبات، روزانہ دس قرآن مجید اور دیگر مناسب موعظوں پر آپ
حقوق والدین کو نہایت مؤثر انداز میں بیان فرماتے تھے اور نہایت جوش میں اعلان
کرتے تھے۔ عالم دین ہوا، حافظ قرآن ہوا، حج کر لیا، ہر کوڑے کی پائی پائی ادا کرے
تبیہ گزارا، ہر فقر و غش میں مثالی زندگی بسر کر دیا، ہر اگر مر جائے اور ضعیف
والدین اپنے رشتہ دار موقوف کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں شکایت کریں کہ مولانا کو
ہم تو اپنے تافہن روکے پر نرا ارض ہیں تو احمد علی فتویٰ دیتا ہے کہ وہ سدا بہر میں
جائے گا اس پر انہوں نے بہشت کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ ہاں اگر ان کی غلطی
ہو تو سزا کے بعد نجات ہو جائے گی۔

ذکر الخوف نے حضرت کی تعمیر کی خوش بینی کر کے آپ کی زندگی میں ہی
”عہد کائنات“ کا کتاب مرتب کی۔ آپ نے اس پر تقریظ لکھی۔

میں نے ”بے یقین کامل“ چہ چتر دل انسان بھی ”عہد کائنات“ پر لکھے گا تو اس کا
دل موم ہو جائے گا۔ یہی حالت میں وہ لہذا کی طرف، جا رہا تھا تو عہد کائنات پڑھنے
سے اپنی والدہ کے پاؤں کی خاک کو بھی سر پر غنم بن گیا۔ بفضل تعالیٰ اس تبدیلی کے
باعضد رشائے الہی کا فخر حاصل کرے گا اور سدا بہر حیات میں جائے گا۔
تقریر تہ نورا احمد علی علیہ الرحمۃ بر عہد کائنات معتمد لال دین انگریز

کے دعا بجاؤ کہ نہیں۔ بلکہ دونوں کو محبت، وقار داری، عزت اور اچھا اظہار جانیں
کے رشتہ میں باندھ دیا ہے۔ سرور کونین کے ارشاد بات گرامی نے اس سلسلے میں دونوں
کی خوب و نظیری فرمائی ہے۔

حسرت مولانا اپنے اہل و عیال کے لیے بھی یہ مدد شایع تھے۔ آپ محکمہ اراج
صدقہ و اخلاص کے سیکرٹری اور راجداری کا ممبر تھے۔ پھر آپ کی اہل و عیال میں اعلیٰ حضرت
شعاری، وقار داری، تحفہ ذال و اربعہ کا جذبہ کوٹ کر پھر پورا تھا مولانا اپنے
نوجوان صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو فرمایا کرتے تھے: تمہاری اماں جان بڑی
صابرہ و قانعہ ہے۔ اگر میں ایک سو دس بھی خرچ کر لے دوں تو پھر بھی میری شکایت
زبان پر نہیں آتی ہے۔

اور ساتھ ہی اولاد میں والدہ کا احسانات کا احساس پیدا کرنے کے لیے
حبیب کی اماں جان کا ذکر فرماتے تو یہ اعلیٰ لڑکیاں پڑھاتے: تمہاری بھاری اماں جان
اماں جان بیمار ہوئی تھیں تو حضرت ابا جان پر طرح ان کی و بھرتی فرماتے۔ دعا اور
خدا کا انتظام فرماتے اور اپنی مصروفیات کے باوجود گھر تشریف لاتے۔

اگر اماں جان کو کسی سفر پر جانا ہوتا تھا تو مدد و رفت کا انتظام بطریقِ حق
انجام دیا جاتا۔ مدد کی کھانے کا وقت ہوتا تو آپ اماں جان کی چار پائی پر بٹھ جاتے
اور سکر (خوش میس) فرمایا کرتے تھے۔ چڑشیاں آپ کی سبلیاں ہیں۔ ان کا
آپ کی چار پائی پر رکھنا ہی شیک ہے۔ برصورت جائیں گی حق شناسی نے
حضرت مولانا کے گھر کو رکھ بخت بنا رکھا تھا۔ اماں جان عابدہ تھیں پاکیزہ
تھیں، خادمتیں، احمد و متیں اور علم و عمل کی جامعہ تھیں۔ باقی اولاد و زمانہ کثرت کے

اولاد کا حق

اسلام سے پہلے دوسری آسمانی کتابوں میں اولاد کے حقوق والدین پر نہیں تھے۔
مرث والدین کے لیے مرد و اغیار ت اولاد دیتے ہیں۔ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شہادت چھوٹے سے فقرے میں وہ اصول بتا دیا ہے۔ جو تمام حقوق کا نہایت جان بخش
ہے۔ ان حقوق کی جس تعداد شریع کی جلتے۔ یہ متن ان سب پر محیط ہے۔ نسرانیہ
"لیس متنا من لدیہ حصہ صغیرنا۔ فی لہم لو قدر کبیرنا۔" (ترجمہ) یہ
اہل عرب کے ظالم و سفاک بافتوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرما دیے کہ خدا
نے تم پر ماں کی نافرمانی اور بڑائیوں کو زخم و فتنہ کرنا حرام کیا ہے۔
خود کہ بالا احادیث کی روشنی میں ہم مولانا لاچڑی کی زندگی کے عند حال پر
نظر ڈالتے ہیں آپ صاحب اولاد تھے آپ کی اولاد میں ذات و ذکور موجود تھے۔
معاذ کے پہلے حصے میں ہم آپ کی اولاد کے متعلق فقہ تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔
مذاہب مختلف کے پیش نظر ہم آپ کو ایک مثال آپ تسلیم کرتے ہیں۔

حقوق زوجین

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا
وَيَجْعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
دوسری جگہ حق پامائش لکھو: أَنْفُسُ بَاقِلِ الْفُجْدِ کے ارشاد و مہذب

۱۔ سورۃ البقرہ ص ۲۲۱۔ مصنف سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ۔

۲۔ صحیح بخاری، مسروریت و کتاب الاہاب بخاری، تخریج حضرت محمد بن سید ابی بکر

۳۔ سورہ دوم آیت ۲۱۶۔

۴۔ سورہ بقرہ آیت ۲۱۶۔

۱۔ خیر کہ خیر کہ لاہلہ فی انما خیر کہ لاہلہ (ابن ہاشم)

۲۔ حضرت مولانا عبدالمطلب انور صاحب پائشیں حضرت لاہلہ علیہ الرحمۃ

۳۔ حافظہ بی بی فخر نیسا اختر حضرت لاہلہ رحمۃ اللہ علیہ

حسن خلق اور اسلام

اسلام میں حسن خلق کا دوسرا نام ہے۔ سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا مقصد حسن خلق کی تکمیل فرمایا ہے۔ فی الواقع حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باریکات میں انوارِ حیات کے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوت کے انساںوں کی مجموعی تابانی سے زیادہ درخشندہ کجی تھی اور ان کے کمالِ اخلاقی عظیمہ کا اندازہ آپ کو عطا کیا گیا۔ اقدم و بدماد و نام نہت ثمت لوائی۔

دوسری جگہ رضوانِ نبوی ملاحظہ ہو۔ کلمتہ اعام النبیین و خطیبہ شہد اسے کہ یہ تختِ سیاست زائل جاواری

آنحضرت خوں ہمد داشت تو تہنا داری

آپ کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ کا جواب آپ اپنی مثال ہے۔ کَانَ خَلْقُهُ الْعِشْرَانِ حضرت ابی ذر غفاریؓ کے بھائی نے کہ منظر میں آپ کی زیارت کی۔ واپس جا کر اپنے برادرِ کرم سے عرض کیا کہ راجی نبوت کی شان یہ ہے کہ قَاسِمٌ يَأْتُرُ بِكَامٍ الْاِخْلَاقِ۔

اسلام نے اخلاقِ حسنہ کا نہایت بلند تخیل پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اخلاقِ حسنہ درحقیقت صفاتِ الہی کا سایہ اور عمل ہے اور اسی کی ذاتِ کاملہ کے ادنیٰ ترین مظاہر ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: احسن المخلوق خلق الله الاعظم۔

علاوہ قرآن عرانی کا جذبہ دیوانگی کی متک تھا۔ ہر ہفتہ مکمل قرآن حکیم ختم کرتے تھے اور تادمِ آخر یہ عمل جاری رہا۔

قربت داروں کے حقوق

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلْيَرْضَوْا بِالَّذِينَ فِي أَيْدِيكُمْ وَأَلَيْكُمْ عَيْنٌ قُرْآنِ عزیز میں تعریفاً بارہ جگہ حقِ قربت اور صبر دہی کی تاکید فرمائی ہے۔

مولانا علیہ الرحمۃ کو جب ہم واقعات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں تو آپ کی سیرت میں قربت کے حقوق کی ادائیگی کے درخشندہ جوہر پاتے ہیں۔

والدِ محترم شیخ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد چہرے جمائیں و حافظ محمد علی، مولانا عزیز احمد اور حکیم رشید صاحب کی کفالت کی ذمہ داری بطریقِ احسن نبھاتے رہے۔ حکیم رشید صاحب کو صاحبِ قرآن حمید کے بعد ہم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دستور پر روبرو دیکھا ہے اور وہ صبح کا ناشہ بوجھا پلے کھا مسجد کے چتر میں حضرت کے ساتھ کرتے تھے۔

آپ کے دانا و حضرت مولانا عبد المجید ایڈیٹر رسالہ مسلمان مسووم مدنی روڑ کیوں دو حیدہ بی بی، سیدہ بی بی، اور ایک روکے جہاں سید کو کم سن سی چھوڑ کر راجی عجب عدم ہوئے۔ آپ نے ان سب کی پرورش میں دینی سیار کو قائم رکھا۔ و کیوں کو دینی تقسیم کے علاوہ ان کی شادیوں کا انضمام کیا۔ روکے کو تقاضا حیدر حفظہ کر دیا۔ علاوہ ان میں جلیہ کے حقوق کی ادائیگی، مسکین اور یتامی کی پرورش کرنا آپ کی زندگی کے واقعات سے ثابت ہے، جس کے نتیجے میں خلقِ خدا آپ کے حسن سلوک کی گرویدہ تھی۔ فراسی و شہد بی بی آپ کی گھمسی کے بال سینت سینت کر دکھاتی تھیں۔

۱۔ سورہ بقرہ ۲-۲۰۰

۲۔ سیدہ۔ حضرت لایبرو کی نواسی داری ہے۔

۱۔ صحیح حدیث ناموز از رحمۃ العظیمین جلد سوم صفحہ ۲۰۰ مصنف سید محمد پوری

۲۔ حدیث اشفا عت۔

۳۔ صحیح مسلم مناقب ابی ذر جلد دوم صفحہ ۲۲ مصر۔

۴۔ سیرۃ النبی احمد ششم صفحہ ۲۰۰ سید سیدان ندوی علیہ الرحمۃ۔

کہہ رادل دستہ میں کام کیا قید و بند کی صورتوں کو نہایت پامردی سے جھٹلا ۱۹۵۲ء میں اسی سلسلے میں گرفتار ہوئے کسی صاحب نظر نے جھنگریاں اور پٹریاں جی ہولی ڈھکیں تو فرمایا: بعضی نے مولانا کے قوائے جہانی کو مضلل کر دیا تھا۔ پوچھیں کہ حرارت میں جھنگریاں گل ہوتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ صبر طائر کا کہنا نام جاہل و سبیل ہے۔ ملاسل مولانا کی زندگی کی یہ تمام تر بار بار دہر کر مایاں حضرت سندھی ادب شیخ انصیر مولانا محمود حسن کی تربیت کی مرہون احسان تھیں۔

تواضع و انکساری

قوله تعالى: "يُخْفِئُ جَنَاحَكَ وَلْيُنْشِئْ جَنِينَ" دوسو (جز) ترجمہ دارو پناہ نرو مومنوں کے لیے جہاد کا۔

انسان کے ضمیر میں عجز و انکساری کے جوہر طبعی و فطری طور پر ولایت کئے گئے ہیں حاجزی و فریقہ حکمرانوں میں رعایا کے قلوب کی تسخیر اور حکومت کے استحکام کا باعث اور مرام میں اخفت یا ہیج کی فسان اور ملحد و بھلاہیں تقرب پائی پر منتج۔

علم کی دولت نے آدم علیہ السلام کو ملائکہ پر فضیلت دلائی تو عجز و انکسار اور توبہ و انابت کے وصف نے انہیں اور اس کی ذریت کے مقابلے میں ان کو

قرب و خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ قرآن حکیم نے انہیں لعین کے قرد کو اور آدم علیہ السلام کی انکساری کو کئی مواقع میں بیان فرمایا اور مفسرین حضرت

لے انابت الی اللہ اور نصرت الی اللہ کے خصائص تفصیل بیان فرماتے ہیں۔ حافظ شمس الدین ابن القیصر علیہ الرحمۃ نے اپنی مسرکہ القرآن تصنیف ہدایت

الغواہر میں چندہ وجہ سے مٹی کا گائے سے افضل ہونا ثابت کیا ہے۔

دور حاضر کے ممتاز ترین مفسر مولانا عثمانی نے حواشی میں خلعتی من قادرو خلعتی من طین کی تفسیر میں نہایت محنت و محنت کا پھینکا ہے۔

سے۔ فی الحقیقت میں پیر پر اسے بلا نظر تھا۔ کروہ آگ سے پیدا ہوا ہے۔ وہی

اور حکومت وقت کی مقروضانہ روش کے خلاف سینہ سپر ہو کر میدان میں آگئے آسمانی نصرت نے آپ کی مساعی جیل کو نوازا اور بلا نوی میں مدینہ تا جہاد مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کو چھپے سے بھی زیادہ سر بلند ہی حاصل ہوئی۔

عزیزت ملت بیضا کی حفاظت کے لیے دوش پہ لاکھ بھی سربوں کو کٹھن تے جا کر محفوظ مریض (د) ایک مختصر رسالہ "اصل تنفیث" کے نام سے لکھ کر مولانا نے شائع کروایا۔ اس میں خفیہ کی اہمیت، باقی مسائل پر اس کی ترجیح، مولانا کا اپنے مسک کا اعلان اور بدعات موضوعات کی تردید کا مواد ملتا ہے۔ احوال کے مطابق یہ بھی ایک بڑا علمی جہاد تھا۔

(ج) علامہ منابت اللہ مشرق نے اسلام کے چند متعلق کی تعبیر میں مسافہ کو رام کی روش سے اختلاف کیا۔ پشاور میں ملے ہوا۔ حضرت مولانا کے ذریعہ لکھا گیا کہ آپ ان کے مخالف کی تردید فرمائیں۔ آپ نے ایک ہاتھ میں قرآن کریم اور دوسرے میں حلقہ مشرق کی تصنیف منکرہ کو پکڑا۔ لوگوں سے پوچھا آپ کس کو ترجیح دیتے ہیں۔ جلسہ کا انداز فکر ہی بدل گیا۔ سب نے قرآن پاک کی صداقت کی تصدیق کی۔ آپ نے مصلح قوم کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نہایت باوقار طریق پر یہ منکرہ کی حمارت پر تنقید کی۔

غلام احمد پر نر نے عادی بی نبوی، اعدایات اور بدعات پر پھیلتیاں کیں حضرت لاہوری نے لویاں سنگھ کی علی طلبہ اور دانشوران ملت کی موجودگی میں پرویزی مذہب کے خیرین بھل کر برقی ماحفت بن کر جھگڑ کر دیا۔ حضرت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تمام ایمان لاسود کی زبان پر جاری تھے۔

"منکر حدیث منکر قرآن ہے منکر قرآن فاسق و فاسق ہے"۔

قادیانی فتنہ و عارضہ تحریک ابدعادی ہے۔ اس کے استیصال کے لیے آپ نے زعمائے ملت کے ساتھ مل کر تحفظ ختم نبوت

نے چکر کے امن کو نہیں چھوڑا۔

پکڑ کر جڑ کا دامن پہنچ عرش میں مقیم ایک

ننگا ہوں کو نظر اس ایم نہ تیرے نہیں آتا

مذکورہ بالا اوصاف انسانیت کو ملحوظ رکھتے، اب حضرت مولانا رحمہ علیہ ارحمہ

کی زندگی پر غور کیجئے۔

مولانا کا تصور آتے ہی چاری آنکھوں کے سامنے سادگی و تواضع، انکساری و خاکساری کا ایک کھنکھاتی مرقع آجاتا ہے۔ سر پہ کھنکھاتی ٹٹلی اور اس پیکھنکھ کی دستا پر وہ بیت، جس کے عنوان چارچر ہوتے تھے۔ کھنکھ کا لب اسٹافنی نما کرتا، جس کے موٹے موٹے دھاکے نمایاں نظر آتے تھے۔ جنھوں کے اوپر کھنکھ کی خیلوار کنھوں پر بلا اصول میں دو ارحانی کرکڑا ٹھلساں، چوڑے کا لب سا بوجہ، مسجد سے گھر یا گھر سے مسجد آتے جاتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ سرویوں اور گر مہیل میں دی کھنکھ کا لباس، تھنق و تھنق سے تمام زندگی بھر رہی، اب اس روش حیات میں منکسر المزاجی اور دردمند حلق کا جذ بہ ہو گیا۔ موت

سرووی درین ما خدمت گرئی۔ دل بالی فانی و فقر حیدر گئی

دیناتوں میں بطور چر پر لقیبت، دعو کیے جاتے سامرا و شراب سب کے ساتھ مساوات میں مروت سے پیش آتے۔ مسجد کے درویشوں کی ہر طرح دیکھ بھال اور خورد و نوش کی فکر دامن گیر نہ رہتی۔ بابا قاسم الدین ایک گھسیا ہوا تھا بعد میں مسجد میں رہنے لگے مولانا صاحب بارودیش طالب علم اور حضرت کے خادم خاص تھے۔

دلچسپ پیکھنکھ کو نہیں جانا تو اس جرم پر حذر دل کر دیا جانا، غلاموں کو بلا کر ساتھ لکھلکیا کرتے تھے اور مامورین کو نہ سنا کرتے تھے۔ نہادان و گویا پرست کرے، جن کو غلاموں کے ساتھ کھانے سے انکار، یہ مولانا فرج کو کھنکھ کا کدوا لایا کسی توہم کو این و تہوہن کو تمام مسلمانوں کو اپنے سبب مانگی اور فرج کو کھنکھ کا پند بھڑا کرنا (الافتقار) مولانا شبلی نعمانی نے۔ مقامات حلیات حضرت مولانا کے علمی اور علمی کمالات

حضرت عارف سے مروی ہے۔ آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو! متواضع نہ ہو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سرور قرار کرے گا۔ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا۔ لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا اور بس شخص نے بکبر کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا جہاں تک کہ وہ لوگوں کے اہل کئے اور منبر پر سے نرا وہ ذلیل ہوگا۔

معاہدہ کرامت میں مستحقوں کا سارا جہاں فروغی میں ہی تھا۔ درویشی و ناشی میں اپنی رعایت پھیلانے، اس کی چاکری لہری کا باعث ہوئی۔ آج کا ماسرہ جنت و جنت، مسرت و خوشی اور غم و اندا ہے۔ بیوقوف شی کے اس میں تغل مزاجی، منت اور توندنا نظم و ثبت پایا جاتا ہے۔ بیس جوانی اصل تھا، سہما کا حکم میں کرنا گھلا ہوگا اور اسے قائم کر نہیں پڑی اور جہاد بانی کھائی۔ آخر کھیز و تھل کی راہ سے توفیق حاصل کر کے کھنکھ کی آگ میں جا پڑا۔ بڑا فاس کے آدمی اسلام سے جہد علمی ہوئی تو فہم پر مائل نے خدا کے اے فروغی، خاکساری اور انصاف و انصاف کی راہ کھلائی۔ چنانچہ ان کی استقامت و ثابت نے تہ عجبانہ و بیعت اب علیہ خدائی کا حق پیدا کیا اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ بیس لعین نے اسی دھڑی لحاظ سے اپنی انضباط کے دھلی میں شکر کھائی۔ دیا و مد آیت عارف قرائح حکیم مولانا شیر احمد دہلوی (۱۳۱۵ھ)

۱۔ وہ حقیقت ان کی عظمت و شان کے تاج پر سادگی کا طوطا نہایت خوش معلوم ہوتا تھا جن کی زندگی کی تصویر کا ایک رخ ہے کہ وہ دھام می نہیں بیچ رہے ہیں۔ غلام و سیر سارٹ سے باز ہیں جہد ہی ہے۔ درویشی ہے کہ یہ نہ پانچ پوند کرتا ہے۔ سر پہ بیاض سامان ہے پاؤں میں پٹی جوتیاں، کندھے پر پٹک، لیے جارہے ہیں کہ یہ وہ حوروں کے گھر کی بیوی ہے مسجد کے گوشے میں فرش خاک پر بیٹھے ہیں، اس لیے کہ کام کرتے کرتے شک گئے ہیں اور زندگی جھکی ہوئی آگئی ہے۔ (انفرادی، مولانا شبلی نعمانی ص ۱۳۱)۔ جنون تواضع و سادگی، دوسری جگہ :- اشتراح کے اعمال باقی باتوں کے علاوہ جو چاہتے تھے کہ ان کا فہموں کے سبب ملوک ہے۔ اگر معلوم ہوتا کہ انھوں کو رز غلاموں کی حیات و ذاتی انکساری

خشی سلطان احمد ہمارے کانگیا گئے وہ ہے: اب حاضرین چپ ہو گئے۔ اس سے ایک دیر بعد وہاں شہر کارکن پر آئی جوئی ہلالِ حقّیٰ! لخصراً! آپ کی ساری زندگی عدل و انصاف کے فردوسی پہلوں سے مسطر تھی۔

مجدد و سخی

قدما تاملے کے آخری پیغامِ حدی میں مسلمان کے لیے موت سے بچھڑوین سخاوت کا حکم ہے۔ کیونکہ سخاوت و غولِ حیات اور بکل و غولِ جنم کی دلیل ہے۔ حقوقِ العباد کی ادائیگی کا مسئلہ تب ہی ختم ہو گا جو دشمن ہو سکتا ہے، جب انسان کی طبیعت میں غمخیزی طور پر فاضی اور بدل و ایشا کے محرکات کا بفرما ہوں۔

قرآن حکیم نے حسن و معنی کے متلاشیوں کو پیغام دیا ہے۔

لَوْ شَاءُوا لَبِغُوا فِي سُبُلِ الْمَغْشَاةِ

يَسْتَأْخِثُونَ فِيهَا مَا يُخْفَىٰ

فَإِنْ شِئْنَا لَنَخْلُصَنَّهُمْ مِنْهُ

فَإِنْ شِئْنَا لَنَخْلُصَنَّهُمْ مِنْهُ

(الزلزال ۲۷ آیت ۳۷)

مؤمنین میں صفت بدل و سخا پیدا کرنے کے لیے قرآن عزیز میں ترغیبات و

۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتَيْتُمُوهُمَ مَا كُفِّرْتُمْ قَبْلُ أَنْ يَأْتِيَكُمُ
لَوْ سَخِرَ مِنْكُمْ مِنْهُ لَأَخَذْتُمْ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ خِزْيًا ۚ وَلَقَدْ كُفِّرْتُمْ عَنْهُ الْعَالَمِينَ ۚ (البقرہ ۱۸۸)
ترجمہ: اے مسلمانو! تم نے ان سے جو کچھ کفر کیا، اس سے پہلے جس میں عیوب و
دوئی اور خدائش تھیں، وہ ان کا کفر کیا تھا۔

۲۔ اَللّٰهُ قَرِیْبٌ مِّنَ الَّذِیْ قَرِیْبٍ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ ۚ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ

وَالْجَنَّةُ ۚ اَللّٰهُ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ ۚ اَللّٰهُ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ ۚ اَللّٰهُ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ ۚ

اللّٰهُ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ ۚ اَللّٰهُ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ ۚ اَللّٰهُ یَسْمِعُ لِمَنْ یَّدْعُ ۚ

اب ہم حضرت امجدی علیہ السلام کی سیرت میں عدل و انصاف کے جوہر نکالنا چاہتے ہیں۔ آپ کی ساری زندگی عدل و انصاف کی صحیح تصویر ہے، جس کی بنا پر آپ کی شان و روزِ حیات با برکات کے تقریباً بیس گھنٹے خاص و عام کی نظروں کے سامنے گذرتے تھے۔ حقوقِ اللہ کی ادائیگی اور حقوقِ العباد کی ادائیگی کا ذکر آپ کی طبیعتِ تنہا بہن چکا تھا۔ آپ والدین اور اساتذہ کرام کے حق میں آپ فرزند کی کا ایک ماحول نمونہ تھے۔ اولاد کے حق میں شفیعِ باپ اور اپنی اہلیہ و عیال کے حق میں عموں و خجروں پرست۔ خشی سلطان احمد (برسرِ کمال) دفترِ خدام الدین میں کام کرتے رہے، کلامان ہے کہ آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ مرحوم سما جلد ہی کسی معاملے میں مجھ سے ملاض ہو گئے اور انہوں نے حضرت مولانا سے یہی شکایت کر دی۔ جب مجھ کو علم ہوا تو میں بڑا خائف تھا۔ لیکن جب ہم دونوں کو آپ کے سامنے حاضر ہونے کا موقع ملا تو آپ نے حافظ حبیب اللہ سے فرمایا: حبیب اللہ! غصی صاحب! تم سے بڑے ہیں۔ لہذا تم ان سے معافی مانگو۔ لہذا صاحبزادہ صاحب نے فوراً تعزیر و مشاوری۔

علامہ عنایت اللہ شریقی سے آپ کو دینی نظریات میں اختلاف تھا۔ حبیب اللہ کا ہدف اوراق میں تفصیلاً ذکر آچکا ہے۔ لیکن آپ نے غیاب کے حکام اعلیٰ سرسبز حیات خان کو خاکِ ابد کی حیات میں مسکت جواب دے کر عدلِ اسلامی کی تائید فرمائی۔

مفت مدظلہ خدام الدین جاری کیا گیا۔ آپ ہی بانی انجمن تھے لیکن آپ کے گھر پر چڑھا تھا اس کا سالانہ چندہ ادا کیا جاتا تھا اور حافظ حبیب اللہ کو مدبرِ مسئلہ میں بورچہ بیجا جاتا اس کی قیمت اور ترسیل کے اخراجات حضرت اپنی گھر سے ادا فرماتے۔

ایک دفعہ انجمن خدام الدین کے شائقِ کوفہ قرآن حکیم میں بے شمار اختلافات ہو گئیں۔ شرکاء و انجمن نے صحت و قیام کے وقت خشی سلطان احمد کو اس تصور کا موردِ مٹایا۔ آپ کو یہ فیصلہ ناگوار لگنا۔ فرمائے گئے: قصور تو سوا میرا ہے۔

۳۔ اختلافات و اذیت ۱۳۴۳ رادی خشی سلطان احمد صاحب

کو خبر ہوئی، تو فرمایا، بیگ صاحب نے تمام علم راہِ کام کی طرف سے فرض کفایہ را کیا ہے اور ساتھ ہی آپ نے ان کے بچوں کے لیے اٹھائی سو روپے اور پانچ روپے کے چندا کی کتاب تھان عثمان روانہ فرماتے۔

مشرقیہ سرسبز مسکن غنودہ لاکھ پتہ راوی ہیں کہ میں ایک تبلیغی جلسے میں مجروح ضلع لائل پور گیا۔ جلسے کے اختتام پر چند علماء حضرات مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا گیا کہ حضرت! ہم کو کوئی نصیحت فرمائیے۔ میں کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری فوجی معینوں، غریبوں اور یتیموں پر خرچہ کرتے تھے۔ بلکہ قرین حسد نہ کہی اہل حاجت کی مدد فرماتے۔ میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا ہے کہ اپنے گھرانہ کے مولوں کو مل دوں اور مسکین سے کموں کو جو جس کے ہاتھ گئے، لے جاؤ مگر صحبت نہیں پڑتی۔ لہذا عزیز! جو شخص خود ایک سنت پر عمل کرنے سے قاصر ہو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔

اللہ! یہ آپ کی نفسی و فاعلیہ تھی۔ ورنہ آپ کی فطرت میں حریت فیضی کے جوہر کوٹ کوٹ کبھر سے ہوتے تھے۔ آپ کی بیوہ جو دوسری ایک عینِ دلستان تھی، آپ کی زبان میں سخاوت تھی، آپ کی نگاہ میں سخاوت تھی، آپ کے ہر عمل حیات میں جذبہ سخاوت کا فروغ تھا۔ اصحابِ مفسر کی طرح علماء اور دولہا آپ کی سمجھ میں توکل و تدبیر تھی، کام یہ مکر تھے اور تا زندگی مسجد کو چھوڑ کر نہ جاتے، انجمنِ خدام الدین سے بیگانہ، یتیم اور یتیم گھروں کے مال و ذلت منت مقرر تھے۔ وہ عقیدہ تاریخوں پر مبنی کرتے اور دھماکے دیتے ہوئے چلے جاتے تھے اور یہاں پر ایک بیک جاری ہے۔

فقروہ

لفظ فقر کی معنوی وسعت پر شیخ امت اور عارفین راہِ سلوک کے چند اقوال و فرمودات کا پیش کرنا ضروری ہے۔ تاکہ موضوع پیش افکار کا حقیقت پر موضوع کمال و مقام سامنے آجائے۔

فہمات کا ایک وسیع و عریض سلسلہ نظر آتا ہے۔

من ذا الذي يقرض الله قرضاً حسناً فيضاعفه له مضعاً مضاعفاً
کون ہے ایسا جو اللہ کو قرض دے
اس کو مہلت کا کرے۔

حضرت مولانا کی زندگی کو اب مذکورہ نظام کے آئینے میں دیکھئے۔ آپ کی زندگی جہاں اشاعتِ اسلام کے لحاظ سے فیاض اور تاباں رہی تھی۔ وہاں غریب پوری اور مسکین نوازی میں بھی ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اچانک کو ہلکا فرمایا۔ اس کی قیمت کسی انگریزی دوا کی فروش کی دکان سے دریافت کر دی۔ حسبِ ارشاد و قبیل کے بعد حاضر ہوا۔ کوئی سو لستہ روپے بٹھتے تھے۔ آپ نے ملے جلے ہاتھ پر رقم نکال کر فرمایا کہ فلاں شخص کو نو سو اور رقم دے دو۔

اسی دن ایک نہایت ابا چ شخص پر آپ کی نظر پڑی، جو نہایت مشکل سے مسجد کی پڑھائیوں پر پہنچا جاوگا۔ آپ نے مجھ کو چار روپے دے کر فرمایا کہ اس کو دے دے شخص کو یہ اسلام کھوا اور یہ چار روپے بھی اس کے حوالے کر دو۔ وہ آگے آئے کی زحمت گوارا نہ کرے۔

ایک دن حسبِ معمول چند انخاص حضرت مداح اللہ علیہ کے انتظام میں مسجد میں بیٹھتے تھے۔ باقوں باتوں میں ایک ہندوستانی بزرگ کے ہمہ کو بتایا کہ تقریباً چھ ملو گذرے ہیں۔ میں حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ مجھ کو اپنی بیٹی کی شادی کے اخراجات کے لیے کچھ رقم کی ضرورت تھی۔ حضرت نے میری گزارش سن کر مجھ کو بھرے میں بلا کر بیٹے تین سو روپے مرحمت فرمائے۔ آج میں پورے سیلے میں حاضر ہوا ہوں۔

مولوی عبدالحامد بیگ مدنی جن کو اب جلیل حضرت مولانا، جلیل اللہ و غلام اللہ علی نے اشاعتِ قرآن کے سلسلے میں شان سے بلایا ہے۔ عالمی قوانین کی خلاف ورزی (دیواریں ہر گھنٹا پر گھنٹا چپان کرنا) کے تحت گرفتار ہوئے۔ جب حضرت لاہوری

حضرت دوم بن محمد فرماتے ہیں: "من نعت الفخر حفظ مقود و صیانت
نفسہ فی احادیثہ و فضائلہ۔" دفر کی تعریف یہ ہے کہ فقیر کا باطن اغراض سے آزاد
نفس کائنات سے محفوظ ہو۔ احکام کی تعمیل اور فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہے،
حضرت ابو الحسن نورانی فرماتے ہیں: "نعت الفخر العقب السکوت عند العدم
والبدل عند الوجود۔" فقیر کی تعریف یہ ہے کہ چیز نہ ہو تو نہ سوچ رہے اور اگر
موجود ہو تو توجہ کرے۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں: "لفخر بعد البسلا و بعد العناء و بعد
دور الفحشاء و کسبہ۔" اس کی تمام جہتیں دولہ کی بجائے باعث حقیقت ہیں
شیخ الشاذلی ابو اتھام حیدر بن محمد البلید فرماتے ہیں: "الفخر علو القلب
عن الاشکال و فقر یہ ہے کہ دل ماضی کی صورتوں سے خالی ہو جائے۔"

دراصل "ایمان اس استقامت الفخر الی اللہ۔ واللہ و هو الغنی
المستعبد کی توضیح و تشریح ہی تمام عبارت کائنات میں مضمون سے جیسا کہ ترجمہ (گوگوار)
تم لفظ کے دو ذائقے کے تعلق میں مواضع کے لیے نیاز اور تعریف کی گئی ہے،
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیروں اور درویشوں کے حق میں تثبیت سی
بشارتیں دی ہیں۔

حضرت امام ربیع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی خدا کے دو ذائقے کا غلام فقیر اور
مولانا کی طالب علمی کے ایام سے ہم آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جفا کشی کی حدت
میں دیکھتے ہیں۔ لہذا آپ یقیناً فقر و ریاضت کے لذت چشیدہ تھے اور پر علیہ
لے۔ گفت الحجاب ص ۳۲۰ مشفق علی عمری علیہ الرحمہ باب فقر و عتقا

۱۰۔ حضور اکرم نے فرمایا: "یمنی است کفاح و کفاح تو گویا سچے سچے جنت میں جانیں
گے و کس استقامت و غلظت۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہی
بر کرامت کے دن میں میرا قدم میں توفیق از زندگی لے کر دو ایسوں کے ساتھ نہ بیٹھنے سے وعدہ
دیا اور جب تک چہرہ نہ لگاؤ تب تک کوئی کپڑا نہ اتارو و کیسے اس عادت ہم غزالی رحمہ

ایسے لوگ کم ملتے ہیں، جن کو جوگ اور یاس نے کاپے کاپے دستا پا جو۔
دراصل خلق کا اندھ میں غریبوں کے کام میں ملاسا سر فقر و فاقہ کی ایک سیر انگیز
تصویر تھے۔ پارس کے کھانے سے انکار فرمایا کیونکہ ان کا اندھن و ادب سے رشوت
کا تھا۔ اب متبادل کوئی انتظام نہ کیا گیا۔ ایک ضعیف اور عظیم حضرت نماز عصر کے
بعد آپ کو کئی گے بیٹھے جوئے والے اور گوسہ جاتی اور بس۔

راہوں میں مولانا کے جسم پر صرف ایک پارک کر رہا تھا اور اس پر ایک عربی
جلیب تن تھی۔ بچوں کے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ نوید و مدبر کی بے نسبت زمین تپ
نے صحت ایک جہاں بس۔ حقیقت ہے اس مبارک اور متکلاذ زندگی کو
بچنے کے لیے عجبان الہی کا دل و داغ چاہیے۔ وہ کوئے کو فنا اور پائے کو کھونا
بکھتے ہیں۔ اس منزل میں قدم رکھنا ولایت کی آگاہی ہے اور نصیحت بانڈ رجا
کی صفائی طعیر ہے۔

۱۹۱۸ء کے اوائل میں آپ کا سفر حج کی تیاری کرنا اور پھر درخواست میں تمام
اہل و عیال کا نام بھی درج کرنا۔ دراصل آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے خارجہ
ہو رہے تھے۔ حالانکہ آپ کے پاس نہاد راہ یکسبھی موجود نہ تھا۔

افغانستان کی ہجرت کی ساری داستان فقر و فاقہ اور تکل و تسلیم کی سنگلاخ
ہے۔ پھر ۱۹۲۸ء میں سفر خراج ہمارے موجودہ موزوں کی جان دینے کی کج ہاد میں کھانا پکانے
والے بچے نماز تھے۔ اردو و فارسی اور سندھی میں درس و تدریس کا کٹھنک۔ جلا شریف
لے۔ تمام واقعات مولانا کی زندگی کے ابتدائی حالات میں شامل ہوا کرتے ہا بچے ہیں۔

۱۱۔ فقر کا زور لیش و اسبند دست۔ ہر دعوت لا الہ الا محمد بن است
فقر و فقر و شوق و تسلیم و صفاست۔ ما اسبند میں متابع مصطفیٰ است
مشتوی ص ۲۲۔ عطار اقبال علیہ الرحمہ

۱۲۔ مرد و مردی اشتراک برائے ہر مرد و مردے ہر زمانے ہر خود (وہ ص ۲۲)
اور شوقی بطنی جالغ احادیث الی اللہ تعالیٰ میں مضیعت عابد اے قسطنطنیہ کشت الحجاب

نوحی جان فری ہے۔ گیارہ بج گئے ہیں۔ ابھی تک ہاتھ بھی نہیں کیا۔
 سبحان اللہ! یہ اولیاءِ راست ہیں۔ زندگی کے خفا کی سے آشنا ہیں۔ فطرت کی
 ترجمانی ان کے عمل میں پائی جاتی ہے۔ یہ دراصل ایک نیکو عیشی کا منظر بننے کی
 سعی مرشدہ ہے۔

ہم متعدد ذیل واقعہ کے بعد اس باب کا ختم کرتے ہیں۔

مقدمہ نمبر ۲۹، فروری ۱۹۸۳ء بروز منگل ۱۰ شعبان ۱۴۰۴ھ حضرت مولانا احمد علی
 ہادی کے حضور سے پروفیسر یوسف سلیم شیشی کے حوالے سے جناب محمد ظہیر میر
 رقمطراز ہیں کہ:-

یہ واقعہ ۱۹۷۹ء کا ہے جس سال انہیں حمایتِ اسلام ہونے والے کٹر محمد اقبال اسلام
 کی فروغی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اشاعتِ اسلام کالج قائم کیا گیا تھا
 تاکہ آریوں اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمان مبتدیان اور ناظرین تیار

کے لیے جب تک زندگی کے حلقے پر غور کیا جائے تو ہرگز کے کالونین سنگ
 بزدل و دغا باز کی کڑی کا بے تمام۔ میلان جنگ میں غلبہ کر سکیں گے
 خون دل دیکر ہے سر نہ جات۔ فطرت کو ترک نہ کرے غفلت نہ ملے ترک نہ
 فطرت کے حلقے کی کڑی بھائی۔ یا باندہ سحرانی یا مردِ گستاخی
 میانِ امتوں والا ستارہ است۔ کو آں امت و گیتی را نام است
 نیا سید زکار آفرینش۔ کہ خواہ خوشگلی ہوئے و طرہ امت

کے۔ صاحبِ کرم کو نوازیں نہ توں سے موعود رکھنے کے لیے حضور اکرمؐ کو فریاد کرتے تھے
 نشت کاہل منکھ، انی اطعمہ و اسقنی و تم سے میری طرح کوئی نہیں۔ جب مجھ کو
 جھوک گئی تھی تو میرا درد گارہ کو کھلا، جھوکا جاتا ہے۔ نہائی شریف تانے بھیم، یا باندہ

میں جا کر ایک بجتی ہوئی چھل کے کھانے پر کوک، ہدایت، جوش کے عارضین تیار رہنا۔
 اور میرا یہ مصائب و آلام پر لہر بہرست و تشکر کا اظہار منہ دل تو سیاہ ہونے
 سے بچ گیا ہے۔

آپ کی تبلیغی دوروں پر عجیب سورا بازی ہوتی ہے۔ بیزارانوں کی زبان پر غصہ و
 تعلق۔ جسے بڑے خطابات، ملائم، مضبوط، عیشہ، خطابت، سبحان عصر، خطیب
 پاکستان دیمو، علماء شوقی برسٹا کیوں، خوش پوشی، خوش خوری اور نامور
 شہرت کی تمنا اور آپس میں رقابت۔ غصہ کیا۔

مگر مولانا کی زندگی کا برائے نامی تعمیری سرگرمیوں کے لیے وقف تھا۔ غصے
 مولانا آپ کی منزل مقصود تھی۔ مصطفیٰ میں مجھے ہونے چاہیے اور گڑباندر کر تبلیغی
 دوروں پر جانا، آدماء کے گھروں میں سات سات دن قیام لیکن ان کے گھر کا
 ایک لمحہ بھی نہ کھانا اور پھر قلمدانِ انداز میں فرمانا، دنیا داروں کی غیورگی کو ان
 کھٹے کے لیے میں نے استغناء سے تیز تر آکر بھی نہیں دیکھا ہے۔ اب ہمارے
 کی فریب کاریوں کا تسلسل اور مولانا کی انصاف و روشِ حیات کا موازنہ کیجئے تو دونوں
 کے درمیان تضاد و تباہی کا ایک جھوٹا زار نظر آئے گا۔

لے اَمْنِ قِیَمَتِ عَمِیْکَ عَلٰی قِیَمَتِ
 اَمْنِ قِیَمَتِ سَبُوْنِ
 اَمْنِ قِیَمَتِ سَبُوْنِ
 اَمْنِ قِیَمَتِ سَبُوْنِ

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
 شاہین کا جہاں اور ہے گرس کا جہاں اور (امثال)

اگرچہ زندگی کے آخری سالوں میں آپ پر فالج کا اثر تھا۔ لیکن اطباء اور
 ڈاکٹروں کی عیالات کے باوجود دینی مشاغل میں سر مشرق نہ آتا تھا۔ عاجز ادوں
 سے خوراک کے متعلق پرچھا گیا۔ تو فرمایا۔ صبح سے صحت ایک پیالی چائے کی

مرحہ اور تک تک نہیں تھا۔ تو آپ کھاتے کیا ہیں؟
حضرت سکرانے اور فرمایا: دوسری! ہم اپنے اٹکے کھاتے ہیں جب
وہ غذا بھیج دیتا ہے، ہم سب گھر والے اس کا شکر ادا کر کے کھاتے ہیں۔ جب
وہ کچھ نہیں بھیجتا تو شش پانی پی لیتے ہیں؟
یہ سن کر کہ انس پھر پر رقت طاری ہوگئی اور مدال سے آنسو پہنچتے ہوئے
اس نے کہا:-

”واہ گرو کی رہا ہے آج ایک دنیوی مہمان کے درشن ہو گئے؟“

دھپنی دھنی وہ دھمی دھانی
سہاسکا نہ وہ عالم میں مرد آفاق

رحم و شفقت

رحم منصب الہی ہے۔ اور ارحم الراحمین کا لقب اسی کی ذات باریکات کو زیادہ
اور پرورش جو اس صفت سے مستحق ہوگا متوفی باخلاق سمجھا جائے گا۔ کیونکہ
رحمان اور رحیم کے معنایں اسلام کو انور اس کی صیر۔ پرستار و مہنوی بھیجے جائیں گے
فرماتے خلافتائے کے حضور راہی دعاؤں میں کہتے ہیں۔ ”ذینا لا یستغل شیئ
دخشتہ فی جفائا اور ادھر امام الانبیاء علیہ السلام کے فرقہ اندس پر رحمتہ الطیفی
کا مریح و خرق تاج رکھا گیا ہے بجز اللہ تعالیٰ نے ہر ذی حیات کو صفت رحیم سے

لہ۔ سورہ مومن آیت ۴۷۔ ”لے اِنَّ اَیَّاهِ رَہْمَۃً تَالِ مَعْمَدَ سَوَّلِ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَصَلِہٖ
وَعَلَّیْہِ جَمَلُ اللّٰہِ الْمَرْحُومِ اَمَّا تَجَرِیْہُ فَاَمْسَلُہٗ عِنْدَہٗ سَعۃً وَتَسۡعِیۡنَ جَنَّۃً اَزۡلَ
فِی الْاَوَّلِ جَنَّۃً اَزۡلَ خَالِکَ الْاَوَّلِ وَتَجِدُہُ الْاَوَّلِ اَمَّا تَجَرِیْہُ فَاَمْسَلُہٗ عِنْدَہٗ سَعۃً وَتَسۡعِیۡنَ جَنَّۃً اَزۡلَ
تَصَدِیْقَہٗ دِیۡوَانِی طَرِیۡقِ کِتَابِ الْاَدَبِ دَاب ۵۰۵

کے باسکین کا کچ کی گئی کے صدر مولانا احمد علی مرحوم اور سیکرٹری شیخ عظیم
مرحوم ایٹو وکیٹ منتخب ہوئے بحیثیت پرنسپل برقرار کیا گیا۔

کالج نیا نیا قائم ہوا تھا اس لیے دینی معاملات میں ہدایات لینے کے
لیے مجھے اکثر اوقات حضرت لاہوری کی خدمت اندس میں حاضر ہونا پڑتا تھا ایک
دن میں حسب معمول حضرت کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ سینکڑوں لوگ حضرت
کے مکان کے سامنے جمع ہیں مدافعت کرنے پر معلوم ہوا کہ خیر پوس حضرت
اندس کے گھر کی تلاشی لے رہی ہے کیونکہ کسی غیر نے حکومت کو اطلاع دی ہے کہ
حضرت کا چاہ کی ”دشمن پسند حرکت“ سے خیر تعلق ہے اور ان لوگوں نے
چند خطرناک ہم حضرت کے گھر چھپا رکھے ہیں۔

حضرت کھڑے سامنے ایک چار پائی پر اپنے بچے عیدانہ اور دو گود میں لیے
بیٹھے ہیں۔ میں سلام کے بعد پائنتی پر بیٹھ گیا۔ مہنوی پر بعد مینوں پوس افسر
دایک سکوا انسپکٹر اور دو منہو سب انسپکٹر تھے، باہر آئے اور حضرت سے کہا
کہ استورات جو کہ باوجود چھانے میں ہیں ان کو اوپر پہنچا دیجئے تاکہ ہم باوجودی خانہ
بھی دیکھ لیں۔

تلاشی کے بعد سب انسپکٹر نے حضرت سے کہا ”مہنوی صاحبہ میں
ہبت افسوس ہے کہ غیر نے جھوٹی اطلاع دی تھی آپ کے گھر میں کوئی نہیں
ہم ہبت شرمندہ ہیں کہ ہم نے بلا وجہ آپ کو زحمت دی۔ ہمارے دل میں آپ
کی بڑی عزت ہے، اگر ملازمت کی مجبوری سب کچھ کراہتی ہے۔ اب آپ زبان
سے کہہ دیجئے کہ میں نے تم لوگوں کو معاف کر دیا، تاکہ ہم کو اطمینان ہو جائے
لہذا آپ نے ویسی ہی فرما رہا ہے

انوں نے حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد سکوا انسپکٹر نے
حضرت سے کہا ”حضرت حبیب ہم نے آپ کے باوجودی خانے کی تلاشی لی تو
سب برتن خالی تھے۔ نہ ٹاٹا، نہ وال، نہ ترکاری، بلکہ کسی ڈبے میں ہلدی

افسردہ دل۔ افسردہ کنرا نچنے را

حیوانات پر بھی آپ کی شفقت عام تھی۔ درس قرآن میں ایک دودھو آپ کی زبان سے سنا کہ کسی مجرور و ظالم کو پٹسے گئے۔ ان میں سے ایک بے گناہ تھا اور ایک قاتل تھا۔ بے گناہ خدا کاٹے سے عدل و انصاف کی اپیل کیا کرتا اور گناہگار لپٹے گن بہل کی صفائی کے علاوہ رحم کی اپیل کرتا۔ جی نے جب فیصلہ سنایا تو قاتل کو بری کیا گیا اور بے گناہ کو تختہ دار پر لٹکا گیا۔ اس ملاوٹ کے ایک عارف باللہ نے حضور باری تعالیٰ میں استہساں کر مولا کر مہ کیا، چاہا ہے؟ جواب ملا، نہ بکھر ہمیشہ ہمارے ساتھ اقتدار ہم کرتا اور رحمتی کجا کرتا رہا۔ ہم نے اس پر رحم کیا۔ بے گناہ ہمیشہ عدل و انصاف کی درخواست کرتا رہا، ہم نے اس کے ساتھ انصاف سے کام لیا۔ چیخیں ایک دن بیتے ہوئے پانی کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ اس نے ایک چوٹی کو ایک شکار پر چڑھایا۔ نکلے کو پانی میں کھڑا کر دیا۔ چوٹی نیچے آئے، تو ڈوب جاتے اور جاتے تو پریشانی ہو، آخر اس تماشا کے عدل و انصاف کا ہر نکلا اور چوٹی بھی ٹھہر گئی۔ لہذا آج کے فیصلہ میں ہم نے رحمتی کجائے انصاف سے کام لیا ہے۔ اس شخص نے ہماری مخلوق پر چوٹی، کوٹھواری، آج ہم نے ہر دے انصاف، اس کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کرتے، جب سے میں نے یہ سنا ہے، چناب کے دھبے بھی اگر کوئی چوٹی نکل جاتے تو میں اس کو نکلے سے نکالتا ہوں اور اگر نکلنا ڈلے تو اپنی انگلی سے اس کو بچاتا ہوں۔

خاتونہ بھادرہ مرحوم نے بیان فرمایا کہ حضرت لاہوری ایک دفعہ کسی جلسے میں شمولیت کے لیے ایشیئن پر پہنچ گئے گاؤں پر سوار ہونے سے پہلے خیال آیا کہ کچھ جہرے میں چڑیوں کے گھونسلے ہیں اور میں ہلکا سا لٹکایا اور وہ شدائد بند کر کے آیا ہوں لہذا آپ نے فوراً مجھے کے منتظر کوٹھواری میں اس گاؤں کی بجائے اچھی گاؤں پر اٹھا دیا وہ آؤں گا۔ ایشیئن سے واپس آکر آپ نے مدفن دان کو لے

کسی زمینی مذہب کو نواز رہا ہے۔ بلا حک و ریب اس مبارک وصفت کی ہر گز بری سے اس ذاتی میں سکون و طمانینت کی مینیاں بہہ رہی ہیں۔

حضرت لاہوری پورا در شفقت کا ایک عین پیکر تھے۔ آپ کی نرم خوئی خوش کھلی اور نظر خلقت آپ کے توشیوں کو مسرور کرنے کے لیے کافی تھے۔ آپ کی تربیت کی سامنے دلی دیوار پر یہ شعر آپ کی سیرت کی صیغہ نکال سکتا ہے۔

روحم ہے تیری تربیت پہ دلدن منہاں کا

تیم ہیں تیری شفقت کو یا در کتبیں دھنگ

یہ شعر دھول مجبور و مجروح دلوں کے ہذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ تیم نواسے اور نواسیاں گھر پر موجود تھیں۔ ان سے پوچھتے کہ آپ کے مانا جان مرحوم کس قدر شفیق تھے۔ آپ کی وفات پر بڑے بڑے حوصلہ مند انسانوں کو بچوں کی طرح آہیں بھرتے اور روتے دیکھا گیا۔

قوم کی بڑا خلاق، دین سے اعراض اور عیاشی کی دلدلوں کو دیکھ کر آپ پورے قابضہ حلال سے مدخل و قباخ کے خلاف بولتے تھے۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے۔

”ہم آپ کے بدخواہ نہیں ہیں، ہم تو کافروں کے حق میں بھی ہدایت کی دعا کرتے ہیں“

قماری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چار عناصر ہیں، تو ہوتا ہے کائنات

آپ کو گناہ سے ضرور نفرت تھی۔ لیکن آپ گناہگاروں کو بلا جہادیت میں ترمیم تھے۔ آپ بڑوں کو صاف کرنے کے متمنی تھے، ان کو توڑ نہیں چاہتے تھے۔ نیلر گنبد لاہور کی جامع مسجد میں ”رحمہ علیہم“ عزائم پر تقریر فرمایا ہے تھے۔ قوم کی نبروں عالی کا خیال آتے ہی آپ بروقت طاری ہو گئی، آفسو ہینے لگے کچھ وقفے کے بعد زبان کھولی تو یہ الفاظ سنائی دیئے گئے تھے۔

فارہ ہستی کچھ سہمی، لیکن میری دیکھا گیا

بلے غم ہنسنا کیے اور باخبر دیا کیے

اور پھر دوسری گاڑی پر سوار ہو کر شریف کے گئے۔

ہم بخیر اختصار حضرت مولانا کے باقی فضائل و حسن کو بابتفصیل بیان نہیں کرتے۔ گھر پر مقامات ولایت جو کہ آپ کے علمی و عملی کمالات پر تقدس سے موسوم کتاب لکھی گئی ہے اس میں تقریباً سو صفحے آپ کے ہی درس کے لیے نقش ہیں اور کوئی عنوان بھی ایسا نہیں ہے، جس کو آپ کی زندگی کے واقعات سے ملے اور صدقہ زبانیاں جو اپنے استاد ایضاً حضرت علامہ نواز شریف، پاکیزگی فطرت، امانت، احسان، برحق، طلب رضا کے اور علاوہ انہیں عام صفات حسنہ کہہ کر اخلاق حمیدہ کا ایک چمن ناز ہے جس کے مطالعہ سے ایمان کی کیفیت میں خورائیت اور ہزنہ عمل میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے۔

مقام والدہ

يَا ذَا مَعْنَى اللَّهُ مَنْ أَتَيْتَ قَالَ أُمَّتُكَ - قُلْتُ ثُمَّ مَنْ -
قَالَ أُمَّتُكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ - قَالَ أُمَّتُكَ - قُلْتُ ثُمَّ مَنْ -
قَالَ أَبَاكَ ثُمَّ الْوَلَدُ فَالْمَرْبُوبُ - ترجمہ: 'ابو دادا

موجودہ

ایک معانی نے عرض کیا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے بڑا وہ کس سے نیکی کروں - فرمایا - اپنی ماں سے۔
عرض کیا - پھر کس سے - حضور اکرم سے فرمایا - اپنی ماں سے۔ پھر عرض کیا، پھر کس سے - فرمایا - اپنی ماں سے۔
پھر اس نے پوچھا کس سے تو فرمایا - اپنے باپ سے، پھر فری دشت دارین سے۔ بعد میں دوسرے رشتہ داروں سے۔

فارسی، اردو اور ہندی کے وہ اشعار اور مصرع جو حضرت علیہ الرحمۃ کی مبارک زبان سے درس قرآن یا خطبہ میں بے ساختہ نکل جاتے تھے

مصرع

- ۱۔ بے میوہ نہ میوہ رنگ گیر و
- ترجمہ - میوہ میوہ سے رنگ لیتا ہے۔
- ۲۔ او خوشنغم گم است کرا دہری کند۔
- ترجمہ - جو خود رست سے بھٹک گیا ہوا، وہ دوسروں کی رہنمائی کیسے کر سکتا ہے۔
- ۳۔ بے ادب عروم گشت از فضل رب۔
- ترجمہ - بے ادب پروردگار کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔
- ۴۔ نمد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔
- ترجمہ - شاخ جو پھل دار ہوا، وہ زمین کی طرف جھکتی ہے۔

اشعار

۱۔ تھی دستاں نعمت دا چہ سودا ز میر کا مل

کہ خضر از آب حیات نشے آید کند مل

ترجمہ - جو لوگ تقدس کے اعتبار سے بے نقص ہیں ان کو اُزی کی صحبت سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا مثلاً مشورہ ہے کہ خضر علیہ السلام کی رہنمائی کیسے باوجود آپ حیات کا پھر دریافت نہ ہو سکا۔

- ۹۔ دوستان را کیا کشتی محسوسم
تو کہ با دشمنان نبرداری
ترجمہ: اسے رب کریم۔ تو اپنے چاہنے والوں کو رحمت سے محروم نہیں رکھتا نیز تو دشمنوں
انہی سے کہ تو عقوق میں اپنے ناخوفاؤں کو بھی رزق عطا فرماتا ہے۔
- ۱۰۔ جان دی دی ہوئی اسی کی حق
حق تو یہ ہے، اس حق ادا نہ ہوا
خلافت پیغمبر کے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
ترجمہ: جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کسی عمل کرتے ہو کسی
صورت میں اپنے پیرو کاروں کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔
- ۱۱۔ چشم بند و گوش بند و لب بند
گر نہ بینی ستر حق بر ما بخند
ترجمہ: آنکھیں بند کرو، لالین کلام سننے کی عادت چھوڑ دو اور اسی تباہی یا قول کہ
کرنا ترک کر دو اور نہایت توجہ سے ذکر الہی میں مشغول ہو جاؤ۔ اگر اس مسیحا
پیغمبر دیدار الہی پر پہنچ نہ ہو تو میری نصیحت کو بے شک بے سود جانو۔
- ۱۲۔ فاسکے ناکامی متاع کاروں جاندار
کاروں کے دل سے محسوس نہیں جاتا
آپ خیراں را کند دہ پادہ مزاج
اعتیاج است اعتیاج است اعتیاج
ترجمہ: شیروں جیسے فیتور انسان کو جو خوشامدی بٹاتی ہے وہ غلط محسوس اند
غریب ہے۔
- ۱۳۔ دایہ سستی کچھ سسی۔ لیکن یہی پایا گیا
بے خبر بختے رہے اور با خبر دیا گئے

- ۲۔ حدیث میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی مری مٹا دے۔ خاک بیلان کر دے
۳۔ خاک ازان جہاں را بخت است سنگ
تو چہ دانی کہ دین گد سوار سے باشد
ترجمہ: دنیا کسٹو، دلویش لوگوں اور سوار پرش مایوں کو نفرت کی نگاہ سے
مت دیکھئے۔ تجھ کو کی خبر ہے کہ اس گروہ میں کوئی محبوب خدا بھی ہو۔
- ۴۔ بندہ آمد اثر برائے بندگی
زندگی ہے بندگی خشننگ
ترجمہ: انسان کو دنیا میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے بھیجا گیا۔ اگر زندگی بسر کرنے
والا مسیوح حیثیت کی بندگی کی اہمیت نہیں جانتا تو اسی زندگی کا عیش خرم ہے۔
- ۵۔ ایں سعادت بزرگ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
ترجمہ: یہ خیر دین انسان کی اپنی محنت کا نتیجہ نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی عطا ہے۔
- ۶۔ رنگی کو ناز کیسں اور کوشے کو کویا
چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا دیا
۷۔ کمال را نگذار مرد حال شو
بیش مردے کاٹے پا پاں شو
ترجمہ: زبان سے اظہار محبت کو ترک کر دے تیری حالت ہی سے صاحب فرست
معلوم کرے کہ تو یا دانی میں مستغرق ہے۔ اور اس غلو باند کیفیت کی طلب
ہے۔ تو کسی مرد کامل کی صحبت میں ملاپ صادق بن کر زندگی بسر کر۔
- ۸۔ یکس زمانہ صحبت یا اولیاء
معتز از صد سالہ طاعت ہے بیا
ترجمہ: اولیاء کی صحبت میں کچھ وقت گزارنا سو سال کی بے ریا عبادت سے اونٹنی تر ہے۔

حضرت علیہ الرحمۃ کا ہم عصر بلندیائے نصیحتوں سے تعلق

ہم اس موقع پر ان متاثرہ لوگوں کے فضیلتوں کا ذکر کر رہے ہیں، جو بے شک ان کے باوجود سید عالم رضی اللہ عنہ سے فی الواقع بہت زیادہ دور تھے۔ یہ لوگ اپنے زمانے کے اپنے اپنے مقام پر خاص و عام تھے۔ ان میں سے بعض تھے اور شاہانِ نبوی کے سابقین بھی لوگ ابراہیم و اسحاق تھے۔ خیر ان میں سے بعض تھے۔ لیکن اس زمانہ میں وہ تھے جو اب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچائے۔

حضرت علیہ الرحمۃ کی زندگی خود فیوضِ برکات کا سرچشمہ تھی۔ اس کی ساری عبادت و عبادتِ وسیع تھی اور آپ کے حلقہِ احباب میں وہ تار و پود کا زمانہ تھی۔ ان کے ہاتھوں میں انصاف و انصاف کی قیامت تھی اور وہ دشمنوں میں گئے۔ انہیں لوگوں کے دم قدم سے اس عہد میں نیز اسلام کی کرنیں عالمِ ہستی کے گوشے گوشے میں پہنچیں۔ وہ لوگ صاحبِ حال تھے۔ ان کے دلی وادعات تائیدِ ازبندی کی خصوصیت و راحت و آسائش تھے۔ ان کے دائرہِ رسد و جہت سے تعلق خدا تعالیٰ سے جو تھی۔ ان میں سے چند کے متعلق کچھ حوالہ ذکر کیا جاتا ہے۔

قطبِ دوران حضرت میاں شیر محمد شریقیؒ

میاں شیر محمد نور الدین مرقدہ اکثر و بیشتر حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے درس قرآن میں تشریف لائے اور فرماتے ہیں: "مولا نا احمد علی صاحب اللہ علیہ السلام کا نور دہی میں شیر خوار کی طرف لگا کر تاجوں توڑیں محسوس ہوتا ہے جیسے فرشتہ زمین سے اٹھ کر عرض کریں: "میں نور کی خدمت میں روشن ہوں اور دنیا کو ٹوک رہی ہوں۔"

حضرت لاہوریؒ اکثر فرماتے تھے کہ: "پنجاب بھر میں حضرت شیر خوار کی عبادت کا کوئی مثیل نہیں۔" ایک دفع جب آپ شرق پور تشریف لے گئے۔ جہاں ایک کارن تھا۔ آپ مسجد میں خاموش بیٹھ گئے کہ حضرت شریقی علیہ الرحمۃ نے ایک

ادی کو کہا کہ آپ جمعہ جمعائیں آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں جمعہ پڑھنے کے لیے آیا ہوں۔ منہ حضرت شریقی علیہ الرحمۃ نے خود کہا کہ آپ کو نماز چھوڑ دو، دعا اور عبادت کے تعلق فرمایا۔ لہذا آپ نے نماز چھوڑ دی۔ دوسری جمعہ صبح آپ کے لیے ایک اظہار کیا حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے، "خدا جانے شریقیوں کا رکناں سے آگئی۔ مطلب عدل شیر خوار کی دعا علیہ السلام کے لئے اور ان کے ساتھ رہنے کے لئے کہ ان کو کھانا دے دینا ہے۔ پر انہیں دینا ہے۔"

حضرت علامہ محدث حصر مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے حوالہ سے کہہ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہم شمالِ نبویؐ کی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ عام عادات، اطوار، عبادت، سیرت، پانچوں رنگ سنت نبویؐ کا رنگ غالب تھا۔ انوارِ پانچ سو سنی کا مطالعہ فرماتے۔ لیکن تاجِ تعلیم اور ادب آپ پر غالب ہوتا تھا۔ یہ وہ عاشقِ سنت تھے جن کے متعلق کچھ حوالہ نہیں ملتا تھا۔

نگار و مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
آپ جب لاہور تشریف لائے تو حضرت لاہوریؒ کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔
حضرت مولانا مفتیؒ ہمارے کبریا حضرت مفتی علیہ الرحمۃ حضرت لاہوریؒ کے ساتھ ہی رہے۔ آپ مددِ حدیث کے اختتام پر لاہور آمد میں ملنا کو سنیہ طاقت دے کر فرمایا کرتے تھے۔

"علم کی تحصیل آپ نے آٹھ سال درجہ میں کر لی، آپ کی تکمیل حضرت مولانا احمد علی صاحب کے ہاتھ میں ہوئی، اللہ کا ایک شہر ہے کہ وہاں شریقیوں میں بیٹھا ہوا اللہ کی خدمت میں کائنات کے دل سکھانے میں مصروف ہے۔ وہ اللہ کا ایسا بندہ ہے کہ اس کے درس قرآن میں شریعتِ جنت کی ضمانت ہے۔"

یہی روحانی کو حکیم اوست علامہ تاجی محمد طیب اور علامہ مولانا محمد علی غلامی غفرلہما

تو آپ نے منبر سے اتر کر اپنا جاندار کے کر شاہ مہی کو پیش کیا۔ لیکن شاہ مہی تیزی سے غلاب میں چھپا اور اپنے سر مبارک کا رمال آنا کر حضرت کے تہہ نامیں بکھار دیا۔

حضرت داؤد غفر لہؑ: مولانا داؤد غفر لہؒ نے حضرت کی ذات شہر فرمایا کہ حضرت مومن اور صالح کی صفات میرے لیے انتہائی عمدہ کا باعث ہے۔

مرحوم ملک کے کسان ترین عناصر سے تھے۔ ان کے سامنے راجہ سے طبیعت اسلامیہ کو چھٹان چھپنا ہے وہ ناقابلِ تلافی ہے۔ مولانا مرحوم نے توحید و سنت کی اشاعت اور بدعت کوٹنے کے لیے جو تکالیف برداشت کی ہیں آج کے نوجوان علماء ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جب تک انگریزوں کا ہرجومرج نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس راہ میں تمام مصائب کو خندہ میخانی سے برداشت کیا۔ میں نے انہیں ہر مرحلہ پر فخر اور حمد و ثناء پائی۔

آج طبیعت اسلامیہ ایک عالم باعمل، ہمدانی سپیس اللہ، عابد و زاہد و عظیم الشان کے سبق و منہج سے محروم ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ حق سجادہ تھامے مرحوم کو اپنے جواب و رحمت میں جگہ دے۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ: انجمن حمایت اسلام لاہور کے قضا فوٹو تھا

کو حضرت لاہوری کے کردار اور سیرت کے مطالعہ کا موقع فراہم کیا۔ علامہ مرحوم کا ایک ذوق توحید و رسالت اور تمامیات و ولایت کا جائزہ لینے کا فوق الفطرت منکھ لکھا تھا۔ اور حضرت لاہوری کو خاقانِ کائنات نے اس فطری اور وہی عظمت سے نوازا تھا کہ آپ عبد حاضر کے بیک وقت مفسر، محدث، نقیب، ہمدانی، سبیل اللہ، خطیب اور مرشد روشن ضمیر تھے۔

جس وقت خواجه نذیر احمد مرحوم کا بیان کردہ واقعہ تاریک کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا ہے کہ اگلیت اسلامیہ کا سکیم و خیمہ حضرت لاہوری کے ساتھ کس قدر عقیدت رکھتا تھا۔

جیسا مصائب فکر و نظر آپ کے دورہ تبصر کی شمولیت سے مستفیض ہوئے اور اسان نقابت و روحانیت پر مردانہ بین کر چکے۔

حضرت رائے لاہوریؒ: حضرت لاہوریؒ کے وصال پر جب دعا پاک کے حادثہ ہائے حضرت جلالہ قادرا لاہوریؒ چوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور عالم بے قرار ہو گیا کہ مجھ کو لاہور کے چلو۔ لیکن ڈاکٹر کا مشورہ ماننے پر آپ نے لفظ عزت نامہ بھیجا۔

حضرت اقدس سیدی مولانا احمد علی نورانیؒ مقدمہ کی خبر وصال سن کر سخت صدمہ ہوا۔ حضرت مرحوم بہت ہی بڑے بزرگ اور اعلیٰ دائرہ میں سے تھے۔ ہیں اس بات کا شدید صدمہ ہے کہ ہم سے اوچل ہو گئے۔ مگر کیا کریں۔ یہ بات دیکھنا دیکھنا سب کو پیش آئے والی ہے۔ سب کو کسی راستہ سے گزر کر اپنے مولانا کے حقیقی کے اس حاضر ہونا ہے اور عمل بجا جس کے بعد فریق نہیں، اس کے واسطے اس راستے سے گزرنا ناگزیر ہے جو حقانی ہم کو بھی خاص، اہم قرب سے نوازے اور اپنے بندوں کے فضل قدم پر چلنے کی توفیق ازاں فرمائے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم: حضرت شاہ جی مرحوم نے فرمایا کہ آپ کے شیخ کا رتبہ کا عرض کروں۔

ایک سو سال پہلے اور ایک سو سال بعد تک مجھے بن جیسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔

شاہ جی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی کے توفیق کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن حضرت لاہوری کے توفیق کا ضرور قائل ہوں۔

اور حضرت لاہوریؒ کی امیر شریعت پیر دل و جان سے شائق تھے۔ ایک دفعہ منبر پر کھڑے کھڑے حضرت لاہوریؒ نے دیکھا کہ شاہ جی مرحوم مسجد میں بغیر صف کے بیٹھے ہیں۔

حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ علامہ مرحوم کے متعلق فرمایا کہ حبیب
ہمارے حضرت سید تاج محمود اور امیر لاہور تشریف لائے تو آپ کی چار پائی رات
کو کتاب کے پاس بچائی گئی۔ بھری کے وقت جو سب سے پہلے آپ کی چار پائی کے
پاس زانوئے ارادت نہ کر کے بیٹھا وہ علامہ واکٹر محمد اقبال مرحوم تھے۔

حضرت لاہوریؒ کے فیوض و برکات کی وضاحت

حضرت لاہوریؒ کا حلقہ احباب و متوسلین سات براہمنوں تک پھیلا ہوا
تھا۔ ہم اس بگ چند شاہد کے نقل کر کے بعد دنیا کا نقشہ پیش کرتے ہیں، تاکہ آپ
کو حضرت کے فیوض و برکات کی دستوں کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

حضرت مولانا لاہوری قدس سرہ اعزیز اگست ۱۹۱۶ء کو ریشی غلوٹھ کا نیشن
کے انکشاف کے سلسلے میں ایک باغی کی حیثیت سے گرفتار ہوئے اور مختلف جیلوں
میں اسیری کے ایام بسر کر کے لاہور میں چند شرائط اور پابندیوں کے ساتھ رہ سکے
گئے۔ فرنگی حکومت کے اس باغی و تابعی مرہ نے ان لاہور کے ام القریٰ میں نصرت
صدی دوسرے قرآن حکیم کی مشعل جلا کر اسلایان عالم میں وہ نام پیدا کیا کہ آپ
اپنے وقت کے ممتاز ترین مفسرین میں شمار ہونے لگے۔

قرآن مجید کے دوسرے کون کون مستفیض ہوئے۔ اس کا طرہ خداوند عالم
کو ہی ہے۔ مگر انجمن خدام الدین شیرانوار کے رجسٹرار جن کے مندرجات اس مرحوم
اعلمہ کے خود دست مبارک کی جنبش قلم کا نتیجہ ہیں، اس پر حجت ہے کہ ہندو پاک
کے تمام شہری، قصوب اور قروں میں سے علم و دین کے پیاسے شیرانوار کے
چتر حافی سے آکر خود دوزخ کی تسکین بھی تے رہے۔ راقم الحروف نے ان علماء کرام
کے تہ رقی پچھتہ ذوقانی آنکھوں سے بڑھے، جو حضرت سے سندات فرحت حاصل
کر کے گئے۔ اب ہم بیرونی دلائل سے آئے والے حضرات کی فرست میں سے چند
ایک بزرگوں کے نام پر چند درج کرتے ہیں۔

خواجہ نذیر احمد مرحوم نے جو علامہ اقبال مرحوم کے خصوصی حلقہ احباب کے ممتاز
ممبر تھے اور ادھر حضرت لاہوریؒ پر جان و دل سے فدا تھے۔ وہ شاعر فرمایا کہ حکومت برطانیہ
کے نصف النہار کے موقع پر مغربی تہذیب کا عروج اس حد تک بڑھ گیا کہ بڑے بڑے
گھرانے اسلامی روایات کو فراموش کر چکے تھے۔ اپنی سکولر اور کالج ایسے لوگوں سے
آباد تھے، جن کو مذہب اسلام سے صرف پیرائشی اعتبار سے تعلق تھا وہ نہ فہم نہ
ان کا معاشرتی اور تمدنی رجحان مغربی تہذیب کے افراط کو قبول کر چکا تھا۔ غلوٹھ
طریق کی شاہ زور زندگی میں اسلامی اعتدال کا ذوق بالکل مفقود ہو رہا تھا۔ لہذا ہم نے
اس دینی کے طوفان سے مسلم قوم کے فوسانوں کو بچانے کی یہ تجویز سوچی کہ چند
ماہ میں تمام کالجوں کے مسلمان نوجوانوں سے ہفت روزہ ہر مل کر ان سے وعدہ کیا
جائے کہ وہ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں، انکار کے قلوب
مغربی زہریلے اثرات سے محفوظ رہیں۔ تقریباً تین ماہ کی جدوجہد سے ایک فرست
تیار کی گئی اور ہم چند احباب علامہ مرحوم کی خدمت اللہ میں حاضر ہوئے تہذیب
نوی کے سلاسل کی مدد کے تمام کاسٹڈ جو تار مار اور علامہ مرحوم نہایت دوستانہ انداز
سے شامل گفتگو رہے۔ مگر جب ہم نے اپنی تجویز پیش کی تو آپ نے نوجوانوں سے
بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ ہم نے ہر لحاظ سے آپ کو مجبور کرنے کی کوشش کی مگر
آپ نے اپنے موقف سے ایک لمحہ بھی انحراف نہ کیا۔ آخر کار علامہ مرحوم نے فرمایا کہ
میں انیس بیعت کا منکر نہیں ہوں۔ کیس اس تجویز سے جو جماعت میں بڑے اہل حق و کفایت
پیدا ہوتا ہے، اس کا بدلہ جان فاسد ہوا۔ لیکن میں آپ کو اپنے سے بہتر
شخصیت کا پتہ دیتا ہوں۔ کیونکہ میں برسوں سے ان کے دربار عزیمت و ملتیت
اخلاص اور مصلحتی نہ تہذیب کا بغور مطالعہ کر رہا ہوں۔ میری تعزیرت کا فیصلہ ہے کہ اس
روحانی اور علمی قیادت کی اہمیت حضرت مولانا احمد علی صاحب میں بدرجہ اتم موجود
ہے۔ اب یہ محفل نے چند ساعت کے بعد اسی فیصلہ پر اتفاق کیا اور حضرت لاہوری
علیہ الرحمۃ نے نماز عشاء کے بعد گرجا بیٹ حضرت کے لیے دوسرے قرآن کا کام جاری فرمایا۔

کویت عربیہ لغت۔ ایڈیٹر سکونور۔ اردو ۱
 قاری محمد شفیع صاحب پوسٹ آفس نمبر ۱۳۶۶۔ ایروڑی
 امیر سوید۔ ۴۸ پریمیر۔ ویسٹ لندن پارک۔ لندن۔
 مسٹر دھان، اننگ کالج، اسٹریٹیا کینیڈا کے علماءوں کے پتے بھی درج
 ہیں درج ہیں۔

تیسرا شاہد :- حضرت لاہوری کے فرزند اکبر حافظ حبیب اللہ مرحوم صاحب
 کی دہائی ۱۹۴۷ء سے اٹھائیس سال تک کہ مسطر اور مدینہ منورہ کی حکومتی فضاؤں
 میں مقیم رہے۔ مسجد نبوی، باب صلیق میں بیٹے کے درس قرآن حکیم کا فریضہ ادا
 کرتے رہے۔ حج کے لیام میں کہ مسطر تشریف لائے اور کعبۃ اللہ زادہ اللہ فرما
 کے سامنے بیٹے کے درس دیا کرتے۔ ان کے دوس ارشاد ولایت میں تمام سلامتی
 ممالک کے حجاج کرام وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر تفتیع ہوتے اور اس طرح سے آپ
 کے ہر ولایت کی کرنیں تمام مسلمان اسلام کے قلوب و ادراج کو منور کرتیں۔

چوتھا شاہد :- محرم جناب پرنسپل علامہ علاء الدین صدیقی دکن چاند
 پنجاب یونیورسٹی لاہور کی شہادت ہے کہ ہم نے مغربی ممالک کی سیاست کے
 دوران نہایت اہم مراکز میں حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے شاگردوں کو دیکھا ہے جن کا حکم
 میں مشغول پایا۔

پانچواں شاہد :- ہم دنیا کے نقشے میں ان مقامات کی خصوصی علامات سے
 نشانہ بھی کرتے ہیں۔ جہاں آپ کے علم و عرفان کی بارسش ہوئی اور اب بھی ہو
 رہی ہے۔

- ۱۔ حاجی محمد معروف، ضلع طرکان (مکہ چین)
- ۲۔ مولوی حاجی عبدالغیر صاحب، ضلع طرکان (مکہ چین)
- ۳۔ مولوی عبداللہ صاحب، بنارہ (ترکستان)
- ۴۔ مولوی محمد اسحاق صاحب، جلال آباد (افغانستان)
- ۵۔ مولوی عبداللہ صاحب، (مکہ چین)
- ۶۔ مولوی محمد سعید صاحب ساکن ڈربن، (جنوبی افریقہ)
- بعض علماء ضلع اکیاب (پرتگال)
- ۷۔ مولوی عبداللہ صاحب ولد حاجی امیر فرح (ملائی)
- ساٹرا، پورٹ لوئیس، جزائر مارشلس کے علماء کرام بھی شامل دس جوئے۔
- ۸۔ مولوی یار محمد صاحب، شیرزادہان (ایرلینڈ)
- تقریباً پانچ ہزار علماء کرام کو دہائی تفسیر کے سلسلے میں آپ کے ساتھ شرکت ملزم مل بر
 و دسر شاہد :- "بفت زندہ خدام الدین" کے اجراء پر حضرت شیخ تفسیر
 فرط احسان منی سے مسودہ جو کہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بفت دہائی
 کو دارالجمین خدام الدین سے وہ کام لیا ہے، جو اس سے پیشہ نہیں لیا تھا۔ حالانکہ
 انجن مذکورہ کتاب و سنت کے احیاء و فروغ کے لیے ہزاروں روپے سالانہ خرچ
 کر رہی تھی۔ یہ مبارک اور مکتور جریدہ مولانا کی زندگی میں ہی شہرت عام اور کتنے
 دوام حاصل کر گئی تھا۔ تمام شہروں میں نیوز ایجنسیاں اس کی خریداری نہیں لے سکتی
 کابل، جیلانی اور جلدس عربیہ میں بڑے شوق سے پڑھا جاتا تھا۔ ابس کی
 قبولیت عام کا یہ عالم تھا کہ مقررے ہی عرصے میں اس کی طلبا حمت سترہ ہزار روپے
 پھر چوبیس ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ پرچہ مندرجہ ذیل بیرونی مقامات پر بھی بھیجا جاتا ہے۔
 نقل رجب "بفت دہائی خدام الدین"
- مسعودی عرب، (مکہ مسطر، مدینہ منورہ) حضرت مولانا حافظ علامہ صدیقی صاحب
 (مولانا حافظ حبیب اللہ مرحوم صاحب کی دہائی)

خط کی نقل

یہ خط جو بطور سلطان امر کے ہوتا تھا۔ دوسرے تفسیر کے تمام فارغ علم کو سمیٹا جاتا اور ان کی طرف سے جواب حاصل کیا جاتا۔

۱۔ کیا آپ مدرس قرآن مجید دیتے ہیں؟

۲۔ مدرس کتب سے جاری ہے؟

۳۔ مدرس کے اوقات؟

۴۔ ماہ ذریعہ پورٹ میں درس قرآن مجید کے کس حصے سے شروع کیا گیا اور کہاں ختم ہوا؟

۵۔ حاضرین کی تعداد اور تعلیم اور ادب کا کتنی رہی؟

۶۔ حاضرین زیادہ تر کس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

۷۔ کیا مدرس قرآن مجید میں لوگوں کی کبھی پرسی یا کم چوری ہے؟

۸۔ کیفیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطِيعُوا الطَّعَامَ
وَصَلُّوا، يَا قَبِيلَ قِيَامِ النَّاسِ نِيَامًا - تَدْعُوهُمُ إِلَى الْجَنَّةِ
رَبِّ السَّلَامِ -

فرمانِ محمد

لوگو! آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو۔ مسکینوں
غریبوں کو کھانا کھو یا کرو۔ حبیبِ ملکِ دلت کو سرجا میں تم نماز پڑھا
کرو۔ مسحق کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔



حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ چند مشاہیر اور صلحائے اہل سنت کی نظر میں

- ۱۔ محدث اعظم حضرت مولانا عبد اللہ در خواستی مدظلہ العالی۔
جلال و جمال نبوت کے انوار جو عہد رسالت سے منتقل ہوئے آپ پر
تھے، حضرت لاہوریؒ ان کے یقیناً حامل تھے۔
- ۲۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی۔ مولانا جب لاہور آئے
یا لائے گئے تو تنہا تھے۔ اور ایک بدعت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن
کا آغاز کیا تھا۔ لیکن جب اس شر کو خارج مفارقت دیا، تو خدا کے لاکھوں
بندے سوگوار ان کے خزانے میں اٹک اڑتے۔
- ۳۔ مولانا قاضی شمس الدین گوہر انوار مدظلہ ہستی کا مبارک ذکر،
حضرت ان لوگوں میں سے تھے، جن کی شان میں وارد ہوا۔ اذاعا ذکر اللہ
هو قوہ لا مشقی، ہم جو جلسہ درجہ ان پر نظر پڑے، تو
خطا یاد آئے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کا ہر تین بھی ساداتِ مہدیین جاتا ہے، ۱۰
الغرض! مولانا پائیزہ اخلاق، نیک سیرت، سخی النفس، ایمان نواز، ذکر اللہ
میں بہر وقت مشغول، حق گو، طبع متحرک علی اللہ، متبع سنت، اعلیٰ سے
کوہ اللہ میں سامی، ولی اللہ، صاحب کشف و کرامات۔
- ۴۔ مولانا غلام غوث ہزاروی۔ قطبِ زمان حضوت مولانا
احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں اگر سو سال بھی حضرت لاہوریؒ کے پاس
رہیں، تو فکر کو ان سے کوئی نسبت نہیں کر سکتی۔ جب آپ تجویدِ بارک سے
مجدید تشریف لاتے، گویا ایک فرشتہ آگیا ہے، ساری مسجد بیدار، نذرین

جاتی، بلکہ نور علی نور کا سماں بندھ جاتا۔

۵۔ حضرت مفتی رحیل احمد رضا نووی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مجاہد اہلسنت و حق تعالیٰ نے سنی علیہ السلام کی کافر سے پرورش کی طرح ایک غیر مسلم گھرانے سے ایک بچہ منتخب کیا۔ اسلام بخشا، نیکی و تقویٰ بخشا، خدمت دین کا جذبہ بخشا، اپنے سرداروں میں ایمانی اور صلہ بخشا، بے دینگی میں ہر دوسلہ کو دشمن اسلام اور تمام غیر مسلمین کے لیے سید سپر بھونے کا جذبہ بخشا، علم و جہالت کے لیے درپہ قرآن سے جہاد کا حوصلہ بخشا۔ یہی بچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے نام سے تمام ملک کے مفتی پر چمکا۔ چاروں طرف کے جہادوں میں دن رات تاویلات منہ مبارک راہ اور حق تعالیٰ کی وحدت کا ملانے وہ قبول بخشا کہ سو سالہ جہاد اور پنجاب کفر و شرک اور بدعات کی غلطیوں سے نکل کر شریعہ انوار کے مرکز میں توجید خالص، اتباع سنت اور اولیاء کرام کی صحبت کے انوار سے منور ہوئے لگا۔

۶۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر کے زعیو اسلاماء شیخ الغفر مولانا احمد علی علیہ الرحمہ اپنی ذات میں ایک شخصیت نہیں، ایک ادارہ تھے۔ ایک واقعہ نہیں، ایک تاریخ تھے۔ آپ کی وحدت قرآن پاک کی پکار اور آپ کی صحبت ایک مجاہد لٹکا رہی تھی۔ آپ میں فکر و فکر، علم و علم، تقویٰ و ذکر اور صحبت و سیاست کے گرافتد رجوہر یک قاب جمع تھے۔ فضائل اخلاق کے برعوتی علمیدہ علمیدہ تو کہی جگہ دیکھے جاتے ہیں، لیکن ان کا شیرازہ ایک شخصیت میں شاید دوباہر۔

۷۔ سید نذیر احمد محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہاد حیرم جمیع میں مولانا کے نزدیک ضرورت سے زیادہ بحث گیری کی بجائے ذکر تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ دین سے وابستگی ذات باری تعالیٰ کا انعام ہے وہ جہے جاتا ہے، اس کے دل میں عقیدہ راسخ پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن

حق تعالیٰ کی اشاعت اہل اخلاق کا ضلع کی تربیت کے لیے نبی مبعوث ہوئے۔ مولانا کا ارشاد تھا کہ حضور کا رسول اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تربیت میسر اور صحیح تھا۔ قرآن مجید نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصفت خاص یہ بتائی ہے کہ ان میں عظمت اور سخت دینی و دینی، مولانا علیہ الرحمہ کو دیکھا گیا ہے۔ ان کے ارشادات میں بھی تالیف قلب اور شفقت کا پہلو صحت نمایاں ہے، تھا۔ علامہ انور صاحب برکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ : حضرت مولانا احمد علی مرحوم، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی خاتما الخمدین مولانا سیّد الفاضلہ کو دیکھ کر اور ان کی چلتی پھرتی زندگیوں کو پڑھ کر مجھے وہ اسلام ملا جو آج کی بد اعمالیوں کے اخیر صوبوں میں تقریباً گم ہو چکا ہے۔ مولانا اپنے زمانے میں سیرت اقدس کے بے مبلغ جدید تھے۔ اس لیے ان میں انقلاب کا جلال، سائیکس کا جلال اور فخرنا سابق رسولی کا مزاج شامل تھا۔

۹۔ آغا شورش کا شمیری مرحوم مولانا احمد علی علامہ حق کی کسی جماعت کے فرو تھے، جن کا تعلق جہاد و فتنہ اور فتنہ و فتنہ کے اس سلسلے سے تھا جو مجدد الف ثانی سے نسبت خصوصی رکھتا تھا، جس کے سرخیل شاہ ولی اللہ تھے جس کی نیو سید احمد اور شاہ اسماعیل شہید نے اٹھائیں۔ جس کی شاخیں ۱۸۵۵ء کے جنگ کاہرہ نے داروین سے پھوٹیں۔ وہ مثلاً علی الہی غنی کے پتا تھے۔ اس وقت تک کا ایک پھول تھے، جو مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید گھمگھم گوی جعفر اللہ تعالیٰ نے اگایا۔ شیخ احمد کے ہاتھوں میں پروان پڑھا ان دنوں کے نیک آفٹ جانشینوں نے سرسبز کیا۔

۱۰۔ جناب محمد اسحاق بھٹی (دلیل حدیث) ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور "چند تاثرات و چند مشاہدات" میاں قدامتوسط جہم، مولیٰ چہرہ ایسی دانشور و روشن آنکھیں فہانت کی آئینہ دار اہل پس تو عالم اندازہ کے کھاس پوس توفیق برسانیں، صاف ستر انگر سادہ لباس میں میوس، جینزوں پر

کشف قبور کے متعلق اپنے کچھ تجربات اور مشاہدات بیان فرمائے۔ اور کوئی ایسی بات کہ جس سے یہ متعارف ہو تا تھا کہ قبر میں میت جن حالات سے دوچار ہو، اس کا انہیں مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ یہ ہے کہ ان مقام میں اس پر ایک مشورہ تھا اور نہایت ارباب سے چند سطروں میں حضرت مولانا کے الفاظ نظر سے اختلاف کی جرأت کی۔

اس سے میں سوئے پاؤں تھے روز بعد مولانا غزنوی نے مجھ سے فرمایا:-

ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب کے کشف قبور کے بارے میں آپ کا ادرقی فرٹ پڑا۔ آپ یہ فرمائیے کہ اگر مولانا احمد علی صاحب اپنے نیک ہوا ہمیں کہ انہیں کشف قبور ہوئے ہنگے، تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ اس ایک ہی جملے میں میرے دل جو چکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں تھا کہ بالکل عرض کروں کہ کوئی اعتراض نہیں، اس سے ان دونوں بزرگوں کی ذہنی ہم آہنگی، فکری مطابقت میں کمال تصوف میں مطابقت اور تعلقات کی انتہائی نزاکت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مولانا صاحب نے زبانت سے بالکل بڑا تھے۔ اقبال پارک میں عیدین کی نماز سیدہ داد غزنوی کے چچے صاحب اقول میں جا کر پڑھتے تھے۔ ان کی بھرپور علی دور ملی زندگی کے کسی گوشے میں، بار بار نظر دوڑانے کے باوجود کوئی خلل دکھائی نہیں دیتا۔ کہنے ہی دیدے چھاؤں کا اور دیکھتے، کوئی غامی نظر نہیں آئے گی۔

خدا جمع البقیر۔ جل تر من فطور۔ شہ آد جمع البقیر کتہین یقلب الیک البقیر خاسقاً فحق خسیم۔ د پھر دوبارہ نگاہ کر۔ کیا تجھ کو کوئی دراق نظر آتی ہے؟ پھر دیکھ کر نکا کر۔ دو دو بار دیکھ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ بد چوکا خاک کر،

برآن سکاٹ چھائی ہوئی۔ میرست سے دور، حیرت سے غور، تعجب سے متفکر، گفتگو میں نرم، عمل میں گرم، کردار میں پاکیزہ، عمدہ خاصا، خوش مزاج، اخلاق میں قرآن کے قالب میں ڈھلے ہوئے ایمان نواز، معاصرین کے احترام میں بے مثال، چھوٹوں کے شفیق، شریعہ سنت، اقلیت و ملت، مبلغ توحید، تحریک آزادی برصغیر کے بطل، جلیل، تفسیر قرآن میں یکتا، محصل بالحدیث میں اپنی مثال آپ، فقر میں، ہر کامل، اعتدال میں حد، نظیر طریقت میں منفرد، وخطہ تبلیغ دین میں یورپی ایک جماعت کے تاسیس، ایشیاء پیشہ، نفع و غیر خواہی کے پسند۔ اعتدال و توازن کا مرقع، زندہ فکر کا دستور، مجبور، ہر پہلو سے عالم شریعت، تجربہ، عملی انداز، طبع و عرفان، مذکورہ جملہ صاحب حضرت مولانا کے خطہ کے چند فقرات نقل فرماتے ہیں، جہر کی تقریر تھی:-

”پاکستان اسلام کے لیے بنایا گیا ہے۔ بھراؤ! اسے اسلام کے حوالے کرو، اس ملک سے غیر اسلامی طور طریقے مٹاؤ۔ اس میں خطہ اسلام ہی کی ترویج کرو۔ اگر اسلام نہیں لادو گے، تو میں اللہ کے حضور میں تمارے خلاف گواہ بنوں گا اور اس کے دیار میں عرض کروں گا کہ انہوں نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ جو لوگ لٹ پٹ کر یہاں آئے ہیں۔ وہ قیامت کے گھنٹہ بولنا دامن پکڑیں گے اور میدانِ محشر میں تمہیں گھنٹیں گے۔ وہ بڑا نازک وقت ہو گا۔ تم اللہ کو کیا جواب دو گے؟“

کچھ عرصہ بعد ”الاعتصام جاری ہوا اور اس کی ادارت میرے سپرد ہوئی۔ کشف قبور کے متعلق ایک ادارہ کی ششدرہ؟۔ مولانا احمد علی مرحوم اور مولانا سیدہ داد غزنوی کے باہمی تعلقات بہت زیادہ تھے۔ اور دونوں ایک دوسرے کی آغوش میں گھر کر رہتے تھے۔ ایک واقعہ:- حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے ایک دفعہ مجلسِ بکریں

کراٹے پکڑ دیے گئے، اتودھسوتے دن مطرود مع سونا کے والیس آیا اور
صحت نامہ جام۔ بعد میں اسے حضرت عیسیٰ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
حضرت نے اس سے توبہ کرائی اور اپنا چڑھا ہوا
پانی پلا یا۔ الحمد للہ چار سے اس رشتے نار کی حالت بدل گئی۔ اب صالح
اور نیک آدمی ہے۔

غرض اب کی عرض کدوں آج سوارساں گذر گئے ہیں، کہ حضرت استخار
فرما گئے ہیں، لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں ان کی آواز اب بھی سن رہا ہوں۔
۱۳۔ مولانا محمد امجد سواتی۔ مدرسہ نصرت العلوم۔ گوجرانوالہ۔

چند تاثرات: آپ کی کون کون سی ادا کا ذکر کیا جائے، وخط نصیحت، مجد کا
خطبہ، سمیت امتیں، مجلس ذکر وارشاد سیاست میں فرنگی استبداد کے خلاف
قیامت و استقلال و قرآن کریم کی نشر و اشاعت، رسوبات، بالحد کی ترویج و شرک و
بدعت کی بکج کی غرض اس سلسلہ الہامی کی کون کونسی خوبیوں اور کمالات
کا تذکرہ کیا جائے۔ وقت کی پابندی، سید اللہ کام، اکابر کے ساتھ خصوصی تعلق
اور انتہائی ادب، چھوٹوں پر نغایت و شفقت، مقام حریت میں اعلیٰ درجہ
کی صلاحیت، بے تعلیقیت، انصاف پسندی، ایسے مثال قرائع کشف و کرامات
حق گوئی دے باں میں بے نظیر و تحریک آزدگی کی جہاتوں کے پشت پناہ
تبلیغ کا جذبہ از حد قوی، جبکہ علمی کی کوئی انتہا نہیں ملتی۔ نماز میں انتہائی
خلوص و حضور، غرض کہ اسوۂ نبوی کا حسین بقیع ہے۔

زفر قیام بقدم ہر کجا کے سے نگر
کشمہ دامن دل کے کشکد جاں جاں

۱۴۔ محمد فوس صاحب راولپنڈی۔ آپ میں تمام صفات نبوت پائی جاتی ہیں
وہ صراط بھی تھے، مغز بھی تھے، استوکل بھی تھے، دلکشی بھی تھی، بشارت بھی تھی۔
ایک بڑی بڑی مسک کا شخص میرے سامنے یہ قصہ بیان کر رہا تھا، کہ میں

۱۱۔ حمید اصغر خیر صاحب: ایک عاشق قرآن: ۲۳ فروری
اہل اسلام کے لیے اقم کی تاریخ ہے۔ اس تاریخ کو نامور فرزند توحید
حضرت مولانا محمد صاحب راولپنڈی سے انتقال کر گئے۔

۱۲۔ خطیب جامع مسجد عثمانیہ رسول لائبریری لائڈز: حضور
ادرفواضیع: ۱۹۲۲ء کے اہل کامل کا ذکر ہے کہ بندہ نے حضرت صاحبزادی
کی خدمت میں حضرت قاضی علیہ الرحمۃ کا بوجہ ان کی تعظیم، التفسیر
التفسیر کے کچھ غیر مناسب اور مکروہ الفاظ میں ذکر کیا، تو حضرت رحمۃ اللہ
علیہ کو طاقت برداشت نہ رہی، مجھے سخت سست کیا اور صحت کو اٹانے پلائی
اور مجھ سے توبہ کرائی اور فرمایا کہ میرے بزرگ میں اور مقتدر میں مجھے
ان پر کوئی شکوہ نہیں۔ مگر تم کیوں اتنے جڑی ہو گئے کہ حکیم ہمت پر
یوں زبان حقن دوا کر لے گئے۔ جاؤ۔ میں تم سے ملاؤں ہوں، بڑی مست
سماجیت کے بعد اس شرط پر راضی ہوتے کہ میں حضرت قاضی سے ملکر معافی
مانگوں۔ چنانچہ میں نے معافی مانگ کر حضرت تھانویؒ کو مل کر حضرت قاضیؒ نے
میرے اسی خط پر لکھ دیا، معاف ہے اور جہاں میں نے حضرت لاہوریؒ
کا تذکرہ کیا۔ وہاں تحریر فرمایا: الحمد للہ علی ذالک۔ جزا لہ
اللہ علی دین مسافر المسلمین، احسن الخیرات، اور میرا عرض پل
فرما دیا۔ وہ عربیہ میں نے حضرت کو دکھا یا، تو حضرت نے مجھ سے میرا وہ
عربیہ لے لیا اور مجھ سے خوش ہو گئے۔

تقصی کا واقعہ: میرے ایک قریبی رشتہ دار میں ہزار روپیہ کا
سونا لے کر جاگ گئے۔ میرے والد صاحب نے یہ واقعہ سنی کہ بہ ندرت
سے حضرت کے سامنے پیش کیا، حضرت نے دعا فرمائی اور ایک تنوید
دیا۔ قرآن اہل امت لکھ کر تقویٰ عینہا ولا تحزن مع مطرود
کے نام کے کلمہ کو عطا فرمایا، جسے سائیکل کے پچھلے پیسے کے ساتھ باندھ

۱۵۔ حافظ محمد امین صاحب بیڈ ماسٹر پولٹو جیل لاہور۔

حضرت لاجپور علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ جیل میں بندہ نسا کی خدمت دی گئی۔ جب آپ واپس آ رہے تھے تو ایک محمد رفیق نامی سزا سے موت کے قیدی نے آپ کی زیارت کی خواہش کی حضرت اس کی دلگیری کے لیے پھانسی کو کھڑی میں تشریف لے گئے۔ پھانسی والے نے دعا کی التجا کی۔ میں اور افسرین جیل بھی ساتھ تھے۔ آپ نے اسی وقت نہایت حریت سے دعا مانگی اور واپس تشریف لے گئے۔

دعا کا اثر :- اس قیدی کی تمام اپلیں خارج ہو چکی تھیں۔ تاراج کا قہقہہ ہو چکا تھا۔ مگر حضرت کی دعا کے بعد ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو حکومت کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ یوم انقلاب کی خوشی میں تمام پھانسیوں کی سزا سے موت معاف کر دیا جاتی ہے۔ دیکھئے! یہ ایک مردود ویش مولانا کی دعا کی برکت تھی کہ ایک محمد رفیق کی۔ خدا کے قدوس نے حضرت کی دعا سے سب سزائے موت دلوں کو دوبارہ زندگی بخشی۔ فی الواقع :-

اویسا درواست قدرت از او

تیر جست بازگرداند ز راه

یاد رہے۔ فاعل حقیقی قادر مطلق ہے۔ کرامات کا محور اسی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ معجزات کا تعلق انبیاء کرام اور کرامات کا تعلق اولیاء عظام سے ہے۔ لیکن مردود و خوار کا فاعل حقیقی خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ذات و معیت اخذ و معیت دکن اللہ ہی رتو نے نہیں پیدا کیا۔ جب تیر نے پیدا کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

۱۶۔ پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی۔ باہر اقبالیات۔

عابدی سبیل اللہ، واقعہ افسر خفی و بی، سیدی و مرشدی حضرت مولانا محمد علی ؑ

نے بڑے بڑے لوگوں کے کام کی زیارت کی ہے۔ مگر جب میں شیراز اور دہلی گئے، تو میں اس تیر کے ہمراہ گیا کہ جو کچھ دوسرے اولیاء کرام کی صحبت میں تھا ہے۔ حضرت لاجپور کی جو عیون میں بیٹھنے سے اس سے کہیں زیادہ تھا ہے۔

حبیب احباب کی صحبت میں بیٹھا جاتا ہے تو مختلف لوگ مختلف بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں شاکر خاں بیاضا، کوئی کہتا ہے کہیں غازی و زانی تھا، کوئی کہتا ہے کہ میں سنیما کے بوڑھے تھکا کر تھا۔ عبد الواحد بیگ میٹیر سلطان، کوئی کہتا ہے کہ میں قبور پر سجدہ کرتا ہوں، بعض شخص حضرت کی تقریر ۲۰۰ رسائل کا مطالعہ، حاضر، مجلس ذکر یا جمعی و خط کا ذکر کر کے اپنے نائب جوئے کا اقرار کرتے ہیں۔

ایک ضروری خواب :- حافظ حبیب اللہ صاحب دہلی و مدنی:

حضرت نے ایک دفعہ درس قرآن حکیم میں اپنے بڑے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ مرحوم کا خواب بیان فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں درود رنگ بنجے گئے جوئے میں بن جیوں میں انسان ہی انسان ہیں۔ پھر اچانک سید کو بن صل اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا۔ حبیب اللہ قیاس معلوم ہے کہ ان کیوں میں کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ لہذا آپ نے عربی فرمایا کہ دائیں جانب میں رہنے والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے قرآن سیکھا اور بائیں جانب والے وہ ہیں جنہوں نے آپ کے والد صاحب سے اظہار تعلق کا نام سیکھا۔

یہ خواب سن کر ہماری جماعت کے ایک شخص نے کہا، سپر میں تو افشار اللہ دونوں طرف کے خیوں میں ہوں گا۔ میں نے حضرت سے قرآن حکیم بھی سیکھا اور اللہ تعالیٰ کا نام بھی سیکھا۔

۱۸۔ مُفکرتُ مفتی عتیق الرحمان صاحب۔

مولانا احمد علی لاہوری کا تعلق ملائے حق کے اس گروہ سے تھا جن کا روشنی کر دار تاجیکوں کے گھروں میں ہر کوئیوں کے لیے جیسے روشنی کا مینار رہا ہے۔ ملک میں ان دنوں جتنے بھی نامور اسلام کے مفکر، مذہبی اہل حق کا ہوا یا ماضی انجی شہرت پر مبنی رہا ہے ہیں۔ ان سب کا تعلق کسی دوسری رنگ میں حضرت مولانا لاہوری سے رہا ہے۔

۱۹۔ شیخ القرآن مولانا خدام اللہ خاں۔ راولپنڈی۔

یہ بات بلا غصہ و تباہی کی جا سکتی ہے کہ حضرت لاہوریؒ وقت کے ایک مفسر، محدث، مفکر، مجاہد اور عارفِ کامل تھے۔ ان کی شخصیت پر اس وقت کے علما و افاضاء کا بڑا غریب گہوار ہے۔ آپ کو جو وسعت کے ایک بڑے جوشِ علمدار تھے۔ انھوں نے زندگی کے لئے علم کی تیز جار سے لادنے اسلاف کی روایات کے حامل و امین

۲۰۔ احقر الانام لال دین احمد مولف "کتاب الحسانات"

آپ خراسانیوں سے زیادہ شفیق تھے۔ خلقِ خدا کی گروہیگی ان کے حسنِ اخلاق اور مہربان سلوک کی وجہ سے تھی۔ آپؐ کو بعض ملکیوں کے مغلوبہ تھے۔ بالخصوص رقیقہ فرجیہ رومینہ شہنشاہی کے قتل کرنے والے اور میانہ لعل قلعی سے ثابت ہے کہ امامِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مصیبتِ خاص تھا۔ لہذا علما ربانی جو سناقتِ نبوت پر گامزن ہوئے ہیں، ان کے قلوب بھی غلاق کے لیے صبح و شام خیر خواہی کے جذبات سے بھر پور ہوتے ہیں اور بلا ناگوار اس سے وافر حصہ مل جاتا تھا۔ مجاہدِ کار کو دیکھئے۔ ۱۹۳۸ء سے آج تک آپ کی پاکیزہ سیرت کے انوار آپ کی کھلی سیرت کے پھول بنے ہیں مصروفِ ہوں اور جب تک چوں گا۔ بفضلِ ایزد تعالیٰ عزمِ راسخ ہے کہ کسی فریادِ ادا کارتاہوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین

بنده حق وارث پیغمبر
اونگنہ در جہان دیگر

اونگنہد در جہان دیکھراں

فرماتے ہیں کہ آپ کو حضرت مدنی سے بڑی عقیدت تھی، لہذا فرمایا کرتے تھے ”حضرت مدنی کی جو دنیا میں ملک، انگلستان کے تاج سے ہزار گنا زیادہ قیمتی ہیں، جس میں دنیا کا سب سے زیادہ قیمتی ہیرا دکھانہ، لکھنؤ کے ایک دفعہ آپ نے اپنی داڑھی کے وہ بال جو کہ کٹھی کرتے وقت اس میں آجایا کرتے تھے، مولوی عبید اللہ انور کو دیے کہ تعظیمات کے بعد جب تم رویہ بنو جاؤ، تو حضرت اقدس مولانا مدنی کے پاپوش کے تیل میں سلوادینا تاکہ کمرے والوں کو عزت نصیب ہو جائے۔“

قبضہ اور کائنات درس میں خسر دیا کرتے۔ مولانا علیؒ کے جوتوں کے محلوں میں وہ مہر ہے، جو احوال کے داغ میں نہیں ہے۔ بھر مثال دے کر سمجھایا کرتے کہ کبھی کارٹر بجلی کے گھبروں کی وجہ سے بارش کے قطرات میں بھی جوتا ہے۔ مولاناؒ کی جو کج پند آتا ہے اور وہ پند داغ سے جسم کے ذریعہ آپ کے جوتوں تک جاتا ہے تو جوتوں میں مع علم لایا کرتا ہے۔ ایک دلفریبا کر احوال کا سرگرم حضرت مائی کے پیٹیاں تک پہنچ جاتے تو نہات موحاشے کی تہ پیش مرد کاٹے، پال شتر کے نمبر ہیں۔

۱۶۔ حضرت مولانا عبدالمکمل نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
میں مشہور نقشبندی مجددی شیخ مولانا عبدالمکمل صدیقی عیدالرحمہ کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ دو زبان طاعات انہوں نے حضرت شیخ قطب عالم
حضرت امامزوی کے بارہ میں فرمایا کہ دیر حاضر میں ان کی نظیر کوئی
اکتلب مبارک کہ اثنائوں نے اس کا پہل کشف بھی نظر ہو کر نہیں رکھ سکتے
تھے اور دعائی کلمات بھی اتنا سرتے۔ سب سے بڑا کمال اکل محال تھا۔

متفرقات

حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ

کامل ہے کہ آپ کے بیل و شمار اسوۂ نبویؐ کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ آپ کا قلب سلیم، حیات طیبہ اور آپ کے نفس مطہر پر بین شیخین و محدثین کی نہایت پختہ چاہ تھی۔ اثنائے پروردگار عالم کے حضور میں حاضرانہ دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت واسعہ سے صلاتے امت کے پاؤں کی خال کو سرسبز و پھل بنانے کی توفیق ائزاد فرمائے۔

لا یمکن انشاء کتب کان حقہ

در عصر ہاجئیت توفیق قصہ مختصر

۲۱۔ مسئلہ کی غائبانہ تائید۔ جناب عبدالقادر راہی کی شہادت۔

فراتے ہیں کہ میں نے حضرت کی زندگی میں خواب دیکھا کہ سیدہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، خدام الدین کے دفتر میں تشریف فرما ہیں اور حضرت لاہوریؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوڑاؤ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے ایک ساتھی کو پیش کیا، جو مسک کے بارے میں مجھ سے مجھو ایک کتاب تھام رہا تھا کہ کیا رسول اللہ موجودہ فرقوں میں کونسا گروہ صداقت پر ہے، تو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لاہوریؒ علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”کہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔“ وَ قَدْ عَلِمْتُ اِنَّ اَنْتَ بِلَاغِ

۲۲۔ ”حضرت مفتی حسن محمد علیہ الرحمہ نے اپنے میرا حسن قریشی ہمدی کو فرمایا: ”میں ان احسان، دہان شوق سے جاؤ۔ لیکن ادب ملحوظ خاطر رہے جتنا آپ میرا ادب کہتے ہیں اس سے دس گنا زیادہ ان کا ادب کرنا۔ یاد رکھو۔ اس وقت سلسلہ قادریہ کا کوئی شیرمیشہ اور پیرا شیر روئے زمین پر زندہ انسانوں میں موجود نہیں، مجھے مولانا احمد علی صاحب ہیں؟“

۱۹۔ میں نماز مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ کریم پارک، لاہور حضرت والا مقام سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم کی عارفانہ صحبت میں بیٹھا تھا کہ حسن الطاق سے پروردگار عالم نے ہمارے اساتذہ کرام کے ہم نشین حضرت قاری عبدالمصیح صاحب تہتم جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا کو وہاں بھیجا۔ ان کے بڑا گناہ اور تباہ انداز نظم و انضام تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے نہایت شفقت سے مجھ کو ان نام کا قلم رکھ دیا اور جناب قاری صاحب نے جن مدت سے نواری طوبیہ احزان کیا کہ میں ان کو ”ہفت ہفتہ خدام الدین“ کی وجہ سے جانتا ہوں۔ جب تھوڑی دیر صاحب کو بتایا گیا کہ میں حضرت لاہوریؒ کے سوانح حیات ”کتاب الحسنات“ طبع کر رہا ہوں۔ تو آپ نے منہ بھر ذیل واقعہ بیان فرمایا جس کو شامل کتاب کیا جاتا ہے۔

سیدہ الاطوار بہادریہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم سرگودھی کی دعوت پر گنہگار ضلع خوشاب تشریف لے جاتے تھے۔ لحدود میں بھی ان کی صحبت میں تھا۔ راستے میں حضرت لاہوریؒ علیہ الرحمہ کے پاس قیام کرنا قرار پایا۔ فقہ الاہوریؒ نے حضرت مدنیؒ اور میں، ”انگے میں سوار ہو کر شیرازہ چمنے۔“ تاکہ جب مسجد کے دروازے کے قریب آیا، تو میں نے احتیاطاً عرض کیا کہ شاید حضرت مسجد میں ہوں گے۔ جس پر حضرت مدنیؒ نے ٹپنے و ٹوق سے فرمایا۔ ”نہیں، نہیں، سوا ملا مدسرا تمام العلوم میں ہیں۔ اب تاکہ مدسرا کی جانب آگئے۔“ چھاتی تھا کہ مدسرا تمام العلوم کے حضرت لاہوریؒ نہایت تیزی کے ساتھ عجیب و غریب انداز میں ”انگے سرور“ ”انگے پاؤں“ ”انگے“ ”انگے“ کے پاس پہنچ

دائے کیا چیز تھی۔

ہر خدمت کردہ ان خدمت مند

صاحب دل، صاحب حال سالک بھی حضرت لاہوری کے گویہ ہو جاتے تھے، حضرت عمن محمد مرم فاضل دیوبند کوٹھ سے روحانی تربیت کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا "عاب میں محمد کو عبد نبوی کے شیخ المتقی حضرت ابن عباس کی زیارت ہوئی ہے۔ لہذا لاہور میں میری محلری اس بیوی امثالہ کی بناء پر ہے۔ یہاں بھی کھینے کے لیے آیا ہوں۔"

استقامت علی الدین

"یورپ کے تئیں مجرم" جناب ضیاء الرحمن فاروقی صاحب کی تصنیف ہے۔ وہ اپنی کتاب کے پراکھ دیوبند کے دو نامہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں، "مولانا احمد علی لاہوری اس قدر انگریز کی نگاہ میں نکلتے تھے کہ ایک دفعہ جیل میں انہیں برف کی سلوں پر لٹایا گیا۔ مگر ان کی زبان سے عین برسی کھر سنا گیا۔ برف کے تھوڑوں سے جم ٹھٹھا کیا جاسکتا ہے۔ مگر ایمان کی پچکائی میں کوئی فرق نہیں آتا۔"

۱۹۵۲ء میں ملتان جیل کے داروغہ نے بار بار عرض کیا کہ مولانا آپ اس تحریک کو واپس لے لیں۔ آپ ہر بار جواب میں فرماتے تھے، میرے اکابر سے بات چیت کر لی۔ میں تو اس تحریک کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔

خدا نے اس کو دیا ہے، شکوہ سلطان
کراس کے فخر میں ہے، عیسائی کو زہری

گئے۔ میں مل ہی دل میں موجود تھا۔ الٹی پر لوگ اپنے اکابر کی تعلیم میں کس قدر دلدادہ ہیں۔ حضرت مدنی نے مولانا لاہوری کو تانگے میں بیٹھنے کے متعلق فرمایا، لیکن آپ سبسی غامدانا نماز سے نکلے پاؤں تانگے کے ساتھ ساتھ عدسے تک پہنچے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو انسانی ادب و مکریم سے بشکریا۔ میں

کچھ رہا تھا کہ حضرت لاہوری کا روٹنگ روٹنگ فریڈمرٹ سے دمک رہا تھا اور پھر میزبانی کے فرائض بلا تاخیر و تاویل سر انجام دیے جا رہے تھے۔ مگر کوہ واقعوں اور آہٹا کہ ملاکہ کی آمد پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حلق اور شاہ غلامی ہے قضا کیٹے آئے جانے بھلی کھنڈ دہس زہری کی اور تلو ہوا کچھڑا لے آیا اس کے بعد قاری صاحب نے حلیف بیان کیا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا نہایت وثوق سے فرمایا کہ حضرت لاہوری مدرسہ کمالیہ میں ہیں اور اصرار حضرت لاہوری کا فوراً حضرت مدنی کے استقبال کے لیے نکلے سر اور نکلے پاؤں جاکھتے ہوئے تھے اور قضا کا ظاہری علاج کی طوف مرگز منسوب نہیں کیا جاسکتا اور اس میں بھی گویا فی الواقعہ بیخ فی شعث کے ثواب ہی تھے۔

اللہ! اللہ! نبوت کے سرانجامی اسے ولایت کے کیا کچھ کسب ضایا۔ وہی جانے، جو اس منزل کا رہی جو۔ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کو بھیج فرمایا کرتے تھے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ لیکن کلامات نبوت، اصلات نبوت میں پیشہ جاری و ساری رہیں گئے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی،

گئے بر ظلم اعلیٰ نشینیم
گئے بر بخت پائے خود بنینیم

اس واقعہ سے ہم کو نہایت ایمان افزہ سبق ملتا ہے کہ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ جن کی عزت و تکریم کا خبر تمام مسلمان عالم میں ہے۔ وہ اپنے اکابر کی تعلیم میں کس قدر تیز گام تھے۔ حضرت لاہوری کو خدمت جہانیاں بنانے

حضرت شیخ التعمیر کے روحانی درجات

حضرت مولانا حمید الدین انور مدظلہ العالی نے ایک نیا جنس ذکر کے بعد فرمایا کہ ایک صاحب دل بزرگ نے بتایا جان مرحوم و مغفور کے مزار کے پاس واقع کیا تو مجھ سے آکر فرمایا نے گئے کہ میں چند ماہ پہلے حضرت اقدس کی تربیت چلائے ہو تھا لیکن آج کی حاضری میں مجھ کو معلوم ہوا کہ اس دن سے اب تک چند ماہ میں آپ کے مقامات میں بزرگئی شافہ ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ ہزاروں علماء کرام نے ان سے قرآن حکیم کے مطالب و معارف حاصل کیے۔ ان کو ہزاروں نے ان کے مواہد سے استفادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام سیکھا۔ وہ بزرگ فرماتے گئے کہ میں نے درجات میں اس قدر جلد ارتقا وروج کیس نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اباجان سے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایک ساجد تعمیر کرائی ہیں اور علاوہ ان میں ہر سترے بڑے بھائی حافظ حبیب اللہ کعبہ اندر اور اللہ شرف و توفیق میں ہر عمر ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور پھر میرے بھائی پر کیا موقوف ہے، خدا جانے کس قدر لائق و مستحقان خدا حضرت شیخ کی روحانی اولاد ہیں جو ہمیشہ آپ کی بندگی و درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

دراصل روحانی کیفیت کی یہ دو ذائقوں ترقی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ۔ **وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْنَا شَيْءٌ** جن انکشفی آپ کی آئندہ زندگی سابقہ زندگی سے زیادہ افضل و برتر ہوگی، یقیناً ادویا تے امت جن کی ادراج ہو جاتا ہے سنت انوارِ نبوت سے متغیر ہوتی ہیں۔ ان کو بھی ہر دو گوار عالم اپنے فضل اکرم سے مرسلین کے خصوصی عطیات میں سے بقدر ظرفیت نعمت و رحمت فرماتے ہیں۔ سورۃ یسین میں ہے کہ **وَيُنَادِي تَحْتَهُ ثَمُودُ اِذَا دُعِيَ بِهَا فَاَسْتَجَابَ** کہ انکشفی دہلے ملک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں جو

آگے بچ چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے)

مذکورہ آیت کے اس حصے کے متعلق امام المفسرین مولانا شبیر الرحمن عثمانی ارشاد فرماتے ہیں۔ یعنی نیکو بد اعمال جو آگے پیچھے چکے اور بعض اعمال کے اچھے اور برے اثرات یا نشان جو پیچھے چھوڑے مثلاً کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھایا یا عمارت بنائی یا کوئی رسم ڈالی نیک یا بد سب اس میں داخل ہیں۔ البکہ اتفاق کے عموم سے وہ نشان قدر میں شامل ہو سکتے ہیں، جو کسی درجات کے لیے چلتے وقت زمین پر پڑتے ہیں۔ چنانچہ بعض اعاذ میں صحیح میں تصریح ہے۔ **وَيَا ذُرِّيَّتُكَ كَلِّبْتَ اَثَاوُكُمْ**۔

سورہ نزل میں ارشاد ہے۔ **وَمَا تَقْدُمُوا لَنَا فَتَنْصِلُكُمْ مِنْ خَلِيلٍ** تجسید و جسد اللہ کے حسن و خیراً **فَاَعْظَمُ اَجْزَا** اور جو کچھ نیک اپنے واسطے آگے بھیجے گئے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر اور زیادہ پاؤ گئے۔

اک شرح مسلمان اک مذہب مسلمان
ہے جذب مسلمان ستر ملک الافزک

(اقبال)

علم و برہاداری

اللہ تعالیٰ نے ائمہ اربعہ کرام علیہم السلام کو وصیتِ علم سے نوازا ہے اور اولیاء کرام میں بھی یہ جوہر ایک خاص درجے تک موجود ہوتا ہے۔ حضور کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حیات طیبہ صبور و صبر کی ایک جین و جیل تفسیر ہے۔ آپ کی زندگی کی ہر صبح اور شام ہزاروں کر بلاؤں کا منظر بنی ہوئی تھی۔ لیکن آپ نے مخالفت کے خون آشام ہوش میں بھی سفاکی اور جھوٹی کے مقابلے میں، ریتِ اُخیدِ قحطی نہ چھینا۔ لَا یُفْلِحُ الْمُتَمَنِّیْنَ (اے میرے پرورش کرنے والے اہل مخالفت نے میرے مقامِ نبوت کو سچا نہ انیس۔ لہذا ان کی حرکت پر گرفت نہ کیجئے، بلکہ اس قوم کو ہدایت کیلئے کھینک دو، صحت عطا فرما۔) قوم کی ہدایت کے لیے ہی دعا آئی۔ حضرت لاہوری قدس سرہ کی ابتدائی زندگی کا منہ جو ذلیل و اقلد علم و برہاداری کا ایک نمایاں باب ہے۔ باجوہ رحمت اللہ نواس محلہ اندرون شیر نواز مدینہ خود بیان کرتے ہیں:-

”جب حضرت نے شیر نواز مسجد میں درس قرآن مجید شروع کیا، تو مخالفین نے آپ کو دہائی دہائی کر کے پریشان کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی۔ مخالفین کے سرفرازگوں میں چٹیل شیش تھا۔ لہذا میری ٹوٹی لٹی گئی کہ حضرت کے کسی مناسب وقت میں قتل کر دیا جائے۔ اس غوس منصوبہ کی تکمیل کے لیے میں نے درس قرآنِ تنکیم میں آنا بھانا شروع کر دیا۔ حضرت کے مخالفت آپ کو دشمن رسولِ اکبر بنا کر کرتے تھے، لیکن چند دن کے درس نے احمق کو اس موٹ پر لا کر کھڑا کر دیا، جس کے ایک صلف و بھڑکی کا جھگڑنا رشتہ زنی کر رہا تھا۔ اور دوسری طرف غار و قیام کا فردوس بریں اپنی مہاریں دکھانا تھا۔ اچھے مطلبِ اقلوب کو شاید میرے والدین پر درہم آیا اور مجھ کو اپنے سنجیدہ عزم سے مکمل توہر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں نے حضرت کو حقیقی معنی میں غائی ہریرا

دیکھا۔ مخالفین کو جب میری حقیر حالت کا علم ہوا، تو انہوں نے ایک اور احمق مزاج آدمی کو اس فعلِ شنیع کے لیے تجویز کیا۔ سبکدانا جادہ طور پر حضرت کو اس دن کی اطلاع دی گئی۔ مجھ کو اس چیز کی خبر ہوئی۔ میں اس دن نماز عصر کے وقت مسجد میں بندوبست کر آیا۔ حضرت جب نماز کے بعد گھر جا رہے تھے، تو میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے فرمایا کیا آپ میرے قتل کے ارادے سے آئے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور! آج میں آپ کی مخالفت کے ارادے سے مسلح ہو کر حاضر ہوا ہوں اور میں نے مخالفین سے کہہ دیا ہے کہ جو شخص اس کا منہ کاڑھ رکھتا ہے، اس کو پیٹنے پر اسے قلم کرنا ہو گا۔

انہیں حضرت لاہوری نے ایسے حالات میں اپنی جہلیبی سرگرمیوں کو فضیلِ خدا جاری رکھا اور وَاللّٰہُ یُفَصِّلُ لِمَنَ اِشَاءُ (وہ اللہ تعالیٰ کو چاہے) کے جزمنا جملے سے محفوظ رہے گا) میں علامہ خیر کو بھی مشیتِ ایزدی سے بھرپور ہے۔

— متعلق —

صوفی جید ارشد الکر پرس لاہور نے لائق الحروف کو بتایا کہ اگلے دن ٹی وی پر ملک چین کی مختلف مساجد دکھارے تھے۔ ایک نہایت ضعیف، مسموم سے پوچھا گیا۔ آپ نے قرآن پاک کہاں سے پڑھا۔ قرآن نے کہا۔ میں نے ۳۶۷ میں مولانا رحیل لاہوری سے سنا تھا۔

چھوڑ دو۔ یہ علاج کر دو۔ گاسنے کے دودھ میں دارچینی ڈال کر دینا کہا گیا ہے۔
 نو۔ اس دودھ پر ایک دفعہ سورہ یسین پڑھ کر دم کر۔ سات نوک میں کر
 ایک ٹیکہ سی بناؤ دیکھ سب میں ڈال کر دودھ پی لیا کرو اور لیٹ جا یا کرو۔ انشاء اللہ
 تھائے سات دن میں شفا ہو جائے گی۔

علاج فوری شروع کیا گیا۔ تیسرے دن فالج نڈھ حصہ جسم میں حرکت پیدا ہو
 گئی۔ سات دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحبت کا مہلک فرما دیا لیکن مدد سے نیک
 یہ واقعہ میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ ہے۔

ایسے واقعات کا تعلق خوارق و کرامات سے ہے۔ حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ
 کا اس ذکر عابدہ کو خواب میں سنو بتاؤ اور اصل من جانب اللہ فی خبر تہ ہے۔
 نعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اوپر سے امت کی باتیں
 میں وہ مولیٰ بنتے ہیں، جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں جوتے۔

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَاةٌ وَ هِيَ خَيْرُ الْخَطَاةِ بَيْنَ الشَّعَابِ

ترجمہ

ترجمہ

تمام انسان (بجز انبیاء علیہم السلام) گنہگار ہیں اور اچھے گنہگار
 وہ ہیں، جو توبہ کر کے تائب ہو جائیں۔

ایک ناقابل فراموش واقعہ

(از فضل حق خاوری۔ ساڈھ کلان۔ لاہور)

چند سال گذرے کہ انجمن خدام الدین لاہور نے امام الادب حضرت
 لاہوری فرید گنگا داس کے ۵۵۵ پر مذکورہ واقعہ نظر آیا۔ وہ واقعات جن کا
 تعلق اسباب عادیہ سے ہو، ان کا تسلیم کرنا بلا قابل و تردد ہوتا ہے۔ لیکن
 معجزات و خوارق کا دلنا ابتداء سے ہی بعض لوگوں کو طے حیرت میں ڈال دیتا ہے۔
 یہ واقعہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں پیش آیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء نماز صبح کے بعد میں اور میری اہلیہ جس کا نام خادیم
 ہے، اپنے گھر کے بالائی کمرے میں اپنی اپنی چارپائیوں پر بیٹھے تھے کہ میری اہلیہ
 کے بطن ہاتھ کی ایک دھڑ سے میں کچھ دھڑسی محسوس ہوئی، آہستہ آہستہ اس کا اثر ہاتھ
 اور بازو تک بھی پہنچ گیا۔ گھر میں دو عورتیں تھیں۔ میں نے اس کی اطلاع کی اس
 پر رضائی اوڑھنا دی، بیڑ لگا دیا۔ نماز صبح میں نے اس کے پاس کمرے میں چلی۔
 اس کو نماز کے لیے کہا۔ چھو کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے رضائی جاکر دیکھا تو میری
 حیرت نکل گئی۔ لغتہ ہو چکا تھا۔ اور آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ سارے گھر والے روتے
 لگے۔ ڈاکٹر محمد اقبال کو بلا دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ بایں طرف فالج کا شدید حملہ ہے۔

میں ادویات بھیجتا ہوں۔ آپ رات اس کے پاس جا گئے رہیں۔ رات ایسے
 ہی گذری اور پورے گیارہ دن اسی پریشانی میں گئے۔ اب رات کے قریب
 دس بجے سنا دیو گیا کہ میری اہلیہ بایں کمرے میں تھیں۔ قریب جا کر
 تو اس نے جواب دیا کہ حضرت مولانا احمد علی میرٹھ سے پورے شرف و شرف لائے
 تھے اور کہتے تھے کہ تو میری مدد جانی بیٹی ہے۔ تیری خبر گیری کو آیا ہوں۔ تو
 دوا دلا کر امیٹ پڑھ کر ایصال ثواب کئی تھی، وہ اب نہیں پہنچ رہا تھا۔ فرمایا
 بیٹی! بالکل نہ گھبراؤ۔ تم انشاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گی۔ اب اس علاج بالکل

ضمیمہ

اس مقالے میں آیات احادیث اور ناری عبارت کا ترجمہ مناسب جگہ پر نہیں کیا گیا اس لئے مکمل کرنے کے لیے مقالے کے صفحات کی حد سے مندرجہ ذیل ضمیر شامل کیا گیا ہے۔

صفحہ نمبر	ترجمہ
۳۰	۲
۳۱	۳
۳۲	۴
۳۳	۵
۳۴	۶
۳۵	۷
۳۶	۸
۳۷	۹
۳۸	۱۰
۳۹	۱۱
۴۰	۱۲
۴۱	۱۳
۴۲	۱۴
۴۳	۱۵
۴۴	۱۶
۴۵	۱۷
۴۶	۱۸
۴۷	۱۹
۴۸	۲۰
۴۹	۲۱
۵۰	۲۲
۵۱	۲۳
۵۲	۲۴
۵۳	۲۵
۵۴	۲۶
۵۵	۲۷
۵۶	۲۸
۵۷	۲۹
۵۸	۳۰
۵۹	۳۱
۶۰	۳۲
۶۱	۳۳
۶۲	۳۴
۶۳	۳۵
۶۴	۳۶
۶۵	۳۷
۶۶	۳۸
۶۷	۳۹
۶۸	۴۰
۶۹	۴۱
۷۰	۴۲
۷۱	۴۳
۷۲	۴۴
۷۳	۴۵
۷۴	۴۶
۷۵	۴۷
۷۶	۴۸
۷۷	۴۹
۷۸	۵۰
۷۹	۵۱
۸۰	۵۲
۸۱	۵۳
۸۲	۵۴
۸۳	۵۵
۸۴	۵۶
۸۵	۵۷
۸۶	۵۸
۸۷	۵۹
۸۸	۶۰
۸۹	۶۱
۹۰	۶۲
۹۱	۶۳
۹۲	۶۴
۹۳	۶۵
۹۴	۶۶
۹۵	۶۷
۹۶	۶۸
۹۷	۶۹
۹۸	۷۰
۹۹	۷۱
۱۰۰	۷۲
۱۰۱	۷۳
۱۰۲	۷۴
۱۰۳	۷۵
۱۰۴	۷۶
۱۰۵	۷۷
۱۰۶	۷۸
۱۰۷	۷۹
۱۰۸	۸۰
۱۰۹	۸۱
۱۱۰	۸۲
۱۱۱	۸۳
۱۱۲	۸۴
۱۱۳	۸۵
۱۱۴	۸۶
۱۱۵	۸۷
۱۱۶	۸۸
۱۱۷	۸۹
۱۱۸	۹۰
۱۱۹	۹۱
۱۲۰	۹۲
۱۲۱	۹۳
۱۲۲	۹۴
۱۲۳	۹۵
۱۲۴	۹۶
۱۲۵	۹۷
۱۲۶	۹۸
۱۲۷	۹۹
۱۲۸	۱۰۰
۱۲۹	۱۰۱
۱۳۰	۱۰۲
۱۳۱	۱۰۳
۱۳۲	۱۰۴
۱۳۳	۱۰۵
۱۳۴	۱۰۶
۱۳۵	۱۰۷
۱۳۶	۱۰۸
۱۳۷	۱۰۹
۱۳۸	۱۱۰
۱۳۹	۱۱۱
۱۴۰	۱۱۲
۱۴۱	۱۱۳
۱۴۲	۱۱۴
۱۴۳	۱۱۵
۱۴۴	۱۱۶
۱۴۵	۱۱۷
۱۴۶	۱۱۸
۱۴۷	۱۱۹
۱۴۸	۱۲۰
۱۴۹	۱۲۱
۱۵۰	۱۲۲
۱۵۱	۱۲۳
۱۵۲	۱۲۴
۱۵۳	۱۲۵
۱۵۴	۱۲۶
۱۵۵	۱۲۷
۱۵۶	۱۲۸
۱۵۷	۱۲۹
۱۵۸	۱۳۰
۱۵۹	۱۳۱
۱۶۰	۱۳۲
۱۶۱	۱۳۳
۱۶۲	۱۳۴
۱۶۳	۱۳۵
۱۶۴	۱۳۶
۱۶۵	۱۳۷
۱۶۶	۱۳۸
۱۶۷	۱۳۹
۱۶۸	۱۴۰
۱۶۹	۱۴۱
۱۷۰	۱۴۲
۱۷۱	۱۴۳
۱۷۲	۱۴۴
۱۷۳	۱۴۵
۱۷۴	۱۴۶
۱۷۵	۱۴۷
۱۷۶	۱۴۸
۱۷۷	۱۴۹
۱۷۸	۱۵۰
۱۷۹	۱۵۱
۱۸۰	۱۵۲
۱۸۱	۱۵۳
۱۸۲	۱۵۴
۱۸۳	۱۵۵
۱۸۴	۱۵۶
۱۸۵	۱۵۷
۱۸۶	۱۵۸
۱۸۷	۱۵۹
۱۸۸	۱۶۰
۱۸۹	۱۶۱
۱۹۰	۱۶۲
۱۹۱	۱۶۳
۱۹۲	۱۶۴
۱۹۳	۱۶۵
۱۹۴	۱۶۶
۱۹۵	۱۶۷
۱۹۶	۱۶۸
۱۹۷	۱۶۹
۱۹۸	۱۷۰
۱۹۹	۱۷۱
۲۰۰	۱۷۲
۲۰۱	۱۷۳
۲۰۲	۱۷۴
۲۰۳	۱۷۵
۲۰۴	۱۷۶
۲۰۵	۱۷۷
۲۰۶	۱۷۸
۲۰۷	۱۷۹
۲۰۸	۱۸۰
۲۰۹	۱۸۱
۲۱۰	۱۸۲
۲۱۱	۱۸۳
۲۱۲	۱۸۴
۲۱۳	۱۸۵
۲۱۴	۱۸۶
۲۱۵	۱۸۷
۲۱۶	۱۸۸
۲۱۷	۱۸۹
۲۱۸	۱۹۰
۲۱۹	۱۹۱
۲۲۰	۱۹۲
۲۲۱	۱۹۳
۲۲۲	۱۹۴
۲۲۳	۱۹۵
۲۲۴	۱۹۶
۲۲۵	۱۹۷
۲۲۶	۱۹۸
۲۲۷	۱۹۹
۲۲۸	۲۰۰
۲۲۹	۲۰۱
۲۳۰	۲۰۲
۲۳۱	۲۰۳
۲۳۲	۲۰۴
۲۳۳	۲۰۵
۲۳۴	۲۰۶
۲۳۵	۲۰۷
۲۳۶	۲۰۸
۲۳۷	۲۰۹
۲۳۸	۲۱۰
۲۳۹	۲۱۱
۲۴۰	۲۱۲
۲۴۱	۲۱۳
۲۴۲	۲۱۴
۲۴۳	۲۱۵
۲۴۴	۲۱۶
۲۴۵	۲۱۷
۲۴۶	۲۱۸
۲۴۷	۲۱۹
۲۴۸	۲۲۰
۲۴۹	۲۲۱
۲۵۰	۲۲۲
۲۵۱	۲۲۳
۲۵۲	۲۲۴
۲۵۳	۲۲۵
۲۵۴	۲۲۶
۲۵۵	۲۲۷
۲۵۶	۲۲۸
۲۵۷	۲۲۹
۲۵۸	۲۳۰
۲۵۹	۲۳۱
۲۶۰	۲۳۲
۲۶۱	۲۳۳
۲۶۲	۲۳۴
۲۶۳	۲۳۵
۲۶۴	۲۳۶
۲۶۵	۲۳۷
۲۶۶	۲۳۸
۲۶۷	۲۳۹
۲۶۸	۲۴۰
۲۶۹	۲۴۱
۲۷۰	۲۴۲
۲۷۱	۲۴۳
۲۷۲	۲۴۴
۲۷۳	۲۴۵
۲۷۴	۲۴۶
۲۷۵	۲۴۷
۲۷۶	۲۴۸
۲۷۷	۲۴۹
۲۷۸	۲۵۰
۲۷۹	۲۵۱
۲۸۰	۲۵۲
۲۸۱	۲۵۳
۲۸۲	۲۵۴
۲۸۳	۲۵۵
۲۸۴	۲۵۶
۲۸۵	۲۵۷
۲۸۶	۲۵۸
۲۸۷	۲۵۹
۲۸۸	۲۶۰
۲۸۹	۲۶۱
۲۹۰	۲۶۲
۲۹۱	۲۶۳
۲۹۲	۲۶۴
۲۹۳	۲۶۵
۲۹۴	۲۶۶
۲۹۵	۲۶۷
۲۹۶	۲۶۸
۲۹۷	۲۶۹
۲۹۸	۲۷۰
۲۹۹	۲۷۱
۳۰۰	۲۷۲
۳۰۱	۲۷۳
۳۰۲	۲۷۴
۳۰۳	۲۷۵
۳۰۴	۲۷۶
۳۰۵	۲۷۷
۳۰۶	۲۷۸
۳۰۷	۲۷۹
۳۰۸	۲۸۰
۳۰۹	۲۸۱
۳۱۰	۲۸۲
۳۱۱	۲۸۳
۳۱۲	۲۸۴
۳۱۳	۲۸۵
۳۱۴	۲۸۶
۳۱۵	۲۸۷
۳۱۶	۲۸۸
۳۱۷	۲۸۹
۳۱۸	۲۹۰
۳۱۹	۲۹۱
۳۲۰	۲۹۲
۳۲۱	۲۹۳
۳۲۲	۲۹۴
۳۲۳	۲۹۵
۳۲۴	۲۹۶
۳۲۵	۲۹۷
۳۲۶	۲۹۸
۳۲۷	۲۹۹
۳۲۸	۳۰۰
۳۲۹	۳۰۱
۳۳۰	۳۰۲
۳۳۱	۳۰۳
۳۳۲	۳۰۴
۳۳۳	۳۰۵
۳۳۴	۳۰۶
۳۳۵	۳۰۷
۳۳۶	۳۰۸
۳۳۷	۳۰۹
۳۳۸	۳۱۰
۳۳۹	۳۱۱
۳۴۰	۳۱۲
۳۴۱	۳۱۳
۳۴۲	۳۱۴
۳۴۳	۳۱۵
۳۴۴	۳۱۶
۳۴۵	۳۱۷
۳۴۶	۳۱۸
۳۴۷	۳۱۹
۳۴۸	۳۲۰
۳۴۹	۳۲۱
۳۵۰	۳۲۲
۳۵۱	۳۲۳
۳۵۲	۳۲۴
۳۵۳	۳۲۵
۳۵۴	۳۲۶
۳۵۵	۳۲۷
۳۵۶	۳۲۸
۳۵۷	۳۲۹
۳۵۸	۳۳۰
۳۵۹	۳۳۱
۳۶۰	۳۳۲
۳۶۱	۳۳۳
۳۶۲	۳۳۴
۳۶۳	۳۳۵
۳۶۴	۳۳۶
۳۶۵	۳۳۷
۳۶۶	۳۳۸
۳۶۷	۳۳۹
۳۶۸	۳۴۰
۳۶۹	۳۴۱
۳۷۰	۳۴۲
۳۷۱	۳۴۳
۳۷۲	۳۴۴
۳۷۳	۳۴۵
۳۷۴	۳۴۶
۳۷۵	۳۴۷
۳۷۶	۳۴۸
۳۷۷	۳۴۹
۳۷۸	۳۵۰
۳۷۹	۳۵۱
۳۸۰	۳۵۲
۳۸۱	۳۵۳
۳۸۲	۳۵۴
۳۸۳	۳۵۵
۳۸۴	۳۵۶
۳۸۵	۳۵۷
۳۸۶	۳۵۸
۳۸۷	۳۵۹
۳۸۸	۳۶۰
۳۸۹	۳۶۱
۳۹۰	۳۶۲
۳۹۱	۳۶۳
۳۹۲	۳۶۴
۳۹۳	۳۶۵
۳۹۴	۳۶۶
۳۹۵	۳۶۷
۳۹۶	۳۶۸
۳۹۷	۳۶۹
۳۹۸	۳۷۰
۳۹۹	۳۷۱
۴۰۰	۳۷۲
۴۰۱	۳۷۳
۴۰۲	۳۷۴
۴۰۳	۳۷۵
۴۰۴	۳۷۶
۴۰۵	۳۷۷
۴۰۶	۳۷۸
۴۰۷	۳۷۹
۴۰۸	۳۸۰
۴۰۹	۳۸۱
۴۱۰	۳۸۲
۴۱۱	۳۸۳
۴۱۲	۳۸۴
۴۱۳	۳۸۵
۴۱۴	۳۸۶
۴۱۵	۳۸۷
۴۱۶	۳۸۸
۴۱۷	۳۸۹
۴۱۸	۳۹۰
۴۱۹	۳۹۱
۴۲۰	۳۹۲
۴۲۱	۳۹۳
۴۲۲	۳۹۴
۴۲۳	۳۹۵
۴۲۴	۳۹۶
۴۲۵	۳۹۷
۴۲۶	۳۹۸
۴۲۷	۳۹۹
۴۲۸	۴۰۰
۴۲۹	۴۰۱
۴۳۰	۴۰۲
۴۳۱	۴۰۳
۴۳۲	۴۰۴
۴۳۳	۴۰۵
۴۳۴	۴۰۶
۴۳۵	۴۰۷
۴۳۶	۴۰۸
۴۳۷	۴۰۹
۴۳۸	۴۱۰
۴۳۹	۴۱۱
۴۴۰	۴۱۲
۴۴۱	۴۱۳
۴۴۲	۴۱۴
۴۴۳	۴۱۵
۴۴۴	۴۱۶
۴۴۵	۴۱۷
۴۴۶	۴۱۸
۴۴۷	۴۱۹
۴۴۸	۴۲۰
۴۴۹	۴۲۱
۴۵۰	۴۲۲
۴۵۱	۴۲۳
۴۵۲	۴۲۴
۴۵۳	۴۲۵
۴۵۴	۴۲۶
۴۵۵	۴۲۷
۴۵۶	۴۲۸
۴۵۷	۴۲۹
۴۵۸	۴۳۰
۴۵۹	۴۳۱
۴۶۰	۴۳۲
۴۶۱	۴۳۳
۴۶۲	۴۳۴
۴۶۳	۴۳۵
۴۶۴	۴۳۶
۴۶۵	۴۳۷
۴۶۶	۴۳۸
۴۶۷	۴۳۹
۴۶۸	۴۴۰
۴۶۹	۴۴۱
۴۷۰	۴۴۲
۴۷۱	۴۴۳
۴۷۲	۴۴۴
۴۷۳	۴۴۵
۴۷۴	۴۴

- ۵۷ - ۱۔ عبادی الذین ۱۔ اسے میرے بندوں میں سے مان لائے جو میری زمین کشادہ ہے جس میں میری ہی عبادت کرو۔ ہر جگہ اور ہر جگہ لکھنے والا ہے۔ پس پھر کرو گے۔
- ۵۸ - ۲۔ یا اہل الذین ۱۔ اے ایمان والو۔ انصاف پر قائم رہو۔ اللہ کی طرف کی گواہی دو۔ اگرچہ اپنی جانوں پر جو یاں باپ اور رشتہ داروں پر ہو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے یا غیر ہے تو اللہ اس کا تم سے نفرا دہ بخیر ہو ہے۔ خدا تم انصاف کرنے میں مدد کی خواہش کی پیروی نہ کرو اور اگر تم کچھ بیانی کرو گے یا پیروی کرو گے تو بلا شرانہ صلہ سے پہلے مال یا غیر ہے اور تمہیں اس قوم کی دشمنی پھر تمہیں رحمت والی سب سے بدکتی ہے۔ اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کر لے لو۔
- ۵۹ - ۳۔ یا اہل الذین ۱۔ میری انھوں نے تجھ سے زیادہ عین ہرگز نہیں دیکھا ہے۔ آج تک تجھ سے زیادہ خوبصورت اور جلیل کسی عورت نے کوئی پھر نہیں جانا۔ تو ہر قسم کے نقص سے بوس پاک ہے۔ گویا میری پیدائش میں ہی رحمت کے ساتھ ہی ہوئی۔ اور تمہیں تم سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور انبیاء کے انتقام پھر لیں گے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے۔
- ۶۰ - ۴۔ اور اللہ تعالیٰ نے قیامت سے پہلے قرابتیں جو ملے وہاں پیدا ہوں گے۔ ہر ایک ان میں سے پہلے آپ کو خدا کا رسول کے گا اور میں تمام انبیاء کے پہلے کو ختم کرنے والا ہوں۔ میری نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
- ۶۱ - ۵۔ میں انبیاء کرام کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں اور تم انہوں میں سے آخری امت ہو۔
- ۶۲ - ۶۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو نہ وہاں ہوتا تو صرف اور صرف میں ہی خطاب ہوتا۔
- ۶۳ - ۷۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر قرآن حکیم نازل فرمایا ہے۔ اس میں حکمت آیات میں اور دینی دین اسلام کے بنیادی پتھر ہیں اور وہی آیات مشابہات ہیں۔ پس جن

- لوگوں کے دلوں میں کچھ کمی موجود ہے۔ تو وہ مشابہات سے دین میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے جڑ بناتے ہیں۔ اور تاویل کا شوشا ہے۔ لیکن مشابہات کی تاویل فقط ذات باری تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کا جہل و صحت مندرجہ اور وہ لوگ علم و تفقہ میں پختہ ہیں۔ وہ تمام آیات قرآنیہ کو منزلت میں اللہ ماننے ہیں اور اس سے حفظ اصحاب عقل و بصیرت کو ہدایت کی راہ ملتی ہے۔
- ۶۴ - ۸۔ یا اہل الذین ۱۔ اے ایمان والو! حد! اپنے آپ کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی ہو۔ وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہوا۔ میری رحمت میں داخل ہو۔
- ۶۵ - ۹۔ ہم جس کچھ خوف اور حموک اور راہوں اور جانوں اور عیوب کے نقصان سے مفرد آزمائیں گے اور میرا کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں۔ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کی طرف سے سزا تیاں ہیں اور رحمت اور ہی ہدایت پانے والے ہیں۔
- ۶۶ - ۱۰۔ یٰ قَیُّوْمُ ۱۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ رانائی عافیتا ہے اور جو کوئی رانائی دیا جاتا ہے۔ پس اسے شک وہ بہت غیور و بکرت دیا گیا۔
- ۶۷ - ۱۱۔ مَکَانَ عِصْدِ ۱۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ انبیاء کرام کے تمام ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔
- ۶۸ - ۱۲۔ اَللّٰهُمَّ کُنْ لِّی ۱۔ آج میں نے تمہارے دین کی تکمیل کر دی ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پیدا کر دیا ہے اور میں دین اسلام تم کو عطا کر کے راضی ہوں۔
- ۶۹ - ۱۳۔ یا غافض ۱۔ اے شک ہم نے قرآن پاک نازل کیا ہے اور اے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	ترجمہ	ترجمہ
۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵
۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶
۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷
۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸
۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹
۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳
۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶
۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸
۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱
۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲
۱۵۳	۱۵۳	۱۵۳	۱۵۳
۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴
۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵
۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶
۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷
۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸
۱۵۹	۱۵۹	۱۵۹	۱۵۹
۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰
۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱
۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲
۱۶۳	۱۶۳	۱۶۳	۱۶۳
۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴
۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶
۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹
۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰
۱۷۱	۱۷۱	۱۷۱	۱۷۱
۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴
۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵
۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
۱۷۷	۱۷۷	۱۷۷	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹
۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰
۱۸۱	۱۸۱	۱۸۱	۱۸۱
۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲
۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳
۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴
۱۸۵	۱۸۵	۱۸۵	۱۸۵
۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶
۱۸۷	۱۸۷	۱۸۷	۱۸۷
۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸
۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹
۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰
۱۹۱	۱۹۱	۱۹۱	۱۹۱
۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲
۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳
۱۹۴	۱۹۴	۱۹۴	۱۹۴
۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۶	۱۹۶	۱۹۶
۱۹۷	۱۹۷	۱۹۷	۱۹۷
۱۹۸	۱۹۸	۱۹۸	۱۹۸
۱۹۹	۱۹۹	۱۹۹	۱۹۹
۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰

اللہ تعالیٰ رسول خدا اور تم میں سے جو حکام ہوں، میں کی امتیاز کرو۔

نویں اصلاح :- وہ ابنا خا القربی : صاحب قرابت، سبکین اور ساقی کا حق اور کرو اور فضول خرچ نہ کرو۔

دسویں اصلاح :- یا ایہا الذین امنوا : اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے معاملہ میں خیانت نہ کرو اور تم اپنی امانتوں میں بھی خیانت مت کرو۔

حاشا الحق لاؤ ائلف :- وہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس غفلت پر کراس کو بیکار و سب توہین و کفر ہے اللہ تعالیٰ کے ہے، جو جانوں کا پروردگار ہے۔

فکان حقا :- ہم پر مومنوں کی نصرت کا ضروری ہے۔

شاہد ثانی :- اور اگر وہ تورات اور انجیل کے احکام پر قائم رہتے اور جو کچھ ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا۔ تو اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے نہیں کھٹکتے۔

انما اھککم بقی :- میں تو اپنی برائیائی اور غم کا انداز اپنے خدا کے سامنے کرتا ہوں اور اپنے کام کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بنوعین کو دیکھنے والا ہے۔

غسلہ روزہ :- وہو یغسلہ : حدیث شریفین : روزہ دار عورتوں سے میل بھول کر باتیں کرے۔ وغیرہ فعل پھا گئے۔ اگر اسے کوئی گالی ہو دے یا زدائی کرے تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے، اتنا کہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

غسلہ روزہ : حاشیہ حدیث شریفین :- جن جہاد بن عمرو : جہاد بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : روزہ اور قرآن

انسان کے لیے وقامت کے دن، شفاعت کریں گے۔ روزہ کے گنا۔ اسے میرے رب میں اسے اس کو دن کو کھانے اور خواہشات انسانی سے رکھا تھا۔ بدلائش کے حق میں متعارض قبول فرمائیے۔ پھر یہ تو کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

تلف زکوة :- والذین یسکون :- وہ لوگ جو سنا اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف نہیں کرتے ہیں ان کو دردناک عذاب کی توقع ہے سنا دے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر

اس سے ان کی پیشانیوں اور پیلو اور پیشانیوں، داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ سوس کا سزہ چکھو۔ جو تم جمع کرتے تھے اسوہ توبہ حدیث :- عن ابن عباس : جہاد بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو میں کی طرف بھیجا آپ نے فرمایا : انہیں نقصان کی توجہ اور میری رفاقت کی شہادت کے لیے دعوت دو۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں۔ پھر ان میں اطلاع دو کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں روزانہ فرض کی ہیں اگر وہ اس بات کو مان جائیں پھر ان میں اطلاع دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں میں دیکھ کر غرض کی ہے جو ان کے دوسندوں سے لی جائے گی اور انہیں کے

گناہوں پر راضی ہو جائے گی۔ دفعہ دوم : حدیث تفسیر : یا ابن آدم : اے آدم کے بیٹے سوچ کر میں تجھ پر غور کروں گا۔

دفعہ ہفتم :- فلیق قاتلکم :- اور اگر تم سے کفار جنگ میں تو پشت پھیر کر بھیجیں گے اور ان کو کوئی دوست اور مددگار نہیں ملے گا۔

مصارف زکوة :- انما الصدقات :- زکوة مفلسوں اور محتاجوں اور اس کا کام کرنے والوں کا حق ہے اور جن کی دلی جوئی کرنی ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرض میں اور ان کی راہ اور

منزل ہاشم

ترجمہ

اور سادہ کو یہ اللہ کی طرف سے متفرک کیا ہوا ہے اور لٹ جائے والا اور حکمت والا ہے۔

تفسیر حیدر قرآن، ۱۔ لن یشاء۔ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ لیکن تمہارا لغوی اس کو پہنچتا ہے۔

فی اہل علیہ وسلم نبأ، ان پر آدم علیہ السلام کے دو فریضوں کی خبر شہود جب انہوں نے قربانی کی۔

یا نبی! اسے میرے بیٹے نے غائب میں دیکھا۔ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ پس نظر کرو، تمہاری کیا رائے ہے۔

یا ایت افعل، اے وفادار شفیق جس چیز کا آپ کو من چاہے اللہ حکم پڑا کیجئے۔ قریب ہے کہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

فما جھض، اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ یہ کوشش کرتے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں

کی۔ تمہارے باپ ابو جحیم کا دین ہے۔ اس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔

تسبیحہ جمیعاً، تو ان کو متفق خیال کرتا ہے اور دل ان کے قلعہ میں۔ یا س لیے ہے کہ یہ لوگ عقل نہیں کرتے۔

حدیث خرین، اے شک اللہ تمہاری صورتوں اور ذمہ تمہارے لوگوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن وہ تمہارے دلوں اور صلوں کو دیکھتا ہے۔

ان تشرعوا للک، اگر تم دین اسلام کی مدد کر گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدمی عطا کرے گا۔

والذین جاہدوا، اور وہ لوگ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں البتہ ہم ان کو ضرور داوایت صحابی بنیں گے۔

منزل نوح

ترجمہ

قَالَ بَأْنُ اللَّهِ، یا س لیے ہے کہ صاحب ایمان لوگوں کا اللہ تعالیٰ والی ہے اور کفار کا کوئی دانی نہیں۔ دوسرے جملہ

رسائل غیبیہ، عایشہ و سلم، اگر تو ان سے سوال کرے کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے البتہ فرمیں گے کہ اللہ نے پس وہ کبھر میرے جاتے ہیں۔

فما غشیہم، اور جب ان کو دیکھا کہ میری گھیرتی ہیں یہ بدلوں بارہوں کی طرح، تو غصہ دل سے خدا تعالیٰ کو پکار رہے ہیں۔

حیرت، لشیعہ سنن، البتہ تم ضرور بدلوں کے راستے چلو گے ہاشت کے برابر ہاشت اور ادا کے بدلے ہفتہ۔

حدیث، حضرت ابو جہر رضی ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جس نے شہادت کے وقت میری سنت پر مضبوطی سے عمل کیا یا اس کے لیے سوجھ بوجھ کا تو اب ہے۔

ان دینک فیک، اے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو رات کے تیرے مجھے کم یا نصف رات کو تیرے مجھے پر اور ایک جاہل صاحب کلام، آپ کے ساتھ شامل ہوا، ہے۔

وصی اللہ جھو، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا ہشت تعالیٰ جھڑی پڑے۔

والذین اجتنبوا اطاعت، جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچ گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ان کے لیے خوشخبری ہے پس ان بندوں کو خوشخبری سناؤ۔

قد اخلع المؤمنین، اے شک نبات ہائے مومن لوگ، وہ جو کاپنی نمازیں خیر سے ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو فضول باتوں سے منہ موڑتے ہیں اور

وہ لوگ جو نیکو ادا کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی شرنگاہوں کی حفاظت کرتے ہاں ہیں اور وہ لوگ جو اپنی امتوں اور جموں کی رعایت کرتے ہیں۔

میں والدین سے زندگی بسر کرنے کا مشورہ دیا۔ خواہ ایک ہو یا دونوں۔ اور پھر وہ جنت میں نہیں گیا۔

لا یدخل۔ قطع رحم کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

عن انسؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بائچ وقت نماز پر جھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور پاکدامن ہے اور اپنے خاوند کو فرمانبردار ہے۔ پس جس روز اسے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

عن ابی ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اگر میں کسی کو نوکروں کہ وہ کسی دوسرے کو سمجھ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا۔ وہ اپنے خاوند کو سمجھ کرے۔

عن ابی ہریرہؓ: حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! بے شک تیرے عورت کثرت نماز و نوافل اور روزے رکھنے اور غیرت کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ سو اسے کس کے کہ وہ پڑھ لکھنے کو اپنی زبان سے اذیت پہنچاتی ہے۔ فرمایا وہ حدیث میں ہے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر ایک عورت روزے کم رکھتی ہے۔ عمدہ و غیرت کی ہدایت بھی کم کرتی ہے اور نماز و نوافل بھی کم رکھتی ہے۔ اور وہ غیرت کا کٹھنہ غیرت کرتی ہے اور اپنے مہربانوں کو زبان سے نہیں رستاتی۔ آپؐ نے فرمایا وہ بہشت میں جائے گی۔

رسالہ میر اور میر کے فرائض: مکا کا۔ انسان کو میرا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نبی کا حکم اور نبوت عطا فرمائے اور پھر لوگوں کو حکم دے کہ وہ اس کو چھو کر تم میرے جد سے بن جاؤ۔

حاشیہ حدیث شریف:۔ عن جابر بن عبد اللہ: حضرت جابر بن عبد اللہ

ابن ہذا القرائ:۔ بیچک یہ قرآن سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔

ی امرئ:۔ اور پھر کو حکم دیا گیا ہے کہ میں جانوں کے پروردگار کے سامنے تسلیم کر لوں۔

ہاتھا الشاھ:۔ اور غشی سے عورتوں کو ان کے مردوں۔

ہاتھا وھن:۔ اور جن سلوک سے بن سے بڑا کر دے۔

ولا تشکواھن:۔ اور ان کو نقصان پہنچانے کے لیے مت دیکو تاکہ تم ان پر زیادہ کر دے۔

فلا تشکواھن:۔ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خیر کریں کہ جو کہ تم رمضان کے الٹی کے لیے کرتے ہو۔ خیر کہ والدین اور رشتہ داروں و قریبوں مسکینوں و مسافروں پر اور جو کچھ تم چاہا کام کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو بھی جانتا ہے۔

رسالہ مسلمان عورت کے فرائض:۔ من عمل فی:۔ جس نے مردوں یا عورتوں میں سے نیک عمل کئے پس ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔

حدیث شریف:۔ عن معاذ:۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول خدا سے کہہ کر آیا ہے میں نے خیر دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو سکوں اور آگ سے دور ہو سکوں۔ فرمایا: تم نے جہاں سوال پوچھا ہے۔ یہ بات میں شخص پر آسان ہے، میں پر خدا آسان کرے تو عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ نماز بھی عورت سے چڑھ کر رکھو۔ رمضان کے روزے رکھا اور بیت اللہ اور ام کا حج کرنا۔

عن ابی ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک خاک آلودہ اس کی ناک خاک آلودہ ہو جس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ کسی یا رسول اللہ فرمایا جس کو چاہیے

منزل

ترجمہ

ماری ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز قائم کی ہے، زکوٰۃ ادا کرنا اور تمام مسلمانوں کی غیر خواہی کی رعایت کی۔
 انیس اقدس روایت تھی، حدیث، فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہ میرا زاد تمام زمینوں سے بہتر ہے۔

۲۰ فارسی عبارت کا ترجمہ۔ میرے ایک برادر نے شیطان لعین کو دیکھا کہ بالکل ناستہ میثاق ہے اور لوگوں کے گمراہ کرنے سے مطمئن ہے۔ اس شخص نے اس فرشتہ کا سبب پوچھا۔ شیطان نے جواب دیا کہ اس زمانے میں علماء نے میرے کام میں میری بڑی مدد کی ہے۔ اور انہوں نے مجھ کو گمراہ کرنے کی سمیت آنا کر دیا۔ خدا کی قسم میری زمین میں جس قدر سستی اور لاپرواہی واقع ہوئی ہے وہ رنج و حرکت و زحمت میں دو نما ہوا ہے۔ یہ سب کچھ علماء رشوک و جہ سے ہے۔ ان کی غیبتوں کی فراہمی کے باعث سے ہے۔ ہاں علماء تیر دنیا سے بے رغبت ہیں وہ دنیا کی محبت، آخرت، حکومت، مال اور سرپرستی کی جوس سے آزاد ہیں اور یہی علماء آخرت ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے وارث اور مخلوقات میں یہی سب سے اچھے ہیں۔ (مکتوبات)

رسالہ اصلاح رسوم: اَللّٰہُ کَانَ لَکُمْ۔ البتہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں تمہارے لیے نیک، افضل ترین نمونہ ہے۔ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی کلمات اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو محبت یاد کرتا ہے۔

من قطع الرسولى:۔ جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی ہے لیکن اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔

حاشیہ۔ اِن الرِّسَالَةِ۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ منتقل ہوا۔ میرے بعد رسول ہوگا، زنجی ہوگا۔

منزل

ترجمہ

حدیث۔ باقی ابیہا کرام پر کچھ اور سے سفیدت دی گئی ہے۔ میرے کام کے الفاظ کو اور سانی زیادہ اور کلمہ کو اللہ تعالیٰ نے رطب و جلاب سے نوازا ہے۔ میرے لیے اہل غیبت حلال کیا ہے اور زمین کو میرے لیے مسجد بنایا ہے اور کلمہ تمام دنیا اور دنیا کی امت تک، اس کے لیے بھیجا ہے اور میرے لیے ابیہا کرام کا سلسلہ ختم کر کے ہے۔

حدیث شریفہ۔ اَللّٰہُ تَعَالٰی: میری امت میں ایسا گروہ رہے گا جو جلیلہ صداقت پر ہر نوعیت تک اللہ تعالیٰ کو بخیر و استیلا رکھ سکے گا۔

حدیث شریفہ۔ بے شک اللہ اس امت میں ہر مہدی کے بعد ابیہا مروجی قیاس پیدا کرتا رہے گا، جو دین اسلام کی تجدید و احیاء کرتا رہے۔

رسالہ تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ۔ حاشیہ۔ من یثاق اللہ رسولہ، یعنی خود ہدایت کے طور کے بعد بھی پیغمبر خدا کی اطاعت کرے گا اور زمینیں سکے یہ طے کر کے علاوہ کجروی اختیار کرے گا تو ہم اس کو اس طرف موڑ دیں گے جس طرف وہ غلط اور ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور نہایت برا ٹھکانا ہے۔

حدیث۔ عن عائشہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس بچے لائے جاتے تھے، آپ ان کے حق میں برکت کی دعا فرمایا کرتے اور خلیفہ رکھ دیتے، کیا کرتے تھے۔

حدیث۔ اَللّٰہُ عَلَیْہِ سَلَام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے خلیفہ میں برکت رکھ گیا ہے۔ اس میں اس کی طرف سے جانور بیکار کیا جاسکے، انسان لکھا جائے، اور اس کا سر نہ ڈالا جائے۔

حدیث شریفہ۔ یٰ حَقِّق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام من کی طرف سے ایک کبریٰ حقیقہ کے لیے ذبح کیا اور فرمایا: اے مظلوم! اس کا سر منڈا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ دو۔

ترجمہ

مذہب

تخت کے احکام، قال رسول اللہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ استرا لینا، غنڈ کرنا، مونچھیں کترنا، بظلم کے مال اکٹھا کرنا اور اناحقوں کا لین۔

رسالہ شہادۃ النصار علی حرمتہ المزمعہ حاشیہ :- اعلیٰ حق :- جان لو۔ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیاہ کش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مایا اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔ جیسے بارش کی حالت کہ اس کی بھری ٹہکے کو خوش کر دیا۔ پھر وہ خشک چماتی ہے تو تو اس کو زبرد شدہ دیکھتا ہے۔ پھر وہ چڑا چڑا سوچاتی ہے اور قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور کس کی خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے سب اب کے اور کیا ہے۔

والذین لا یشتہون :- اور جو بے پردہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بے پردہ باتوں کے پاس گندیں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔ کما مامن اوقی :- اور جو کوئی پشت کے پیچھے سے اعمال ناسربا گیا پس قریب ہے کہ وہ بڑی کو پکا دے گا اور صبح میں داخل ہوگا۔ بے شک دنیا میں اپنے اہل و عیال میں عیاشی کی زندگی بسر کرتا تھا۔

حصان ملعونان :- دو آدمی دنیا میں اور آخرت میں ملعون ہیں۔ نعمت کے وقت بوجے گوجے اور مصیبت کے وقت بین کی آواز دھانی۔

رسالہ اسلام میں نکاح بیوگان :- قولہ تعالیٰ :- کما انکحوا :- اسے سہا نور قریم میں سے راتہ ہیں اور تمہارے نکاحوں اور نوکریوں میں سے جو تکہ ہوں ان کے نکاح کرادو۔ اگر وہ لوگ تنگ دست ہوں تو انہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بھر دے گا کہ وہ نہ گناہ کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- یہ سات الزین رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں جن میں ان سب پاک بیویوں میں سے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب کا حضرت علی رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا نکاح ہوا۔ آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں جن میں سے حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم کا دوسرا نکاح حضرت عثمان سے ہوا۔

ایہ لہوئیں کو غلبہ کے فرماتے ہیں :- کیا مجرب سے محبت کے یہی معنی ہیں کہ اس کی نقل و حرکت اور اس کی ہر ساز و سازت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور خود بھی مستغنیہ یا محبت صلیق اس کو کہا جاتا ہے جو محبوب کی ہر اداسی پر غماز ہو۔

اب یجھل کے قربت دامن کو فرماتے ہیں مگھو راجح :- مگھو مستول عن رعیتہ :- تم میں سے جو شخص گنہگار ہے اور ہر گنہگار سے اس کی رعایا کے متعلق سرزد ہو چکا ہے گا مگھو کم کو بے کس و دلچسپ بیوگان کے متعلق غلو سوال ہوگا۔

بیوہ جنو سے درخواست کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں :-

ہند صلو :- جب تم نے فکر فرمایا اور سیدہ سلیمہ رضی اللہ عنہا صلی اللہ علیہ وسلم کا زین پر لایا تو کہا کہ بے کس جب اللہ تعالیٰ کی عیادت کرے گا کہ بے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر کے لکھائیں تو تم کو اب کو کسی راہ اختیار کرنا چاہیے۔ مگھو بلا عیادت ایک صلیق اور مؤثر نصائح کا مجرب ہے جس میں سے ہم نے چند فقرات نقل کئے ہیں۔

والفین یشوقون، اور جو لوگ تم میں سے رہتے ہیں اور یہاں سے چھڑ جاتے ہیں تو ان کی یہاں اپنے نفسوں کو چار چھینے اور دس دن انتظار کرنا بھی مجرب اور آسانی حدت کو چار کر سکیں۔ تو اسے سلاؤ! تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ دستور شرعی کے مطابق جو چاہیں، وہ اپنے نفسوں کے حلق کر دیں اور جو تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے بخیردار ہے۔

رسالہ احکام شہر رات، عن علیؑ، حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شہان کی چند صوبی رات ہو، پس اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے فروغ پر سنے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے: بخیردار کوئی بخشش، نیکوئی ہے کہ اسے بخش دوں بخیردار کوئی مدق لینے والا ہے کہ اسے مدق دوں۔ بخیردار کوئی نصیبت دے ہے، اسے چھڑا دوں۔ بخیردار کوئی غلاموں کو حاجت والا ہے، غلاموں کو صبح صادق تک اللہ تعالیٰ میں کو آواز دیتا رہتا ہے۔

عن ابی موسیٰؓ، حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شہان کی چند صوبی رات کو طلوع فرماتا ہے۔ پس سوائے شرک اور کینہہ کی بے ماری غلوں سے گریختا ہے۔

رسالہ تحفہ معراج النبیؐ، سبحان الذی، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے امتاز بندہ کو رات کے وقت بہت قدر سے بیت المقدس تک میر لائی۔ رسالہ تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابن فی حبلہ، ابے شک اس میں خدا پرستوں کے لیے ایک پیغام ہے جو ہم نے تو میں تمام جہاں کے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یا ایہا الذین، اے ایمان والو! مجھ سے بڑے بڑے علماء اور دانشوروں میں سے لوگوں کے مال کا بیکار طریقوں سے کھاتے ہیں اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔

رسالہ مال میراث میں حکم شریعت، قد لعلہ ان العنا، اور کہتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے پروردگار رسول خدا پر ایمان لائے اور ہم نے اہل عتق کی پھر ان میں سے اس کے بعد ایک حاجت دگر دلی کرتی ہے اور مومنوں کے ساتھ نہیں ہیں اور جب ان کو رحمت دی جاتی اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر سکے۔ اس وقت ان میں سے ایک گروہ اصرار کرتا ہے۔

حدیث شریف، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل، آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی لبا سفر کرتا ہے۔ پریشان بالوں والا غبار آلودہ اپنے ہاتھ اسے رب! اسے رب کہتے ہوئے آسمان کی طرف پھیلاتا ہے۔ گرس کا کھانا حرام اور پینا حرام اور بیس حرام اور اس کی غذا حرام، سواس حالت میں اس کی دعا کیجیے قبول ہوا!

حدیث شریف، ان اللہ! لے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سچے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں کرتا ہے۔

رسالہ نوٹو کا شرعی فیصلہ، ولا تکلفوا، تم ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے اللہ کو فراموش کیا تب اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے نفسوں کی بہتری بھی بھلا دی یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کے قانون کو توڑنے والے ہیں۔

وقافی، انکذبت، اور انہوں نے کہا کہ تم خداؤں دو، سوا جہیز اور لبر، کو برگز نہ چھوڑو۔

تفسیر بیضاوی، قد لعلہ ان العنا، اور ان مجبوروں کو بالخصوص نہ چھوڑو۔

منواریہ

ترجمہ

جن کے نام اس آیت میں مذکور ہیں۔ بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض صالح بندوں کے نام ہیں جو آدم اور نوح کے درمیان تھے پس جب وہ مر گئے تو میرا ان لوگوں نے ان کی تصویریں بنائیں۔ پھر حبیبیت ساز باز گذر گیا تو ان کی عبادت شروع کر دی۔

آخری عنوان: پیغام بیداری

رسا خلق عشتدی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہلے ملک کعبہ کو بندہ طلاق کے تمام اور اخیال حشر کی تکمیل کیلئے بسوخت فرمایا۔ آیت حاضرہ: قاتلوا فی سبیل اللہ، خدا کی راہ میں بن لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے لڑکی حالت میں روکتے ہیں اور دوسرے ذریعہ جو، جنگ لڑتے تھے ان کو روک کر لے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ: قلہ تقتلوہم پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا اور لیکن اٹھنے ان کو قتل کیا ہے اور تو نے جب چاہا، وہ تو نے نہیں چاہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا۔

واینگلکم اللہ: اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے امن ملو کہ اور صلہ لا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا۔ جو تم سے دین کے معاملے میں نہیں لڑے بلکہ جنوں نے نہیں اپنے گھروں سے بھی نہیں نکالے۔ جنگ اللہ تعالیٰ صلہ رزق کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ رسالہ نباتت دارین کا پروردگارم آیتیں: یہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کرتا اس کی طرح جوتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی نوازش کی مولیٰ۔

قما ھذا: الملیحہ: دنیا کی زندگی سوائے کمال و ترقی کے کساد نہیں ہے اور تحقیق آخرت کا ہر دینی عملی زندگی ہے۔ کاش کہ لوگ اس بات کو سمجھتے۔

ان کان شریعہ: جو شخص نقد دنیا کا نفع حاصل کرنے کا ارادہ کرے گا وہ ہمیشہ کفر و دنیا میں رہتا رہے گا۔ جس کے واسطے چاہیں گے فی ظاہل ہی کہیں پھر ہمیں کیلئے ہم جو رکریں گے۔ اس میں بد اعمالی نافذ نہ لگا۔ جو کہ داخل ہوگا۔

منواریہ

ترجمہ

رسالہ نباتت دارین کا پروردگارم۔

آخستن: کیا وہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کرتا ہے، اس کی مثال اس میں ہے۔ جو بد عملی سے غفلت لے کے غضب کا شکار ہو جائے۔ یا قوم: اسے میری قوم۔ دنیا کی زندگی ایک گھٹن زنیادی سڑیہ ہے اور آخرت میں تم کو پیشہ رہتا ہے۔

من کان یریدہ: جو دنیا ہی میں بد لوگنا چاہے گا۔ ہم اس کو دنیا میں مت چاہیں گے دیں گے۔ جس کو چاہیں گے پس اس کو روزی لیں واپس گئے۔ اس کو ذلیل اور سوا اور زائدہ دیکھا کہ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

والذین: یہ وہ لوگ ہیں جو جاری نشانیوں سے سزا سزا تھے ان کے گناہوں کے سبب ان کا شکنا نادرش ہے۔

قصہ ادھا لخص: جس نے آخرت کی تیاری کا ارادہ کیا اور اس کے لیے سب سے دل سے کوشش کی اور وہ صاحب ایمان بھی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی کما حقہ کی قدر کی جائے گی۔

کی مہمہ: اور ان میں جو کتا ہے ۱۰ حصہ ہمارے پروردگارم کو دنیا میں خوشحال علی فراہ اور آخرت میں خوشحال علی فراہ اور روزی کے عذاب سے چرمان کیلئے حسنات کا اچھا مہر جو اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

رسالہ استقام پاکستان:

ان متحصو اللہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی حد کو گھٹاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا۔

ان اللہ یامرک: اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ حق داروں کو ان کی امانتیں واپس کرو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے

عاشق

ترجمہ

کام کو بے تکثر کرنا چاہی نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سنتے والا اور دیکھنے والا ہے۔

یعنی کمالات، مقام، مسندت :-

جب رسولؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا جاتا ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ تاکہ لوگوں کے دینیوں میں انصاف کریں تو وہ کہتے ہیں۔ ہم نے سنا اور ہم نے دیکھا یہی لوگ فحاش پانے والے ہیں اور اس نے انصاف کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور پرہیزگار اور انصاف کی۔ یہی لوگ فاضل اور مہتمم ہیں۔

فَمَا أَفْکَہُ :- تم کو جو کہ اللہ تعالیٰ کا رسولؐ دین کا حکم دے اس کو مانو اور اس کام سے منع فرماتے منع ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسری جگہ فرمایا جس نے رسولؐ خدا کی اطاعت کی اس نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

آداب لباس :-

احمل اللہ تعالیٰ :- میری امت کی حد توں کو سنا اور بشریت پر سنا اصلاح ہے اور مردوں کے لیے حرام ہے۔

حدیث شریف :- بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف غصہ و نفرت سے نہیں دیکھتا، جو اپنے درجہ کو فخر سے دکھاتا ہے۔ زمین پر گھسٹتا ہے۔

آداب طعام :-

لَا تَشْرَبُوا :- تم سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ کیونکہ غیر مسلم کے لیے یہ دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔

لَا یَا کُلُّن :- تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے برگزدہ نہ کھائے اور برگزدہ پیے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

عاشق

ترجمہ

آداب ملاقات :-

حدیث قدسی :- فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ میری وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ میں ان کو اپنی رحمت کے سایہ میں پناہ دوں۔ جبکہ میرے سایہ رحمت کے بغیر کچھ کے دن کوئی سایہ نہیں ہے۔

دوسری حدیث :- تیرا اپنے بھائی کی علامات پر جسم بھی نیکی ہے۔

حدیث عاشق :- حسن اخلاق والا اور نیکو دار اور نیکو آدمی کے مقام کو حاصل کرتا ہے۔

حدیث :- پاکیزہ بات بھی نیکی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نیک کو پناہ دے۔ حدیث قدسی عاشق :- یتو اللہ تعالیٰ۔ میرے لیے آپس میں محبت کرنے والو! میری رضا کے لیے آپس میں بیٹھنے اٹھنے والو! میرے لیے ایک دوسرے کی زیادتہ کرنے والو۔ میرے لیے خوشی کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی۔

عاشق :- حدیث شریف :- جس نے میری امت میں سے کسی کی حاجت اس کو خوش کرنے کے لیے پوری کی۔ اس نے یقیناً مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔

اشعار کا ترجمہ :- بھائی کی مدد کہ اور اس کے دل کی خوشی حاصل کر۔ کیونکہ اس عمل میں سچا کبر کا ثواب ہے۔ ایک فخریہ جہاں بزار کیوں سے بہتر ہے۔ کچھ نہ تھوڑا بڑا سچ کا جامہ ہے۔ لیکن انسان کو دل لگائے تو لگا لگا لگا لگا لگا ہے۔

کے گندہ گاہ :- دو گندہ گاہ :-

عاشق :- پانی اور گندہ گاہ کی کچھ کہ تمام آلودگیوں میں گندہ گاہ کی آلودگی سے بہتر ہے۔

حاشیہ

ترجمہ

حدیث شریف ۱۔ انسان کے خلق کی یہی نشانی ہے کہ وہ بے پردہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔

حدیث شریف ۲۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر کثرت کا کام ہے جو پس کثرت کلام سے تمہارے دل سخت ہو جاتے ہیں اور سخت دل والا بے نصیب اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے۔

شعر کا ترجمہ ۱۔ تجھ کو اس بار رسول خدا کا مادی ہو جائے۔ وہ شریعت کے پیروں سے واقف ہو جاتا ہے۔

باقی امور میں اتباع سنت ۱۔

حدیث شریف حاشیہ ۱۔ جب تہذیب کی آواز سنو۔ جیسے مؤذن کہتا ہے کہتے جاؤ۔ پھر پھر پروردگار پر صلوٰۃ و درود پڑھا۔

اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے یہ سید کی دعا کہ: یہ جنت میں ایک منزل دہر جیسے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے فقط ایک ہی کو نیا یا جائے گا۔

میاں سید کرتا ہوں کہ وہ بفضل خدا میں ہوں گا۔ جس نے خدا تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس پر

شفاعت حلال ہو گئی ہو مسلم

دوسری حدیث ۱۔ بے شک میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو ایندھن اگلی کہنے کا حکم دوں اور پھر کسی کو نماز پڑھنے کا اور کدوں پھر نماز کھڑی ہو۔ پھر ان لوگوں کو جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ ان کو بیلاوں و تہذیب شریف

حضرت مولانا لاہوری اور شافعی شریف

وہم یظلم ۱۔ جس نے شفا ترا لہ کی تحفہ کیا۔ میں یہ عمل رووں کی پرہیز گاری سے متعلق ہے۔

اسلام میں عبادت کا مقصود ۱۔

ترجمہ

حاشیہ

یا ایہا الذین ۱۔ اے ایمان والو۔ ہم نے تم کو مذق دیا ہے اس سے پاکیزہ و حلال کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اگر تم کسی کی عبادت کو بے پردہ ولاست ۱۔

ان من عباد اللہ ۱۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں وہ بھی ہوں گے، جن پر انبیاء کرام اور شہداء رشک کریں۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میرے سامنے ان کے اوصاف بیان فرمائیے تاکہ مجھ سے صحبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو ایمان دین اور کسی قرابت داری کے بغیر آپس میں

محبت کرتے ہیں۔ ان کے چہرے پر نور ہوں گے۔ وہ نورانی مشیروں پر ہوں گے۔ ان کو کوئی ثبوت نہ ہوگا۔ جب لوگ غفلتیں ہوں گے ان کو غم نہیں

ہوگا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۱۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے دیوبہ پر شرف و برکت ہوگا۔

ذکر اللہ کے برکات و شرا ۱۔

حدیث ۱۔ عن مدائن بن جبلی ۱۔ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل جنت کو کسی چیز کی حسرت نہیں ہوگی۔ اُن صرت اس وقت پر تکتا ہیں

گئے۔ جب انہوں نے کوئی وقت بغیر ذکر الہی کے گزاریا ہو۔

حدیث عن ابو ہریرہ ۱۔ کہا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں بندہ کے گمان کے قریب ہوتا ہوں اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور حب وہ چھو کہ یاد کرتا ہے۔ اپنے دل میں ۱۔ تو

میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ چھو کہ محفل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اس کو بہر جمع و فریقوں کے مجمع میں یاد کرتا ہوں

اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے۔ تو میں ایک بالشت ہوتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں ہاتھ ادا دھرتو ہوتا ہوں۔

ہمیلہ انگلش عبارتوں کا ترجمہ

ترجمہ

۱۸۱ دوسرے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داخل مندی کو بعد ایک حکمران ملاحظہ کیئے۔ قرآن پاک میں حکمران کا جو تصور موجود ہے، وہی آپ کا انوکھل تھا اس وقت ہی عمل پر ہی آپ کی ساری پیجز پر گریزوں کا انحصار تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی سیاسی فرائض اور معاشرتی اصلاحات کی نشاندہی پر مرکب نہ تھی بلکہ اس سے ہوتی ہے۔ ان معاملات میں آپ کی ناشوری کا انہماک یوں ہوتا ہے کہ نہایت سرعت کے ساتھ آپ کی ایک چھوٹی سی مدنی ریاست دماغی عرصہ تک ایک حالگیر حکومت میں تبدیل ہو گئی۔ سماجی اداروں کی ملک عرب میں تعمیر ہوئی اور مختلف حالات میں دین کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

جواب یکس تیرہ سو برس سے جاری ہے۔

نوٹ: اسی کتاب کے آخری پرے کی چند سطروں ملاحظہ ہوں۔

انسان میں قدر رسول پاک کی حیثیت طبعاً اور اسلام کی ابتدائی حالت پر خود کرتا ہے۔ اسی قدر اسی کی حیرت میں افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس عرصے میں آپ کے جو اصول کارنامے ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔ ماحول کی ہمدردی کا آپ نے ہر موقع پر مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اگر آپ کو مقبرہ اتر خدائی صلاحیتوں اعلیٰ کا سیاب حکمران اور مشن کے صفات سے نہ ہوتا تو چاہا تو آپ کو خدا تعالیٰ پر مغرور اختیار دیتا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو انسانی تاریخ میں ایک قابلِ خدایا کی کہ وہ جاتی: میں چورسے و شوق سے سرسخت ہوں کہ جی آدم میں یہ عظمت اور قابلِ تعظیم مقام اور کسی زندگی کے مطالعہ سے ہاتھ نہیں آتا ہے۔

ترجمہ

پس بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہو اس سے خبر دے۔
آیت۔ قہان۔ اگر تم فیصلہ کرو۔ پس انصاف سے ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فقہ و زہد :-
بطعن جانتے :- جبور کے پیٹ والا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے
شر فاضل عابدوں سے :-

آیت :- اَکْمَنَ عِیْشٰی :- کیا پس جو اٹھے شرحا ہے۔ لیاہ و ریت پر ہے۔ اس سے جیسے ہی راہ پر گامزن ہے؟

تبیحہ

۳۶۹

کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا اور اس قرار داد کے انعقاد میں۔

”اس عظیم روحانی شخصیت کی دائمی منفردیت سے علمی اور روحانی دنیا میں ایک ایسا نیا پیدا ہوا ہے، جو کبھی پر نہیں ہو سکتا۔ اس ایسے پاکستان کو ایک پاکیزہ بزرگ سے محروم کر دیا ہے۔ جس نے رسول دین اسلام کی نہایت منہدی سے خدمت سر انجام دی۔ آپ کی علمی اور تبلیغی خدمات کو نہ ہرگز فراموش نہیں کر سکتا۔“

”قوتیان، ایسا نیا شروع“

۳۷۱

گروناک: جنگاں دن، اعلیٰ قوت، محمد ادریس خان طریقت، مشائخ اور انقلاب لاسٹا ہی قیوم و برکات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہیں۔

۳۷۲

گروناک:۔۔ انسان ہمیشہ بے چینی میں کیوں مبتلا رہتا ہے؟ اور انجام کار جہنم میں کیوں جاتا ہے۔ اس کی ایک اور طرف ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کے دل میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہیں ہے۔

۳۷۰

”واللہ اعلم“

ترجمہ: قرآن پاک مسلمانوں کا ایک عام دستور حیات ہے۔ اس میں مذہبی سماجی کاغذ باری، فوجی، رسول، حلقہ، اور جو کچھ کی سزا کے احکام موجود ہیں۔ یہ سب ایک کتاب انسانی زندگی کے مذہبی دائرے سے آگے بڑھنا کی زندگی اور حقیقت کی نجات، جسمانی صحت، انفرادی اور اجتماعی حیات کے آئین، حقوق و فرائض، اخلاق، صیغہ اور کردار دیکھ کر پادشاه، اس دنیا میں سزا دینا اور آئندہ آنے والی زندگی کے حوال پر مجبور کرتا ہے۔

۳۷۳

ترجمہ: میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم ترین شخصیتوں میں سے ایک تعین کرتا ہوں اور دل سے آپ کا احترام کرتا ہوں۔ اسلام نے دنیا کو

ترجمہ

۳۷۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثالی اسوۂ حسنہ کے مالک تھے۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے ایک نہایت نمایاں علمی زندگی کی مثال پیش کی۔ آپ کا کردار پاکیزہ اور منقہ تھا۔ آپ کا گھر آپ کا درس تھا۔ آپ کی عورتوں کے لئے مثالی زندگی کی ترغیب کرتے تھے۔

آپ کی زندگی اس لحاظ سے بھی بے نظیر تھی کہ آپ اپنے صحابہ کرام میں کسی خصوصی اور امتیازی شوکت کو پسند نہیں فرماتے تھے اور جو کام خود کر سکتے تھے، اپنے غلام سے وہ کام نہیں لیتے تھے۔ آپ ہر ایک کے لیے اور ہر وقت ملاقات کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ آپ سادگی کی حیات فرماتے اور ہر شخص کے لیے ہمدردی رکھتے تھے۔ مدت کے برعکس سے شغف دہرنا دیکھتے تھے۔

۳۷۴

انبار فروش یونین نے تفریقیت جیسے ہی کہا کہ مولانا احمد علی کی وفات صرف پاکستان کو ہی نہیں، بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ایک دردناک سانحہ میں مبتلا کر گئی۔

۳۷۸

آپ کی وفات پر طلبہ کا جلسہ۔ لاہور کے طلبہ کی فکلت تعلیموں نے تفریقیت ایک مشفقانہ اور قرار دادی پاس ہوئی کہ حضرت مولانا احمد علی نے علمی اور فنی حلقوں میں ناقابل فراموش خدمات سر انجام دی ہیں۔ مرحوم کی یاد کے طور پر اسلام آباد لاہور نے اجلاس کے بعد اس دن کا کٹی بند کر دیا۔

۳۷۸

اسلام آباد کالج سول لائسنسنگ کے طلبہ نے جلسے میں حضرت مولانا کی بے لوث دینی خدمات کو سراہا اور کہا کہ حضرت لاہور کی علمی تعلیمات نے لاکھوں انسانوں کے دلوں میں شمع اسلام کے انوار پیدا کئے۔

۳۷۹

حضرت کی وفات پر پنجاب یونیورسٹی کے ارباب کے تاثرات:۔۔ شہداء اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کے صدر، رکن، وائس چانسلر

ایک ایسا مذہب دیا ہے جس میں پردہ پوشی کی پرستش نہیں ہوتی۔ اسلام نے عرب سے جہالت کو مٹایا ہے۔ اسلام نے نبوی حقیقہ توحید شہادت، بے یار و مددگار کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کے پیغام کی برکت سے تمدن اور مذہب و اخلاق کے میدان میں ایک شعل برپا کر کا کہ وہ اپنے افریقہ، ایشیاء، ایشیائے کوچک، یورپ اور ایران میں تنہا کے انوار اسلام کی برکت سے پھیلے ہیں۔

جب یورپ جہالت کی تلویکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، سپین میں ظلم اسکالزہ سائنس اور علم ادب کے ماہرین مانے جاتے تھے۔ وہ اس وقت علم الادویہ، ریاضی، کیمیا، فلکیات، فلسفہ، ان فنون بنی لطف کی قدیم و تندرست کا کام کرتے تھے۔ یہ کتنا سبالتو نہیں ہے کہ اسلام نے چند دستانوں کی زندگی اور خیالات میں بہت زیادہ کارآمد سے نمایاں سر انجام دیے ہیں۔ اس نے ہندوستان کے فنون، صنعت، شاعری اور فلاسفی میں معتدرا اضافہ کیا ہے۔ تاج محل تمام دنیا میں صنعت کے لحاظ سے ایک عجز سے کم نہیں۔

(صلوٰۃ اللہ اور حضرت لایونگی یا فاسطہ نماز)

جس نے کسی مسلمان کو یا جماعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس کو نماز کے ضبط و نظم، الطاعت، ابرا، ترتیب، صفوں اور عبادت کے اس پر چلنے والے شکر کی جہت بکیر صورت میں لازماً تربیتی اور طبیعی جوہر نظر آئے ہوں گے۔ یہ عبادت ۴۰ ائمہ مسلمانوں میں تقاضائی استقامت اور باہم مروت و مہاشات کا سبق دیتا ہے۔ ایسی مبارک عمل کی برکت سے مسلمانوں نے آئندہ قیامت حاصل کیں اور غازیان اسلام کے دل سے موت کا خوف و ہراس ہمیشہ کے لیے نکل گیا۔